بہ عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

جو حقیقت و عرفان اصول دین مذہب حقہ اثنا عشری کا پورا بیان کتاب لاجواب ہدایت و ارشاد و ذخائر سے ہے

انارۃ البصائر و کشف الاسرار

جلد اول

مصنفہ عالم المعی فاضل لوذعی جناب شفاء الدولہ وکار الملک حکیم سید افضل علیخان بہادر صہ برجنگ حسب فرمائش و تصحیح جناب مصنف عالیمقام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزار خوبی چھپی

اطلاع ۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ بسلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ اور ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب علم فقہ وغیرہ اُردو و فارسی مذہب امامیہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب فقہ اُردو و فارسی مذہب امامیہ

حلیۃ العرائس ۔ یہ کتاب بزبان اُردو فقہ مین اسم بامسمیٰ ہی اسمین عورات کے مسائل فقہیہ روزمرہ کے کارآمد ہین صاف صاف اور مشرح لکھے ہین اگرچہ رسالہ مختصر ہی مگر فوائد عظیم سترتب ہین جامع عباسی تذکرۃ الصلوۃ وغیرہ کتابین اکثر عورات کو پڑھائی جاتی ہین لیکن بعض بعض باتین اسمین اُس سے زیادہ ہین اور عبارت عام فہم سلیس ہی اور مسائل عمدہ عمدہ باسانید صحیحہ اسمین موجود ہین اگر ایک بار یہ کتاب بنظر غور اور خیال مطالعہ کیجاے اور مضمون خوب ذہن نشین ہوجاے تو ضروری مسائل روزمرہ جسکی ضرورت اکثر رہا کرتی ہی اُنسے بخوبی وقفیت ہوجاے ۔ بلکہ عورات کو اسکا پڑھانا گویا اُنکے حق مین اکسیر اعظم ہی مصنف اسکے مولوی امداد علی صاحب لکھنوی ہین۔

بعد حمد سندھی ۔ یہ کتاب مختصر روزمرہ کی بول چال سابق روش کی نظم ہی ۔ اکثر اطفال خردسال اور عورات کے درس مین رہتی ہی انسان کا مرنا اور قبر مین منکر نکیر کا سوال و جواب کرنا قیامت کا آنا بہت عمدہ طور سے نظم ہی چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیان اکثر ازبر یاد کرتی ہین جس سے مسائل مین بھی وقفیت ہو جاتی ہی بعض بعض اشعار ایسے پُر تاثیر اور عبرت انگیز ہین جنکے پڑھنے سے لڑکا کیسا ہی شوخ کیون نہو مگر صلاحیت مزاج مین آجاتی ہی اور روزہ و نماز جوکہ اصول مذہب ہی اسمین امتیاز کامل پیدا ہوجاتا ہی اور عقائد بھی درست ہوجاتے ہین حرام و حلال نجس و پاک سے بھی اطلاع ہوجاتی ہی ہرچند کہ چھوٹا سا رسالہ ہی مگر فائدے بڑے ہین اسی سبب سے ہر مقام پر مروج ہی اور ہر شخص اسکو تربیت اطفال کے لیے خرید کرتا ہی۔

تحفۃ العوام ۔ یہ کتاب بھی مسائل اور عمال مین مستند ہی ۔ کئی بار اس مطبع مین چھپی اور بوفور خواہش خریداران سے دست بدست فروخت ہوئی اس کتاب کو مصباح کفعمی اور زاد المعاد و سفینۃ النجات وغیرہ سے جہان جہان غلط تھا درست کیا ہی اور بکمال احتیاط سے چھاپا ہی ۔ اس مرتبہ کی تصحیح سے یقین واثق ہی کہ کوئی غلطی نظر نہ آوے ۔ اکثر کم استعداد لوگ اسکو پڑھتے تھے مگر بوجہ عدم واقفیت کے وہ اعراب الفاظ کے صحیح نہ پڑھ سکتے تھے اور ثواب سے محروم رہتے تھے اب اُنکو خوش ہونا چاہیے کہ ایسی عمدہ تصحیح اُنکے مفید کار ہوئی کہ عام لوگ صحیح صحیح پڑھ سکتے ہین اور اُسکے فوائد سے فیضیاب ہو سکتے ہین اس کتاب مین اصول دین اور زیارات ائمہ معصومین و اعمال ایام اور اکثر شہور اور نجاسات و مطہرات کا بھی صاف صاف بیان ہی۔

مجموعہ جوشن صغیر و کبیر ۔ مع دُرُود طوسی علیہ الرحمہ و دعاے کمیل وغیرہ ۔ اس مجموعہ کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ کس قدر اسمین فوائد ظاہری و باطنی ہین جوشن کبیر و صغیر کا ترجمہ بھی ہی اور درود طوسی علیہ الرحمہ جوکہ مقبول عالم ہی اس مجموعہ مین موجود ہی جسکے اوراد سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہی اسلام کو جلا اور دل مین ولولہ ہوتا ہی ثواب اخروی پڑھنے والا پاتا ہی ۔ اسی طرح دعاے کمیل بھی موجب شفاے ہر درد والم ہی ادھر بیمار پر پڑھکر دم کیا ادھر شفا حاصل ہوئی جس مطلب کے لیے اسکو ورد کرے وہ مقصد اُسکا حاصل ہو غرضکہ یہ مجموعہ نہایت نادر ہی اوصاف اسکے لکھنے باعث طوالت کا ہی ۔ ہر مسلمان کو اسکا وظیفہ کرنا فرض عین ہی بروقت مطالعہ و ملاحظہ کے خوبی اس مجموعہ سے صاف صاف ظاہر ہوسکتا ہی کہ کس درجہ یہ مجموعہ عمدہ و نایاب ہی قیمت بھی ارزان ہی شائقین کہان ہین دوڑین اور اس گوہر بے بہا کو نقد جان سے خرید فرمائین۔

حیات القلوب جلد اول۔ یہ ایک کتاب
نادر روزگار کہ سوائے کُتب خانۂ اُمرا و عُلما
کے جسکا میسر آنا دشوار تھا حالات و قصص انبیا
مین بروایات صحیحہ مذہب اثنا عشریہ تصنیف
عالم ربانی مولانا محمد باقر بن محمد تقی المجلسی الاصفہانی
کہ جو تین جلد مین ہی منجملہ اسکے اس جلد مین احوال
حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام سے تا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام مع قصص حضرت دانیال
و حضرت یونس و اصحاب کہف و اصحاب اُخدود
و حضرت جرجیس و اخبار غیر پیغمبران بنی اسرائیل
و بعضے بادشاہان اہل زمین تا قصہ ہاروت
و ماروت مشرح و مفصل ہی بمقابلہ نسخہ صحیحہ مطبوعہ
تبریز و دیگر نسخہ قلمی اسکی تصحیح ہوئی ہی سبحان اللہ
کیا کتاب ہی کہ جسکے دیکھنے سے روح تازہ ہوتی ہی
حالات و قصص انبیاے کرام ایسی پاکیزہ
عبارت اور اسناد احادیث صحیحہ و نصوص
قرآنیہ سے اس کتاب مستطاب مین مرقوم
ہین کہ پڑھنے سے نہایت درجے کی شگفتگی
اور لطف حاصل ہوتا ہی عبارت فارسی ایسی
عام فہم ہی کہ جسکو تھوڑی سی مہارت فارسی مین
ہو وہ بھی بخوبی اُسکے مطالب سے فیضیاب
ہوسکتا ہی۔ اس کتاب کے اکثر عمدہ عمدہ
کُتب خانون مین چھاپۂ تبریز کے نسخے چھپے
ہوے یا قلمی ہونگے مگر اس وجہ سے
کہ عمدہ نسخہ چھاپۂ تبریز کا یا قلمی پندرہ سولہ
روپیہ کو ملتا تھا عموماً لوگ اسکی سیر سے محروم
تھے اب خوش ہونا چاہیے کہ ایسی ایسی فیض بخش
کتابین مطبع اودھ اخبار مین طبع ہوکر کوڑیون کے
مول ملتی ہین۔

حیات القلوب جلد دوم۔ اس جلد مین
اول سے آخر تک جناب رسول خدا کے
شمائل و معراج و معجزات و غزوات کا مشرح
بیان ہی مومنین و شائقین مذہب امامیہ کو
اس کتاب فیض انتساب کا خرید فرمانا واجب
و لازم ہی کہ آیندہ کُتب مذہب امامیہ کی
اشاعت و طبع کا حوصلہ مطبع کو بڑھے اور
نادر نادر کتابین چھپکر بملاحظۂ شائقین [illegible]
مین گذرین۔

حیات القلوب جلد سوم۔ اس جلد مین
امامت ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا
ذکر ہی جناب مصنف نوّر اللہ مرقدہٗ نے کس
عمدگی سے احادیث صحیحہ اور نصوص قرآنیہ
سے امامت کو ثابت فرمایا ہی اور کیسی سلیس
پاکیزہ عبارت فارسی عام فہم لکھی ہی کہ ہر شخص
سمجھ سکتا ہی اور مطالب و مقاصد کو تھوڑے
غور سے پا سکتا ہی اس جلد مین بھی صحت کا
نہایت اہتمام ہوا ہی نسخہ چھاپۂ تبریز و قلمی نسخ
سے اسکی تصحیح کی گئی ہی اوصاف ہر سہ مجلد
کے محتاج بیان نہین ہین ہر شخص بخوبی واقف
ہی کہ یہ تینون جلدین کس درجہ نادر و نایاب
ہین کہ ڈھونڈھے سے بقیمت کثیر دستیاب
ہوتی تھین لیکن صرف بنظر اشاعت علوم
اور اس خیال سے کہ ہر مفلس و توانگر [illegible]
ان عمدہ اور بے بہا کتابون کا مطالعہ و ملاحظہ
کرسکے قیمت نہایت ارزان رکھی ہی اور چھاپہ
مین بھی عمدگی کا لحاظ رکھا ہی اور نہایت
اہتمام سے تینون جلدین چھپی ہین۔

بشارۃ الاسلام فی احکام الصیام۔ یہ
کتاب فیض انتساب بزبان فارسی تصنیفات
عالم علوم جلی و خفی حجۃ الاسلام مجتہد العصر
والزمان جناب مفتی مولوی سید محمد عباس صاحب
لکھنوی سے ہی اس کتاب لاجواب مین
روزہ دارون کے مراتب اور ثواب اور
روزے کے آداب نہایت مبسوط اور مفصل
تحریر فرمائے ہین اور روزہ خورون کی
شقاوت و خباثت کو کس خوبصورتی سے
بیان فرمایا ہی جسکے پڑھنے سے ماہ رمضان المبارک
کی عظمت و جلالت اور روزہ دارون کی
قدر و منزلت صاف صاف معلوم ہوجاتی ہی
احادیث صحیحہ سے جناب مصنف دام ظلہ العالی
نے ہر فقرے کا ثبوت دیا ہی اور دلائل عقلی و
نقلی و نصوص قرآنی سے صوم اور صائم کی
عظمت ظاہر فرمائی ہی۔ الغرض یہ کتاب سراپا
فوائد باوجودیکہ مختصر ہی لیکن بے نظیر ہی احکام
و مسائل صوم باحادیث صحیحہ و نصوص قرآنیہ
سے [illegible] و براہین عقلی لکھے ہین مسلمانان مذہب
امامیہ کے واسطے ایک نعمت عظمیٰ ہی اسکے
ملاحظہ و مطالعہ سے بخوبی کل مطالب و
مقاصد دریافت ہوسکتے ہین عبارت ایسی
پاکیزہ و سلیس پُر مذاق ہی کہ جہان نظر پڑی
پھر یہی دل چاہتا ہی کہ اسکو پڑھے جائیے

الحق یہ ذخیرۂ عقبیٰ موجب ثواب دین و دنیا ہے
اسمیں فوائد بیشمار ہیں صیام کے احکام اس بسط
اور وضاحت سے بیان ہیں کہ حیطۂ تحریر سے
باہر ہیں کوئی بات فروگذاشت وجوب و سنن
وحلال وحرام ومکروہ میں نہیں کی جہاں تک
احادیث صحیحہ سے نشان ملا صاف صاف
لکھا ہے یہ کتاب خوشخط کاتب پاکیزہ سے کاغذ
چکنے صاف پر نہایت اہتمام سے چھپی ہے۔

رسالۂ جبر و تفویض۔ تصنیف اعلم العلما
افقہ الفقہا خاتم علم ربانی مولانا آخوند محمد باقر
مجلسی علیہ الرحمہ سے ہے قابل دید ارباب علم
و ہنر ہے کہ اس درجہ اختصار پر کس قدر اسمیں
فوائد ہیں۔

طرد المعاندین۔ تصنیف جناب میرن صاحب
یعنی مولوی سید حسین صاحب مذہب امامیہ اس
کتاب میں اکثر احادیث صحیحہ نبویہ و نصوص
قرآنیہ سے اثبات کیا ہے ہر چند کہ چھوٹا سا رسالہ
ہے لیکن معائنہ سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ کس
درجہ عمدہ اور بے بہا ہے۔

زاد المعاد۔ محشی و مترجم یہ کتاب مذہب امامیہ
کی اعمال اور وظائف میں نوادرات سے ہے پورے
سال یعنے بارہ مہینوں کے اعمال نہایت مبسوط
اسمیں موجود ہیں تصنیف جناب ملا آخوند محمد باقر
مجلسی علیہ الرحمہ بتصحیح علمائے مذہب امامیہ
کاغذ سفید پر خوشخط مع حواشی عمدہ و نایاب
چھپی ہے۔

خلاصۃ المصائب۔ یہ کتاب مصائب اہلبیت
علیہم السلام میں مشہور و معروف ہے تالیفات سے
محدث بیمثال فقیہ مقبول ذاکر آل عبا میرزا
ہادی صاحب صلحا مرحوم کی ہے۔ دو مرتبہ پہلے
بھی اس مطبع میں طبع ہوئی تھی اور کئی مطابع
میں بھی چھپ چکی ہے اس مرتبہ نہایت احتیاط
سے بکمال صحت طبع ہوئی ہے۔ مصائب سید الشہدا
امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کو جناب مؤلف مرحوم نے
اس عمدگی اور ربط معقول سے ترتیب دیا ہے اور
ایسا اور خلاصہ فرمایا ہے اور ایسے ایسے مضامین
جگر خراش مصائب امام ہمام اور اہلبیت علیہم السلام
کے لکھے ہیں کہ جنکے سننے سے سامعین کو
غش آتا ہے ایک دریا آنسوؤں کا آنکھوں سے
بہہ جاتا ہے۔ کیونکر یہ مرغوب او مقبول نہ ہو کر
اس کتاب کے مؤلف جناب میرزا ہادی صاحب
صلحا مرحوم لکھنوی بھی کیسے پاک اور محدث
مقبول تھے کہ جنکو ہر لحظہ علم حدیث و کلام سے
کام تھا۔ ویسی ہی یہ کتاب بھی انکی مقبول ہے
ایک ایک قطرے سے غم و الم ٹپکتا ہے سامعین
کے دلوں میں مضامین جگرخراش سے نشتر
غم لگتا ہے۔ مصائب اہلبیت سے شعلۂ آتش
سینوں میں دہکتا ہے۔ خار غم مصیبت و الم
کھٹکتا ہے جسوقت اس کتاب کو ذاکر مجلس میں
پڑھتا ہے سیلاب اشک آنکھوں سے جاری
ہوتا ہے۔ صبر جاتا رہتا ہے سینہ کوبی سے غش پر
غش آتا ہے ذاکر سے بوفور رقت کب پڑھا جاتا ہے
الغرض یہ کتاب فیض انتساب اس مرتبہ کاغذ
عمدہ پر صاف و شفاف چھاپی گئی ہے اعلیٰ درجہ کے
خوشنویس سے لکھوائی گئی ہے اور قیمت بھی
بر فائدہ عام نہایت ارزان ہے۔

ذائقۂ ماتم معروف بہ چہل مجالس شبیر جان البتول
کیا کتاب شامل برکت و ثواب ہے جسمیں فضائل
مصائب خامس آل عبا و دیگر شہدائے کربلا
کے کمال روایات صحیحہ سے ذاکر آل عبا
ثنا خوان جگر گوشگان مصطفیٰ سید وزیر حسین صاحب
رضوی المشہدی الاثنا عشری متخلص بہ وزیر نے
تصنیف فرمایا ہے

گرچہ سبب عفو جرائم تو یہی ہے
کیا وسعت دامان حسین ابن علی ہے

اس چہل مجلس شبیر کی جہاں تک تعریف
کیجائے بجا ہے کیا خوب بیان ہے کہ کیسا ہی
سنگدل ہوگا جب مصائب شہدائے کربلا کو
اس بیان شیریں پُر تاثیر سے سنیگا تو قلب
موم دل بن جائیگا اور دل اسکا مانند موم پگھلکر
بہ جائیگا۔

مسدس اوج۔ تالیف مرزا محمد جعفر صاحب
متخلص باوج خلف الصدق جناب مرزا دبیر صاحب
مرحوم۔ اس مسدس میں جناب امیر المومنین
علی علیہ السلام کی نہایت عمدگی سے مدح کی ہے
قابل ملاحظہ مومنین ہے کیا عمدہ نظم ہے اور کیا کیا
مصرع لگاتے ہیں جسکے معائنہ و ملاحظہ سے
وقعت اور عظمت اس رسالے کی معلوم
ہو سکتی ہے۔

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بحر حقیقت و عرفان اصول دین مذہب حقہ اثنا عشری کا پورا بیان کتاب لاجواب ہدایت و ارشاد ذخائر سے یہ

انارۃ البصائر فی کشف الاسرار

مصنفہ عالم المعی فاضل لوذعی جناب شفاء الدولہ ذکاء الملک حکیم سید افضل علیخان بہادر مدبر جنگ حسب فرمائش و تصحیح جناب مصنف عالیمقام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہزاران خوبی چھپی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ المعصومین اما بعد

کہتا ہے امیدوار رحمت پروردگار غنی افضل علی الرضوی معروف بہ شفاء الله ولد ابن المرحوم سید اکبر علی الفیض آبادی عاملہما الله بلطفہ الخفی والجلی کہ مجھے طفولیت سے شوق تحصیل علوم عربیہ و صحبت علما تھا اور مین نے فن طب مین بہت اوقات صرف کی اسلیے کہ اسمین مشہور و مرجع ہوگیا تھا اور میرے رسائل متعدد متعلق اُس فن سے زبان عربی و فارسی مین چھپے اب مین اس زمانہ مین ہون کہ اکثر علما بھی نہین اور مدارس علوم دینیہ کا بھی ہند مین خاتمہ ہوا اور نہ قدر علماے دین ہے نہ رغبت کسیکو رؤسا سے طرف اشاعت علوم دینیہ کے ہے جس سے امید ہو کہ آیندہ پھر اہل علم پیدا ہونگے بلکہ مظنہ یہی ہے کہ روز بروز علوم دینیہ مفقود ہوتے جائینگے اور جو امور کہ اُسکی ضد ہین وہ ترقی پذیر ہونگے جس سے بڑا نقصان مذہبی عائد ہوگا کیونکہ نہ زمانہ ظہور حجت خدا ہے اور نہ انکے جانشینان کی قوت کا ہے کتب جو علمانے لکھین وہ بکار آمد نہین کیونکہ اکثر زبان عربی یا فارسی مین ہین کم بضاعت اُس سے منتفع نہین ہو سکتے اسلیے مین نے چاہا کہ ایک رسالہ مختصر اُصول دین مین بطور مذہب اثنا عشری کہ جو مختار مولف رسالہ ہے اسطرح لکھے کہ وہ تکمیل عقائد حقہ کو معین ہو لیکن حال یہ ہے وقت اسطرح یہ ہے کہ علاوہ اُن حوادث ہائے جو اسد بار دنیا سے معمول و اکثر ہو پہنچتے ہین اور پہونچے یہ مردہ ہون جس سے عقل و حواس گم کردہ ہون اور اس

فقدان ولد کا بدل نہین رکھتا جس سے دل کو بہلاؤن بے کم و کاست بسر اوقات میری اسطرح ہی کہ سے شب کو
فرقت مین فغان و نکہ غم و زاری ہی ؎ رات دن ہی وہ مرا خواب یہ بیداری ہی ؎ اس جہت سے جو میرا ارادہ تھا
وہ ہو نہین سکتا علاوہ اسکے اگر زیادہ زور علوم عقلیہ سے دیا جائے تو پھر مشکل ہو جائیگا اور عام فائدہ کے قابل
نہ رہیگا اور جو اصلی غرض ہی کہ کم بضاعت فائدہ مند ہون وہ جاتی رہیگی اسلیے برعایت نفع عام تسہیل مطالب کیطرف
توجہ کی جاتی ہی اگر کہین خطا واقع ہو تو ناظرین با تمکین میرے اصل حال پر اختلال پر نظر تاسف کر کے اُسے عفو فرما دین
اور صحیح کر دین کہ کتاب مذہبی مین غلطی نہ رہنے پائے در پے طعن و تشنیع میرے نہون کہ مین اب زور نمائی کو نہین لکھتا
بلکہ امر خیر کے لیے حرکت مذبوحی کرتا ہون اور خدا سے امیدوار ہون کہ اسکا فائدہ اپنی عباد کو پہونچائے کہ وہ
دین حق مین کامل ہو کر اسکی عبادت و پرستش موافق اسکی ہدایت کے کرین جس سے وہ راضی ہو اور اہل یقین مستوجب
ثواب ہون اور مجھے اسکے عوض مین خلعت دوائے عفو و رحمت عطا فرمائے و ہو اکرم من سئل عنہ اور اس کتاب کو
مرتب کرتا ہون مین اوپر ایک مقدمہ اور پانچ باب اور ایک خاتمہ کے اور چونکہ یہ کتاب مشتمل اوپر ایسے دلائل کے ہی جو سبب
زیادتی بصیرت اور باعث انکشاف انواع مصالح و حکمت الٰہی اور کاشف غوامضات علوم یقینیہ ہین لہذا نام اسکا
انارۃ البصائر و کشف السرائر رکھا گیا مقدمہ مشتمل ہی اوپر دو مطالب اور ایک تنبیہ کے مطلب اوّل بیچ
بیان مذاہب مختلفہ اسلامیہ کے چونکہ یہ کتاب بیان اصول دین مین ہی لہذا چاہا مین نے کہ قبل اسکے کہ دلائل مذہب
حق مین غور و فکر کر کے لکھا جائے مختصر حال فرق و ادیان و اختلاف اعتقادات کا جس سے طوائف مختلفہ طبقہ اسلام
مین پیدا ہوئے لکھون اور اس سے دو فائدے ہین ایک یہ کہ جب مذاہب باطلہ سے ناظر آگاہ ہو چکیگا تو حق اسکی
نظر مین خوب جلوہ دیگا دوسرے یہ کہ جیسا اطبا سموم کو لکھدیتے ہین تا عالم اُس سے احتیاط کرے استعمال مین
نہ لائے اسیطرح جب اطلاع مذاہب باطلہ سے ہو جائیگی طالب حق اُس سے احتراز کریگا اور قبل مقصود تحقیق لفظ دین کی
ضرور ہی پس جاننا چاہیے کہ لفظ دین بکسر دال و سکون یاے تحتانی و نون مختلف معانی مین مستعمل ہی چنانچہ ایک
معنی اسکے طاعت ہین جیسا حق تعالی فرماتا ہی یدینون دین الحق ای یطیعون ولہ الدین واصبا اور ایک معنی اسکے
جزا ہین جیسا کہ قرآن مین ہی مالک یوم الدین ای یوم الجزاء ایک معنی حکم ہین جیسا کہ فرمایا ہی لا تاخذکم بہما رافۃ فی
دین اللہ ای حکم اللہ اسیطرح بعض معانی لغوی سے عادت ہی سیرت ہی حساب ہی قہر ہی اور معانی اصطلاحی شرعی اسکے خاص معنی
شرع ہی یعنی بجائے لفظ شرع بولا جاتا ہی اور کبھی بمعنی توحید مستعمل ہوتا ہی اور کبھی بنا بر اصطلاح شرعی کے کہا جاتا ہی
کہ دین اسکا نام ہی کہ جسے خدا نے وضع کیا ہو اور جاری کیا ہو واسطے بندگان ذوی العقول کے ساتھ اختیار
کرنی انکی اس موضوع کو تا کہ صلاح فی الحال اور فلاح فی المآل حاصل ہو اور یہ مشتمل عقائد و اعمال دونون کو ہی
اور اسیلیے ہر ملت نبی کو دین کہتے ہین لیکن اب مخصوص دین سے مراد اسلام ہی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ

ان الدین عند اللہ الاسلام کیونکہ یہ طریقہ شرع کا ناسخ ادیانِ سابقہ ہے اور اصول دین سے وہ مسائل مراد ہین جو مفید علم و یقین ہون اور فروع دین سے وہ مراد ہین جو مفید عمل ہون اور اوّل کے جاننے مین ہر مکلف کو ضرور ہے کہ دلیل کے ساتھ جانے تاکہ مفید یقین کاملہ کو ہو اور دوسرے مین یہ ضرور نہین ہے اور جاننا چاہیے کہ علوم ضروریہ منحصر تین علم مین ہین ایک خود شناسی دوسرے خداشناسی تیسرے فرمان خداشناسی ہے اور اصول دین مین انہین شناختون کو جاننا چاہیے کہ حکما اُسے حکمت الٰہی کہتے ہین اور اہل معرفت اُسے معرفت کہتے ہین کیونکہ توحید و عدل علم خداشناسی مین داخل ہے اور نبوت اور امامت فرمان خداشناسی مین داخل ہے اسلیے کہ فرمان خدا کو شرع سے پہچان سکتے ہین اور شرع کا جاننا محتاج ہے اُسکا جو شرع کو لایا اور جو اُسکے بعد اُسکا حافظ اور مبیّن ہے اور لانے والا نبی ہے اور حافظ اور مبیّن اُسکا امام علیہ السلام ہین اور علم معاد داخل ہے علم خودشناسی مین کہ اُسے اپنی بازگشت معلوم ہوتی ہے اور جب تک نہین جانے اور اُسکے موافق عمل نہ کرے رستگاری اور نجات اُخروی ممکن نہین ہے اور بہ اتفاق علما و عقلا ثابت ہے اور کمال محل تاسف ہے جو اس سے غفلت کرے اور درپے تحقیق اور تحصیل حق نہو کیونکہ اسمین اختلافات بہت ہوے اور ظاہر ہے کہ سب حق نہونگے اب جاننا چاہیے کہ بنی نوع انسان کا حال دین و عقائد مین بہت مختلف ہے اور یہ اختلاف اس مرتبہ کو پہونچا ہے کہ شاید حصر اُسکا دشوار ہے اور چونکہ عقل فی الجملہ اس مخلوق کو عطا فرمائی اسلیے یہ ممکن نہین ہے کہ کوئی فرد انسان کہ مرتبہ صبی و مجنون مین نہو کوئی طریقہ حق یا باطل پر نہو لیکن جو فرق کہ مشہور ہین بہ بیان خاص اُنکی طرف اشارہ کیا جاتا ہے مثلاً جو فرقہ کہ اُنہون نے کتب سماویہ پر جو انبیا پر نازل ہوئی ہین اور مشہور ہین اعتماد کرکے عقائد و اعمال کو اختیار کیا انہین اہل دیانات کہتے ہین اور وہ بظاہر چار فرقے بزرگ ہین اوّل یہود دوم نصاریٰ سوم مجوس چہارم اہل اسلام اور جنہون نے اپنی عقل و رائے پر بھروسا کرکے اختیار عقائد کیا اُنہین اہل اہوا و آرا کہتے ہین مثل فلاسفہ و دہریہ و صابیہ و بت پرستان و براہمہ اور ان دونون قسمون مین بھی بہت فرقے پیدا ہوے ہین کہ اُسکا حصر بھی دشوار ہے لیکن جو اہل دیانات ہین کہ پابند کتاب ہین مشہور یہ ہے کہ مجوس مین ستر فرقے ہوے ہین اور یہود مین اکہتر فرقے مختلف ہوے ہین اور نصاریٰ مین بہتر فرقے تک اختلاف ہوا ہے بالجملہ یہ بیان اجمالی اختلاف ادیان و فرق کا تمہید کے لیے ہے والا نہ ہمکو اہل دیانات ثلثہ کے فرق سے مطلب ہے کیونکہ وہ سب ادیان منسوخہ پر ہین جس سے ہمین کچھ مطلب باقی نہین اور نہ اہل آرا سے بحث ہے کیونکہ وہ کس شمار مین ہین جو دین موافق خواہش اپنے و بحیثیت راے ناقص انسانی وضع کیا گیا من جانب خداوند آسمان و زمین کہ عالم و حکیم ہے اُسکی وضع نہوئی ہو تو ہمکو اور جسے خدا عقل و توفیق دے متوجہ ہونا اُسکے طرف بیکار ہے بلکہ اصل غرض ہماری اس جگہ بیان فرق اسلام اور انکے اختلافات کا ہے تو مشہور یہ ہے کہ بوقوع اختلافات طبقہ اسلام بھی تہتر فرقہ مشہور تک متفرق ہے کہ باعتبار ارشاد جناب

نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انمین سے حق پر ہو جیسا کہ فرمایا ہی آنحضرت نے کہ لا یزال طائفة من امتی
ظاہرین علی الحق الی یوم القیمة اس سے صاف واضح ہی کہ ایک فرقہ حق پر ہو فقط باقی بہتر فرقے سب برسر باطل
ہین لیکن ضبط قواعد اختلاف کا طبقہ اسلام مین جسپر تمام مناط اختلاف موقوف و مبنی ہی اور کُے بعض نے
لکھا ہی وہ چار چیزین ہین پہلی اُن چارون سے صفات و توحید ہین اور مندرج ہوتے ہین اُسمین صفات ذات
وصفات فعل اور یہ کہ کیا خدا پر واجب ہی اور کیا جائز ہی اور کیا ممتنع ہی اور اُسمین خلاف ہوا ہی درمیان اشعریہ
اور کرامیہ اور مجسمہ و معتزلہ کے جیسا کہ بیان مذاہب فرق مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی دوسرے قصے
قدر و عدل ہی اور مندرج ہوتے ہین اُسمین مسائل قضا و قدر و جبر و کسب و ارادہ خیر و شر و مقدور و معلوم اور
اُسمین خلاف واقع ہی درمیان فرق قدریہ و نجاریہ و جبریہ و اشعریہ و کرامیہ مین تیسرے اُن چارون باب
الاختلاف سے وعدہ و وعید و اسماء احکام ہین اور مندرج ہوتے ہین اسمین مسائل ایمان و توبہ و وعدہ و وعید
وارجاء و تکفیر و تضلیل اور انمین اختلاف واقع ہوا ہی درمیان فرقہ مرجیہ و وعیدیہ و معتزلہ و اشعریہ و کرامیہ کے
چوتھے اُن باب الاختلاف سے سمع و عقل و رسالت و امامت ہی اور مندرج ہوتے ہین اسمین مسائل تحسین و تقبیح
و اصلاح و صلح و لطف و عصمت کا نبوت کے لئے ضروری ہونا اور شرائط امامت سے ایک جماعت کے نزدیک
نص کا ہونا اور دوسری جماعت کے نزدیک اجماع کا ہونا اور منتقل ہونے مین امامت کے نص کی ضرورت
پیش نکلے اور کیفیت اثبات امامت باجماع پیش دیگرے اور اسمین خلاف واقع ہی درمیان فرقہ شیعہ و خوارج و معتزلہ
و کرامیہ و اشعریہ کے بالجملہ اصول فرقہ ہاے اسلامیہ چار ہین اول قدریہ دوم صفاتیہ تیسرے خوارج
چوتھے شیعہ اور انہین مین ترکیب ہوئے بعض کے ساتھ بعض کے اور اُس سے شاخین پیدا ہو کر تہتّر
فرقہ تک نوبت پہونچی اور جاننا چاہیے کہ سبب اولی وقوع شبہات مین کہ جس سے آرا و مذاہب متفرق ہوئے
متابعت خطوات شیطانی تھے اُسکے شبہات اولیہ مین اور وہ استقلال شیطان کا رائے مین مقابل نص اور اختیار
کرنا اُسکا خواہش نفس کو بیچ معارضہ حکم الٰہی کے اور استکبار اُسکا اپنے مادہ خلقت سے کہ نار تھی اور پر مادہ خلقت
آدم کے کہ خاک ہی اور یہ سب ملکر منشعب طرف شبہات ہفتگانہ کے ہوئے یہان تک کہ یہ آدمیون کے ذہنون مین مرتکز
ہوئے اور اُس ملعون نے انہین زینت دی یہان تک کہ ہر ایک کو میلان و استقلال طرف رائے کے پیدا ہوا
جس سے مذاہب مبتدعہ پیدا ہوئے اور ہر طبقہ مین یہ موثر رہا اور اب تک ہی اعاذنا اللہ و جمیع المومنین من
شر الشیطان الرجیم اور وہ شبہات جو کتب سماویہ سابقہ مین مفصل مذکور ہین اور علما نے نقل کیا ہی یہ ہین کہ جب
حق تعالی نے امر سجود فرمایا او شیطان نے اُسے قبول نہ کیا جس سے مردود ہوا تو اُسنے ملائکہ سے بشکل مناظرہ
یہ کہا کہ مین تسلیم کرتا ہون کہ جناب قدس الٰہی میرا اور جمیع مخلوقات کا پروردگار اور عالم و قادر ہی اور اُسکی قدرت

و مشیت سے کوئی سوال نہین کرسکتا کیونکہ جب وہ ارادہ کسی شی کا فرماتا ہی اور کہتا ہی کہ ہو جا تو وہ شی اُسی وقت
موجود ہو جاتی ہی لیکن اُسکے حکمت کی طرف سات سوال متوجہ ہوتے ہین ملائکہ نے کہا وہ کیا ہین جب بیان
کیا اُس ملعون نے کہ پہلا سوال یہ ہی کہ قبل میرے پیدا کرنے کے وہ جانتا تھا کہ مجھسے کیا صادر ہوگا پس مجھے
پہلے کیون خلق کیا اور میرے پیدا کرنے مین کیا حکمت تھی دوسرے یہ کہ جب موافق اپنے ارادے و
مشیت کے مجھے خلق کر چکا تو مجھے تکلیف معرفۃ و طاعۃ کیون دی اور تکلیف دینے مین کیا حکمت تھی حالانکہ
نہ وہ کسی کی طاعت سے منتفع ہوتا ہی اور نہ کسی کی معصیت سے متضرر ہوتا ہی تیسرے یہ کہ جب مجھے خلق
کر چکا اور تکلیف دے چکا تو مین نے التزام تکلیف بطاعت و معرفت کیا یعنے پہچانا اُسے اور طاعت کی اُسکی اور
جب مین یہ کر چکا تو پھر طاعت آدم کی اور سجدہ کرنے کے لئے اُسکی کیون تکلیف مجھے دی اور اس تکلیف خاص
مین کیا فائدہ تھا حالانکہ اس سے میری معرفت و طاعت کچھ زیادہ نہوتی تھی چوتھے یہ کہ جب پیدا کر کے تکلیف
مطلق اور تکلیف خاص دے چکا اور مین نے سجدہ نہ کیا آدم کے واسطے تو کیون مجھے ملعون کیا اور بہشت سے
نکالا اسمین کیا حکمت تھی حالانکہ مین کسی قبیح کام کا مرتکب نہین ہوا تھا اسقدر مین نے کہا تھا کہ مین تیرے سوا
کسی کو سجدہ نکرونگا پانچوین یہ کہ جب مجھے خلق کر چکا اور تکلیف عام و خاص دے چکا اور مین نے اطاعت نہ کی
تو بعد ملعون و مطرود کرنے کی پھر مجھے جنت مین دوبارہ آدم تک کیون جانے دیا یہان تک کہ مین نے آدم کو
وسوسے سے دہوکھا دیا اور اُسنے جس درخت کے پاس جانے کو منع فرمایا تھا اُسکا ثمر کھالیا اور پھر آدم کو بھی میرے
ساتھ بہشت سے نکال دیا اسمین کیا حکمت تھی حالانکہ اگر مجھے پھر دخول بہشت سے منع فرماتا تو آدم میری شر سے
محفوظ و مستریح ہو کر ہمیشہ بہشت مین براحت زندگانی کرتا چھٹے یہ کہ جب مجھے خلق فرما کر تکلیف عام و خاص دے چکا
اور ملعون کر چکا اور پھر داخل جنت فرما چکا اور مجھ مین اور آدم مین خصومت اور دشمنی ظاہر ہو چکی پھر مجھے اُسکی اولاد پر
کیون تسلط دیا یہان تک مجھے قدرت دی کہ انہین مین دیکھون اور وہ مجھے نہ دیکھین میرا وسوسہ انھین موثر ہو
اور اُنکی طاقت و قوت و استطاعت مجھ مین موثر نہ ہو اسمین کیا حکمت تھی حالانکہ اگر انہین فطری مبعوث طاعت پر
فرماتا تو اُنکے مناسب تھا اور لائق حکمت الٰہی ہوتا ساتوین یہ کہ مین نے سب کچھ تسلیم کیا کہ مجھے پیدا کیا اور
تکلیف عام و خاص دی اور جب طاعت مین نے نہ کی تو مجھے ملعون و مطرود کیا اور جب مین نے ارادہ بہشت
مین جانیکا کیا تو مجھے تمکین دی راہ دی کہ مین داخل بہشت ہوا اور پھر جب وہان جا کر آدم کو بہکایا تو مجھے نکالا اور
اولاد آدم پر مسلط کیا یہان تک کہ جب مین نے مہلت طلب کی تو قیامت تک مجھے مہلت دی اسمین کیا حکمت تھی
حالانکہ اگر مجھے اُسی وقت مار ڈالتا تو تمام عالم میری شر سے راحت پاتا اور پھر دنیا مین شر باقی نہ رہتا آیا عالم کا
نظام خیر پر باقی رہنا اُسکے ممتزج ساتھ شر کے ہو کر رہنے سے بہتر نہین ہی کہا اُس ملعون نے ملائکہ سے کہ یہ سات

مجھمین میری ہین جسمین مین نے او جا کیا ہو جو مسئلہ مین شارح انجیل نے لکھا ہو کہ جب کلام اسکا تمام ہوا
تو حق تعالی نے وحی نازل فرمائی ملائکہ پر کہ اس ملعون سے کہو کہ جو تو نے قول اول مین اپنے تسلیم کیا ہو کہ مین
تیرا پروردگار اور تمام عالم کا ہون تو فی الواقع تو اس تسلیم مین سچا اور مخلص نہین ہو کیونکہ اگر فی الواقع تو اسکی تصدیق
کرتا کہ مین پروردگار عالم ہون تو بمقابل میرے حکم کے لم اور وجہ نہ پوچھتا کیونکہ مین وہ اللہ ہون کہ میرے سوا
کوئی معبود بحق و لائق پرستش نہین ہو جو کچھ مین کرون لائق نہین ہو میری مخلوقات کو کہ اسمین مجھسے سوال
کرین اور مخلوق البتہ میری اس امر مین ہین کہ مین اُنسے پوچھون فقط یہان سے جاننا چاہئے کہ شبہ شیطان
وہ ہو کہ جسمین تمام خلق قدیم و حدیث انبیا علیہم السلام کے ساتھ اسیکے موافق جدال کرتے رہے ہین جیسا
کہ قرآن مین حق تعالی نقل فرماتا ہو ابشر یھدوننا آیا آدمی جو مثل ہمارے ہو وہی ہمکو ہدایت کریگا جیسا شیطان
نے کہا تھا ءاسجد لمن خلقت طینا یعنے آیا مین اُسکے لئے سجدہ کرون جسے مٹی سے بنایا تھا اور فرمایا حق تعالی نے
وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا یعنے نہین منع کیا آدمیونکو
ایمان لانے سے جبکہ پیغمبران ہدایت کنندہ اُنپر نازل ہوئے مگر یہ کہ کہا اُنہون نے کہ آیا خدا نے آدمی پیغام
لانے والا بھیجا ہو حاصل یہ ہو کہ مانع ایمان سے کچھ اور نہین تھا مگر یہ منع جیسا کہ جب شیطان سے فرمایا کہ
ما منعک ان تسجد اذ امرتک قال انا خیر منہ یعنے کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے منع کیا بعد اسکے کہ مین حکم
فرما چکا کہ سجدہ کر جواب مین اُسنے عرض کیا کہ مین اُس سے بہتر ہون پس اس سے واضح ہوتا ہو کہ متقدم بھی تابع
اسمین ایک طریقہ پر ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہو کہ کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم
فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا بہ من قبل پس جس نے اول نے عجب حاکم کیا عقل کو اُسپر جسے عقلون کو حکم کرنا
نہین چاہئے تو لازم آئی اُس سے یہ بات کہ حکم خالق کو خلق مین اور حکم خلق کو خالق مین جاری کیا اور
پہلا غلو ہو اور دوسرا تقصیر ہو پس ظاہر ہوئے پہلے اول سے مذاہب حلولیہ و تناسخیہ و مشبہہ و غلات کیونکہ یہ بھی
غلو کرتے ہین کسی شخص مین اشخاص سے اور موصوف کرتے ہین اُسے ساتھ صفات جلال کے اور شبہ ثانیہ سے
مذاہب قدریہ و جبریہ و مجسمہ پیدا ہوئے کیونکہ اُنہون نے حق تعالی کے وصف مین تقصیر کی یعنے خالق کو
بصفات مخلوقین موصوف کیا اور معتزلہ نے تشبیہ افعال خالق کے ساتھ افعال مخلوقین کی اور حلولیہ نے
صفات خالق کو مشابہ بصفات مخلوقین کیا اور قدریہ نے ہر چیز مین علت طلب کی اور یہ فعل شیطان کا تھا
کہ اُسنے بھی پہلے اپنے خلق کی علت پوچھی اور دوسرے سوال مین حکمت تکلیف سے سوال کیا اور تیسرے
سوال مین فائدہ تکلیف سجدہ آدم کو پوچھا تھا اور اسی سے مذہب خوارج پیدا ہوا کیونکہ کچھ فرق نہین ہے
اس بات مین جو خوارج نے کہا کہ حکم نہین ہو مگر خدا کے واسطے یعنے جو کچھ قرآن مین ہو اُسکی اطاعت کرین حکم انسانکے

اور آدمیونکی حکومت نہ مانینگے اور اس قول مین جو شیطان نے کہا تھا کہ مین سجدہ نکرونگا مگر تیرے لئے کیا سجدہ اُس بشر کے لئے کرون جسے مٹی سے پیدا کیا ہی کیونکہ اُسنے بھی بسبب آدم کے انسان ہونے کے سجدے سے انکار کیا اور انہون نے بھی اطاعت امام سے اُنکے بشر ہونے کے راہ سے انکار کیا اسیلئے فرمایا ہی پیغمبر خدا نے کہ لتسلکن سبل الامم قبلکم حذو النعل بالنعل والقذۃ بالقذۃ حتی لو دخلوا جحر ضب لدخلتموہ یعنے ہر آئینہ امتہائے انبیائے سابق کی راہ پر تم بھی چلوگے قدم بقدم اور جیسا کہ تیر کا پر کمانسے نکلتا ہی ایک دوسرے کے مشابہ یہان تک کہ اگر ریچھ کے ماند مین داخل ہوے ہونگے تو تم بھی اسی مین جاؤگے واضح ہو کہ یہ کلام بلاغت نظام دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ حضرت نے بعد ملاحظہ فرمانے حال منافقین امت کے یہ خبر دی تھی اُن گمراہیونسے اور خرابیونسے جو بعد آنحضرت کے اس امت مین بوقوع اختلافات ہوئین اور ریچھ کے ماند مین جانا کنایہ ہی مہلکہ اور ضلالت مین واقع ہونیسے فقط اور سبب سکا یہ ہی کہ جو شبہات زمانہ پیغمبر خدا مین پیدا ہوے وہ سب ماخوذ شبہات ولیہ شیطانیہ تھے دلیل اسکی یہ ہی کہ منافقین راضی نہوتے تھے اُس حکم و نہی سے جو پیغمبر فرماتے تھے اور جس چیز سے ممنوع ہوتے تھے اُسکی وجہ پوچھتے تھے اور باطل کے ساتھ مجادلہ بازی کرتے تھے نص کے مقابل مین اپنی عقل ناقص پر اعتماد کرتے تھے چنانچہ قصہ تمیمی کا مشہور ہی کہ اُسنے سامنے پیغمبر کے کہا کہ عدل کرو اے محمد پس تحقیق کہ تم عدل نہین کرتے یہان تک کہ حضرت نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ اگر مین عدل نہین کرتا تو پھر کون شخص عدل کریگا باوجود اسکے اُس ملعون نے پھر اعادہ کیا اور کہا ھذہ قسمۃ ما ارید بہا وجہ اللہ اب ظاہر ہی اس سے کہ یہ بے ادب پیغمبر کے ارشاد کو رد کرتا ہی اور بمقابل نص جلی کے اختیار کرتا ہی حکم عقل ناقص کا یا جیسا احد کی لڑائی کے دن منافقین نے کہا تھا کہ ھل لنا من الامر من شیء اور قول انکا لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا اور قول انکا کہ لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا پس ظاہر ہی کہ یہ سب تصریح ہو ساتھ قدر کے اسی طرح بعض مشرکین کا قول کہ لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء اور بعض کا کہنا کہ انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ پس یہ سب جبر کی تصریح ہی اور یہ احوال مخالفین صحت بدن و سلامتی ظاہری نبی مین تھا کہ اعتراضات پیغمبر کے حرکات و سکنات پر کرتے تھے جس سے شبہات پیدا ہوتے تھے اب یکھنا چاہئے اُن اختلافات کو جو زمان مرض نبی مین قریب وفات واقع ہوے جس سے رخنہ عظیم دین اسلام مین واقع ہوا چنانچہ محمد بن اسمعیل بخاری نے کہ جد بزرگوار اُنکے یہودی المذہب تھے اپنی مسند مین عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہی اور عبارت اُنکی ہی لما اشتد بالنبی مرضہ الذی مات فیہ قال ائتونی بدوات و قرطاس اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی ابدا قال عمر ان رسول اللہ قد اغلب علیہ الوجع و فلکثر الاحادیث الرجل لیھجر فقال رسول اللہ قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع حاصل معنے اسکے یہ ہین کہ جب پیغمبر خدا کو زیادتی مرض کی ہوئی تو مجمع اصحاب مین فرمایا کہ دوات و قلم میرے پاس لاؤ کہ مین تمہارے واسطے

ایسی کتاب لکھدون کہ بعد میرے کبھی گمراہ نہو گے اُسوقت حضرت عمر ابن الخطاب نے فرمایا کہ پیغمبر خدا پر اسوقت
مرض بہت غالب ہے یعنے صحت عقل نہین ہے اور اکثر روایات مین یہ لفظ ہے کہ ان الرجل لیہجر یعنے اسوقت یہ مرد کلام
بلاشعور جسے ہذیان کہتے ہین کرتا ہے جب یہ کلام تمام ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ اٹھو میرے پاس سے کیونکہ میرے پاس
کسیکو نزاع کرنا جائز نہین ہے اور ابن عباس نے کہا تمام ترین خرابی وہ ہے کہ جب ہمارے اور پیغمبر کے بیچ مین
غیر نے دخل دیا اور حضرت نے اپنے مرض مین تخلیہ چاہا تھا کہ فرمایا تھا جہزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا
یعنے سبکو چاہیئے کہ لشکر اسامہ کے ساتھ باہر جائین اور خدا لعنت کرے اُسپر جو اسامہ کے ساتھ نہ جاوے پس
اُسوقت بھی اختلاف ہوا کہ ایک قوم نے کہا کہ ہمکو امتثال قول نبی واجب ہے اور اسامہ مدینہ سے باہر جا چکا اور
دونو اعرابیون نے کہا کہ اسوقت پیغمبر کو بیماری سخت بہت ہے ہمارا دل نہین مانتا کہ جدا ہون اور فی الحقیقت یہ
کہ دونو اس قول مین جھوٹے تھے بلکہ فوج اسامہ سے خاص اسلیئے رہ گئی تھی کہ تا خلافت جسکے لیئے آپس مین زمان
حیات نبی سے عہد کر رکھا تھا ہمارے اختیار پر آوے اور وہ خوب سمجھ گئے تھے کہ حضرت کا اسوقت اسامہ کو امیر کر کے
اور اُسکے ساتھ باہر جانے کو حکم کرنا محض اسلیئے ہے کہ تا مدینہ خالی ہو جاوے اور کوئی نزاع کرنیوالا مدینہ مین علی ابن
ابیطالب کے ساتھ امر خلافت مین باقی نہ رہ جاوے جب خوب اسے سمجھے تو باوجود اسکے کہ مدینہ سے باہر
جا چکے تھے لیکن پھر چلے آئے اور عجب اتفاق ہوا کہ جسوقت یہ دونو صاحب داخل مدینہ ہوئے تو پیغمبر خدا غشی
مین تھے جب افاقہ ہوا تو فرمایا بالفاظ نبی یہ ہے کہ طرق المدینۃ طارق فی ہذہ الساعۃ علیہ لعنۃ اللہ سیکون ہلاک امتی علی یدیہ
چونکہ طارق اُسے کہتے ہین کہ جو شب کو مسافر گھر آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پھر آنا بھی پوشیدگی کے ساتھ تھا
لیکن حضرت نے بکمال علم نبوت فرمایا کہ اسی وقت ایک شخص مدینہ مین پھر کر آیا ہے کہ لعنت خدا اُسپر ہو اور
عنقریب ہے کہ ہلاکت میرے امت کی اُسکے ہاتھ پر ہوگی اسی طرح بعد انتقال جناب سالتماب حضرت کے
دفن مین اختلاف ہوا چنانچہ اخبار عامہ و خاصہ مین لکھا ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب کہتے تھے کہ جو کوئی یہ کہے گا
کہ نبی نے انتقال کیا تو اُسے اپنی تلوار سے مارونگا بلکہ حضرت آسمان پر تشریف لیگئے ہین جیسا کہ عیسی ابن مریم
آسمان پر گئے ہین یہان تک کہ بعض اصحاب نے کہا کہ جو عبادت محمد کرتے تھے اُنکے لئے خرابی ہے کہ محمد نے انتقال
فرمایا اور جو عبادت خدائے محمد کی کرتے تھے اُنہین کچھ کام نہین ہے کیونکہ خدائے محمد زندہ ہے کبھی مرتا نہین
اور اس آیہ کو پڑھا کہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اُسوقت قوم متحیر تھی
ان صحابی کے قول پر رجوع کی اور جو صاحب تلوار سے قتل کرنیکو کہتے تھے وہ کہنے لگے کہ گویا مین نے یہ آیہ سنا ہی
نہ تھا اس جگہ سے بہت تعجب ہوتا ہے کہ یہ روایت فریقین کی ہے در صورت صدق خلیفہ ثانی کو کیا معلوم نہ تھا
کہ جمیع انبیا مر گئے اور موت عام ہر ذی روح کی ہے ہم احادیث نبی کو دیکھتے ہین اور کتاب اللہ کو بھرا پاتے ہین بیان

موت سے ادراک احوال و کیفیت ہائے موت سے اور خوب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے بہت تصریح کے ساتھ
اپنا کام مرنا اور اپنے انتقال کا وعدہ مکرر بیان فرمایا ہے یہ کہاں رہتے تھے اور کس کان سے سنتے تھے کہاں تھے
اُس وقت کہ جب یہ آیہ تسکین خاطر نبی کو تعزیت فرزندان میں حضرت کے نازل ہوا انک میت وانہم میتون
اس صدمہ کے بعد پھر کس طرح انکار موت ہوا اس سے زیادہ تعجب آمیز اور کیا ہوگی اگر یہ روایت صحیح ہو تو جیسا محبت
نبی میں کتاب اللہ کا لحاظ نہ ہوا ویسا ہی عجب نہیں کہ محبت دنیا میں بمقابل خلافت حب جاہ وصایائے
نبی اور نص خلافت علی بن ابیطالب کو بھی بھول گئے ہونگے بڑا تعجب یہ ہے کہ ایسے شخص کی امامت پر اجماع امت
کیونکر ہوا اف اجماع یہ تعین کیسے صحابہ ہونگے اسی طرح اختلاف موضع دفن نبی میں ہوا اہل مکہ جو مہاجرین
تھے وہ کہتے تھے کہ نبی کی نعش کو مکہ میں لیجاکر دفن کرنا چاہئے کہ وہ موطن خاص ہے اور اہل مدینہ کا ارادہ تھا
کہ نہیں مدینہ دار ہجرت ہے یہاں دفن ہونا چاہئے ایک جماعت کہتی تھی کہ نہیں بیت المقدس بہتر ہے کہ وہ
مدفن انبیا ہے اور وہیں سے معراج حضرت کی آسمان کیطرف واقع ہوئی جب یہ اختلاف بڑھا تو فرمایا جناب علی بن
ابیطالب نے کہ حق تعالیٰ نے روح نبی کو اپنے اشرف بقاع میں قبض فرمایا ہے اُسی جگہ دفن ہونا بہتر ہے اسوقت
موافق ارشاد حضرت سب راضی ہوے اس سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ زمان مرض نبی میں یہ اشخاص ملازم
خدمت نبی نہ تھے والا موضع دفن کو زبانی حضرت کے ضرور سنتے خدا جانے کس فکر میں اور کہاں رہتے تھے
بعد اسکے وہ خلاف عظیم کہ جسنے امت کو بعد نبی قیامت تک ہلاکت میں ڈالا اور خواص و عوام کو مبتلائے بلا کیا
امر خلافت میں واقع ہوا کہ بہت تصریح سے مشہور ہے اور کتب اسلامیہ میں مسطور ہے اور خاص یہاں جناب علی بن
ابیطالب میں دو فرقہ ظاہر ہوے ایک فرقہ خوارج مثل اشعث بن قیس اور مسعود ابن فدک تمیمی و زید بن حصین طائی
و غیرہم دوسرے غلات جنہوں نے حضرت کے حق میں غلو کیا مثل عبداللہ بن سبا ساتھ ایک جماعت کے ان دو
فرقتین سے بدعت و ضلالت ظاہر ہوئی جیساکہ پیغمبر خدا نے فرمایا تھا یہلک فیک اثنان محب غال و مبغض
قال و بعد اسکے یہ خلاف منقسم طرف دو قسموں کے ہوا ایک اختلاف امامت میں اور دوسرے اختلاف اصول میں
اختلاف امامت کی دو صورتیں ہوئیں ایک یہ کہ امامت ثابت ہوتی ہے ساتھ نص و تعیین کے جیساکہ نبی صلوٰۃ اللہ
علیہ وآلہ نے علی ابن ابیطالب کو منصوص بخلافت و معین فرمایا بلفظ من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ اور دوسرے یہ
کہ امامت ثابت ہوتی ہے ساتھ اتفاق و اختیار امت کے جیسا اہل سنت امامت خلیفہ اول کے لئے کہتے ہیں
کہ باتفاق اصحاب ہوئے پس جو لوگ اسکے قائل ہوے ہیں کہ امامت میں شرط اتفاق و اختیار ہے وہ اسکے قائل
ہوے ہیں کہ جو شخص کہ اُسپر اتفاق کرے امت یا ایک جماعت معتبرہ امت سے خواہ مطلقاً یا بشرط اسکے کہ قرشی
موافق ایک مذہب قوم کے یا ہاشمی ہو موافق ایک مذہب کے ساتھ اور شرائط کی جو آیندہ مذکور ہونگے وہ امام ہے

پس جو شخص قایل امامت باتفاق ہوا مطلقاً اُنسے امامت معویہ اور اسکے اولاد کی خلافت کا بھی اقرار کیا
اور جنھنے ثبوت امامت میں نص کو ضروری جانا انمین بھی اختلاف بعد علی ابن ابیطالب کے بہت ہوا چنانچہ
بعض اُنسے وہ ہین جو کہتے ہین کہ علی ابن ابیطالب نے اپنے فرزند محمد ابن حنفیہ کے لئے نص امامت کی فرمائی ہے
اور یہ فرقہ کیسانیہ ہے بعد اسکے انمین بھی اختلاف ہوا پس بعض اُنسے وہ ہین کہ جو کہتے ہین کہ محمد بن حنفیہ مرے نہین بلکہ
پھر رجعت کرینگے اور زمین کو پر از عدل کرینگے اور بعض انکے وہ ہین کہ جو کہتے ہین کہ وہ مر گئے اور بعد انکے امامت
انکے بیٹے ابو ہاشم کی طرف منتقل ہوئی اور انمین بھی اختلاف ہوا ایک فرقہ کہتا ہے کہ امامت باقی رہی انکے بعد
ایک وصی سے دوسرے وصی مین اور دوسرا کہتا ہے کہ نہین امامت انکے بعد منتقل انکے غیر مین ہوئی پھر اس غیر
مین بھی اختلاف ہوا کہ وہ کون ہے چنانچہ بعض کہتے ہین کہ وہ بنان بن سمعان ہدی ہے اور بعض کہتے ہین
کہ وہ علی ابن عبد اللہ ابن عباس ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ عبد اللہ بن حرب کندی ہے اور بعض کہتے ہین
کہ وہ عبد اللہ بن معویہ بن عبد اللہ بن جعفر ابن ابیطالب ہے اور یہ سب فرقہ کہتے ہین کہ دین اسکا نام ہے کہ کسی
شخص کی طاعت کیجیے فقط لیکن جو اسکے قایل نہین کہ علی ابن ابیطالب نے نص خلافت محمد ابن حنفیہ کے
لئے فرمائی وہ کہتے ہین کہ نص خلافت آنحضرت نے واسطے امام حسن اور امام حسین کی فرمائی اور یہ کہتا ہے
کہ لا امامۃ فی الاخوین الا الحسن والحسین بعد اسکے انمین بھی اختلاف ہوا بعض اُس سے وہ ہین
کہ جنہون نے سلسلۂ امامت کو اولاد امام حسن مین جاری کیا باین ترتیب کہ بعد حضرت کے انکے بیٹے حسن امام ہین
انکے بعد انکے بیٹے عبد اللہ پھر انکے بیٹے محمد پھر انکے بھائی ابراہیم اور یہ دونو بھائی زمان خلافت منصور دوانقی العباسی
مین تھے اور انہون نے خروج کیا ہے اور قتل کیا ہے انکو جو اسکے قایل تھے کہ امام محمد بن حنفیہ رجعت کرینگے اور بعض
اس سے وہ ہین کہ جنہون نے سلسلۂ امامت کو اولاد امام حسین مین جاری کیا اسطرح کہ بعد حضرت کے امامت
امام زین العابدین کے قائل ہوے بعد اسکے انمین بھی اختلاف ہوا چنانچہ زیدیہ قایل ہوے کہ زید شہید بعد
آنحضرت کے امام ہین اور انکا یہ مذہب ہے کہ جو فاطمی کہ خروج کرے درحالیکہ وہ عالم اور زاہد اور بہادر اور سخی ہو امام
واجب الاتباع ہوگا اور تجویز کیا انہون نے رجوع کرنا امامت کا اولاد امام حسن مین بعد اسکے بعض وہ ہین جو بعد
امامت زید پر اور قایل رجعت ہوے اور بعض اُنسے وہ ہین جنہون نے امامت کو جاری کیا اور کہا کہ جسکا جی چاہے
ہو وہ امام ہے جس زمانے مین ہو لیکن امامیہ یہ سب وہ قائل ہوئے کہ بعد امام زین العابدین کے امام محمد باقر علیہ السلام
بسبب نص کرنے اپنے والد بزرگوار کے امام ہین اور بعد انکے امام جعفر محمد الصادق امام ہین لیکن بعد اسکے پھر اختلاف کیا
اولاد مین آنحضرت کے کہ منصوص علیہ کون ہے کیونکہ حضرت کی پانچ اولاد ہین محمد و اسمعیل و عبد اللہ و علی و امام موسی کاظم
پس بعض انکے قایل امامت محمد ہین اور وہ فرقہ عماریہ ہے اور بعض قایل اسمعیل ہین اور انہون نے انکار کیا اسسے کہ

اسمعیل مر گئے اور یہ فرقہ مبارکیہ ہے اور انہین سے بعض وہ ہین کہ جنہون نے انپر توقف کیا اور انہین کی رجعت کے قایل ہوے اور بعض انکے وہ ہین جنہون نے امامت کو انکی اولاد مین جاری کیا انصار بعد بعض آج تک اور یہ اسمعلیہ ہین اور ہندوستان مین اب تک اس فرقہ کے اکثر اشخاص شہر بمبئی مین موجود ہین اور بعض وہ ہین جو امامت عبد اللہ افطح کے قایل ہوے ہین اور اسکے قایل ہین کہ وہ مر گئے اور رجعت کرینگے اور انہون نے اختصار انپر کیا ہے امامت مین اسلئے کہ وہ کہتے ہین کہ انکی امامت بہ نص ہے اور انکے بعد کوئی انکی اولاد نہین ہے اور بعض وہ ہین جنہون نے امامت موسی کاظم کا اقرار کیا ہے اسلئے کہ انکے والد بزرگوار نے انکے لئے نص کی تھی بعد اسکے انمین اختلاف ہوا بعض وہ ہین جنہون نے آنحضرت پر اقتصار کیا اور انکی رجعت کے قایل ہین اسلئے کہ انکے نزدیک انتقال نہین فرمایا اور بعض انمین وہ ہین کہ جنہون نے آنحضرت کی موت مین توقف کیا ہے اقرار انکار کچھ نہین کرتے اور وہ فرقہ ممطوریہ ہین اور بعض وہ ہین کہ تعیین و قطع موت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بعد انکے صاحبزادے علی رضا امام ہوے اور یہ فرقہ قطعیہ ہے بعد اسکے انمین بھی اختلاف ہوا انکی نسل مین جو بعد حضرت کے ہوے چنانچہ اثنا عشریہ جاری کرتے ہین امامت کو اسطرح کہ بعد امام رضا کے انکے صاحبزادے امام محمد تقی امام ہوے بعد انکے امام علی نقی امام ہوے بعد انکے امام حسن عسکری امام ہین بعد انکے صاحبزادے انکے مہدی ہادی علیہ السلام امام ہین اور زندہ ہین رجعت فرماوینگے انشاء اللہ تعالی اور فرقہ غیر امامیہ اثنا عشریہ امامت کو تا امام حسن عسکری علیہ السلام پہونچا کر جعفر کذاب کی امامت کے قایل ہوئے ہین جو بھائی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے تھے یہ حاصل اختلاف کا ہوا امامت مین ہوا لیکن اختلاف اصول مین پس یہ آخر زمان صحابہ مین واقع ہوا اور اسکی ابتدا یہ ہے کہ معبد جہنی اور غیلان دمشقی و یونس اسواری قایل بقدر ہوے اور اضافت خیر و شر سے نسبوے مقدر انکار کیا اور انہین کے طریقہ پر واصل بن عطا غزال نے جعل بندی کی اور اسکا شاگرد حسن بصری تھا اور انکی شاگردی عمر بن عبید نے کی یہان تک مسایل قدر مین زیادتی کی اور فرقہ وعیدیہ خوارج سے اور مرجیہ فرقہ جبریہ و قدریہ سے انکی ابتدا مین زمان حیات حسن بصری مین شروع ہوئین اور اعتزال کیا واصل نے ان فرق سے اور اپنے استاد سے ساتھ قایل ہونے اس امر کے کہ ایک منزلہ ہے بین المنزلتین ہے یعنے درمیان مومن و کافر ایک مرتبہ تیسرا بھی ہے جیسا کہ بیان ہوا پس اعتزال کا نشانیہ اس نام رکھا گیا واصل اور اسکے اصحاب ساتھ معتزلہ کے اور شاگردی کی اسکی زید بن علی نے جیسا کہ کہا گیا ہے اور مسائل اصول کو اس سے حاصل کیا اسیلئے کل زیدیہ معتزلہ ہین بعد اسکے مشایخ معتزلہ نے کتب علم فلاسفہ کا جو عہد مامون مین ترجمہ ہوئین تھین مطالعہ کیا اور انکے مناہج کو مناہج کلام مین مخلوط کیا اور ایک فن کو فنون علم سے جدا کر کے نام اسکا علم کلام رکھا اور یہ تسمیہ یا اسلئے ہوا کہ ظاہر ترین مسئلہ اس سے کہ جسمین کلام کیا اور مقابلہ کیا انہون نے وہ کلام تھا من قبیل تسمیة النوع باسمها اور یا اسلئے کہ انہون نے واسطے مقابلہ کرنے فلاسفہ کے

یہ نام رکھا تھا کیونکہ اُنہون نے بھی ایک فن کا فنون علم سے منطق نام رکھا تھا اُنہون نے کلام نام رکھا کہ
منطق وکلام مترادف ہین فقط آگاہ ہو کہ اب بوجہ اختلافات مذاہب سے فراغت ہوئی اب مین بیان فرقہ کا
بیان شروع کرتا ہون جیسا کہ اوپر واعدہ کر آیا ہون پس پہلے کہتا ہون کہ بزرگترین فرقۂ اسلامیہ سے فرقۂ معتزلہ ہے
اور انہین اہل عدل وتوحید کہتے ہین اور پہلا فرقہ انمین اصحاب وصل بن عطا ہین جسنے مجلس حسن بصری سے اعتزال
کیا اور سبب اعتزال یہ ہے کہ ایک روز ایک شخص حسن پاس آیا اور کہا کہ ای امام دین ایک جماعت ہمارے زمانہ مین
ظاہر ہوئی ہے کہ جو صاحب کبیرہ کو کافر جانتے ہین اور مراد اسکی اس جماعت سے فرقۂ وعیدیہ تھا جو خوارج سے ہے
اور دوسری جماعت وہ ہے کہ وہ اہل کبائر کو امیدوار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ایمان کے ساتھ معصیت ضرر
نہین کرتی جیسا کہ کفر کے ساتھ طاعت فائدہ نہین بخشتی پس تو کیا حکم کرتا ہے کہ ہم موافق اُسکے اعتقاد کرین اس
بات کو سنکر حسن بصری فکر مین گیا اور قبل اُسکے کہ جواب دے وصل نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ صاحب کبیرہ مومن
مطلق ہے نہ کافر مطلق ہے بعد اُسکے اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ستون پاس مسجد کے ستونوں کے کھڑا ہو کر جماعت اصحاب
حسن سے تقریر کرنے لگا جو حسن بصری کے آگے جواب دیا تھا اس بات سے کہ مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر اور
ثابت ہوتی ہے واسطے اُسکے ایک منزلہ درمیان دو منزلتوں کے کیونکہ مومن ایک مدح کا نام ہے اور فاسق ایسا نام ہے
کہ حسن استحقاق مدح کا نہین رکھتا پس مومن ہوگا اور اسیطرح کافر بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اقرار شہادتین کا تو کرتا ہے
اور اور اعمال خیر اُس سے سرزد ہوتے ہین پس اگر یہ شخص بلا توبہ مریگا تو ہمیشہ آتش جہنم مین رہیگا کیونکہ آخرت مین
نہین ہین مگر دو فرقے فریق فی الجنة و فریق فی السعیر لیکن بہ نسبت کفار کے عذاب مین اُسکے تخفیف ہوگی
اور مقام اُسکا اوپر مقام کفار کے ہوگا جب تقریر اُسکی تمام ہوئی تو اُسکے اُستاد نے کہا کہ وصل نے مجھسے اعتزال
کیا اسلیئے وہ اور اُسکے اصحاب معتزلہ نام رکھے گئے یہان سے متتبع خبیر پر بخوبی واضح ہوگا کہ حقیقت پیدا ہونے کی اس
مذہب کے اتنی ہے کہ ایک شخص آیا اُسنے اُستاد سے سوال کیا ایک شاگرد اُسکا اُٹھ کھڑا ہوا خیالی ایک جواب دیکر
اُستاد سے علیحدہ ہو گیا لوگ اُسکے شریک ہو گئے ایک مذہب ہو گیا کچھ رجوع طرف نصوص کتاب اللہ کے یا طرف
کسی حجت خدا کے اور ارشاد معصوم کے نہین ہوئے اور ملقب بقدریہ بھی ہوتے ہین کیونکہ وہ افعال عباد کو خواہ
شر ہون خواہ خیر منسوب طرف قدرت عباد کے کرتے ہین کہا ہے اُنہون نے کہ جو شخص قائل بقدر اسطرح ہو کہ نیک و
بد سب خدا کی طرف سے ہے تو بہ نسبت ہمارے اولی ہے کہ قدریہ کہلاے کیونکہ نسبت قدر کے قدریہ کی طرف منسوب
ہونے مین نفی کرنیوالے سے قدر کی اولی ہی اور واضح رہے کہ اخبار اہلبیت علیہ السلام مین اطلاق اسم قدریہ کبھی معتزلہ
پر ہوتا ہے اور کبھی اشاعرہ پر اور وجہ مناسبت دونو کی طرف ظاہر ہے کیونکہ معتزلہ نے خیر وشر کی نسبت طرف قدرت
عباد کے کی اور اشاعرہ نے دونو کو منسوب طرف قدرت خدا کے کیا اور جو حدیث مین وارد ہے کہ القدریة مجوس

ھذہ الامۃ یعنے قدریہ اس امت کے مجوس ہین اسکا انطباق معتزلہ پر خوب ہوتا ہی کیونکہ انہون نے بھی دو خالق
ثابت کئے جیسا کہ مجوس نے کیا تھا اور خود معتزلہ نے اپنے تئین ملقب کیا ہی ساتھ اصحاب عدل و توحید کے
بسبب قائل ہونے انکے ساتھ وجوب اصلح اور نفی صفات قدیمہ کے اور کہا ہی انہون نے کہ قدیم ہونا اخص وصف
خدائے تعالی ہی کوئی ذات وصفت اسمین شریک نہین ہوتی اور انہون نے صفات زائدہ علی الذات کی نفی
کی ہی اور یہ کہ کلام خدا محدث ہی مرکب ہی حروف و اصوات سے اور خدائے تعالی آخرت مین بھی آنکھ کی بینائی
سے نہ دیکھا جائیگا اور حسن و قبح افعال کا عقلی ہی اور واجب ہی خدا پر رعایت کرنا حکمت و مصلحت کا اپنے
افعال مین اور واجب ضرور ہی کہ مطیع و تائب کو ثواب دے اور صاحب کبیرہ کو معذب کرے بعد اسکے کہ ان
امور مذکورہ مین سب اتفاق کر چکے پھر بھی بیس فرقے انمین ہوئے کہ ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہی اور منطبق تاویل قول
سب کا مطابق واقع ہی اور کافی ہی ثبوت بطلان مذہب کو زبان اہل مذہب سے سب کا کافر ہونا فرقہ ثانیہ
واصلیہ ہی کہ وہ اصحاب ابی حذیفہ واصل بن عطا ہین اور انکا اعتزال چار مسئلہ مین دائر ہی پہلے انکی نفی صفات
ہی فاضل شہرستانی سے منقول ہی کہ کہا اسنے کہ شروع کیا اصحاب مذکور نے اس مسئلہ مین بعد اسکے کہ مطالعہ
کتب فلاسفہ کر چکے اور نظر انکی منتہی ہوئی طرف اس بات کے کہ صفات الٰہیہ کو رد کیا طرف دو صفتون کے فقط
یعنے خدا کا عالم و قادر ہونا بعد اسکے حکم کیا انہون نے کہ یہ دو صفتین صفات ذاتیہ مین اعتباری ہین واسطے
ذات قدیمہ کے جیسا کہ جبائی نے کہا ہی یا ذات مین حلول کئے ہین جیسا کہ کہا ہی ابو ہاشم نے اور دوسرا
قول ہی انکا کہ افعال عباد نسبت طرف قدرت عباد کے ہین اور اضافت شر کی طرف خدائے تعالی کے ممتنع ہی
اور تیسرے قائل ہونا انکا ساتھ منزلت بین المنزلتین کی ہی جیسا کہ بیان فرقہ معتزلہ مین تصریح
مذکور ہوا اور چوتھے خاطی گردانتا انکا دو فریق سے کہ عثمان اور قاتل عثمان ہی ایک فریق کو اور تجویز کرنا
انکا کہ شاید عثمان نہ مومن ہو نہ کافر اور ہمیشہ آتش جہنم مین رہے اور اسی طرح علی ابن ابیطالب اور متابعین انکے
اور حکم کرنا انکا کہ علیؑ اور طلحہ و زبیر بعد واقعہ جمل کے اگر ایک برگ سبز کی گواہی دین تو قبول نہ کی جائیگی جیسا کہ
گواہی ان جورو خاوند کی جنہون نے آپسمین لعان کیا ہو مقبول نہین ہوتی کیونکہ ایک انمین سے بالضرور فاسق
ہوتا ہی اب صاحب عقل سلیم پر پوشیدہ نرہیگا حال ان اہل مذہب کا بھی کہ کسقدر امور خیالیہ و قیاسیہ غیر صادقہ
ہین اور کسقدر بعید کتاب اللہ اور اخبار نبی سے ہی اول یہ کہ حق تعالی نے اپنے صفات کو قرآن مین بالفاظ و معانی
متعددہ بیان فرمایا یہ انحصار کرنے والے کتاب اللہ کے کون ہین دوسرے اسناد افعال طرف قدرت عباد کے
جب ہوئی تو ایک خالق قدرت عباد بھی ہوئی تیسرے منزلت بین المنزلتین کو دیکھ آئے یا قرآن سے کہین
ثابت کیا چوتھے وہ علی ابن ابیطالب کہ جسکے لئے نبی نے اول سے اہتمام پرورش کیا اپنے دوش پر سن طفلی سے

پالا اپنے منہ سے انکے منہ مین لقمے کھلائے ہمیشہ اپنے ساتھ سلاتے تھے کاندھی پر انکو چڑھایا بتین پچھاڑے تھے
جوانی مین بامر الٰہی اپنی بیٹی انکے نکاح مین دی انکی شان مین لحمک لحمی و دمک دمی و نفسک نفسی کہہ فرمایا
باوجود برادری و قرابت بتعین امر الٰہی برادری ایمانی انکے ساتھ کی یوم خندق کے ایک ایک ضرب کو انکے ہاتھ کی
افضل عبادت ثقلین سے بتایا انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غضب کی شان مین فرمایا جلسہ غدیر خم مین من کنت مولاه فهذا
علی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه کس تصریح کے ساتھ سکو سنایا علاوہ اسکے کثر آیات قرآنی
کے سبب نزول کو ارشاد فرمایا کہ یہ آیہ شان علی ابن ابیطالب مین ہی پھر جب ایسے بزرگ کی نسبت تجویز خلافت
و تکذیب شہادت کی ہوئی تو کیونکر خیال کیا جائے کہ مجوز اسکا حق پر ہوگا اور پھر کون طبقہ اسلام مین لائق
دخول بہشت و مقبول الشہادت تصور کیا جاسکتا ہی تیسرے فرقہ ہذیلیہ ہی اصحاب ابی ہذیل حمدان علاف
شیخ معتزلہ و مقرر کر سوا انکے طریقہ کا ہی اسنے علم اعتزال عثمان بن خالد طویل سے کہ اُسنے واصل سے لیا تھا
حاصل کیا اور وہ اپنے اصحاب سے دس قواعد مین منفرد ہوا پہلے یہ کہ مقدورات الٰہی بھی فانی ہوتے
ہین اور یہ قریب ہی مذہب جہم سے کہ اُسکا مذہب ہی کہ بہشت و دوزخ بھی ناپید و فانی ہو جائینگے اور یہ اہل جبر
قائل ہوئے ہین ساتھ اس بات کے کہ اہل بہشت و اہل جہنم کے حرکات ضروری ہین کیونکہ انکے حرکات بھی
مخلوق خدا ہین اور اگر اہل بہشت کے مخلوق ہوتے تو مکلف ہوتے اور تکلیف آخرت مین نہین ہی دوسرے
یہ کہ جو لوگ آخرت مین مخلد ہین یعنی ہمیشہ رہنے والے ہین خواہ بہشت کے خواہ جہنم کے انکے حرکات منقطع ہو جائینگے
اور سکون دائمی کی طرف منتقل ہونگے اور اس سکون کے ساتھ لذات مجتمع ہونگے اہل بہشت کے لئے اور آلام مجتمع ہونگے
اہل جہنم کے لئے اور ابو ہذیل نے جو یہ اختیار کیا اسکی وجہ یہ ہی کہ اُسنے مسئلہ حدوث عالم مین یہ التزام کیا ہی کہ جو حوادث
انکے لئے اول نہین ہی اور جو حوادث کہ انکے لئے آخر نہین ہی اِنمین تفرقہ نہین ہی پس اسلئے کہا اُسنے کہ مین قائل نہین ہوتا ساتھ
حرکات اُنکے کہ جنکے لئے آخر نہین ہی بلکہ یہ ساکن ہو جائینگے اور توہم کیا اُسنے کہ جو کچھ حرکت سے لیس حادث کو لازم آتا ہی وہ
سکون سے لازم نہین آتا اور اسلئے معتزلہ نے ابا ہذیل کا نام جہمی الآخرة رکھا ہی اور بعض نے نام اُسکا قدری
الاولیٰ و جہمی الآخرة رکھا ہی عاقل کو ہوشیار رہنا ہے کہ بنیاد ان مذاہب سخیفہ کی کیا کیا خرافات ہین کہین کتاب و
سنت سے کام نہین ہی تیسرے قائل ہونا اُسکا اس بات کا کہ باریتعالیٰ عالم ہی ساتھ علم کے کہ وہ علم اُسکی ذات ہی
اور قادر ہی ساتھ قدرت کے کہ وہ قدرت ذات اسکی ہی اور زندہ ہی ساتھ حیات کے جو ذات اسکی ہی فاضل شہرستانی سے
منقول ہی کہ ابو ہذیل نے اقتباس کیا ہی اس رائے مین فلاسفہ سے جو اعتقاد رکھتے ہین اس بات کا کہ ذات
اسکی واحد من جمیع الصفات ہی اصلا تعدد اسمین نہین ہی بلکہ جمیع صفات جمع کرتے ہین طرف سلبون کے اور
اضافتون کے چوتھے قول اُسکا کہ باریتعالیٰ مرید ہی ساتھ ارادہ کے جو حادث ہی لیکن حادث فی محل نہین ہی

اور یہ تشنیع کیا ہو اُسنے علاف کا کہ پہلے اُسنے یہ ایجاد کیا تھا پانچوین قول اُسکا یہ کہ بعض کلام خدا تعالی کا محل میں نہین جیسا قول کن ہو کیونکہ اُس سے سب کچھ پیدا کیا محل اُس سے پیدا ہوا اور بعض کلام محل مین ہو جیسا کہ امر و نہی و خبر و استخبار چھٹے وہ قائل ہو کہ ارادہ مراد کے غیر ہوتا ہو اسلئے کہ ارادہ باریتعالی کا عبارت ہو اُسکے ایک شے کو پیدا کرنے سے و خلق کرنا کسی چیز کا مغائر اس چیز کے ہوتا ہو بلکہ خلق کرنا نزدیک اُنکے نام ہو اُس کلمہ کا جو محل مین نہو یعنی کلمہ کن ساتوین وہ اسکا قائل ہو کہ جو چیز کہ غائب ہو جاے اُسکے ثبوت کو خبر متواتر محجت کو کب چنیجی ہو کہ جب بیس حبرین ایک طرح کی پہونچین اور اِن بیس مین روا ۃ اہل بہشت سے ایک یا زیادہ ہون اور بھی کہا ہو اُسنے کہ زمین اولیاء اللہ سے خالی نہین ہو سکتی اور وہ معصوم ہوتے ہین جھوٹ نہین بولتے مرتکب کسی قسم کی معصیت کے نہین ہوتے پس اُنکا قول حجت ہو نہ تواتر آٹھوین قول انکا آجال و ارزاق مین یہ ہو کہ اگر انسان مارا نہ جاے تو اُسیوقت خود بخود مرجاے زیادتی اور کمی عمر مین جائز نہین ہو اور روزی کے بارے مین اُنکی یہ رائے ہو کہ جو کچھ کھالیا وہ اُسکی روزی ہو اور جو اُسپر حرام کی گئی وہ اُسکی روزی نہین ہو یعنے مامور اُسکے کھانے پر نہین ہو نوین وہ قائل ہو کہ قبل ورود سمع فکر معرفت مین جناب باریتعالی کے چاہیے یعنے واجب ہو کہ پہچانے خدا تعالی کو ساتھ دلیل کے بدون اِسکے کچھ سنکر دل مین خطور کرے اُسوقت متوجہ طرف تحصیل معرفت کے ہو اور اگر معرفت مین قصور کریگا تو مستوجب عقوبت ابدی کا ہوگا اور کہا ہو اُسنے کہ طاعات الٰہی مین یہ قصد ضرور نہین کہ کہا جائے ہم اسلئے کرتے ہین کہ تا خدا سے قریب ہون کیونکہ قصد طاعت اول کا جو معرفت الٰہی کے حاصل کرنیکو ہو اسلئے نہین ہوتا کیونکہ ہنوز معرفت الٰہی حاصل نہین کی اس شخص نے جسکی تقرب کا ارادہ کرے اور یہ فعل عبادت ہو اور یہ قول بھی جیسا ہو ظاہر ہو کیونکہ معرفت کے مدارج مین ایک معرفت فی الجملہ ہو کہ مثلاً موجد اول کا پہچانتا اور ایک ساتھ کمال کے معرفت کا حاصل کرنا یعنے کس کس صفت سے اُسے متصف جانین اور کس کس سے منزہ جانین اور یہ مرتبہ یقینی بعد معرفت فی الجملہ کے ہو اور معرفت فی الجملہ تقرب کی نیت کو کافی ہو علاوہ اِسکے طاعات افعال ہین اور ہر فعل کے لئے غایت ضرور ہو تو اگر تقرب الی اللہ غایت طاعت نہو تو اُس سے بہتر کیا چیز ہو جسے غایت طاعت گردانین اور اُسکا ارادہ کرین دسوین قول اُسکا استطاعت مین یہ ہو کہ وہ ایک عرض ہو اعراض سے کہ سلامتی و صحت کی غیر ہو اور افعال قلوب و افعال جوارح مین فرق ہو پس کہا ہو اُسنے کہ جب قدرت و استطاعت افعال قلوب کے وقت فعل معدوم ہو جاے اُسوقت افعال قلوب کا وجود صحیح نہین ہوسکتا اور افعال جوارح مین یہ بات جائز ہو اور وہ قائل ہو اس بات کا کہ قدرت و استطاعت فعل سے مقدم ہوتے ہین پس بسبب اُسکے فاعل حال اوّل مین کہ مستطیع و قادر ہو فعل کرتا ہو اگرچہ وجود و ظہور اُسکا حال ثانیہ مین کہ متعدم قدرت ہو ہوتا ہو پس وہ حال کہ جسمین اُسنے کیا تھا غیر حال جو فعل ہو اور درباب

اور ادراک وعلم کے انکی رائے ہے کہ یہ دو نو حادث ہوتے ہین غیر مین جب اُسے کوئی سناے یا بتاے حق تعالیٰ
اُسے پیدا کرتا ہے افعال عباد سے نہین ہے فقط اور واضح رہے کہ سب مضامین خیالیہ اور پیدا کردہ اپنے ذہن کے
ہین علوم حقیقیہ سے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی اور ائمہ علیہم السلام کو دیا نہین ہین فقط چوتھے فرقہ اسلامیہ سے
نظامیہ ہین کہ وہ اصحاب ابراہیم بن سیار نظام ہین کہ وہ شیاطین فرقہ قدریہ سے تھا اُسنے مطالعہ کتب فلاسفہ
زیادہ کیا اور اُنکے کلام کو معتزلہ کے کلام سے مخلوط کیا بعد اُسکے تیرہ مسئلہ مین منفرد ہوا بعض اُس سے یہ ہین
کہ خدا قادر نہین ہے کہ دنیا مین بندون کے ساتھ وہ کام کرے جسمین اُنکی نیکی دنیا کی ہو اور اسی طرح قادر نہین ہے
کہ آخرت مین زیادہ کرے یا کم کر دے ثواب وعقاب کو اہل بہشت و اہل دوزخ کے اور یہ توہم کیا ہے اُس باطل نے
کہ کمال تنزیہ جناب باریتعالیٰ کی شرور وقبائح سے یہ ہے کہ قدرت خدا کا شرور سے سلب کیا جاے یعنے خدا
فعل قبیح کے کرنے پر قادر ہی نہین ہے واہ کیا خوب تنزیہ ہے کہ جس سے خدا کی قدرت ہی باقی نہین رہی پانی سے
بھاگے اور پرنالہ کے نیچے ٹھہرے قباحت سے پاک ہونے کے لئے ایسی چیز پیدا کی کہ جس سے عظیم ترین نقص و
قباحت یعنے عاجز ہونا خدا کا لازم آگیا اور بعض اُنہین مسائل سے یہ ہے کہ خدا کو جو مرید کہتے ہین اُس سے مراد
یہ نہین ہے کہ حق تعالیٰ فی الحقیقۃ موصوف باین صفت ہوتا ہے بلکہ جب اپنے افعال مین وصف کیا جاتا ہے تو مراد اُس سے
یہ ہوتی ہے کہ خالق اور پیدا کرنے والا اُنکا ہے موافق اُسکے کہ جانتا ہے اُسنے اور جب وصف کیا جاتا ہے ساتھ اُسکے کہ وہ مرید
افعال عباد ہے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اُسنے ساتھ اُس فعل کے حکم فرمایا ہے اور واقع مین کعبی نے اسی مذہب کو نظامیہ سے
لیا ہے اور بعض اُنہین سے یہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ انسان نام روح کا ہے بدن کچھ چیز نہین آلہ روح ہے کہ جس سے
روح کام لیتی ہے اور واقع مین نظام نے اس مذہب کو فلاسفہ سے لیا ہے مگر یہ کہ اُسکا میلان طرف حکماے طبیعیین کے تھا
کیونکہ وہ تعریف روح مین کہتے ہین کہ روح جسم لطیف ہے کہ ساری ہے بدن مین جیسا گلاب یا تیل سرایت
کرتا ہے اور بعض اُنکے اقوال سے یہ ہے کہ اعراض مثل الوان و طعوم و روائح وغیرہ اجسام ہین پس کبھی وہ کہتے ہین
کہ اعراض اجسام ہین کبھی حکم کرتے ہین کہ اجسام اعراض ہین اور بعض اُنکے اقوال سے یہ ہے کہ جوہر مولف ہوتا ہے
اعراض مجتمعہ سے اور علم مثل جہل مرکب ہے اور ایمان مثل کفر ہے تمام ماہیت مین اپنی اور یہ قول انہون نے مقالہ فلاسفہ سے
لیا ہے جہان کہین کہ حکم کیا ہے اُنہون نے کہ حقیقت دونو کی کیا ہے کہ حاصل ہونا صورت کا بیچ قوت عاقلہ کے اور
امتیاز درمیان مین اُنکے امر خارجی سے ہوتا ہے اور امر خارجی کیا ہے مطابق ہونا اس صورت کا ساتھ متعلق اپنے کے
اور نہ مطابق ہونا اُسکا اور بعض اُنکے اقوال سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایکبار جملہ مخلوقات کو اپنے مثل معادن و
نبات اور حیوان اور انسان وغیرہ جس طرح اب ہین اسی طرح پیدا کیا پھر خلقت آدم کی خلقت اولاد آدم پر مقدم نہین ہے
بلکہ پوشیدہ کیا ہے بعض کو بعض مین اور تقدم و تاخر اس پوشیدگی اور کمون مین ہے اور یہ قول اُنکا واقع مین ماخوذ ہے

کلام فلاسفہ سے جو قائل ہین ساتھ خلیط و کمون و بروز کے اور مخالفت اُسکی کتاب و سنت سے ظاہر ہے اور
بعض اُنہین سے یہ ہے کہ نظم قرآن معجز نہین ہے بلکہ اُسکا خبر دینا باخبار گذشتہ و آئندہ معجز ہے حق تعالی نے عرب کو اہتمام
معارضہ سے اسکے مصروف فرمایا اور اگر اُنکو چھوڑ دیتا کہ اس اہتمام مین متوجہ ہوتے تو ممکن تھا اُنہین کو مثل قرآن
بلکہ اُس سے فصیح تر کہ لیتے اور اُنہین کے اقوال سے ہے کہ خبر متواتر کہ جسکے رواۃ کے عدد کا احصا ممکن نہو محتمل کذب
ہے اور اجماع و قیاس کوئی چیز اُنہین سے حجت نہین ہے و بعض اُنکے اقوال سے یہ ہے کہ طفرہ کے قائل ہوگئے ہین اور
اسلیے کہ وہ موافق فلاسفہ کی نفی جزء لایتجزے مین کرتے ہین جبکہ الزام دیا گیا اُنہین اس دلیل سے کہ مورچہ جو
پتھر پر جب چلے ایک طرف سے دوسری طرف تک تو اُسنے قطع کیا اُسے جسکی انتہا تھی پھر کیونکر صحیح ہو کہ جسکی انتہا ہے
وہ اُسے قطع کرے جسکی انتہا نہین تو اُسکے جواب مین کہا اُنہون نے کہ ہان جسکی انتہا ہے وہ اُسے جسکی انتہا نہین قطع
کرتی ہے بعض کو مشی اور بعض کو بطفرہ اس سے تسلیم کرنا طفرہ کا ثابت ہوا اور بعض اُنہین سے یہ ہے کہ وہ میلان
کر گئے ہین طرف اس امر کے کہ امامت کے لئے نص کا ہونا واجب ہے اور نص نبی کی علی ابن ابیطالب کے لئے امامت
ثابت ہے لیکن اُس خلیفہ ثانی نے پوشیدہ کیا اور اُنہین وہ بہت محق ہین اور بعض اُنہین کے مقالات سے
یہ ہے کہ اگر کوئی چوری ایسے مال کی کرے کہ جسکی نصاب لائق زکوۃ نہو مثلاً ۱۹۹ درم یا ۹۹ درم یا چار اُونٹ
چرائے یا کسی سے بغصب و تعدی چھین لے تو اُسے فاسق نہ کہینگے **پانچوین اسواریہ** ہین یہ اصحاب
اسواری ہین جنہون نے نظامیہ کی موافقت کی ہے اُنکے مذاہب مین اور زیادہ کیا ہے اُنکے مختار پر یہ کہ حق تعالی
قادر نہین ہے اوپر اسکے جسکے عدم کی خبر دی ہے یا اُسے علم اُسکے عدم کا ہے اور مخلوقات سے انسان اُسپر قادر ہے کیونکہ
قدرت بندہ کی دو ضدون کے لئے یعنی وجود و عدم کو صلاحیت رکھتی ہے برابر جب قادر ایک پر ہوا تو دوسرے
پر بھی قادر ہوگا پس تعلق علم کا یا خبر دینے کا حق تعالی کے ساتھ ایک طرف کی مقدوریت طرف آخر سے اُسکے
واسطے انسان کی مانع نہین ہو سکتے اور یہ بات بھی جیسی ہے ظاہر کس مسئلہ وحدت و تعدد جہات سے کیا بات
پیدا کرتے ہین غرض یہ کوئی دین خدا کا طریقہ نہین ہے خیالات محض ہین اور کچھ حقیقت نہین ہے فقط **چھٹے
جعفریہ** فرقہ ہے اور اصحاب جعفر بن مبشر ہین موافق مذہب اسکافیہ ہین فقط اسقدر زیادہ کیا ہے کہ متابعت
مبشر کی ضرور ہے اور فساق امت زنادقہ و مجوس سے بہتر ہین اور اجماع امت حد شرب پر خطا ہے کیونکہ معتبر
حد مین نص ہے اور چرانے والا ایک دانہ کا فاسق ہے ایمان سے بے بہرہ ہے **ساتوین فرقہ بشریہ** ہے اور وہ اصحاب
بشر بن معتمر ہے کہ افاضل علمائے معتزلہ سے تھا اور وہ وہ شخص ہے کہ جسنے قول ساتھ تولید کے احداث کیا کہا ہے
اُنہون نے کہ اعراض الوان و طعوم و روایح وغیرہ سے مثل ادراکات کے سمع و رویت مین واقع ہوتے ہین اور پیدا
ہوتے ہین جسم مین فعل غیر سے جیسا کہ جب اسباب اُسکے اُسکے فعل سے ہون اور کہا ہے اُنہون نے کہ قدرت استطاعت

سلامتی بینہ و جوارح کا آنتوفنسے نام ہے اور کہا ہے انھون نے کہ خدا قادر ہے اس بات پر کہ بچے پر عذاب کرے لیکن
اگر کرے تو ظلم ہوگا مگر حق میں خدا کے یہ لفظ کہنا اچھا نہیں بلکہ واجب ہی کہا جائے کہ اگر عذاب کرے تو یعنی
وہ لڑکا بالغ اور عاقل اور گنہگار مستحق عقاب ہوگا لیکن اس بات مین تقیضی تناقض ہے کہنا اسکا حاصل یہ ہے کہ خدا
قادر ہے کہ ظلم کرے لیکن اگر ظلم کرے تو عادل جب بھی ہوگا اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ اتنا تان تصحیح کے ساتھ پھر بھی
عدل باقی رہیگا یہ وقوع غلطیون مین نتیجہ ان محمدیون کا ہے جو بسبب عدم رجوع کے طرف معادن علم حقیقی کے
پیدا ہوتے ہین فقط آٹھوین فرقہ مزداریہ ہین اور وہ ابو موسی عیسی بن صبیح مزدار ہے یہ لقب اسکا باب افتعال
ہے جو ماخوذ ہے زیادت سے یہ شخص شاگرد ہے بشر کا علم اوس سے لیا ہے اور اپنے تئین زاہد بنایا تھا یہان تک کہ
نام اسکا مشہور ہوگیا کہ فلان شخص معتزلیین راہب ہے کہا اُسنے کہ خدا قادر ہے اسپر کہ جھوٹ بولے اور ظلم کرے
لیکن اگر ایسا کرے تو کاذب اور ظالم ہوگا معاذ اللہ اس بے ادبی اور بد فکری سے تعالی عن ذلک علواً کبیراً
اور اُسکے مقولات سے ہے کہ انسان قرآن کے مثل کہنے پر بلکہ اُس سے بہتر نظم و بلاغت مین کہنے پر قادر ہے اور
کہا ہے اُس نے کہ جو شخص بادشاہ سے مخالطہ کرے وہ کافر ہے نہ وہ کسی کا وارث ہو سکتا ہے نہ اُسکا کوئی وارث
بن سکتا ہے اور اسی طرح جو کوئی قائل ہو ساتھ خلق اعمال اور رویۃ کے وہ بھی کافر ہے نوین فرقہ ہشامیہ ہین اور یہ
وہ اصحاب ہشام بن عمر غوطی ہین کہ یہ شخص تمام معتزلیین سے زیادہ مبالغہ کرتا تھا مسئلہ قدر مین کہا ہے انہون
نے کہ وکیل کا نام خدا پر اطلاق کرنا جائز نہیں ہے گو قرآن مین وارد ہوا ہے کیونکہ یہ اسم مستدعی موکل ہے اور
حماقت یہ ہے کہ صاحب مذہب ہوگئے لیکن یہ نہین جانا کہ لفظ وکیل اسماء خدا سے بمعنی حفیظ ہے جیسا کہ حق تعالی
فرماتا ہے وما انت علیہم بوکیل ای حفیظ اور کہا ہے انہون نے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ کوئی کہے خدا نے دلون مین
الفت پیدا کی ہے حالانکہ یہ بھی مخالف قرآن ہے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف
بینہم اور کہا ہے انہون نے کہ اعراض مع لاالسع نہین کرتے اس بات پر کہ خالق انکا حق تعالی ہے اور نہ اسکی
صلاحیت رکھتے ہین کہ مدعی رسالت کے صدق دعوے پر دلالت کر سکین بلکہ اجسام دلالت کر سکتے ہین
و بنا برین کے لازم آتا ہے انکو کہ دریا کا پھاڑنا اور عصا کو اژدہا کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا دلیل صدق نبوت اُس شخص کی
نہو جسکے ہاتھ پر یہ خرق عادت جاری ہوا ہو اور کہا ہے انہون نے کہ قران مین حلال و حرام پر کچھ دلالت نہین اور
امامت ساتھ اختلاف کے منعقد نہیں ہوتی بلکہ ضرور ہے کہ کل کا اتفاق ہوا ہو اس جگہ پر کہا ہے شارح نے
کہ مقصود انکے اس امر سے طعن ہے امامت ابی بکر پر کیونکہ بیعت اُنکی باتفاق جمیع صحابہ نہیں ہوئی بلکہ ہر طرف ایک
طائفہ خلاف پر رہ گیا اور کہا ہے انہون نے کہ بہشت دوزخ ابھی تک پیدا نہیں کئے گئے کیونکہ ابھی انکے پیدا
کرنیکا کچھ فائدہ نہیں ہے اور کہا ہے انہون نے کہ نہ عثمان کا کسی نے محاصرہ کیا نہ وہ قتل ہوئے اس خبر متواتر کی

مخالفت کو بھی دیکھنا چاہئے اور کہا ہے انہوں نے کہ جو کوئی آخر نماز مین اپنی افساد کرے ساتھ اسکے کہ اول نماز کو شبہ ابطال افتتاح کر چکا ہو تو اسکے اول صلواۃ معصیت ہو منہی عنہا ہوا اور یہ خلاف اجماع فرقہ صالحیہ آئی کہ وہ اصحاب صالحی ہین اور بعض مذاہب سے انکے یہ ہے کہ وہ قیام علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر مردہ کے لئے تجویز کرتے ہین و رہنا بر اس تجویز کے لازم آتا ہے انپر کہ جائز ہے انسان ساتھ متصف ہوئے ان صفات کے مرقوم ہون اور باریتعالی زندہ نہوا اور اسی طرح انہون نے تجویز کیا ہے کہ جوہر کل اعراض سے خالی ہو سکتا ہے یہ ہفوات لائق غور ہین کہ کسقدر بعید کتاب و سنت و عقل سے ہین اور بعد اسکے ساتھ اہل مذہب ہین دسوین فرقہ حابطیہ ہے اور وہ اصحاب احمد بن حابط ہین اتباع انکے منسوب طرف انکے باپ کے ہوئے کہ وہ اصحاب نظام ہے یہ اہل مذہب کہتے ہین کہ عالم کے لئے دو خدا ہین ایک قدیم کہ وہ اللہ ہے دوسرا محدث کہ وہ مسیح ہے اور مسیح وہی وہ شخص ہے کہ جو آخرت مین آدمیون سے حساب لیگا اور دلیل اُسپر وہ قول خدا لاتے ہین وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا اور وہی وہ ہے جو روز قیامت ابر کے سایہ مین آویگا اور یہی معنے ہین قول نبی کے جو فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اور یہ وہ رب ہے جسکی صفت مین وارد ہے یضع الجبار قدمہ فی النار اور مسیح اسلئے اُسکا نام ہوا ہے کہ اُسنے اجسام کو بویا ہے پیدا کیا ہے مجھے بہت حیرت ہے کہ اہل سیر نے اُس فرقہ کو اہل اسلام سے کیون شمار کیا ہے چنانچہ امدی نے بھی کہا ہے کہ یہ کفار و مشرک ہین مگر یہ کہ دو وجہ معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ انہون نے تاویل آیہ قرآنی اور حدیث نبوی اپنے مطلب کے موافق کی ہے تو گویا صحت انکے مذہب کی موافق قرآن و حدیث ثابت ہو چکی پھر مسلمان کیون نہ کہین دوسرے اصل فرقہ مین جسکی یہ شاخ ہے جب سب کچھ ہے تو پھر انکا کیا قصور ہے بلکہ شاگرد نے استاد پر ترقی کی ہے اُنھوں کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا گیارہوین فرقہ حربیہ ہے کہ وہ اصحاب فضل حربی ہین اور مذہب انکا مذہب حابطیہ ہے مگر انہون نے تناسخ کو زیادہ کیا ہے اور یہ کہ ہر حیوان مکلف ہے اسلئے کہ حق تعالی نے جملہ حیوانات کو ذی عقل و بالغ ایک گھر مین سوا اس دنیا کے گھر کے پیدا کیا اور انمین معرفت و علم کو خلق فرمایا اور تکمیل نعمات کی بعد اُسکے انکو مبتلا کر کے مکلف بشکر نعمت کیا چنانچہ بعض نے سب مین اطاعت کی انکو انمین دار نعیم مین جہان انکی ابتدا ہوئی تھی رکھا اور بعض نے سب مین نافرمانی کی انہیں دار نعیم سے نکال کر دار عذاب مین کہ وہ آگ ہے رکھا اور بعض نے بعض اوامر مین اطاعت اور بعض مین نافرمانی کی پس انہین دار نعیم سے نکال کر اس دنیا مین بھجوایا اور یہ اجساد کثیفہ صور مختلفہ مین اُنہین پہنائے مثل انسان کی صورت کے یا اور حیوان کی صورت کے اور پھر مبتلا کیا انکو اقسام و انواع کے خوف و ضرر و مکارہ و آلام و لذات مین موافق انکے مقادیر معاصی کے پس جو حیوان کہ انکے گناہ کم اور طاعت زیادہ ہے صورت انکی اچھی اور آلام انکے کم ہوئے اور جنکا گناہ زیادہ اور طاعت کم تھی صورت انکی بد اور آلام انکے زیادہ ہوئے اور ہمیشہ اسی طرح حیوان ایک صورت سے

دوسری صورت مین رہیگا جب تک گناہ باقی رہینگے اور ظاہر ہو کہ یہ مذہب عین تناسخ ہو اور ہندوستان مین اکثر ہنود کا یہ مذہب ہو لیکن اہل اسلام مین نہین معلوم ہوتا کہ ماخذ اسکا کیا ہو کتاب اللہ یا اخبار نبی مین اسکی تصریح کہان صاحب مذہب نے پائی ہو علاوہ اسکے بڑی خرابی اس مذہب کے رو سے یہ پیدا ہوتی ہو کہ آلام انبیا کے دنیا مین اورونکی بہ نسبت بہت زیادہ ہین خصوصاً محمد و آل محمد علیہم السلام کہ ہمیشہ مبتلائے آلام رہے پس اس مذہب کے چاہیے کہ معاصی انبیا کے سب سے زیادہ ہون اور خدا سب سے زیادہ گنہگار ہو نعوذ باللہ ظالم کو یہ حال ہوتا ہو امور مذہبیہ مین اعتماد کرنے سے عقل ناقص پر رب لا تکلنی الیٰ نفسی طرفۃ عین ابداً فان نفسی ھالکۃ بارھوین فرقہ معمریہ ہین کہ وہ اصحاب معمر بن عباد سلمی ہین کہا ہو انھون نے کہ حق تعالیٰ نے فقط اجسام کو پیدا کیا ہو اور اعراض کو اجسام اختراع کر لیتے ہین اور یہ یا طبیعی اختراع ہو جیسا کہ نار احراق اور آفتاب حرارت کو پیدا کرتا ہو یا اختیاری جیسا کہ حیوان الوان کو پیدا کرتے ہین کہا گیا ہو کہ بڑے تعجب کی بات یہ ہو کہ معمر کے نزدیک حدوث وفنا اجسام کا اعراض سے ہو پھر کیونکر اسکا قائل ہو کہ اعراض اختراع وفعل اجسام سے ہین اور کہا ہو انھون نے کہ خدا موصوف بقدم نہین ہو سکتا اسلئے کہ قدیم ہونا دلالت کرتا ہو اوپر تقادم زمانی کے اور خدا زمانی نہین ہو اور کہا ہو انھون نے کہ خدا کو علم اپنے نفس کا نہین ہو ورنہ عالم و معلوم ایک ہو جائین اور یہ ممتنع ہو اور کہا ہو انھون نے کہ انسان مین بجز ارادہ کے اور کچھ فعل نہین ہو خواہ یہ بطور مباشرت ہو یا بطور تعلیم ہو بنا بر اسکے کہ یہ طائفہ موافق مذہب فلاسفہ ہو حقیقت انسان مین تیرھوین فرقہ ثمامیہ ہے کہ وہ ثمامہ بن اشرس نمیری ہو کہا ہی اُسنے کہ افعال متولدہ کا کوئی فاعل نہین اسلئے کہ اسناد طرف فاعل سبب کے ممکن نہین ہو کیونکہ یہ مستلزم ہو کہ اسناد فعل کی طرف مردہ کے ہو جبکہ تیر کو کسی کی طرف مارے اور قبل اسکے کہ تیر اُس تک پہونچے یہ شخص مرجائے اور اسی طرح خدا کی طرف بھی اسناد نہین ہو سکتے کیونکہ افعال متولدہ حسن و قبیح دونو ہوتے ہین اور اسناد قبیح کی طرف خدا کے جائز نہین اور کہا ہو اُسنے کہ یہود و نصاریٰ و مجوس و زنادقہ روز قیامت کو خاک ہو جائینگے نہ بہشت مین جائینگے نہ دوزخ مین اور اسی طرح سے اطفال و بہایم کا بھی حال ہو اور کہا ہو انھون نے کہ جو کفار سے اپنے خالق کو نہ جانتا ہو وہ معذور ہو اور معارف سب ضروری ہین اور انسان مین ارادہ کے سوا کوئی فعل نہین ہو اور سوا اسکے جتنے افعال ہین وہ سب حادث بلا محدث ہین اور کہا ہو اُسنے کہ یہ عالم خدا کا فعل طبیعی ہو کچھ ارادہ سے نہین ہوا جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہین کہ باری علت موجبہ ہو ایجاب کیا ہو کسقدر دین خدا سے غفلت اِن مذاہب کی ظاہر ہو کہ محتاج بیان نہین ہو چودھوین فرقہ خیاطیہ ہو کہ وہ اصحاب ابی الحسن بن ابی عمرو خیاط ہین کہا ہو اُسنے کہ افعال منسوب طرف بندونکے ہین اور وہ معدوم کو شئی نام رکھتے ہین یعنے معدوم ثابت و متقرر حال عدم مین

ہوتا ہے اور بھی معدوم کو جوہر و عرض نام رکھتے ہین اور کہا ہے انہون نے کہ ارادہ اللہ کے معنے خدا مین
یہ ہین کہ وہ نہ اکراہ کیا گیا ہے نہ خود کارہ ہے اور معنے ارادہ خدا کے افعال نفس مین اپنے خلق کے ہین یعنے اسکا
خالق ہونا اور افعال عباد مین ارادہ خدا حکم خدا ہے اور سمیع و بصیر ہونے کے معنے خدا مین اسکا عالم ہونا ہے
ساتھ متعلقات سمع و بصر کے پندرہوین فرقہ جاحظیہ ہے کہ وہ عمرو بن بحر جاحظ ہے یہ شخص فصحا و بلغا سے تھا
زمان خلافت معتصم و متوکل مین لعن اللہ علیہما اسنے کتب فلاسفہ کا بہت مطالعہ کیا اور انکے مقالات کو
عبارت بلیغہ لطیفہ مین ترجمہ کر کے بہت رواج دیا اسکے اصحاب کے مقولات سے ہے کہ معارف کل انکے
ضروری ہین اور یہ کہ انعدام جواہر کا ممتنع ہے بلکہ جواہر متبدل ہوتے ہین اور اعراض اپنے حال پر باقی رہتے
ہین جیسا کہ ہیولی مین کہا گیا ہے اور کہتے ہین کہ آگ اپنے اہل کو خود جذب کرتی ہے نہ یہ کہ خدا اسمین ڈالتا ہے
اور کہا ہے کہ خیر و شر فعل بندہ کا ہے اور قرآن ایک جسد کا نام ہے جو کبھی مرد ہو جاتا ہے اور کبھی عورت ہو جاتا ہے
سبحان اللہ کیا خوب علم ہے اور کیا اچھا مذہب ہے جسمے مخالفت صریح کتاب اللہ سے ہے کما لا یخفی سولھوین
فرقہ کعبیہ ہے اور وہ ابو القاسم بن محمد کعبی ہے کہ معتزلہ بغداد سے تھا خیاط کا شاگرد ہے کہا ہے اس فرقہ نے کہ فعل خدا
بغیر ارادہ واقع ہوتا ہے جب کہا جائے کہ خدا مرید اپنے افعال کا ہے تو معنی اسکے یہ ہین کہ خالق ہے اور جب کہا جائے
کہ مرید ہے اپنے افعال غیر کا تو مراد یہ ہے کہ اسکا حکم کرنیوالا ہے سترہوین فرقہ جبائیہ ہے وہ ابو علی محمد بن عبد الوہاب
جبائی معتزلی بصرہ ہے کہا ہے انکے اصحاب نے کہ ارادہ خدا حادث ہوتا ہے لا فی محل اور اللہ تعالی مرید ساتھ اس
ارادہ کے اور موصوف اسکے ساتھ ہوتا ہے اور حق تعالی متکلم ہے ساتھ کلام کے جو مرکب ہے حروف و اصوات سے
کہ خلق کرتا ہے انکو جسم مین کسیکے اور متکلم اس کلام سے وہ ہے جو اسکا خالق اور فاعل ہے یعنے خدا نہ وہ کہ جسکے
ساتھ یہ کلام قائم ہے یا حلول کئے ہے کیونکہ وہ لیاقت فاعل و خالق کلام ہونے کی نہین رکھتا اور یہ کہ خدا
آخرت مین نہین دکھائی دیگا اور یہ کہ بندہ اپنے فعل کا خود خالق ہے اور مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر
اور اگر بلا توبہ مرگیا تو مخلد فی النار رہیگا اور کچھ کرامات اولیا کے لئے نہین ہے اور جو چیز کہ اصلح ہو اسکی رعایت
خدا پر واجب ہے اور انبیا علیہم السلام سب معصوم ہین اور ابو علی نے اس سب مین ابو ہاشم کی مشارکت
کی ہے اور بعد جدا ہوا ہے اس سے ساتھ اس قول کے کہ اللہ تعالی عالم بذاتہ ہے یہ نہین ہے کہ صفت علم اسکی موجب
ہو یا کوئی حالت اسکے عالم ہونے کی سبب ہو اور خدا کا سمیع و بصیر ہونا اس معنی سے ہے کہ وہ ایسا زندہ ہے
جسکے ساتھ کوئی آفت نہین ہے اور ایلام کو عوض کے لئے تجویز کرتا ہے اٹھارہوین فرقہ بہشمیہ ہین منفرد ہوا ہے
ابو ہاشم اپنے باپ سے اس بات مین کہ انکے نزدیک استحقاق مذمت و عقاب کا بدون صدور معصیت بھی ممکن ہے
الا انکہ یہ مخالف اجماع و حکمت ہے اور یہ کہ توبہ ایک کبیرہ سے صحیح نہین ہو سکتی جب دوسرے پر اصرار کرے

باوجود اس علم کے کہ یہ قبیح ہو اوا سے یہ لازم آتا ہو کہ اسلام کا فر صلاح نہ کرسکے ساتھ چھوڑنے گناہ کے جبکہ وہ اُس پر اصرار کرے اور نہ توبہ ساتھ عدم قدرت کے پس نہ صحیح ہوگی توبہ کاذب کی کذب سے جبکہ وہ گنگ ہو جائے اور نہ توبہ زانی کی زنا سے جبکہ آلۂ تناسل اُسکا کٹ جائے اور یہ کہ علم واحد ساتھ دو معلوم کے بتفصیل متعلق نہیں ہوتا اور یہ کہ خدا کے لئے بہت سے احوال ہیں کہ نہ معلوم ہیں نہ مجہول ہیں نہ قدیم ہیں نہ حادث ہیں آمدی نے کہا ہو کہ یہ تناقض ہو کیونکہ غیر حادث ہو اسکے معنی نہیں ہیں مگر یہ کہ یہ قدیم نہیں ہو اور یہ غیر مجہول کے معنی یہ ہیں کہ معلوم نہیں ہو حادث بھی ہو اور قدیم بھی ہو مجہول بھی او معلوم بھی ہو یہ کیونکر جمع ہو سکتا ہو دوسرے فرقہ بزرگ اسلام سے فرقہ شیعہ ہو اور وہ ایسا فرقہ ہو جنہوں نے اعتقاد کیا ہو کہ بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ امام بحق علی بن ابیطالب ہیں اور امامت اُنکی بسبب نص نبی کے ہو کہ آنحضرت نے اُنکو امام معین فرمایا تھا خواہ بنص جلی یا بنص خفی اور امامت اُنسے اور اُنکے سلسلۂ اولاد سے باہر نہیں جاسکتی اور اگر نکلی ہو تو یا بسبب ظلم غیر کے اُنپر یا اُنکی بیعت کرنے سے یا اُنکی اولاد کے بیعت کرنے سے اور یہ باہتر (۷۲) فرقہ ہیں اور اصول اُنکے تین ہیں غلاۃ و زیدیہ اور امامیہ غلاۃ اٹھارہ فرقہ ہیں پہلا فرقہ انہیں سے سبائیہ ہیں کہ منسوب ہیں طرف عبداللہ بن سبا کے کہا ہو اُسنے واسطے علی بن ابیطالب کے انت الالہ حقاً یعنے تو برحق خدا ہو پس حضرت نے اُسکی نفی فرمائی اور کہا گیا ہو کہ وہ یہودی تھا پھر اسلام لایا اور حالت یہودیت میں یوشع بن نون اور موسیٰ بن عمران کے حق میں بھی یہی کہتا تھا جو حق علی بن ابیطالب میں بعد اسلام اختیار کرنے کے کہا اور کہا گیا ہو کہ وہ اول اُس شخص کا ہو جسنے قول ساتھ وجوب امامت علی بن ابیطالب کے ظاہر کیا اور اُسی سے اصناف فرقۂ غلات پیدا ہوئے کہا ہو ابن سبا نے کہ علی ابن ابیطالب نے انتقال اِس عالم سے نہیں فرمایا اور نہ قتل ہوئے بلکہ ابن ملجم ملعون نے ایک شیطان کو جو ہمشکل صورت علی ابن ابیطالب ہوا تھا قتل کیا تھا اور علی ابن ابیطالب ابر میں ہیں رعد آواز ہو اُنکی اور برق روشنی ہو اُنکی اور بعد اسکے وہ زمین پر نازل ہونگے اور پر کرینگے عدل و داد سے اور یہ اتباع عبداللہ بن سبا جب آواز رعد کی سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ علیک السلام یا امیر المؤمنین یہ ترجمہ تاریخ اہل سنت اور اُنکا بیان ہوا لا واقع میں یہ ہو کہ جسنے وجوب امامت علی ابن ابیطالب کو پہلے ظاہر کیا خدا ہو کہ اپنے نبی کی زبان سے کہوایا اور نبی ہیں جنہوں نے کہا اور بعد آنحضرت کے اصحاب کبار رسول سلمانؓ مقداد و ابی ذر ہیں اور پھر وہ اصحاب ہیں جنہوں نے اتفاق کر کے خلافت ظاہری پر چڑھایا عبداللہ بن سبا کس شمار میں تھا کہ وہ وجوب امامت کو کہتا اور کوئی سنتا انت الالہ حقا البتہ پہلا اُسکا قول ہوگا اور روایت معتبرہ میں یہ وارد ہو کہ جناب امیر علیہ السلام نے عبداللہ بن سبا کو بسبب اُسکے انت الالہ کہنے کے پہلے اُسے اُسے توبہ تو بفرمایا اور پھر قید کیا بعد اُسکے اُسے آگ میں جلا دیا بالجملہ بنا بر اِس روایت کے اُسکا

زندہ رہنا بعد جناب امیر علیہ السلام ثابت نہین ہوتا دوسرے انسے فرقہ کاملیہ ہو اور یہ اصحاب ابو کامل
مین جو قائل ہو تکفیر صحابہ کا اسلئے کہ انہون نے علی ابن ابیطالب کی بیعت ترک کی اور علی ابن ابیطالب
کی بھی تکفیر کرتے ہین اسلئے کہ طلب حق کو ترک کیا مقصد اس فرقہ کی بیعقلی ظاہر ہو کہ لائق بیان نہین حق کا طلب
کرنا نہین معلوم انکے نزدیک منحصر تلوار کھینچنے مین ہو فقط جو نہین کیا و الا کیا نہ کیا مسجد مین آئے اصحاب مہاجرین
و انصار کو مخاطب کر کے اپنا استحقاق خلافت کے لئے بیان کیا ترغیب اعانت حق کے لئے قرآن کو لیکر
گھر دن پر ایک ایک کے مکرر گئے استعانت حق کی لیے جب کوئی شریک نہ ہوا تو کیا کرتے جبتو ہوئے پیغمبر بھی ہے
جب تک کہ شرائط جہاد نہین ہوئے ترویج کلمہ دین مین تنہا کب لڑائی کی اور انبیائے سابق مین کس نے
بجز اتمام و تفہیم و تعلیم حجت کی تلوار پکڑی طلب حق اسیکا نام ہو کہ انسان یہ ظاہر کر دے کہ یہ حق ہمارا
ہی پھر یہ کب نہین کیا اور حق کے طلب کرنے مین کب کمی کی جو یہ فرقہ بیعقل تکفیر کری اور انکے مقولات سے
ہو کہ ارواح مین تناسخ مرنے کے وقت ہوتا ہو اور امامت ایک نور ہو کہ منتقل ہوتی ہو ایک شخص سے طرف
دوسرے کے اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ یہ نور کسی مین امانت ہو کے رہا اور کسی مین نبوت ہو جاتا ہو تیسرے
فرقہ بنانیہ ہو کہا ہو بنیان بن سمعان تمیمی نہدی یمنی نے کہ خدا بصورت انسان ہو اور سب ہلاک ہو جائینگے
مگر ذات خدا اور روح اللہ نے علی ابن ابیطالب مین حلول کیا ہو بعد انکے انکے صاحبزادے محمد ابن حنفیہ مین
انکے بعد انکے بیٹے ابو ہاشم مین اور بعد انکے جو انکے بیٹے مسمی بہ بنیان ہین انمین حلول کیا ہو یہ خرافات و بیہودہ
سرائیان لائق رد کے بھی نہین ہین چوتھے فرقہ مغیریہ ہو کہا ہو مغیرہ بن سعید عجلی نے کہ خدا ایک نور کی
صورت ہو مگر مرد کی صورت ہو سر پر انکے تاج ہو اور دل اسکا منبع حکمت ہو جب چاہتا ہو کہ خلق کرے کسی
مخلوق کو تو اسم اعظم کے ساتھ کلام کرتا ہو اور وہ اسم اعظم اڑتا ہو پھر وہ تاج ہو کر اسکے سر پر آرہتا ہو اور یہ معنی
ہین قول خدا کے سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی ان اہل مذہب کو کیا کہون سوا اسکے کہ
پیغمبر تو شب معراج عرش پر تشریف لیگئے تھے بعد خلق فرمانے آسمان و زمین و اہل آسمان و زمین کے اس جہت سے
اس کیفیت خلق کے ملاحظہ کی نوبت نہ آئی لیکن یہ مذہب والے قبل خلق اور ارشاد لفظ کن موجود تھے اس جہت سے
انکو تماشائے خلق کی نوبت آئی اور اسی سبب سے انہون نے بعد مشاہدہ معنی قرآن کے مقرر کئے کہ دیکھی
بات تو تتمہ مسئلہ خلق مذکورہ سے موافق ان اہل مذہب کے یہ ہو کہ بعد خلق حق تعالی نے اپنے کف پر اعمال
عباد کو لکھا بعد لکھنے کے گناہون سے غضبناک ہوا اور جب خدا کو غصہ آیا تو اسنے عرق کیا جیسا وقت
شدت حرارت خشم پسینا ہر سب کو آجاتا ہو اسی طرح خدا کو بھی پسینہ آیا اس پسینہ سے دو دریا خلق کئے
ایک ایسا کہ پانی اسکا تلخ اور رنگ اسکا سیاہ تھا اور دوسرا شیرین اور نورانی بعد اسکے دریائے نورانی مین

بانند ہو کر دیکھا اپنا سایہ دکھائی دیا اُسے اُس دریا سے نکالا اور اُس سے آفتاب و ماہتاب کو پیدا کیا اور باقی
اپنے سایہ کو فنا کر دیا تاکہ شریک باقی نہ رہے اور فرمایا کہ شائستہ نہیں ہے کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا شریک ہو
پھر دونوں دریاؤں سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا دریائے سیاہ سے کفار کو اور نورانی سے مومنین کو بعد اسکے
بھیجا محمد کو وقتیکہ سب سایہ میں کھڑے تھے اور امانت کو عرض کیا اور وہ امانت ممانعت علی ابن ابیطالب
کی امامت سے ہے اوپر آسمان و زمین کے پس انہوں نے انکار کیا اور ڈرے اور اُٹھا لیا اُسی انسان نے
کہ مراد اُس سے ابابکر ہے یا عمر بن الخطاب جبکہ وہ ضامن ہوا کہ ابابکر کی اعانت کریگا اس خلافت میں
بشرطیکہ اسکے بعد اپنے وہ اس عہدہ کو سپرد عمر بن الخطاب کرے اور کہتے ہیں کہ یہ آیہ قرآن میں کمثل الشیطان
حق ابی بکر و عمر میں نازل ہوا ہے اور یہ اہل مذہب کہتے ہیں کہ امام منتظر وہ زکریا بن محمد علی بن الحسین بن علی
ہے اور وہ حی ہے اور مقیم جبل حاجز پر ہے اور رہیگا یہانتک کہ خدا کی طرف سے مامور کیا جاے ساتھ
خروج کے پانچویں فرقہ جناحیہ ہے کہا ہے عبد اللہ بن جعفر نے کہ جو ذوالجناحین مشہور تھا کہ ارواح میں
تناسخ ہوتا ہے اور روح خدا پہلے آدم میں تھی پھر شیث میں آئی پھر انبیا میں پھر اور ائمہ علیہم السلام
میں آئی یہانتک کہ منتہی ہوئی طرف علی ابن ابیطالب و انکی تین اولاد کی ان میں عبد اللہ تک اور روح
عبد اللہ زندہ ہے ایک پہاڑ میں اصفہان کے پہاڑوں سے رہتا ہے اور عنقریب وہ خروج کریگا اور
اہل اس مذہب کے شاید قیامت سے انکار کرتے تھے اور جمیع محرمات الٰہی کو حلال جانتے تھے یہ سب نقل
کلام شہرستانی ہے ان مذہب والوں کو دیکھا نہیں جا سکتا جانے چھٹے فرقہ منصوریہ ہیں وہ ابو منصور عجلی کے
ماننے والے ہیں جناب امام محمد باقر تک اقرار امامت کیا بعد انکے جدا ہوا اور خود اپنے لئے مدعی امامت کا ہوا اور
اس مذہب والے کہتے ہیں کہ امامت امام محمد باقر کے لیے تھی اور بعد انکے منتقل ہوئی ابی منصور کی طرف
اور زعم اہل طائفہ کے منصور آسمان پر گیا اور خدا نے اپنے ہاتھ سے اُسکے سر کو مسح فرمایا اور کہا کہ اے
میرے بیٹے تو جا اور میری طرف سے تبلیغ کر بعد اسکے اُسے زمین پر اُتارا اور قرآن میں جو وارد ہے کہ
خدا نے فرمایا وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ تو وہ کسف مذکور منصور
ہے یہ کہا اور امامیہ جو کہتے ہیں کہ کسف علی ابن ابیطالب ہیں اور یہ اہل طائفہ کہتے ہیں کہ پیغمبر منقطع نہونگے
بہشت نام ایک مرد کا ہے جسکے ساتھ محبت کرنے کو ہمیں حکم کیا ہے اور وہ امام ہے اور دوزخ بھی نام ہے ایک
مرد کا جسکے ساتھ ہمکو دشمنی رکھنے کا حکم دیا ہے اور وہ ضد امام ہے مثل ابی بکر و عمر اور اسی طرح سب فرائض و
محرمات بھی نام ہیں فرائض وہ اشخاص ہیں جنسے ہم مامور دوستی کرنے کے ہیں اور محرمات وہ مرد ہیں جنسے
بیزاری کرنی چاہیے اور مقصود انکا اس سے یہ ہے کہ جو شخص انہیں سے ظفریاب ہو جاے اس سے تکلیف

وخطاب ایہہ جائے کیونکہ وہ جنت تک پہنچ گیا ساتوین فرقہ خطابیہ ہے اور وہ ابو خطاب اسدی ہے امام جعفر
صادق تک یہ شخص مطیع رہا جب اسکا غلو آنحضرت کے حق مین معلوم ہوا تو حضرت نے اُس سے بیزاری
فرمائی جب یہ جدا ہوا تو خود مدعی امامت ہوا اسکے اصحاب کہتے ہین کہ ائمہ سب انبیا ہین اور ابو الخطاب
بھی نبی ہے اور زعم کرتے ہین کہ جملہ انبیا نے آدمیون پر واجب کیا ہے کہ ابو الخطاب کی اطاعت کرین بلکہ اس
طایفہ نے اور بھی زیادتی کی اور کہا کہ ائمہ سب خدا ہین اور حسنین علیہم السلام فرزندان خدا سے ہین اور امام
جعفر صادق بھی خدا ہین لیکن ابو الخطاب اُنسے افضل ہے اور علی ابن ابیطالب سے بھی افضل ہے اور یہ فرقہ
جھوٹی گواہی اپنے موافقین کے لئے اپنے مخالفین پر حلال جانتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ امام بعد قتل ہونے
ابو الخطاب کے معمر ہے اور بعد عبادت ابو الخطاب معمر کی عبادت کرتے تھے اور انکا مقولہ ہے کہ بہشت نعیم ہے
اور نعیم جنت نعیم دنیا ہے اور نار نام ہے آلام دنیا کا اور دنیا کبھی فانی نہوگی اور محرمات کو انھون نے مباح کیا
اور فرائض کو انھون نے ترک کیا اور ایک جماعت اُنسے کہتے ہین کہ ہر مومن پر وحی نازل ہوتی ہے اور اسمین
استدلال کرتے ہین قول حق سبحانہ تعالیٰ سے وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اور اذن کے
معنی کہتے ہین وحی اللہ اور انھین سے بعض وہ شخص ہے جو جبرئیل و میکائیل سے بہتر ہے اور وہ کبھی نہین
مرتے بلکہ جب نہایت کو پہونچتے ہین تو شامل ملائکہ ہو جاتے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ امام بعد ابی الخطاب کے
عمر ابن بیان عجلی ہے مگر یہ مرتے ہین جو بعد کا اقرار کیا فقط آٹھوین فرقہ غرابیہ ہے یہ فرقہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم علی ابن ابیطالب کے ساتھ بہت مشابہ تھے جیسا کہ غراب ساتھ غراب کے اور ذباب ساتھ ذباب کے
مشابہ ہوتے ہین چونکہ مشابہت کی تمثیل مین لفظ غراب لائے اسی لئے منسوب بغراب ہو گئے بالجملہ نتیجہ شدت
مشابہت اُس فرقہ کے نزدیک یہ ہے کہ خدا نے جبرئیل کو واسطے تبلیغ رسالت کے علی ابن ابیطالب پاس
بھیجا تھا لیکن غلطی سے حامل وحی بسبب مشابہت کے محمد پاس تبلیغ کر گئے پس واقع مین یہ فرقہ جبرئیل کی
طرف نعوذ غلطی کی نسبت کرتے ہین نوین فرقہ ذمیہ ہے یہ فرقہ ملقب ساتھ اس اسم کے اسلئے ہوا کہ یہ مذمت
کرتے ہین پیغمبر خدا کی اسلئے کہ کہتے ہین کہ علی خدا تھے انھون نے محمد کو بھیجا تھا اسلئے کہ دعوت کرین خلائق
کو انکے عبادت کی طرف انھون نے دعوت اپنے طرف کی اور ایک طائفہ اُنسے اسکا قائل ہے کہ محمد و علی دونو خدا
ہین لیکن اختلاف تقدیم و تاخیر مین ہے بعض انکے احکام الٰہیت مین تقدیم علی ابن ابیطالب کو دیتے ہین
بعض پیغمبر خدا کو اور ایک طائفہ انھین کہتا ہے کہ اصحاب عبا پانچون بزرگوار یعنے پیغمبر خدا اور علی ابن ابیطالب
اور حسنین اور جناب سیدہ یہ سب خدا ہین اور شے واحد ہین اور روح انمین برابر ہے کسیکو کسی پر ترجیح نہین ہے
اور جناب سیدہ کو فاطمہ نہین کہتے کہ تا ایسے تانیث کا عیب خدا مین نہ آنے پائے کیا کیا ہفوات بیہودہ ان

فرقون کے ہین اور انھون نے تکذیب اہلبیت علیہم السلام کی کی ہے اور کیا ظلم کیا ہے خدا لعنت کرے
ان سب پر دسوین فرقہ ہشامیہ ہین اِنسے اور وہ صحاب ہین دو نو ہشامون کے یعنے ہشام بن الحکم
اور ہشام ابن سالم جو الیقی کے اتفاق کیا ہے انھون نے اسپر کہ خدا صاحب جسم ہے بعد اُسکے اختلاف
کیا ہے چنانچہ ابن الحکم نے کہا ہے کہ خدا طویل ہے عریض ہے عمیق ہے متساوی ہے طول و عرض و عمق اُسکا اور وہ
ایک قطعۂ سفید صافی ہے کہ ہر طرف سے روشن ہے اور اُسکے لئے رنگ ہے اور ذائقہ ہے اور بو ہے اور نبض ہے
اور کہتے ہین کہ خدا کھڑا ہوتا ہے بیٹھتا ہے چلتا ہے ساکن ہوتا ہے اور اُسکے لئے مشابہت ہے اجسام ہین اور
اگر یہ نہو تی تو کوئی چیز اُسپر دلالت نہ کرتی اور وہ جانتا ہے اُس چیز کو جو زمین کے نیچے ہے بسبب اُس شعاع
کے جو اُس سے جدا ہو کر معلومات تک پہونچتے ہین اور وہ سات بالشت کا ہے اپنے بالشت سے عرش سے
مماس ہے بے تفاوت اور کہا ہے انھون نے کہ خدا جانتا ہے تمام چیزون کو ایسے علم سے کہ نہ وہ قدیم ہے نہ حادث بلکہ
اِسلئے کہ وہ صفت ہے اور صفت موصوف نہین ہوتی اور اُسکا کلام اُسکی صفت ہے نہ مخلوق ہے نہ اُس سے غیر
ہے اور اعراض دلالت خدا پر نہین کرتی بلکہ اجسام اُسپر دلالت کرتے ہین اِسلئے کہ تو نے جانا ہے کہ خدا مشابہ
اجسام ہے اور ائمہ علیہم السلام کا مرتبہ انبیاء سے کم ہے اِسلئے کہ نبی پر وحی آتی ہے پس وہ خدا سے قریب اور بین مخالف
اِمام کے کہ اُنپر وحی نہین آتی لیکن واجب ہے کہ یہ معصوم ہون اور ہشام ابن سالم نے کہا ہے کہ خدا بصورت انسان
ہے اُسکے ہاتھ پاؤن آنکھ ناک کان منھ سب کچھ ہے حواس خمسہ ہین اور سیاہ گیسو بھی اُسمین ہین نصف اعلیٰ اُسکا
مجوف ہے نصف اسفل اُسکا مصمت ہے لیکن خون و گوشت کا نہین ہے یہ وہ ترجمہ ہے جو فاضل نعمانی نے
کلام فاضل شہرستانی سے کیا ہے اور کہا ہے کہ ان دو نو شخصون کے بارے مین اہلبیت علیہم السلام سے
جو وارد ہے اُس سے انکی بلندی مرتبہ اور توحید حقیقی ثابت ہوتی ہے ہان ہمارے اخبار خاصہ مین کچھ کہین کہین
جیسا شہرستانی نے لکھا ہے نسبت انکے منقول ہوا ہے لیکن اُسکے تاویل علما نے اس طرح کی ہے کہ
اُسیکو حمل تقیہ پر کیا ہے اور کسی چیز کو کہا ہے کہ یہ قبل اُنکے مستبصر ہونے کے حال تھا کیونکہ یہ حال اُنکا پہلے
تھا جب فرقہ مخالفین مین تھے اور بعد اُسکے مستبصر ہوئے گیارہوین الثنی فرقہ زراریہ ہے کہ وہ صحاب
زرارہ ابن اعین ہین کہا ہے انھون نے کہ صفات خدا کے حادث ہین اور قبل حدوث صفات حیات نہ تھی
پس بنا بر انکے نہ خدا حی تھا نہ عالم تھا نہ قادر تھا نہ سمیع تھا نہ بصیر تھا اور فاضل نعمانی نے لکھا ہے کہ جیسا
شہرستانی نے ہشامین کی نسبت نقل غلط کی ہے ویسے ہی زرارہ کی طرف ہے واللہ وہ بزرگ شخص مذہب
شیعہ مین ہے اور ہم اُسکے اقوال و اعتقاد کو شہرستانی وغیرہ سے زیادہ جانتے ہین فان اہل البیت ابصر
بما فی البیت بارہوین فرقہ یونسیہ ہے وہ یونس ابن عبد الرحمن قمی ہے کہا ہے اُسنے کہ خدا عرش پر ہے اور فرشتے

عرش کو اٹھائے ہیں اور وہ ملائکہ سے زیادہ قوی ہیں گو وہ اٹھائے ہیں مانند کرسی کے کہ وہ شخص اسے اٹھاتا ہے
اور وہ دونوں سے زیادہ قوی ہوا اور فاضل نعمانی نے اس نقل کی بھی تکذیب کی ہے بہ نسبت یونس کے
تیرہواں فرقہ شیطانیہ ہے کہ وہ محمد بن نعمان ہے جو شیطان طاق کر کے ملقب ہے کہا ہے اسنے کہ خدا نور ہے
لیکن جسمانی نہیں ہے اور ساتھ اسکے صورت انسان ہے جب اشیا پیدا ہو لیتے ہیں اسوقت خدا کو علم
ہوتا ہے اور یہی ترجمہ عبارت شہرستانی ہے فاضل نعمانی نے اسے بھی افترا کہا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بزرگ شیعوں
کے مومن طاق میں مومن طاق تھا اور ائمہ علیہم السلام نے مدح و تعریف اسکی کی ہے شہرستانی کو شمار مذاہب
کی تکمیل کے لئے اس باطل سطری کی طرف ضرورت پڑی چودہواں فرقہ رزامیہ ہے وہ تابعین رزام ہیں
کہا ہے انہوں نے کہ بعد علی ابن ابیطالب کے امامت محمد بن حنفیہ کی طرف آئی بعد انکے عبد اللہ جو انکے
بیٹے تھے انکے بعد علی ابن عبد اللہ ابن عباس کی طرف منتقل ہوئی بعد انکے انکی اولاد میں منصور تک امامت
رہی بعد اسکے خدا نے ابی مسلم میں حلول کیا اور وہ قتل نہیں کیا گیا اور اس طائفہ نے بھی محارم کو حلال
کر لیا اور فرایض کو ترک کیا اور بعض انکے وہ ہیں جنھوں نے مسیح میں ادعائے الٰہیہ کیا ہے بخدا پناہ میں
رکھے ہر گمراہی سے پندرہواں فرقہ مفوضہ ہے اور یہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے فقط مخلوقات کا پیدا کرنا
اپنے اختیار سے تفویض کیا ہے محمد کو اور سب کام ہیں اور بعض انہیں سے کہتے ہیں پیدا کرنا خلایق کا علی ابن ابیطالب
کے سپرد فرمایا ہے چنانچہ ایک شیعہ و سنی میں مجادلہ ہوا اس امر میں کہ افضل بعد نبی کون ہے شیعہ کہتا تھا
کہ علی افضل ہیں اور سنی کہتا تھا کہ ابی بکر افضل آخر انہیں ٹھہرا یا کہ گھر سے باہر چلو جو پہلے راہ میں ملے
اس سے یہ قصہ بیان کرو اور جو محاکمہ وہ کرے اسپر راضی ہو دونو شخص گھر سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک
شخص آتا ہے ان دونوں نے اپنے دعوے کو بیان کیا اس شخص نے کہا کہ اگر علی ابو بکر و عمر کو پیدا نہ کرتے
تو یہ فساد کاہیکو ہوتا اسوقت ان دونو کو ثابت ہوا کہ یہ شخص غلات مفوضہ سے ہے سولہواں فرقہ بدائیہ
ہے اس فرقہ نے تجویز کیا ہے کہ خدا پر بدا جایز ہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک امر کا ارادہ فرمایا بعد اسکے
ظاہر ہوا اسپر وہ امر جو پہلے ظاہر نہ تھا اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ خدا انجام امور کا عالم نہ تھا یہ قول شہرستانی
ہے اور واقع میں اسنے تکمیل عدد مذاہب کو یہ موافق اپنے لکھا ہے اور فی الحقیقت مذہب صحیح یہ ہے کہ بدا کا قائل
ہونا ضروریات دین سے ہے لیکن نہ اس معنی سے کہ جو شہرستانی نے لکھے ہیں بلکہ معنی صحیح اسکے جو مستفاد
اخبار صادقین سے ہوتے ہیں اور جاننا اسکا ضرور ہے یہ ہیں کہ بدا ظہور ہے ایک چیز کا واسطے مخلوقات کے
جو پوشیدہ اسکے انپر ظاہر نہ تھی نہ یہ کہ خدا پر ظاہر نہ تھی بلکہ خدا پر ہمیشہ سے ظاہر تھی اور نسخ ایک فرد ہے افراد
بدا سے اور دلالت صریح کرتا ہے اسپر آیہ وافی ہدایہ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اور اخبار

ائمہ ہدیٰ علیہم السلام اِسپر صاف دلالت کرتے ہین چنانچہ منقول ہو کہ فرمایا معصوم نے کہ ما عبد الله
بشیٔ مثل البداء اور فرمایا کہ ان الله تعالیٰ لم یبعث نبیا الّا بالبداء سترہوین فرقہ نصیریہ و اسحاقیہ
کہا ہو انھون نے کہ خدا نے علی ابن ابیطالب اور انکی اولاد مین حلول فرمایا ہو اور دلیل اسپر یہ ہو کہ روحانی
کا ظہور جسد جسمانی مین اُس چیز سے ہو کہ کوئی انکار نہین کرسکتا جیسا کہ جانب خیر مین ثابت ہو کہ جبرئیل ع
بصورت انسان تشریف لاتے تھے اور جانب شر مین شیطان بصورت انسان ظاہر ہوا ہو پس ممکن کہ علی اور
انکی اولاد اور دونون سے افضل ہین اور ہمیشہ مؤید بتائیدات متعلق بباطن اسرار رہا اسلئے کہا جیسے کہ حق تعالیٰ
نے ظاہر فرمایا انکی صورت پر اور گویائی کو ظاہر کیا انکی زبان پر اور قوت کو انکے ہاتھون پر اور اسی جہت سے
ہمنے ہر امام کو خدا کہا آیا نہین دیکھا تو نے کہ نبی نے مشرکین کو مارا اور علی نے منافقین کو قتل کیا پس تحقیق کہ
نبی حکم بظاہر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ متولی پوشیدہ و باطن کا ہو حق تعالیٰ ہر حماقت اور شر سے محفوظ رکھے
اس عقیدۂ فاسدہ کے مقابل مین کیا کہا جائے اور حماقت اس سے کیا زیادہ ہوگی کہ یہ جنکے خدا ہونیکی تصدیق
کرتے ہین وہی انکے اس قول کی تکذیب کرتے ہین فقط اٹھارہوین فرقہ اسماعیلیہ ہو انکے سات لقب ہین
جس سے نام رکھے جاتے ہین ایک اُن سے باطنیہ ہو اسلئے کہ یہ قائل ہین کہ معتبر باطن قرآن ہو نہ ظاہر اسکا
جو معلوم ہو لغت سے اور متمسک اسکے ظاہر کا معذب ہو ساتھ مشقت و اکتساب کے اور باطن اسکا مؤدی ہو
طرف ترک عمل کے جو موافق ظاہر ضرور ہو اور یہ طائفہ اس مذہب مین متمسک ہین ساتھ قول خدا کے فضرب
بینہم بسور له باب باطنه فیه الرحمة وظاهره من قبله العذاب اور اس قول کو انھون نے منصور سے لیا ہو اور
بھی یہ طائفہ قرامطیہ کے ساتھ ملقب ہوتا ہو اسلئے کہ جسنے اس مذہب کی طرف لوگونکی دعوت کی وہ حمدان
قرمط نامے تھا اور یہ ایک قریہ ہو دیہات واسط سے اور خرمیہ بھی نام اس فرقہ کا ہو اسلئے کہ انھون نے محرمات و
محارم کو مباح کرلیا ہو اور یہ فرقہ ملقب بسبعیہ بھی ہوتا ہو اسلئے کہ انھون نے زعم کیا ہو کہ منجملہ انبیا کے سات
شخص نے شریعت مین کلام کیا ہو آدمؑ اور نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ و محمدؐ و محمد مہدی ساتوین صاحب
شریعت ہین اور ہر دو صاحبان شریعت کے بیچ مین سات امام ہوتے آئے ہین جو متمم شریعت اول ہوتے
ہین اور ہر عصر مین ضرور ہو کہ وجود ان سات کا پایا جائے تاکہ امت انسے اقتدا کرے اور ساتھ انکے ایمان
لائے اور ہدایت پائے اور یہ مرتبون مین متفاوت ہوتے ہین ایک امام ہو کہ جو خدا کی طرف سے علم کو
لیتا ہو اور خلق کو پہونچاتا ہو اور وہ دین خدا مین غایۃ الادلہ ہو اور دوسرا حجۃ ہو کہ جو امام سے علم لیتا ہو
اور خلق کو پہونچاتا ہو اور تیسرا وہ شخص ہو کہ جو حجۃ سے علم کو حاصل کرتا ہو اور ایسے دو حقیقتہ محجّۃ کہتے ہین اسلئے
کہ وہ اختصاص علم کا حجۃ سے کرتا ہو پس یہین مترتب ہوئے اسکے بعد ابواب ہین اور انھین جات بھی کہتے ہین

پس داعی اکبر جو تھا ہو اُنکے کہ جو درجات مومنین کو بلند کرتا ہے اور داعی اُنسے مرتبہ مین کم ہے جو عہود کو ان
اہل ظاہر سے لیتا ہے اور ذمہ امام مین اُنہین داخل کرتا ہے اور دروازہ علم و معرفت کو اُنپر کھولتا ہے اور یہ پانچوان
ہے اُنہین سے اور ایک مکلب ہے کہ مرتبہ اُسکا دین مین بہت بزرگ ہے لیکن دعوت کرنیکا وہ ماذون نہین ہے بلکہ وہ
احتجاج لوگون پر کرتا ہے اور ترغیب کرتا ہے کہ داعی کے پاس رجوع کرین مثل کلب شکاری کے کہ پھنسا کر لیجاتا
ہے یہان تک کہ جب حجت وارد کی کسی اہل ظاہر پر اور اُسکے مذہب اول کو توڑا اور اُسنے اول سے برگردانی
کی اور طالب حق ہوا تو اُس مکلب نے ماذون تک پہونچایا تاکہ وہ عہود کو اُس سے لے آمدی نے کہا ہے کہ
اس شخص کو مکلب اسلئے کہا ہے کہ اُسکے تئین مثل کلب جارح ہے کہ صید کو قید کر رکھتا ہے واسطے کلب شکاری کے
موافق ارشاد حق سبحانہ تعالی کے وما علمتم من الجوارح مکلبین اور وہ چھٹا اُن ساتون سے جسکا بیان آتا ہے
اور ایک مومن ہے کہ اُسنے داعی کے تبعیت کی ہے اور وہ وہ شخص ہے کہ عہد کو لیا ہے اور ایمان لایا ہے اور عہد سے
ایقان کیا ہے اور ذمہ امام اور اُسکی فوج سے ہے اور یہ ساتوان ہے کہا ہے انہون نے کہ یہ چونکہ رہوا مثل آسمان و
زمین و دریا و ایام اسبوع و کواکب سیارہ کے ہے کیونکہ یہ بھی سب سات سات ہین اور بعض القاب سے اُنکے
بابکیہ ہین اسلئے کہ ایک طائفہ اُنکے نے بابک خرمی کے اطاعت خروج مین بمقام آذربائیجان کر چکا ہے اور محمرہ بھی
اُنہین کہتے ہین اسلئے کہ سرخ پوشاک ایام بابک مین پہنتے تھے اور ملقب باسمعیلیہ بھی ہین اسلئے کہ اسمعیل بن امام جعفر
صادق کی امامت کا اثبات کرتے ہین اور وہ اکبر اولاد آنحضرت کی ہے اور بعض وجہ مین اس تسمیہ کے کہا ہے کہ مخترع اُنکے
اور کمنندہ اول انکا منسوب طرف محمد بن اسمعیل کے ہے اسلئے اسمعیلیہ انہین کہا گیا ہے اور اصل دعوی انکا ابطال
شرائع پر ہے کہ عبادیہ اور وہ طائفہ مجوس ہین انہون نے جب غلبہ اسلام ہوا تو یہ ارادہ کیا کہ تاویل شریعت
ایسی وجوہ سے کیجیے کہ اُنکی اسلاف کے قواعد کے موافق ہو جائے اور یہ اس طرح ہوا کہ وہ سب مجتمع ہوے اور مذاکرہ
کیا کہ سیرت سلاطین سابقہ کی اُنکے کیا تھی اور کہا انہون نے کہ اب ہمکو یہ ممکن نہین ہے کہ مسلمانون کو بزور
تیغ زنی دفع کر سکین کیونکہ وہ بہت جا بجا غالب ہو گئے ہین لیکن اب ہم حیلہ سازی یہ کرتے ہین کہ تاویل
اُنکے شریعت کی اس طرح کرین کہ ہمارے قواعد کے موافق ہو جائے اور بسبب اس تاویل کے جو جو ضعفائے
اسلام ہین اُنہین بھی اس درجہ مین لائین تاکہ انتشار اُنکی سبب اضطراب کلام و اختلاف کا اہل اسلام مین ہو سبب
اور راس رئیس اس شیوہ مین حمدان قرمط ہوا پھر تاویل شرائع شرع کی امثل اسلئے کہ کہا انہون نے کہ وضو عبارت
ہے موالات امام سے اور تیمم کیا ہے کہ ماذون سے لینا وقت غیبت امام کے جو حجت خدا ہے اور نماز عبارت ہے
بدلیل قول خدا الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر اور احتلام نام ہے افشا راز امام نبی کا اُس شخص کے سامنے جو اسکے قابل
نہو بدون قصد و ارادہ اور غسل کہتے ہین تجدید عہد کو اور زکوۃ نام ہے نفس کے پاک کرنیکا پہچاننے سے انکے

جو ضرور ہے اُس صاحب نفس پر دین سے اور کعبہ نبی کا نام ہے اور باب علی ابن ابیطالب ہیں اور صفا پیغمبر ہیں
اور مروہ علی ابن ابیطالب ہیں اور میقات تلبیہ دعا کا قبول ہونا ہے اور سات طواف بیت المقدس کی محبت آئمہ
ہفتگانہ ہے اور بہشت راحت ابدان کا نام ہے تکالیف سے اور نار مشقت بدان ہے بہ اداے تکالیف اور مثل اسکے
خرافات مذہب اُنکے ہیں اور اُنکے مذہب تھے یہ کہ خدا نہ موجود ہے نہ معدوم ہے نہ عالم ہے نہ جاہل نہ قادر ہے نہ عاجز
اور اسی طرح جمیع صفات میں کہتے ہیں دلیل اُنکی اُنکے نزدیک یہ ہے کہ اثبات حقیقی صفات کا مقتضی مشارکت کا
درمیان خالق و موجودات کے اور وہ تشبیہ ہے اور نفی مطلق مقتضی مشارکت درمیان خالق و معدومات
کے ہے اور وہ تعطیل ہے بلکہ خدا واہب ہے ان صفات کا اور رب ہے متضادات کا اور کلام کو انہون نے اپنے
کلام فلاسفہ میں ملا دیا ہے پس جس طرح وہ مسئلہ تولید عالم کا بیان کرتے ہیں اسی طرح اس طائفہ نے بھی کہا ہے کہ خدا نے
بلا مادہ فقط بذریعہ اپنے حکم کے عقل تام کو پیدا کیا اور بتوسط اُسکے نفس کا ابداع فرمایا کہ جو تام نہ تھا پس
نفس مشتاق ہوا طرف عقل تام کے استفاضہ کے لئے اُس سے اس جہت سے محتاج ہوا طرف حرکت کے
جہت نقصان سے طرف جہت کمال کے اور چونکہ بدون اپنے آلے کے نہیں تام ہو سکتے پیدا کئے اجرام
فلکیہ اور وہ متحرک ہوئے بحرکات دوریہ بتدبیر اسی نفس کے پس پیدا ہوئے بتوسط انکے بسائط عنصریہ
اور حادث ہوئے بتوسط ان بسائط کے معادن و نباتات انواع حیوانات اور ان حیوانات میں افضل انسان
ہے بسبب مستعد ہونے اُسکے واسطے فیضان انوار قدسیہ کے اور متصل ہونے اُسکے ساتھ عالم علوی کے اور
چونکہ عالم علوی مشتمل ہے اوپر عقل کامل کلی کے اور نفس ناطقہ کلی جسکی کلیت ثابت ہوتی ہے اُسکے صدور کائنات سے
سے واجب ہوا یہ کہ ہووے عالم سفلی میں عقل کامل کہ وہ وسیلہ نجات کا ہو اور وہ رسول ناطق ہے اور
اسی طرح نفس ناقص ہو کہ جسکی نسبت طرف ناطق کے طریقہ نجات کے پہونچانے میں نسبت عقل اولی کے
ہو طرف عقل کامل کے رجوع کرنے میں ایجاد کائنات کی اور وہ امام ہے کہ جو وصی ناطق ہے اور جیسا کہ سماوات
کا متحرک ہونا عقل و نفس کی تحریک سے ہے اسی طرح متحرک ہونا نفوس کا نجات کی طرف تحریک ناطق
و وصی ہوتا ہے اور اسی طرح ہر عصر و زمان میں یہ ضروری ہے اور اسکی مثال کہا ہے کہ یہ جو کچھ بیان ہوا وہ مذہب
اُنکے قدما کا ہے اور جب حسن بن محمد صباح ظاہر ہوا اُسنے تجدید دعوت کی اور اس بات کے اوپر حجت
لی جو امام سے علم کو لیکر خلائق کو پہونچاتا ہے اُس سے زمانہ کا خالی رہنا جائز نہیں ہے اور اُسنے عوام کو منع کیا
کہ خوض علم میں نکریں اور خواص کو منع کیا کہ کتب متقدمہ کو نہ دیکھیں تا کہ اپنے فضایح مذہبی پر مطلع ہوں پس
ہمیشہ یہ قوم امور شرعیہ سے استہزا و تمسخر کرتی رہی اور قلعے بنائے اُسمیں متفق ہو کر قلعہ گیر رہے اور شوکتیں
انکی ایسی زیادہ رہیں کہ جس سے بادشاہوں کو خوف فساد رہا کیا اور ڈرتے رہے اُنکی جماعت سے پس

انھون نے تکالیف شرعیہ کو گرا دیا اور محرمات کو مباح کیا اور مثل حیوانات یا اہل زمان جاہلیت کے ہو گئے
لعنہم اللہ تعالی اور دوسرے اس طبقۂ شیعہ سے زیدیہ ہین اور وہ منسوب ہین طرف زید ابن علی ابن الحسینؑ
کے اور وہ تین فرقہ ہین پہلا فرقہ اُنسے جارودیہ ہے اور وہ اصحاب ابی جارود ہین اور یہ وہ شخص ہے جسکا نام جناب
امام محمد باقرؑ نے سرحون رکھا تھا اور تفسیر فرمائی تھی اسکی کہ یہ نام ایک شیطان کا تھا جسنے دریا کو ساکن
کر دیا تھا یہ فرقہ قائل ہے کہ پیغمبر خداؐ نے امامت امیر المومنینؑ کے لئے نص فرمائی تھی لیکن امیر المومنینؑ کو وصف
کہتے ہین نہ اسم اور کہتے ہین کہ صحابہ نے کفر کیا بسبب مخالفت نبی کے اور اقتدا و علی کے ترک سے بعد پیغمبر خداؐ کے
اور امامت بعد حسنین علیہم السلام کے بطریق شوری انکی اولاد مین ہے پس جو شخص کہ اولاد حسنینؑ سے خروج
کرے تلوار کے ساتھ اور وہ عالم ہو بہادر ہو وہ امام ہے اور امام منتظر مین اختلاف کیا ہے بعض انکے کہتے ہین کہ
منتظر محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی ہین جو مدینہ مین زمان سلطنت منصور ملعون مین مقتول ہوئی اور گمان
کرتے ہین کہ وہ قتل نہین ہوا اور ایک طائفہ اُنسے کہتا ہے کہ وہ محمد بن قاسم بن علی ابن الحسین صاحب طالقان
ہے جو زمان سلطنت معتصم مین قید کر کے اُس پاس بھیجے گئے اور اُسنے انھین گھر مین اپنے قید کیا یہان تک کہ
وہ اُسی مین مر گئے اور یہ طائفہ انکی موت سے بھی انکار کرتا ہے اور ایک طائفہ اُنسے کہتا ہے کہ منتظر یحیی بن عمر
صاحب کوفہ اجبار زید بن علی سے ہے کہ اُسنے دعوت کی تھی اور خلق کثیر اُس پاس جمع ہوئی حتی کہ زمان مستعین باللہ
مین مارا گیا اور اُسکے بھی قتل سے انکار کیا ہے دوسرے اُنسے فرقہ سلیمانیہ ہے کہ وہ سلیمان ابن جریر کہا ہے
اس طائفہ نے کہ امامت شوری سے فیما بین الخلق منعقد ہوتی ہے اور انعقاد نہین ہوتا مگر جبکہ دو شخص اچھے
مسلمانون سے اتفاق کر جائین اور امامت مفضول کی ساتھ وجود افضل کے صحیح ہے جبکہ اتفاق ہو جائے
اور ابوبکر و عمر دونو امام ہین اگرچہ امت نے خطا کی کہ باوجود موجود ہونے علی ابن ابیطالب کے بیعت کی
لیکن یہ خطا منتہی بدرجہ فسق نہین ہو سکتی اور عثمان طلحہ و زبیر و عائشہ کی تکفیر کرتے ہین تیسرے اُنسے
بتریہ ہین کہ یہ اصحاب تبر قرمی ہین انھون نے فرقہ سلیمانیہ سے اتفاق کیا ہے مگر یہ کہ عثمان کی تکفیر مین توقف
کرتے ہین اور اکثر انکے مقلد ہین جو عمل کرتے ہین اصول مین طرف مذہب اعتزال کے اور فروع مین طرف
مذہب ابوحنیفہ کے مگر چند مسائل مین خلاف ہے فقط تیسرے طبقہ شیعہ سے فرقہ امامیہ ہین جو قائل ہین
کہ پیغمبرؐ نے امامت کی نص جلی واسطے علی ابن ابیطالبؑ کے فرمائی اور صحابہ کو جنھون نے اس نص کے
خلاف کیا برا جانتے ہین اور سلسلہ امامت علی ابن ابیطالبؑ تا امام جعفر صادقؑ اور بعد انکے اولاد مین انکے
جو معصوم ہین تا صاحب العصرؑ پہونچاتے ہین اور مولف ان اوراق کا بھی اسی مذہب سے ہے تیسرا فرقہ
فرقہ ہائے بزرگ اہل اسلام سے خوارج ہین اور وہ سات فرقہ ہین اول محکمہ ہین اور وہ وہ ہین جنھون نے

خروج کیا امیر المومنین علی ابن ابیطالب پر جس زمانہ مین کہ ابو موسی اشعری اور عمرو عاص جنگ صفین
مین تحکیم واسطے تعیین خلیفہ کے مقرر ہوے اور وہ لوگ اس تحکیم پر راضی ہوئے اور تکفیر کی حضرت کی اور
بارہ ہزار آدمی تھا کہ سب اہل صوم وصلوۃ تھے یہ وہی ہین جنکی شان مین پیغمبر نے فرمایا ہی اپنے اصحاب سے خطاب
کر کے نماز تمہاری اُنکی نماز کے آگے حقیر ہوگی اور روزہ تمہارا اُنکے روزہ کے آگے ظاہر مین حقیر ہوگا لیکن
ایمان اُنکا چنبر گردن تک اُنکے نہ پہونچے گا بالجملہ یہ طائفہ کہتا ہی کہ جو کوئی منصوب ہو جائے خواہ قریش سے
یا غیر سے اور درمیان آدمیون کے عدالت کرے وہ امام ہی اور اگر وہ سیرت امام کو بدل دے اور جور کرے
تو اُسکا معزول کرنا واجب ہی یا قتل کرنا اُسکا ضرور ہی اور اسی طرح نصب امام کو واجب نہین جانتے بلکہ
خالی رہنا عالم کا امام سے تجویز کرتے ہین اور عثمان کو اور اکثر صحابہ کو اور اسی طرح مرتکب کبیرہ کو کافر جانتے ہین
دوسرے اُنمین سے بیہسیہ ہین وہ اصحاب بیہس ابن ہیضم ابن جابر ہین کہا ہی اُنھون نے کہ ایمان کیا ہی
اقرار ہی اور علم ہی ساتھ خدا کے اور ساتھ اُسکے جو پیغمبر خدا لائے پس جو شخص واقع ایسی حالت مین ہو جائے
کہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ یہ شی حلال ہی یا حرام تو وہ کافر ہی جب تک کہ نہ جانے اُسکے حکم کو کیونکہ تفحص اسپر
واجب ہی اور بعض نے اُنکے کہا ہی کہ تکفیر نہ کیجائے گی یہان تک کہ رجوع کیا جائے حال اُسکا امام پاس پس
حد شرع وہ اُسپر جاری کرے اور جو گناہ کہ اُسمین حد نہین ہی وہ مغفور ہی اور کہا ہی اُنھون نے کہ حرام
نہین ہی مگر جو کچھ خدا نے اپنی کتاب مین فرمایا ہی قُلْ لَا اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا الآیہ اور کہا ہی اُنھون نے
کہ جب تکفیر امام کی کیجائے تو رعیت بھی کافر ہو جاتی ہی خواہ وہ رعیت حاضر ہو یا غائب ہو اور یہ قول طوائف
حکما کے ہین اور بعض نے کہا ہی کہ نشہ شراب حلال سے لائق مواخذہ صاحب نشہ نہین ہی تیسرے
اُنمین سے ازارقہ ہین وہ نافع بن ازرق ہی اس طائفہ کا مقولہ ہی کہ علی ابن ابیطالب وقت تحکیم کافر ہو گئے اور
وہ وہ شخص ہین جنکی شان مین خدا نے فرمایا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیُشْہِدُ اللّٰہَ
عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِہٖ وَہُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور ابن ملجم کو کہتے ہین کہ وہ قتل علی ابن ابیطالب مین حق پر تھا اور وہ وہ شخص ہی
کہ جسکے لئے حق تعالی نے قرآن مین نازل فرمایا ہی کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ
اور اِنکا کذب اِس دعوے مین ایسا ہی جو بزبان خدا و نبی اور اقرار جملہ فرق مسلمین ثابت ہی لعنہم اللہ لعنا
وبیلا اور کہا ہی اُنھون نے کہ عثمان وطلحہ وزبیر وعائشہ وعبد اللہ ابن عباس اور سب مسلمان اُنکے ساتھ
کے کافر تھے اور حکم کیا ہی اُنھون نے کہ یہ سب ہمیشہ آگ مین رہینگے اور جو جو قتال سے انکار کر کے بیٹھ رہے
وہ سب کافر تھے اگرچہ اُنکے دین مین تھے اور کہا ہی اُنھون نے کہ تقیہ قول وعمل دونون مین حرام ہی اور قتل
کرنا اولاد وعورات مخالفین کا جائز ہی اور زانی محصن کو رجم نہین ہو سکتی کیونکہ یہ قرآن مین مذکور نہین ہی اور

عورت جب قذف کرے کسی مرد کو تو اُسپر حد جاری نہو گی کیونکہ مذکور قرآن میں صیغۂ الذین ہو جو
مردون کے لئے ہو اور تجویز کیا ہو انھون نے نبی کا کافر ہونا اگرچہ بعد نبوت کیون نہو اور کہا ہو کہ مرتکب کبیرہ کافر ہی
چوتھے نجدات ہین اور وہ اصحاب نجدہ بن عامر حنفی ہین اور تین فرقہ ہین اور پھر اُنسے کئی فرقہ ہوئے ہین
پہلا فرقہ اُنسے عاذریہ ہو جنھون نے ادمیون کو معذور رکھا ہو جہالت فروع میں اور سبب اسکا یہ ہو کہ نجدہ نے
اپنے بیٹے کو لعنہ اللہ ساتھ ایک لشکر کے اہل قطیف پر بھیجا اِس فوج نے بحکم اپنے امیر کے اُس قوم کو قتل کیا اور
اُنکی عورات کو اسیر کیا اور قبل قسمت اُنکو اپنے نکاح مین لائے اور مال غنیمت کو کھایا جب وہ پھر کر اپنے باپ پاس
آیا اور جو کچھ کیا تھا اُس سے بیان کیا تو اُسنے کہا کہ یہ تمکو کیونکر جائز ہوا تو اُن سب نے کہا کہ ہمکو معلوم نہ تھا کہ
یہ ہمکو جائز نہین ہو اُسوقت اُسنے اُنکو بسبب جاہل مسئلہ ہونے کے معذور رکیا اُسوقت اُسکے اصحاب مین اختلاف
ہوا پس ایک طائفہ نے متابعت اُسکی کی اور کہا سب نے کہ آدمیون کو حاجت طرف امام کے نہین ہو بلکہ واجب
یہ ہو کہ آپس مین براستی و انصاف معاملہ کرین اور جائز ہو واسطے اُنکے کہ جب چاہین اور دیکھین کہ کام بدون
امام نہین چلتا تو کسیکو نصب کرلین اور انھون نے ازارقہ کی مخالفت کی ہو مگر تکفیر کے مسئلہ مین موافق
ہین اور بعض اُنسے صفریہ ہین یہ اصحاب زیاد بن صفر ہین یہ مخالفت کرتے ہین ازارقہ کی مسئلہ تکفیر مین نسبت
اُنکے جو لڑائی مین نہین گئے اسلئے کہ وہ اُنکے دین مین موافق تھے اور اسی طرح مسئلہ رجم مین بھی مخالفت کرتے
ہین کہ ساقط نہین کرتے اور تقیہ تجویز کرتے ہین قول مین نہ فعل مین اور کہتے ہین کہ وہ معصیت کہ موجب حد
ہو نہین نام رکھا جاتا صاحب اُسکا مگر ساتھ اُسکے مثل اسکے کہ چور کو چور کہتے ہین کافر نہین کہتے اور جسمین کہ حد نہین
ہو بسبب اُسکے عظمت کے مثل ترک صلوٰۃ و صوم کے اُسکے صاحب کو کافر کہتے ہین اور بعض اُنکی اباضیہ ہین
وہ اصحاب عبداللہ بن اباض ہین کہا ہو اُسنے کہ ہمارے مخالف اہل قبلہ سے کفار ہین مشرک نہین ہین اُنکی عورات
سے نکاح اور تقسیم اُنکے مال غنیمت کی حلال ہو لیکن یہ مال فقط آلات حرب اور گھوڑا لڑائی مین لینا جائز ہو اور
مال نہین اور گھر اُنکے دار اسلام ہین مگر لشکر گاہ اُنکے بادشاہ کی اس حکم سے خارج ہو اور وہ قائل ہین اسلئے کہ جب
مخالف مذہب گواہی اُنپر دے تو وہ قبول کیجاے گی اور کہتے ہین کہ مرتکب کبیرہ موحد ہو مومن نہین ہو بنابر
اُسکے کہ اعمال داخل ایمان ہین اور فعل عبد مخلوق خدا ہین اور مرتکب کبیرہ کافر ہو بکفران نعمت نہ بکفر ملت اور
توقف کیا ہو انھون نے نفاق مین کہ آیا وہ شرک ہو یا نہین اور انھون نے تکفیر کی ہو علی ابن ابیطالب کی اور
اکثر صحابہ کی اور یہ چار فرقہ ہوئے ہین پہلا اُنسے حفصیہ ہو کہ وہ اصحاب ابو حفص بن ابی مقدام ہین انھون نے
اباضیہ پر زیادہ کیا ہو یہ کہ درمیان ایمان و شرک کے معرفت حق تعالیٰ کی ہو کیونکہ وہ ایک خصلت متوسط ہی
ان دونو مین پس جو شخص کہ خدا کو پہچانے اور کفر کرے اُسکی سوا وجود جنت و نار یا رسالت رسول سے یا مرتکب

کبیرہ ہو وہ کافر ہے مشرک نہین ہے دوسرے فرقہ یزیدیہ ہے کہ اصحاب یزید بن انیسہ ہین انھون نے اباضیہ
پر زیادہ کیا یہ کہ کہا کہ ایک نبی عجم سے عنقریب مبعوث ہوگا ساتھ کتاب کے کہ وہ آسمان پر لکھی جا چکی ہو سب
ایکبار نازل ہوگی اور شریعت محمد متروک ہو جائے گی اور ملت صابیہ ترقی پائے گی جو قرآن مین مذکور ہے
اور کہا ہے انھون نے کہ ہر گناہ شرک ہے چاہے کبیرہ ہو چاہے صغیرہ ہو خدا جانے اس اعتقاد کے ساتھ کیسے
یہ اہل مذہب کیا جاتے ہین تیسرے حارثیہ ہین یہ اصحاب ابی حارث اباضی ہین انھون نے اباضیہ کی
مخالفت کی ہے مسئلہ قدر مین یعنے افعال عباد مخلوق خدا ہین اور مسئلہ استطاعت مین کہ قبل فعل ہوتی ہے
چوتھے فرقہ عجاردہ سے گمان کیا ہے انھون نے کہ بندہ جب موافق امر الہی کے بجا لاوے اگرچہ ارادہ و قصد
اُسکا بجا لانے سے ہے فعل کے یہ نہو کہ مین خدا کے واسطے کرتا ہون لیکن یہ طاعت ہے اور عجاردہ وہ اصحاب
عبد الرحمن بن عجرد ہین اور وہ آخر ہے ساتوین فرقہ کا خوارج سے زیادہ کیا ہے انھون نے نجدات پر بعد اسکے کہ
موافقت کی ہے انکے مذہب سے اس بات کو کہ لڑکے سے بیزاری اور دوری واجب ہے جب تک وہ دعوت
کیا جاوے باسلام بعد بالغ ہونے کے اور دعوت کرنا اُسکا طرف اسلام کے بعد بلوغ واجب ہے اور یہ دس
فرقے ہین پہلے میمونیہ ہے اور وہ میمون بن عمران ہے یہ اہل مذہب کہتے ہین کہ افعال عباد منسوب طرف
قدرت عباد کے ہین اور استطاعت قبل فعل ہوتی ہے اور حق تعالی ارادہ خیر کا کرتا ہے شر کا نہین کرتا اور نہ
ارادہ معاصی کرتا ہے جیسا کہ مذہب معتزلہ کا ہے اور کہا ہے انھون نے کہ اطفال کفار کے بہشت مین جاتے ہین
اور انھین سے مروی ہے کہ نکاح بیٹیون کا بیٹیون کے ساتھ اور بیٹیون کا بیٹون کے ساتھ جائز ہے اور تجویز
کیا ہے انھون نے کہ نکاح کرنا پوتی کے ساتھ اور نواسی کے ساتھ اور بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی
کے ساتھ جائز ہے اور اُنسے نقل کی گئی ہے کہ حضرت یوسف کے سورے سے منکر ہین بلکہ یہ ایک داستان عشق
اور جائز نہین ہے کہ قصہ عشق قرآن سے ہو دوسرے فرق عجاردہ سے خمزیہ ہین وہ اصحاب خمزہ بن ادرک ہین
انھون نے میمونیہ کی موافقت کی ہے مگر یہ کہتے ہین کہ اطفال کفار جہنم مین جاتے ہین تیسرے اُنسے
شعیبیہ ہین وہ شعیب بن محمد ہے اور یہ فرقہ مثل میمونیہ ہے اپنی بدعتون مین سوائے مسئلہ قدر کے چوتھے
فرقہ حازمیہ ہے کہ وہ حازم بن عاصم ہے انھون نے موافقت کی ہے فرقہ شعیبیہ کی اور اُنسے حکایت کی گئی ہے کہ یہ
لوگ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے بارے مین توقف کرتے ہین اور جس طرح اور بیزاری کی تصریح
کرتے ہین یہ نہین کرتے اور سوا حضرت کے اور سب سے بیزاری تصریح کرتے ہین پانچوین اُنسے فرقہ
خلفیہ ہے وہ اصحاب خلف خارجی ہین اور یہ خوارج کرمان ہین انھون نے اضافت قدر کی خیر و شر مین
طرف خدا کے کی ہے اور حکم کیا ہے کہ اطفال مشرکین جہنم مین جاتے ہین اگرچہ اُنسے عمل بد اور شرک نہین ہوا چھٹے

اُنمین اطرافیہ ہین اور وہ اوپر مذہب حمزہ کے ہین رئیس انکا ایک شخص سجستان کا رہنے والا کہ نام اُسکا غالب
ہی تھا لیکن انھون نے اہل اطراف کو معذور کیا اُن مسائل شرعیہ مین جنھین نہین پہچانتے جسوقت کہ بجا لائے
اُس فعل کو جسکا لزوم بطریق عقل جانتے ہون اور اُصول مین موافقت اہل سنت کی ہی ساتوین
اُنمین معلومیہ ہین یہ بھی مثل حازمیہ ہین مگر انکے نزدیک مومن وہ شخص ہی جو خدا کو ساتھ جمیع صفات و اسماء کے
اُسکے پہچانے اور جو اِس طرح نہ جانے وہ مومن نہین ہی اور کہتے ہین کہ فعل بندون کا خدا کا مخلوق ہی
آٹھوین اُنمین مجہولیہ ہین مذہب انکا بھی مثل مذہب حازمیہ ہی مگر یہ قائل ہین کہ جو خدا کو ساتھ بعض
صفات کے اور بعض اسما کے بھی پہچانے وہ عارف ہی اور افعال عباد کو مخلوق عباد کہتے ہین نوین
اُنمین صلتیہ ہے کہ وہ عثمان بن صلت ہی اِسکے اصحاب بھی مثل عجاردہ ہین لیکن کہتے ہین کہ جو اسلام
قبول کرے اور ہمارا ہمسایہ اختیار کرے اُس سے ہم دوستی کرینگے اور اُسکے اطفال سے بیزاری کرینگے
یہان تک کہ وہ سن بلوغ کو پہونچین اور دعوت کئے جائین طرف اسلام کے اور قبول کرین دعوت کو
مسلمان ہون دسوین فرقہ عجاردہ سے ثعالبہ ہے اور وہ ثعلب بن عامر کے اصحاب ہین قائل ہین ساتھ
ولایت اطفال کے خواہ وہ چھوٹے ہون یا بڑے ہون یہان تک کہ بعد بالغ ہونے کے انکار کرنا حق سے
انکا ظاہر ہو اور اُنسے منقول ہی کہ جب لونڈی غلام مالدار ہو جائین تو اُنسے زکوٰۃ لیجاے اور جب فقیر
ہو جائین تو اُنھین دی جاے اور یہ فرقہ ثعالبہ چار فرقے کی طرف متفرق ہوا ہی پہلے اُنمین اخنسیہ ہین کہ
وہ اصحاب اخنس بن قیس ہین یہ مثل ثعالبہ ہین مگر ممتاز ہوے ہین اُنسے اس طرح کہ انھون نے توقف کیا اُس
شخص کے بارے مین جو اہل قبلہ سے دار تقیہ مین رہے پس نہ اُسکے ایمان اور نہ کفر کا حکم کرتے ہین اور انھین سے
منقول ہی کہ نکاح عورات مسلمہ کا انکی قوم کے مشرکین کے ساتھ جائز ہی دوسرے معبدیہ ہین یہ اصحاب
معبد بن عبد الرحمن ہین انھون نے فرقہ اخنسیہ کی مسئلہ تزویج مسلمات مین مشرکین قوم کے ساتھ مخالفت
کی ہی اور اِسی طرح انھون نے ثعالبہ کی مخالفت کی زکوۃ کے لینے مین اور دینے مین لونڈی غلامون کو تیسرے
شیبانیہ ہین وہ شیبان بن سلمہ ہی اُسکے اصحاب جبر اور نفی قدرت حادثہ کے قائل ہین چوتھے مکرمیہ ہین وہ
مکرم عجلی کے اصحاب ہین یہ کہتے ہین کہ تارک صلوۃ کافر ہی نہ بسبب ترک صلوۃ کے بلکہ اُسکے خدا کی طرف سے جاہل
ہو سکنے سے ہی کیونکہ جو کوئی جانیگا کہ خدا اُسکے پوشیدہ و آشکار پر مطلع ہی اور طاعت و معصیت پر جزا و سزا دینے
والا ہی اُس سے متصور نہین ہو سکتا کہ اقدام ترک نماز پر کرے اور اِسی طرح حال جمیع کبائر کا ہی کہ مرتکب اُسکا کافر
ہی بسبب جہل کے اور اِس بیان سے فرقہ ہاے مذکورہ اُنیس ۱۹ ہوتے ہین چوتھا فرقہ فرقہاے بزرگ
اسلام سے مرجیہ ہی اور یہ اہل مذہب ملقب ساتھ اِس لقب کے اِسلئے ہوے کہ وہ نیت سے امیدوار

عمل ہوتے ہیں کیونکہ وہ عمل کو رتبہ میں نیت سے موخر کرتے ہیں یا اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان کے
ساتھ معصیت ضرر نہیں پہونچاتی جیسا کہ کفر کے ساتھ طاعت فائدہ نہیں بخشتی پس رجاء امید بخشش
سبکو اور انکے پانچ فرقے ہیں پہلا انمین یونسیہ ہیں جو اصحاب یونس نمیری ہیں کہا انھون نے کہ ایمان کیا ہے
معرفت ساتھ خدا کے اور خضوع و محبت دلسے ہوتی پس جو شخص کہ اسمین یہ صفات جمع ہوں وہ مومن ہے
اور اس حالت کے ساتھ ترک طاعات اور ارتکاب معاصی کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتی اور نہ اسکے ساتھ معاقب
ہوتے ہیں اور شیطان عارف خدا کے ساتھ تھا کافر یہ ہوا کہ اسنے استکبار کیا اور ترک خضوع کیا اس
واسطے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دوسرے عبیدیہ ہیں کہ وہ اصحاب
عبید مکتب ہیں انھوں نے یونسیہ پر زیادہ کیا ہے کہ خدا کا علم ہمیشہ غیر ذات تھا اور اسی طرح اور صفات
بھی غیر ذات ہیں اور خدا صورت انسان پر ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ خدا نے آدم کو اوپر صورت رحمان
کے پیدا کیا تیسرے غسانیہ ہیں کہ یہ اصحاب غسان کوفی ہیں یہ قائل ایسکے ہیں کہ ایمان معرفت ہے ساتھ خدا
و رسول کے اور جو کچھ کہ ان دونوں کے حکم سے پہونچی اور یہ معرفت جملاً کافی ہے تفصیل ضرور نہیں ہے اور یہ کہ ایمان
زیادہ ہوتا ہے اور ناقص نہیں ہوتا اور مثال معرفت اجمالی یہ ہے کہ کہے تو کہ خدا نے حج کو فرض کیا ہے مگر ہم نہیں جانتے
کہ کعبہ کدھر ہے شاید وہ مکہ کے سوا ہو اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کو مبعوث کیا لیکن نہیں جانتے کہ یہ وہ ہے
جو مدینہ میں تھے یا اور کوئی اور خنزیر کو خدا نے حرام کیا لیکن ہم نہیں جانتے کہ وہ یہ شاۃ ہو یا اور کوئی اور قائل
ان مقالات کا مومن ہے اور مقصود انکا اس بیان سے یہ ہے کہ یہ امور داخل حقیقت ایمان نہیں ہیں ورنہ کوئی شبہ
نہیں ہے کہ کوئی عاقل اسمین شک نہیں کرتا اور غسان حکایت کرتا تھا ان امور مذہبیہ کو اپنے نفس سے جو
ابو حنیفہ سے اسے پہونچا تھا اور بعد اسکے مرجیہ سے اسنے پایا تھا اور فرقہ معتزلہ اول ہیں جسکو مخالف اپنے مسلک
قدر میں پاتے تھے اسے ملقب بمرجیہ کہتے تھے چوتھے انکے فرقہ ثوبانیہ ہیں یہ اصحاب ثوبان مرجی ہیں کہا ہے
انھون نے کہ ایمان معرفت اور اقرار ہے ساتھ خدا کے اور رسول کے اور ساتھ ہر چیز کے جسکا کرنا عقل کے نزدیک
جائز نہو اور جو چیز کہ عقل اسکے کرنیکو تجویز کرے اسکا اعتقاد داخل ایمان نہیں ہے اور عمل سب ایمان ہے اور یہ وہ
قائل ہیں کہ روز قیامت اگر ایک گنہگار کو بخشینگے تو جتنے اسکے مثل ہیں سب بخشے جائینگے اور اگر ایک بھی نکالا
جائیگا تو اسکے امثال سب نکالے جائینگے پانچویں فرقہ التومنیہ ہے یہ اصحاب ابی معاذ التومنی ہیں
کہتے ہیں کہ ایمان معرفت اور تصدیق و محبت و اخلاص اور اقرار ساتھ اسکے جو پیغمبر نے فرمایا ہے اور ترک اسکا
سب کا یا بعض کا اسکے کفر ہے اور بعض اسکا نہ ایمان ہے نہ بعض ایمان ہے اور اگر کوئی شخص کسی پیغمبر کو قتل کرے
یا طمانچہ مارے تو وہ کافر ہوگا لیکن نہ اسلیئے کہ قتل کیا یا مارا بلکہ اسلیئے کہ یہ دلیل ہے تکذیب نبی کی اور نقض عرفہ ہے

پانچوین کبار فرقہ اسلام سے نجاریہ ہین یہ اصحاب محمد بن الحسن نجاری ہین یہ موافق ہین اہل سنت سے
بیچ خلق افعال کے اور یہ کہ استطاعت فعل کے ساتھ ہی ہوتی ہے اور بندہ اپنے فعل کا اکتساب کرتا ہے اور موافقت
معتزلہ کرتے ہین بیچ نفی صفات وجودیہ کے اور حدوث کلام مین اور نفی رویت مین بذریعہ آنکھ کے اور انکے تین
فرقے ہین پہلا برغوثیہ ہے یہ کہتے ہین کہ کلام خدا جب پڑھا جاتا ہے تو عرض ہے اور جب لکھا جاتا ہے تو وہ جسم ہے دوسرا
زعفرانیہ ہے یہ کہتے ہین کہ کلام خدا خدا کے غیر ہے اور غیر خدا سب مخلوق ہین اور جو کلام خدا کو مخلوق کہے وہ کافر ہے
تیسرا فرقہ مستدرکہ ہے انھون نے استدراک کیا ہے اوپر زعفرانیہ کے اور کہا ہے کہ کلام خدا مخلوق مطلق ہے لیکن
بسبب موافقت سنت واردہ کی ہے کیونکہ وارد یہ ہے کہ کلام خدا مخلوق نہین ہے اور اجماع اسکے اوپر منعقد ہوا ہے
اور حمل کیا ہے معنے انکے قول کا جو سنت مین وارد ہے کہ کلام خدا مخلوق نہین اس بات پر کہ اس ترتیب و نظم پر حروف
و اصوات کے مخلوق نہین ہے بلکہ وہ مخلوق اوپر غیر ان حروف کے ہے یہ حکایت اسکی مشہور ہے اور کہتے ہین وہ کہ
اقوال ہمارے مخالفین کے سب جھوٹ ہین یہانتک کہ کلمہ لا الہ الا اللہ بھی انکا سچ نہین ہے چھٹا فرقہ
اسلام کے بزرگ فرقون سے جبریہ کا ہے اور جبر کہا ہے اسناد فعل عباد کی طرف خدا کے اور
جبریہ دو قسم مین ایک شق وہ کہ جبر محض کے قائل نہین بلکہ متوسط ہین درمیان جبر و تفویض کے اس طرح کہ قدرت
ثبوت ہوتی ہے بندہ مین جس سے وہ کسب کرتا ہے تو قدرت کاسب ہے موثر فعل مین نہین اور یہ مسلک اشعریہ
اور نجاریہ کا ہے اور دوسری قسم وہ ہین جو جبر محض کے قائل ہین مثل اصحاب جہم بن صفوان ترمذی کہ انھون نے
کہا ہے کہ بندہ مین کوئی قدرت شامل نہین ہے نہ کاسب نہ موثر بلکہ وہ بمنزلہ جمادات کے ہے جو اس سے افعال صادر ہوتے ہین
کوئی اس سے نہین بلکہ بایجاد موجد حقیقی ہین اور کہا ہے انھون نے کہ خدا کسی چیز کو قبل وقوع اسکے نہین جانتا
اور علم اسکا حادث ہے لیکن محل مین نہین ہے اور خدا متصف نہین ہوتا اس سے جس سے اسکے غیر متصف ہوتے ہین
مثل علم و حیات کے اسلئے کہ اس سے مشابہت خالق بمخلوق لازم آتی ہے اور بہشت و دوزخ بعد داخل ہونے انمین
اہل انکے کے پھر فانی و ناپید ہو جائینگے یہانتک کوئی موجود سوائے خدا کے باقی نرہیگا ساتوین
فرق اسلام سے فرقہ مشبہہ ہے جنھون نے حق تعالی کو مخلوقات سے مشابہ کیا اور مثل حادثات
گردانا اور اسیلئے یہ فرقہ باوجود اختلاف مذاہب طریقہ تشبیہ ایک گردانا گیا کیونکہ بعض انکے مشبہہ غلاۃ شیعہ
ہین مثل سبائیہ و بنانیہ وغیرہ کے جو قائل ہوے ہین کہ خدا جسم ہے اور حرکت و انتقال و حلول اجسام اسپر جائز ہے
اور بعض انکے مشبہہ حشویہ ہین جنھون نے کہا ہے کہ خدا جسم ہے لیکن نہ مانند اجسام کے اور مرکب ہے گوشت اور لہو سے
لیکن نہ مثل اور گوشتون کے اور خونون کے اور اسکے لئے اعضا و جوارح ہین اور جائز ہے اسپر کہ عباد مخلصین کے
ساتھ اپنے جو انکی دنیا مین زیارت کرتے ہین اور وہ انھین دیکھتا ہے ملاقات اور مصافحہ اور معانقہ کرے حتی کہ

جا

بعض سے اُنکے منقول ہو کہ اُسنے کہا کہ ریش و فرج کے سوال سے مجھے معاف رکھو اور سوا اسکے جس چیز سے
چاہو خدا کی مجھ سے پوچھو اور بعض اُنکے مشبہ کرامیہ ہین کہ صحاب بی عبد اللہ محمد بن کرام ہین اور اقوال
اُنکے تشبیہ مین مختلف و متعدد ہین لیکن کوئی لائق توجہ نہین ہو بعض گمان کرنے والے اُنکے کہتے ہین کہ خدا عرش
کی جہت اعلی پر مماس ہو صفحہ علیا کو اسکی اور اُسپر حرکت اور نزول جائز ہو اور اختلاف کیا ہو کہ آیا عرش پر بعض جگہ ہو
یا نہین بلکہ وہ بعض عرش پر ہو اور کہا ہو بعض نے اُنکے کہ وہ عرش پر نہین ہو بلکہ عرش سے محاذی ہو اور پھر
مختلف ہوے ہین بعض کہتے ہین کہ بُعد متناہی ہو اور بعض کہتے ہین کہ بُعد غیر متناہی ہو اور بعض اُنکے جسم کے
قائل ہو کر پھر مختلف ہوے ہین چنانچہ ایک طائفہ کہتا ہو کہ جسم ہر جہت مین متناہی ہو اور بعض کہتے ہین فقط جہت
تحت مین متناہی ہو اور دیگر جہات مین غیر متناہی ہو اور کہا ہو اُنھون نے کہ حوادث اُسمین حلول کرتے ہین اور
گمان کیا ہو کہ قادر اُنھین حوادث پر ہوتا ہو جو اُسمین حلول کر جائین اور جو ذات مین اُسکے حلول نکر چکے ہون
اُنپر قادر نہین ہوتا اور وہی تجویز کرتے ہین کہ ایک عصر مین دو امام ہو سکتے ہین جیسا علی ابن ابیطالبؑ اور معاویہ
کا حال ہو فرق یہ ہو کہ امامت علی ابن ابیطالبؑ کی سُنت کے موافق ہو اور امامت معاویہ کی ایسی نہین ہو مگر طاعت
اُسکی اُسکی رعیت پر واجب ہو اور کہا ہو اُنھون نے کہ ایمان کیا ہو قول کا نام ہو جو عالم ذر مین انسان نے لفظ
بلی کہا ہو بمقام اُس خطاب کے جو حق تعالی نے فرمایا تھا الست بربکم اور وہ سب مین برابر ہو سوا مرتدون
کے اور ایمان منافق کا باوجود اُسکے کفر کے ایمان پیغمبرون کے برابر ہو کیونکہ نبی اور غیر نبی ایمان مین دونو برابر ہین اور کلمتین شہادتین ایمان
نہین ہین مگر بعد مرتد ہونے کے یہ ترتیب فرق اسلامیہ وہ ہو جسے عضدی نے اور سید شریف وغیرہ نے ذکر کیا ہو اور فاضل
نعمانی نے اُسے نقل کیا ہو اور فاضل مذکور نے لکھا ہو کہ سید شریف و عضدی نے لکھا ہو لیکن فرقہ ناجیہ جو مستثنی ہو اور
نبی صلی اللہ علیہ و آلہ نے اُسے فرقہ ناجیہ نام رکھا ہو وہ وہ فرقہ ہو کہ جو ہمارے اور ہمارے اصحاب کے طریقہ پر ہو
یعنے اشاعرہ کے اور سلف محدثین اور اہل سُنت و جماعت کے طور و مذہب پر ہو اور فاضل نعمانی نے
اس نقل پر کئی امر وارد کیے ہین اوّل یہ کہ دونو شخصون نے اکثر فرق شیعہ کو جو بڑے بڑے فرقے تھے چھوڑ
دیا ہو اور جو فرقے شاذ تھے اُنکا ذکر کیا ہو پس وہ فرق جو ذکر شریف و عضدی سے چھوٹ گئے ہین پہلے
فرقہ ناوُسیہ ہو کہ یہ اصحاب ہین ایک شخص کے اُسے ناوُس کہتے تھے اور بعض نے کہا ہو کہ ایک قریہ کا نام ہو کہ
وہان والے ناوُسیہ کہلاتے ہین وہ کہتے ہین کہ جناب صادقؑ زندہ ہین اب تک انتقال نہین فرمایا اور زندہ
رہینگے یہان تک کہ ظاہر ہونگے اور حکم اُنکا ظاہر ہوگا اور وہ قائم مہدی ہین اور ابو حامد زوزنی نے حکایت
کی ہو کہ ناوُسیہ کے گمان مین یہ بات ہو کہ علی ابن ابیطالبؑ نے انتقال فرمایا ہو اور روز قیامت زمین پھٹے گی اور
حضرت ظاہر ہو کر زمین کو پُر از عدل فرمائینگے اور ظاہر یہ ہو کہ مراد اس سے قیامت صغری ہوگی نجوما جعت

نبی اور رجعت اہل بیت علیہم السلام کا ہے الا روز قیامت کو زمین پھٹنے کی اور زمین کو علی ابن ابیطالب
پر از عدل کرنے کی کیا حاجت ہے اُس روز تو سب زندہ کئے جائینگے اور وہ روز ظہور عدل حق تعالیٰ کا ہے
اور دوسرے انھین فرق سے فطحیہ ہین یہ انتقال امامت جناب امام جعفر صادقؑ کے قائل ہوئے ہین
بسوے عبد اللہ افطح جو فرزند اُن حضرت کے تھے اور یہ سگے بھائی اسمعیل مرحوم کے تھے یعنے مان باپ دونو
ایک تھے اور اولاد جناب صادقؑ مین اُنسے زیادہ کبیر السن کوئی نہین ہوا بالجملہ یہ طائفہ ایسے نقل کرتا ہے کہ امامت
نہین ہوتی مگر فرزند اکبر کو مگر نقل اُنھون نے ناقص کی ہے کیونکہ اُن کے بیان مین یہ بھی تھا ان الامامۃ
لا یکون الا فی الولد الاکبر الا ان یکون بہ عاھۃ اور عبد اللہ کے پاؤن چپٹے اور عرض مین زیادہ تھے
بالجملہ خلقت ناقص تھی اور امام کو چاہیے کہ خلقا اور خُلقا اکمل ناس ہو اگر کوئی کہے کہ یعقوب کا نابینا ہونا
اور اسی طرح شعیب کا اور پیغمبر خدا کے دندان مبارک کا ٹوٹنا یوم احد بھی تو نقص ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ
اُمور بعد خلقت کامل وارد ہوے جبکہ عمر زیادہ کی یا کوئی صدمہ خارجی کے پہونچنے سے ہوئی وقوع مین
اصلی نقصان نہ تھا اور عیب نہین ہے جیسا کہ بعض ائمہ کے دندان مبارک بھی بسبب سن شیخوخت جس مین
دانتون کا ٹوٹنا طبعی ہے وارد ہوا تیسرے ان فرقون سے واقفیہ ہین یہ وہ لوگ ہین جنھون نے جناب امام
موسیٰ ابن جعفرؑ کی امامت پر توقف کیا ہے اور موت سے اُن حضرت کی انکار کیا ہے اور کہا کہ وہ زندہ ہین
اور یہ خواص شیعہ اُن حضرت کے تھے کہ یہ اشخاص حضرت کی طرف سے متفرق مقامات مین وکلا تھے صدقات
و خمس کو شیعون سے لیتے تھے بعض قم مین تھے بعض بغداد مین تھے بعد حضرت کے انھین طمع زیادہ ہوئی
اس جہت سے جب خبر شہادت حضرت کی سُنی تو اُس سے انکار کیا اور کہا کہ زندہ ہین اور مال کو خدمت مین
جناب امام رضاؑ کے نہ بھیجا لیکن جمیع شیعہ کہ اُس وقت جناب امام رضاؑ کی امامت پر مسلمان کر گئے پھر اُنھون نے جلد
اُنکی امامت کا اقرار کیا اور اسی سے معصوم نے فرمایا ہے کہ زیارت امام رضاؑ نکرے گا مگر شیعہ خالص
اور فاضل نعمانی نے لکھا ہے کہ مین نے کتب معتبرہ مین یکھا ہے کہ بعض واقفیہ سے وہ ہین جنھون نے امام
محمد باقرؑ پر توقف کیا ہے اور بعض نے جناب امام جعفر صادقؑ پر توقف کیا ہے علاوہ بعض اخبار اسپر دلالت کرتے ہین
دوسرا اعتراض جو عضدی اور شریف پر اس تعیین و انحصار مین فرقہ ناجیہ کے وارد ہوتا ہے یہ ہے کہ اُسنے فرقہ
ناجیہ ایک فرقہ اشاعرہ کو کہا کہ وہ سب منسوب ہین طرف علی ابن اسمعیل اشعری کے جو منتسب ہے طرف ابی موسیٰ
اشعری کے حال آنکہ یہ چار فرقے ہین حنفی شافعی و مالکی و حنبلی علاوہ بغیر ان فرق اربعہ کے دوسرے اکثر
مسائل اصول و فروع مین مخالف ہین پس کس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ چار فرقے باوجود اختلاف و تعادل ایک فرقہ
ہو جائین حال آنکہ اسی جہت سے معتزلہ اور شیعہ کو دو فرقہ لکھا ہے انسوے حساب کے باوجود آپکے

وہ دونو متفق ہین فقط ایک مسئلہ مین اختلاف کیا ہی تیسرا اعتراض جو اس قول پر عائد ہوتا ہو وہ یہ ہی کہ جو
انھون نے بجزم و یقین کہا ہی کہ فرقہ ناجیہ اشاعرہ ہین اسے ہم نہین جانتے کہ کہان سے لیا ہی آیا اس قول سے
لیا ہی کہ نیکی اور بدی سب خدا کی طرف سے ہی بندہ کو کچھ اپنے افعال و اقوال مین اختیار نہین ہی جو کچھ اس سے
صادر ہوتا ہی وہ اسمین مجبور ہی یا اس سے یقین حاصل ہوا کہ انکے مذہب مین تعدد قدما صحیح ہی اور وہ یہ کہ صفات
کو زائد بر ذات خدا کے قدیم جانتے ہین حالانکہ حق تعالی نے تثلیث کے قائل ہونے سے قرآن مین منع فرمایا ہی
حیث قال ولا تتخذوا الهین اثنین انما هو اله واحد اور شہرستانی کے بیان سے ایک جگہ ثابت ہی کہ اُنسے کہا
اقانیم سے صفات مثل وجود و حیات و علم یا باپ و بیٹا اور روح القدس مراد ہی اور دوسری جگہ شہرستانی
نے کہا ہی کہ مراد روح القدس سے اقنوم حیات ہی اور جب صفت وجود و حیات یا علم کا قدیم جاننا امت اپنے ساتھ
کے لئے جائز نہین جانتے تو اس امت والون کے لئے بھی اس اعتقاد پر وہی قباحت لازم آئیگی ہان شاید شاعر
اسکے معنے یہ سمجھے ہین کہ نہی دو خدا جاننے سے ہوئی ہی نہ سات آٹھ قدیم کے ماننے سے اسلئے انھون نے
صفات کو زائد علی الذات گردان کر مرتبہ قدیم مین سات قدیم اور خدا کے قدیم کے شریک کر دئے اور جب کلام
یہان تک پہونچا تو مضائقہ نہین ہی کہ کچھ اشارہ کیا جائے طرف بعض اُن چیزون کے جو انکے ایسے وارد ہوتی
ہین اعتقاد شان خلق اعمال مین بس کہا ہی فاضل نعمانی نے کہ اصحاب مالک و اصحاب شافعی اور اصحاب احمد
حنبل اور جو انسے موافق ہین یہ سب اعتقاد مجبرہ پر ہین سبکے سب متفق ہین اس بات پر کہ جو کچھ اس عالم مین ہی حرکات و
سکنات و مکروہات و محبوبات و مستحسنات و مستکرہات وغیرہ سے یہ سب افعال خدا سے بندہ و نیز ہوا اور کہا
انھون نے کہ حق تعالی نے مقہور و ممنوع اختیار سے بندون کو کیا ہی مگر وہ جو اوسکے برابر لاحق ہوتے ہین
انسے وہ شخص جو کہتے ہین کہ خدا اعمال کو خلق کرتا ہی اور بندہ اسکے کسب کرتا ہی اسلئے کہ کسب عمل انکے نزدیک
موجب اور موجد عمل نہین ہی بلکہ موجب موجد خدا ہی صدور انکا خدا سے ہی بندہ کا سبب ہی سوا اسکے کہ شباہت
مشرکین اس مذہب سے لازم آتی ہی اور خرابی یہ ہی کہ اگر انسے پوچھا جائے کہ آیا بندہ ترک پر اس کسب کے قادر
یا نہین تو اگر کہین کہ ہان تو اختیار کا قائل ہونا ظاہر ہی اور اگر کہین نہین تو مسلہ ارادہ مجبرہ کے ساتھ ضرور ہوگا
کیونکہ وہ بھی تصریح کرتے ہین کہ بندے مجبور و مقہور ہین اور جو یہ کہتے ہین کہ بندے مجبور ہین انسے پوچھا جائے کہ اس بات
کے کیا معنے ہین کیونکہ جبر کے یہ معنے ہین کہ بندہ مختار ہو اور کوئی دوسرا ازبردستی اُس کام کو جسے وہ اپنے اختیار
سے کرتا کرا دے اور اسکے خلاف کو اُسے منع کرے اور تم اپنے گمان مین یہ سمجھتے ہو کہ بندہ کبھی مختار نہ تھا اور حقیقت مین
کوئی فعل اُسکا نہین ہی تو جب مختار ہونا اُسکا ثابت نہوا تو مجبور ہونا کس طرح ممکن ہوگا اور اس مذہب کے ساتھ
اصحاب احمد بن حنبل نے زیادہ کیا ہی کہ خدا ایک جسم مستقر ہی اوپر عرش کے اور استقرار اُسپر ساتھ اعضائے انسانی کے

اور بعضون نے اُنکے کہا ہے کہ خدا ایک جوان کی صورت مین زمین پر نازل ہوتا ہے اور اسمین اخبار کثیرہ انھون نے
روایت کئے ہین جو عقلاً و نقلاً جھوٹ ہین اور فاضل شہرستانی وغیرہ علمائے اہل سنت نے اس بے حقیقت
بات کی نسبت طرف بعض فرقہ شیعہ کے جو اُنکے مشابہ ہین کی ہے اور نہین لکھا کہ اصل اسکے اصحاب حنبلی ہین اور
واجب تھا کہ بیان فرماتے مذاہب مین کہ بطور تاریخ ہے امر واقعی لکھا جائے اور اگر الزام و تہجین شیعہ اس سے مراد ہے
کہ بری خبر کو انکی طرف منسوب کرین تو ہم اپنے شیخون کو جو خدا کی جسمیت کے قائل ہون لعنت کرتے ہین
اور اُنسے بیزار ہین جیسا اور مذاہب باطلہ والون سے دوری کرتے ہین اور تمنے نہ تکفیر اصحاب حنبل کی اس
مذہب سخیف مین نہ اُنسے دوری کی بلکہ فرقہ ناجیہ مین کہ تمہارے زعم مین وہ فرقہ اشاعرہ ہے داخل رکھا اور جسکے
انکی یہ بات کہ عالم مین کوئی فاعل سوائے خدا کے نہین ہے سب کی نظر مین یقینی بے حقیقت و باطل معلوم ہو
یہ ہے کہ اگر یہ امر سچ ہو تو لازم آتا ہے کہ خدا نے پیغمبران کو خود اپنے نفس پر ارسال کیا اور کتابون کو اپنے اوپر نازل
کیا اور جتنے وعدے اور وعید کہ بطور تہدید اوپر زبان ملائکہ اور انبیا کے صادر ہوئے سبکو لازم آتا ہے کہ اُسے
خدا نے اپنے نفس سے وعدہ کیا اور اسی طرح اپنے نفس سے تہدید و وعید کی اور کوئی اسکی طرف نہین گیا اور جب
بنا بر تمہارے زعم کے جائز ہوا کہ خدا بندون کو گمراہ کرتا ہے اور فساد کرنے پر مجبور کرتا ہے اور اظہار معجزات
سے جھوٹون کی تصدیق کی تو پھر کیونکر اُنکے واسطے ممکن ہوگا کہ اپنے نبی کی نبوت یا اور انبیا کی نبوت کا
اثبات کر سکین اور کہان سے صحت شریعت نبی کو پہچان سکتے ہین اور اسی امر کے لازم آنے سے صاحب کشاف
نے کہا ہے کہ لیکن مجبرہ پس ہمارے شیوخ نے انکی تکفیر کی ہے اور قاضی القضاۃ نے شیخ ابو علی سے حکایت کی ہے
کہ مجبرہ کافر ہین اور جو شک کرے انکے کفر مین وہ کافر ہے بھلا اس بات کے ساتھ اب بھی گمان کر سکتے ہین کہ
صاحب کشاف اور شیخ ابی علی اہل جنت اور اہل سنت و جماعت سے ہین حال آنکہ ہر ایک اُن مین سے دوسرے
کی تکفیر کرتا ہے لیکن ہان شاید اُس طرف سے جواب ہوگا کہ یہ ہمارے یہان پرانی بات ہے صحابہ رسول مین بھی
ایسا ہوا ہے کہ بعض نے بعض کی تکفیر کی لڑائیان آپس مین ہوئین پھر ہم اُن سبکو حق پر جانتے ہین اور
اعتقاد اہل بہشت سے ہونیکا سب کی نسبت رکھتے ہین اسی طرح اگر صاحب کشاف و شیخ ابی علی نے بھی
تکفیر کی تو کیا نقصان ہوا جس نے کافر کہا وہ بھی اور جسے کافر کیا وہ بھی دونو یقینی بہشتی ہونگے آخر کفر بھی تو
ایک فعل ہے پھر جب افعال سب منسوب طرف خالق کے ہین اور انسان مجبور ہے تو کافر کا کیا قصور ہے فقط اور زیادہ
تعجب کی بات اس فرقہ کی یہ ہے کہ انھون نے تصریح کی ہے کہ خدا کے علم و حکمت مین جائز ہے کہ انبیاء مرسلین و ملائکہ
مقربین کو جمع کرے اور ہمیشہ انھین آگ مین رکھے اور کفار و ملاحدہ و منافقین و شیطان لعین کو معہ اسکے لشکر کے
ایک جگہ جمع کرکے بہشت و نعیم مین ہمیشہ رکھے اور کہا ہے انھون نے کہ یہ انصاف و عدل ہے خدا کا ظلم نہین ہے اور

یہ بنا انکی اسی مذہب فاسد پر ہے کہ افعال عباد فعل و تاثیر خدا سے سرزد ہوتے ہین اور بندے بری
ہین اُن افعال سے اس طرح کہ جو کچھ برائی اُنسے سرزد ہو وہ اُسپر ملامت نہین کئے جا سکتے اور جب یہ حال ہوا
تو پیغمبرن پر واجب ہوا کہ جنھون نے انکی بات نہ مانی اُسے معذور رکھین اور اس سے بھی زیادہ لائق تعجب
یہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر ہم اسکے قائل ہون کہ افعال عباد انھین سے ہین تو بندے خدا کے شریک ہو جاینگے
کیونکہ خدا بھی خالق اور عباد بھی خالق ہوئے پس مقتضائے تعظیم الٰہی یہ ہے کہ افعال مخلوقات بھی مخلوق خدا کے
ہون بندون کی طرف نسبت خلاف تعظیم ہے یہ تعظیم لائق غور ہے کہ جس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا ایسے فعل صادر
ہو جو کہ بندگان ذلیل و بدکار سے قبیح ترین افعال سرزد ہوتے ہین واقع مین یہ ہے کہ کچھ قدر خدا کی نہ کی جو حق
تھا اُسکی ذات پاک کے واسطے حال انکہ اگر شرکت اس طرح ہوتی ہے تو اب بھی لازم ہے کیونکہ جب خلق افعال
مین شرکت تھی اب اختیار کسب افعال مین شرکت ہے کہ خدا بھی مختار فعل ہے اور بندے بھی مختار کسب فعل ہین
تو عبد و معبود اب اختیار مین شریک ہونگے اور عجیب عقائد سے اُنکے جو ذکر کیا ہے انھون نے یہ ہے کہ جب ہم ایسا
کرین کہ بندے قادر ہین اس بات پر کہ باختیار اپنے کچھ کر سکین تو یہ دلیل اسکی ہوگی کہ خدا عاجز ہے جبکہ وہ
ایسی چیز کو واقع کرین جسے خدا نہین چاہتا مثلاً گناہ کرین اور عجز کو نسبت خدا اعتقاد کرنا نہین چاہیے
ولیکن وہ یہ نہین جانتے کہ مالک کو عجز نہین لاحق ہوتا جبکہ بندہ کو وہ مختار خلق فرماوے برابر ہے کہ وہ بندہ چاہے
وہ کام کرے جو موافق رضائے مالک ہے یا وہ عمل مین لائے جو خلاف رضائے مولا ہو لیکن جب چاہے تو اُس بندہ
کو مقہور کرے یا مار ڈالے تو اُس وقت مین اس مالک کو کون عاجز تصور کر سکتا ہے بلکہ بندہ اگر موافق رضائے
مولی کریگا تو اُسے اچھا بندہ کہینگے اور وہ متوقع احسانات مالک آیندہ کو ہوگا اور اگر خلاف رضائے مالک
عمل مین لائیگا تو اُسے برا کہینگے اور وہ مستحق عقوبت تصور کیا جائیگا زیادہ اسکے لئے یہ مثال کافی ہے کہ مثلاً ایک
بادشاہ نے ایک غلام کو کچھ ملک انتظام کے لئے سپرد کیا اور اسباب تمکین اُسکے ہمراہ کئے اور کہدیا کہ اتنے دنون کے لئے
تجھے حکومت دی جاتی ہے لیکن اگر تو انصاف پروری کریگا ساتھ رعایا کے تو بعد اسکے بصنوف انعام و اکرام معزز
کرینگے اور اگر طریقہ ظلم کو ساتھ رعایا کے جاری کریگا تو بعد اسکے تجھے سزائے عمل بد دی جائیگی اُس غلام نے
خلاف مرضی مالک ظلم و تعدی رعایا پر بعد حصول اختیار جاری کی تو آیا یہ امر موجب عجز سلطان ہے اگر وہ جبر کرے
اُس مدت تک انتقام کرنے مین جہان تک کے لئے اُسے سپرد کیا تھا پھر اگر وہ بادشاہ اس امر سے عاجز نہین تصور
کیا جاتا تو کیا وجہ ہے کہ بادشاہ حقیقی کو ایسا کیون نہین جانتے جس نے اپنے بندون کو اس دار دنیا مین چند روز
کے لئے اُنکے ذاتی افعال کے واسطے با اختیار پیدا کیا اور اسباب تمکین دئے اور بذریعہ کتاب و نبی کے انھین آگاہ
کر دیا کہ اگر اچھا کروگے یعنے موافق امر الٰہی بجالاؤ گے اور اس اختیار کو طاعت خدا مین صرف کروگے تو روز قیامت

بہتر ہوگا اور اگر اس اختیار کو نافرمانی مین صرف کرو گے تو مستوجب عقوبت ہوگے پھر اگر بعد اسکے بندے
اس اختیار کو نافرمانی مین صرف کرین تو اسے دلیل عجز سلطان حقیقی کیون گردانا جائے بلکہ وہ قادر و قاہر
و جبروت ہے سزا موافق وعید کے وقت پر ہوگی اور یہان بجبر انھین معاصی سے اسلئے باز نہ رکھا کہ تا انکے اختیار مین
فرق نہ آئے اور اختیار اسلئے دیا کہ بذریعہ اسکے امتحان سعادت و شقاوت ہو جائے سب دیکھکر آگاہ و گواہ
ہون کہ فلان ایسا تھا اور فلان ایسا تھا تاکہ وقت اجرائے احکام عدل حقیقی حجت تمام ہو کر مثاب و معاقب
ہون اور ابطال کو اس قول کے جو بہت وضوح سے دلیل کافی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب اعتراف کرتے ہین کہ نبی صادق
ہین اور کتاب سند کو بھی کہتے ہین کہ ثابت ہے اور جب اعتراف کر چکے تو چاہیے کہ جو قول انکا مخالف کتاب و سنت
ہو وہ کاذب ہو اور باطل ہو اور بالضرور کتاب سند سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ کفار و ظالمین خدا کے سامنے
عذر کرینگے کہ ہمنے اپنے نفوس پر ظلم کیا یہ نہ کہینگے کہ خداوندا تو نے ہمسے معصیت کرائی اور ظلم کیا اور انکا شان
امور روز قیامت بہت وضوح سے ہوگا چنانچہ حق تعالی کتاب مبین مین اُس اقرار مجرمین کو جو روز قیامت کرینگے
فرماتا ہے کہ بعض انکے یہ عرض کرینگے کہ خداوندا تو ہمکو پھر دنیا مین پھیر دے کہ ہم وہان جا کر اب اچھے عمل کرین
خلاف اُسکے جو پہلے کرتے تھے یہ نہین کہینگے کہ تو عمل کر خیر اُسکے جو کرتا تھا جس سے معلوم ہو کہ افعال عباد جملہ با ختیار
خدا ہین اور فرمایا ہے کہ جب گنہگار داخل جہنم کئے جائینگے تو کہینگے ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون
یہ نہ کہینگے کہ فان عدت اور فرمایا ہے کہ بعض اُنکے کہینگے رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت یہ نہین کہینگے کہ
لعلک تعمل صالحا اور فرمایا ہے کہ ان تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ یہ نہین کہا کہ فرطت فی جنبی اور
جب بندون کا دخل کچھ نہین ہے جو کرتا ہے وہ خدا کرتا ہے تو پھر تحسر و اقرار تفریط انکے طرف سے کیون ہوا اور پھر
اہل ندامت کیون نادم ہون گے اور رونے والے کیون روئینگے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ قرآن سے ثابت ہے
کہ شیطان نے اعتراف کیا گنہگارون کے لئے کہ اُسی نے انھین گمراہ کیا اور خدا نے گواہی بھی دی پھر کیا سبب ہے
کہ بعد اعتراف بھی شیطان کو منزہ کرتے ہین اور خدا کی گواہی کو قبول نہین کرتے اور کہتے ہین کہ اچھا برا کام
سب خدا نے اپنے بندون سے کرایا اب اسکی سند کہ شیطان کا اعتراف کہان ثابت ہوتا ہے دیکھو قرآن مین حق تعالی
فرماتا ہے ان اللہ وعدکم وعد الحق فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم
لی فلا تلوموني ولوموا انفسکم اب اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان نے دعوت کی اور بندگان نے اُسے قبول کیا
اور خدا کی گواہی کہ شیطان نے عمل بد کرایا یہ بخوبی واضح ہوتا ہے اُس سے جو قرآن مین فرمایا الشیطان
سول لہم و املی لہم لیکن اس طائفہ نے اس گواہی کو رد کیا اور تنزیہ شیطان کر کے کہا کہ خدا نے گمراہ کیا
حال آنکہ خدا کے منزہ ہونے پر افعال بندگان سے دلالت کرتا ہے دلالت صریح کر کے قول خدا ربنا امنا

اطعنا سادتنا و کبراءنا فاضلونا السبیل ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا پس شیخ احسن جنکا یہ مقولہ نقل فرمایا ہی اگر روز قیامت کو یہ پاتے کہ جس نے انہین گمراہ کیا وہ خدا ہی تو کبھی اعتراف گناہ اپنے نفس کی طرف نہ کرتے اور نہ نسبت گمرہی کی طرف اپنے سادات و کبراء کے منسوب کرتے اور اس سے زیادہ واضح تر یہ ہی کہ حق تعالیٰ قول مجرمین کو فرماتا ہی کہ کہینگے ربنا ارنا اللذین ضلانا من الجن والانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین پس اگر گمراہ کرنے والا خدا ہوتا تو یہ قول انکا کیونکر ہوتا اور اسی طرح کیونکر کہتے وما اضلنا الا المجرمون پس یہ مقالات و اعذار مجرمین روز قیامت دلیل صریح ہین کہ باری تعالیٰ منزہ ہی اس سے کہ بندون سے عمل بد کرائے اور اگر خدا کا فعل ہوتا تو وہ صاف کہتے کہ تو نے ہمسے معصیت کرائی اب کیون ہمکو معذب کرتا ہی ہمارا کیا قصور تھا علاوہ اسکے یہ بھی معلوم ہوتا ہی قرآن سے کہ بعض مکابرہ کرینگے اور انکار کرینگے معصیت سے یہان تک کہ کہینگے واللہ ربنا ما کنا مشرکین اسوقت حق تعالیٰ فرمائیگا انظر کیف کذبوا علی انفسھم پس جس شخص نے یہ جرات کی اگر اُسے معلوم ہوتا کہ یہ خدا نے کیا ہی تو یہ کیون کہتا بلکہ بعد قدرت عذر صاف کہتا کہ خداوندا تو نے کیا ہمنے کچھ نہین کیا اور حق تعالیٰ کا جواب انظر کیف کذبوا علی انفسھم تعجب پر دلالت کرتا ہی یعنے کیونکر انھون نے انکار کیا مشرک ہونے سے تو اگر خدا ہی فاعل فعل شرک ہوتا تو تعجب کیون کرتا اور وہ تعجب تو اپنے نفس سے ہوتا پس آیا احکم الحاکمین و اعدل العادلین ایسا ہی کہ خود ایک کام کو کرے اور پھر اُس سے تعجب کرے اور دوسرے کی طرف اُسے منسوب کرے تعالیٰ عن ذلک علوا کبیرا روایت کی گئی ہی کہ ایک روز ابو حنیفہ نے راہ مین امام موسی کاظمؑ کو دیکھا کہ اُسوقت سن شریف حضرت کا بہت چھوٹا تھا مکتب مین پڑھتے تھے ابو حنیفہ نے بطریق امتحان پوچھا کہ معصیت و گناہ کسکی طرف سے ہی حضرت نے فرمایا کہ یا ابا حنیفہ بیٹھ جا کہ مین تجھسے بیان کرون یہ سنکر ابو حنیفہ حضرت کے پاس بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا کہ صدور معصیت تین طرح ممکن ہی یا بندے کی طرف سے ہو یا خدا کی طرف سے ہو یا دونو کی طرف سے پس اگر خدا کی طرف سے ہو تو حق تعالیٰ کے عدل و انصاف سے بہت دور ہی کہ بندۂ ضعیف پر اپنے ظلم کرے اور جو اُس سے سرزد نہین ہوا اُسپر اُسے ماخوذ کرے اور اگر دونو سے ہو تو بندہ شریک خدا ہوگا اور قوی اولیٰ ہو ساتھ اسکے کہ بندۂ ضعیف کا اپنی انصاف کرے اور اگر بندہ سے سرزد ہوتا ہی تو اُسپر حکم واقع ہوا ہی نہی اسکی طرف متوجہ ہوئی ہی ثواب و عقاب کا حق اُسکے واسطے ہی بہشت و دوزخ اُسکے واسطے واجب ہوے ہین یہ سنکر ابو حنیفہ نے سکوت کیا اور مقام مدح مین یہ آیا پڑھا ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم اور اُٹھ گیا اب اس سے کسقدر صاف ابطال و تکذیب اس مذہب کی ظاہر ہوتی ہی پس اگر کوئی کہے کہ اشاعرہ نے اسکی کب تصریح کی ہی جو تم اس نسبت کو انکی طرف کرتے ہو تو اُسکا جواب یہ ہی کہ علمائے محققین نے انکے اس مسئلہ کی تصریح کی ہی چنانچہ

عبارت رازی کی جو کتاب اربعین مین اُسکے ہر لکھی جاتی ہر المسئلة الرابعة والعشرون فی بیان ان الله تعالی مرید لجمیع الکائنات ومذهب المعتزلة ان الارادة توافق الامر فکلما امر الله تعالی به فقد اراده وکلما نهی عنه فقد کرهه ومذهبنا ان الارادة توافق العلم فکلما علم وقوعه فهو مراد الوقوع وکلما علم عدمه فهو مراد العدم فعلی هذا ایمان ابی جهل لعنه الله مامور به وغیر مراد وکفره منهی عنه وهو مراد انتہی بنابر اسکے لازم آتا ہر کہ ابو جہل پیغمبر پر غالب آتا کیونکہ وہ کہتا کہ تمہارا خدا مجھسے اسلام کو نہین چاہتا اور تم چاہتے ہو اور تمہارے پروردگار کے ارادہ کے موافق واقع کرنا واجب ہر اس سے کہ تمہارے ارادہ کے موافق کیا جائے تو حضرت کی حجت منقطع ہو جاتی اور جب حضرت کی حجت منقطع ہوتی تو جس نے حضرت کو بھیجا اُسکی بھی حجت منقطع ہوتی اور اسی طرح فاضل غزالی کہ اُس طائفہ کا اعلم و اورع اور ازہد ہر کتاب احیاء العلوم مین کہتا ہر ولا یجری فی الملک والملکوت طرفة عین ولا فلتة خاطر الا بقضاء الله تعالی وقدره وبارادته ومشیته ومنه الخیر والشر والنفع والضر والاسلام والکفر والعرفان والنکر والفوز والخسران والغوایة والرشد والطاعة والعصیان والشرک والایمان اور اسی طرح کتاب منہاج العابدین مین جو آخر کتاب اُسکی مصنفات سے ہر تصریح کی ہر اب ملاحظہ فرمائیے کہ کیونکر اس طائفہ کا یہ مذہب نہین ہر اور کون سی بات چھوٹ گئی کہ منسوب طرف خدا کے نہین ہر کفر شر ضرر مکر عوایہ عصیان شرک سب خدا کی طرف سے ہوا پھر بندہ کا کیا قصور ہر اور اب وہ قیامت عدالت منصف حقیقی کس لئے اور کاہے سے متعلق ہو گی بہت بڑی قوی دلیل اُنکی یہ ہر کہ اگرچہ خدا سب کچھ کرتا ہر لیکن کوئی اُس سے پوچھ نہین سکتا جیسا کہ قرآن مین فرمایا ہر کہ لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون لیکن اسی دلیل سے اُنکے مذہب کا بطلان ظاہر ہوتا ہر کیونکہ جو کچھ اِس سے نکلتا ہر منتہی امر کی یہ ہر کہ کسیکی طاقت نہین ہر کہ فعل خدا کو اس سے پوچھے کہ کیون کیا لیکن یہ بھی تو اُس سے پیدا ہر کہ وہ افعال عباد کو پوچھتا ہر تو اگر کوئی فعل باختیار بندہ نہین ہر خدا ہی کرتا ہر تو چاہئے تھا کہ دونو برابر ہوتے دو قسمین نہوتین واقع مین اسی آیہ سے بخوبی ثابت ہوا کہ دو قسمین افعال کی ہین ایک وہ کہ باختیار خدا ہین ایک وہ کہ باختیار بندہ ہین جو افعال باختیار خدا ہین اُنمین بندہ کی مجال نہین کہ خدا سے سوال کر سکیگا اور اسی طرح خدا بھی اُسسے نہ پوچھیگا اور جو باختیار بندہ فعل صادر ہوتا ہر اُس سے خدا سوال فرمائیگا اور بمقابل طاعت و معصیت ثواب عقاب کریگا اور اسی کے موافق ہر وہ روایت کہ جناب امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا معنی قدر کو حضرت نے فرمایا کہ جہان تک بندہ لائق ملامت ہو سکتا ہر وہ اُسکا فعل ہر اور جسمین لائق ملامت نہین ہر وہ خدا کا فعل ہر خدا فرمائیگا بندے کو کہ تو نے معصیت و نافرمانی کیون کی پس یہ فعل بندہ کا ہر یہ نہ فرمائیگا کہ تو بیمار کیون ہوا تو قصیر القامت کیون ہوا طویل القامت کیون ہوا تو گورا کیون ہوا تو کالا کیون ہوا اسلئے کہ وہ فعل خدا کا خدا اپنے فعل کو کیونکر پوچھے اب اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ امر بین الامرین ہر کچھ باختیار خدا افعال ہین اور کچھ

باختیار عباد ہین نہ یہ کہ جیسا یہ طائفہ سمجھا ہے کہ بالا افعال منسوب طرف خدا کے ہین یہ سب کچھ ہے ... اصحاب
مالک اور اصحاب شافعی اور اصحاب احمد حنبل اور انکے موافقین مذہب کے مسئلہ جبر مین عذاب بچیان ...
کیا جاتا ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ فرقہ اشاعرہ مین جو بزعم انکے فرقہ ناجیہ کہے گئے ہین پس جاننا چاہیے
اسمعیل ہروی نے کتاب الاعتقادات مین لکھا ہے کہ اس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا کے واسطے اعضا و جوارح
مثل انسان کے ہین اور اسے قرآن سے ثابت کرتے ہین کیونکہ خدا نے جہان عیوب اصنام کو ذکر فرمایا
وہان کہا ہے اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ
بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ الخ اور خدا نے حکایت ابراہیم خلیل کو جب انھون نے اپنی قوم پر حجت واقع کی
فرمایا ہے کہ کہا هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اور اپنے باپ سے ابراہیم نے کہا کہ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا
يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا اور کہا اپنی قوم سے کہ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ اور اپنی قوم سے
کہا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ اور گوسالہ پرستی کے عیب مین فرمایا خدا نے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ
لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا اور فرمایا اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا پس جب یہ عیوب
اصنام مین ہوئی بسبب نہونے اس صفات کے تو جانا گیا کہ اُسنے اپنے تئین ممدوح ساتھ ان صفات کے
فرمایا اور یہ سب حقائق ہین خدا مین اب پوشیدہ نرہے کہ اس بیان و مذہب مین کیا کفر و زندقہ ہے اور کسقدر
معنی قرآن کو خراب کیا ہے جسکو اولی عقل سلیم ہو وہ جان سکتا ہے کہ خدا کی مراد اس سے ظاہر ہے کہ وہ کفار جنھون نے
اصنام و گوسالہ کو اپنا پروردگار قرار دیا تھا اُنسے پوچھا کہ جسے اپنا رب کہتے ہو آیا کسی طرح کی بھی انمین قدرت
ہے یہانتک کہ جنکو تمنے اپنا خالق اور معبود قرار دیا ہے وہ میرے مخلوقات کے برابر بھی قدرت رکھتے ہین کہ
اُس سے دفع ضرر اپنے نفس سے کرین اور دفع اپنی ذات کو آنکھ کان ہاتھ پاؤن سے ہو بچا سکتے ہین اور جیسا
اُنکے یہ اعضا بنائے ہوئے مثل اعضائے بندگان کے میرے نہین ہین تو کب لائق اسکے ہین کہ وہ پروردگار
قرار دئے جائین اور مقام ربوبیت مین شمار کئے جائین نہ یہ کہ جو اعضا انمین عاجز تھے وہ خدا مین مثل
اُنکی مخلوقات کے کامل ہونا ضرور ہے گویا کبھی تو بھی اس طائفہ نے نہین پڑھا جس سے جانتے
کہ اُسکا مثل کوئی نہین اور اگر خدا کے بھی ہاتھ پاؤن آنکھ ناک کان مثل انسان کے ہوئے تو پھر بہت سے
مخلوقات اُسکے اُس سے مشابہ ہونگے اور لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کہان صادق آئیگا اور یہ تشبیہ خالق
ساتھ مخلوق کے اور کسکا نام ہے اور انھین کے مضحکات سے ہے کہ خدا کا نام عین مسمی ہے اور جو کہے کہ اسم غیر مسمی ہے
وہ ملحد ہے مین بہت حیران ہون کہ مسمی کو صاحب اعضا و جوارح جانتے ہین اور ان اعضا کو حقیقت خدا کی
کہتے ہین پھر اگر اسم و مسمی واحد ہے تو چاہیے کہ لفظ اللہ کو جو اسم ذات ہے مع اعضا و جوارح دکھادین ہم تو نہین دیکھتے

اور اگر الف لام ہ کو اعضا کہین تو تین حرف ہین نقطہ تشدید سے لام مکرر ہو کر چار ہونگے اس صورت
مین بھی تو ابھی بہت کمی ہی اگر الف اور ایک لام کی دو آنکھین ہون تو ایک لام اور ہائے ہوز کے دو کان ہونگے
اور اعضائے وجہ کہان ہین اور اور اعضائے جسد جس سے خدا نے اشارہ بعیب اصنام فرمایا اور اپنے تئین
اُس سے ممدوح کیا اپنے قول سے اَمْ لَهُمْ اَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا کہان ہین اور جب ایک
اعضائے وجہ کے بھی موافق اسم نہوا تو مین سمی بنا برانکے کیونکر ہوا باوصف ان باتون کے پھر کیونکر دعوی
کرتے ہین کہ ہم فرقہ ناجیہ ہین اور اِس طائفہ نے روایت کی ہی مسلم و بخاری مین پیغمبر سے کہ حضرت نے فرمایا
ان کلا معبد علی یوم القیمة وما کانت تعبد ثم یاتینا ربنا بعد ذلک فیقول من تنظرون فیقولون ننتظر ربنا
فیقول انا ربکم فیقولون حتی ننظر الیک فیتجلی لهم یضحک قال فینطلق بهم ویتبعونه ویعطی کل انسان منهم منافق
او مومن نورا ثم یتبعونه وعلی جسر جهنم کلالیب وحسک یاخذ من شاء الله ثم یطفی نور المنافقین ثم ینجوا
المومنون اب اِس حدیث کو دیکھنا چاہیے کہ اِس سے کیا کیا کچھ خدا پر لازم نہین آتا جسمیت تو ظاہر ہی ہے لیکن ضحک
جو عوارض خاص انسانی سے ہی وہ بھی ہوا اور پھر ساتھ ساتھ بندون کے راہ چلنا اِس طرح کہ آگے خدا اور
اُسکے پیچھے اُسکے بندے چلینگے یہ بھی ہو گیا اب مشابہت عراض و جواہر مین نہین ہوئی اور فاضل نعمانی نے
اور ایک خرافات انکی لکھی ہی بحوالہ انکی روایات کے کہ اِس طائفہ نے باسانید کثیرہ لکھا ہی کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا
روز قیامت کو آئینگی اور زیر عرش کھڑی ہو کر شکایت کرینگی اُسکی کہ جس نے انکے فرزندون کو قتل کیا اور ظلم کیا
اُسوقت خلائق بہت اضطراب کریگی تو حق تعالی فرمائیگا کہ ای فاطمہ بخشو اور درگذر کرو اُسے جس نے تمہارے
فرزند کو قتل کیا اور ظلم کیا جیسا کہ مینے نمرود کو عفو کیا جب وہ آسمان کی طرف بلند ہو کر آیا اور مجھے تیر سے مارا
اور وہ تیر میری ساق پر لگا اور زخمی کیا اور آج تک وہ زخم اچھا نہین ہوا بعد اُسکے اپنی ساق کو کھولے گا
تو جناب سیدہ دیکھینگی کہ پٹی بندہی ہی اُس زخم پر خدا کے اُسوقت کہینگی کہ ای پروردگار جب تو نے نمرود کو
بخشا جس نے تیرے ساتھ ایسا کام کیا تو مینے بھی اپنے فرزند کے قاتل کو بخشا اُسوقت سب داخل بہشت
ہونگے انتہی اب محل غور ہی کہ کیا خوب مذہب ہی اور کیا اچھے اہل مذہب ہین جو اِس روایت کو مانتے ہین اور سچا
جانکر کتابون مین عقائد کی نقل کرتے ہین یوم یکشف عن ساق جو کتاب اللہ مین وارد ہی کیا اچھا شان نزول اُسکا
اِس روایت سے ثابت ہوا ہی کہ جس سے خدا کی جسمیت بالکل ثابت ہوئی اور مشابہت انسان کے اعضا سے
ظاہر ہوئی اتنا فرق ہی کہ آدمی اپنے زخم کو تدبیر و دوا سے اچھا کر لیتے ہین خدا اِنکا اتنا بھی قادر نہین کہ اپنے زخم
ساق کو جو نمرود سے پہونچا اچھا کر لیتا ہمین اب بہت اندیشہ پیدا ہوا ہی کہ نمرود گدہ پر سوار ہو کر خدا کو زخمی
کر آیا ہمارے زمانے مین بالفعل اہل ولایت انگلستان مین غبارہ کے ساتھ اُڑنیکا طریقہ شایع ہوا ہی اور کیا عجب ہی

کہ

کہ رفتہ رفتہ مثل ریل کے یہ بھی جاری ہو جائے تو اسوقت کوئی دوسرا نمرود ایسا غالب آجائے کہ تیر مار دے توقصہ تمام ہو جائیگا کیونکہ آلاتِ حربی کا دستِ مخلوق سے خدا میں موثر ہونا بذریعہ اس روایت کے ثابت ہو چکا پھر جب تیر نے اپنا کام کیا تو توپ اپنا کام کریگی اُسوقت اس دنیا اور آخرت کا کیا حال ہوگا اور پھر خدا ہم کیسے بنائینگے علاوہ اسکے اب تک تو قرآن سے یہ امر ثابت تھا کہ روزِ قیامت روزِ جزا و سزا اعمال ہو ہر ظالم کو اُسکا اندیشہ چاہیے تھا اور ہر مظلوم کو بامید اُس روز کے اپنی داد پانے کا یقین تھا پھر جب پیغمبر کی بیٹی کی فریاد نہ سنی گئی تو اور کون مظلوم مثل فرزندِ رسول دنیا میں ہوگا جسکے لئے کچھ انصاف خدا سے ظاہر ہوا اور جب نمرود اور سب بہشت میں گئے تو ارسالِ رسل و انزالِ کتب سب بیکار جو آیاتِ قرآنی دلالت کرتے ہیں تعذیبِ کفار و ظلمہ پر اور اُنکے مخلد فی النار ہونے پر یہ سب لائق طرح کرنے کے ہوئے اور پھر پابندی کسی دین کی و شریعت کی ضرور نہیں ہے جو جی چاہے وہ کریں جب دعائے ربوبیت اور خدا کا زخمی کرنا اور قتل کرنا فرزندِ رسول کا بھی لائق عفو اُنکے خدا کے آگے ہوا اور اسکے بعد بھی بہشت میں داخل ہوئے تو پھر کون گناہ ایسا ہے جسکے باعث سے معذب ہونگے اور کیا عجب ہے کہ بذریعہ اسی روایت کے یزید و ہم لوگان نے اُسکے بکمال بے دردی جرأتِ قتلِ فرزندِ رسول پہ کی لیکن اس روایت سے تخصیص اس بات کی نہیں نکلتی جسکا دعویٰ ہے کہ فرقِ اسلام میں فرقۂ اشاعرہ فرقۂ ناجیہ ہے بلکہ عموم کا ثبوت ہے یعنی کل انسان ناجی ہیں خواہ کافر ہوں یا منافق یا مومن مطیع ہو یا عاصی اُسمیں فرقۂ اشاعرہ کی بھی نجات نکل آئی لیکن جو ایسی نجات ہے تو کیا خوبی ہے میرا دل اُس بہشت سے ناراض ہے جسمیں نمرود و یزید رہیں پھر اُسمیں رہ کر کیا خوشی ہوگی اُنکا ساتھ اُنھیں کا خدا کرے جو ایسی بخشش کرے اور اس روایت کے قائل ہوں اور روایت کی ہے محمد بن عمر الرازی نے اور اس طرح کہا ہے کہ اس طائفہ نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ ہر شب جمعہ کو ملاقاتِ اہلِ بہشت کے لئے کتیب کافوری پر سوار ہو کر آتا ہے اسے دیکھی جسمیت بھی ثابت احتیاج طرف مرکب کے بھی ظاہر محتاج مکان بھی خدا کو کیا مجسم بھی بنایا اور پھر فرقہ سب ناجی ہے اور روایت کی ہے حمیدی نے جمع بین الصحیحین کے متعدد طریقوں سے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ آتشِ جہنم سیر و ممتلی نہوگی یہان تک کہ حق تعالیٰ اپنا پاؤں اُسمیں نہ رکھے جب خود حق تعالیٰ اپنے پاؤں کو اُسمیں رکھیگا اُسوقت وہ کہے گی کہ بس بس تیرے عزت کی قسم اور اب بھر جائیگی اور بعض اُسکے بعض سے علیحدہ ہو کر گوشہ بگوشہ بیٹھینگے اب دیکھئے اس خرافات کو خدا کو بھی جہنم میں لیگئے تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً اور روایت کی ہے رازی نے پیغمبر خدا سے کہ جب خدا خلق کرنے سے فارغ ہوا تو پیٹھ کے اوپر لیٹا جسے محاورۂ اردو میں چت لیٹنا کہتے ہیں بعد اسکے ایک پاؤں اپنا اُٹھا کر دوسرے پر رکھ لیا پھر کہا کہ کسیکو سزاوار نہیں ہے کہ ایسا کرے یعنے جو

وضع خاص خدا کی تھی اُس طرح بنائے رازی کی اس خرافات سرائے کو دیکھنا چاہئے کہ پابندی مذہب
مین عقل و علم دونو کو کیسا گم کر دیا اور اُنکے خرافات مذہب سے ہے جو ابن مقاتل نے کتاب الاسما مین لکھا ہے
کہ پیغمبر خدا سے کسی نے پوچھا کہ ذات خدا کس سے ہے یعنے مادہ خلق ذات خدا کیا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ نہ آسمان
کے پانی سے نہ زمین کے پانی سے بلکہ اُسنے ایک گھوڑا پیدا کیا اُسے دوڑایا جب اُسے پسینہ آیا تو اُس عرق
سے اُسنے اپنی ذات کو پیدا کیا اور اللہ ہر شب کو آسمان دنیا پر آتا ہے اور خدا کی آنکھین دُکھنے کو آئین تو فرشتے
خبر پوچھنے کو آئے اور سمندر خدا کے منھ کا لعاب ہے اور اُسکے سر پر بال بہت پیچدار ہین اب لائق ملاحظہ ہے کہ اس اعتقاد
کو بہ نسبت جناب باری تعالی کے جو طائفہ کرے اُسے کیا کہینگے مجسمہ بھی مشبہ بھی سب کچھ ہوا پھر انھین فرقہ ناجیہ
کس طرح جانین کیسی تکذیب خدا و رسول کی اس سے صریح لازم آتی ہے اسی طرح جمع بین الصحیحین مین مسند ابی ہریرہ
منقول ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ روز قیامت پہلے خلائق حاضر ہو کر حضرت آدم کی خدمت مین بامید شفاعت
جائینگے وہ حضرت عذر فرمائینگے بعد اُسکے حضرت نوح کی خدمت مین جا کر طالب شفاعت کرینگے وہ حضرت
بھی اپنی معذوری بیان کرینگے بعد اُسکے حضرت ابراہیم کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرینگے کہ آپ خدا کے
نبی ہین اور اہل زمین سے ملقب بلفظ خلیل اللہ ہین آپ ہماری سب کی شفاعت کیجئے وہ حضرت کہینگے
خدا مجھسے ایسا خفا ہے کہ نہ اس سے پہلے نہ اسکے بعد کسی سے غضبناک ہوا ہے مین تین بار جھوٹ بولا تھا مجھسے
کیا ہو سکتا ہے میرے غیر کے پاس جاؤ اب دیکھئے اس سے کہ کیا کیا خوش اعتقادی بہ نسبت خدا و انبیا کے ہے
اپنی اعتقاد کے ساتھ یقین نجات ہے اسی طرح پیغمبر خدا کے ساتھ عقیدہ کا حال ہے کہ شیخین کو نبی سے تقوی
و پرہیزگاری مین بہتر جانتے ہین چنانچہ غزالی نے کتاب احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ ایکدن پیغمبر خدا بیٹھے تھے
اور کچھ گانے بجانے والیان سامنے حضرت کے گاتی بجاتی تھین کہ عمر ابن الخطاب آئے اور حضرت سے اجازت
آنے کی طلب کی حضرت نے اُن لڑکیون سے فرمایا کہ چپ ہو رہو عمر آئے اور جو کام تھا وہ کر کے جب
چلے گئے تو حضرت نے اُنسے فرمایا کہ گانا بجانا پھر شروع کرو اُسوقت اُنھون نے پوچھا کہ اے پیغمبر خدا یہ کون
شخص ہے کہ جسکے آنے سے آپ نے ہمین روکا اور جانے کے بعد پھر فرمایا کہ گاؤ حضرت نے فرمایا کہ ایسا
شخص ہے جو باطل کو نہین سُنتا اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر کو باطل سے پرہیز نہ تھا اور عمر ابن الخطاب
کی احتیاط زیادہ تھی سبحان اللہ صاحب شریعت پیغمبر خدا اُنے کتاب کو نازل کیا اور اُسنے حلال و حرام کیا
اور حق و باطل کو جدا کیا اُسکے ارشاد سے ظاہر ہوا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے وہ ایسا ہو کہ باطل کو سُنے
میرے نزدیک تو بنا بر اس روایت کے جتنا گانے والیون کو تعجب ہوا کہ پیغمبر سے پوچھا کہ یہ کون ہے غزالی کو
اس روایت کے نقل کے وقت اُتنا بھی تعجب نہوا اور [illegible] اس ترجیح مین مرجوح کو [illegible] اور کہکے

مرجوح ہونے سے کیا لازم آئیگا پھر جب عمر ابن الخطاب رشد و ہدی پیغمبر سے ہوئے تو انھین چھوڑ کر انھین
پیغمبر کرنا اسکا نقص ہے اس بیہودہ مرائے کو مین کیا کرون اور ایسکے ساتھ پھر ناجی ہونے کا اسی نتیجہ یقین ہم
پہونچاؤن اسی طرح جمع بین الصحیحین مین حدیث سادس متفق علیہ مسند حذیفہ بن الیمان سے منقول ہو کہ کہا اسنے مین
پیغمبر کے ساتھ تھا گذرا ایک درخت پاس پہونچے حذیفہ اتنا ہم کہو ہان پیغمبر خدا کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے
پیشاب کیا اور مجھسے کہا کہ قریب آ مین اُسی حالت مین پاس گیا یہان تک کہ پیچھے آنحضرت کے کھڑا ہوا پھر حضرت
نے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اب اس قوم کے حالات قابل دیکھنے کے ہین کہ اپنی کتابون مین لکھتے
ہین کہ پیغمبر نے تمام خلائق کو علم و ادب سکھایا عموماً خصوصاً آداب بول و غائط کے بتائے اور جمیع امور
دنیا کو اور دین کو باحسن وجہ تعلیم کیا اُسی سے کوئے مسلمان کھڑے ہو کر پیشاب نہین کرتا اور وقت پیشاب
و دفع غائط کے کوئے کسی کے پاس نہین رہتا یہ پیغمبر سے کیسا عقیدہ ہی جنکے لئے تصدیق و تصحیح کی جاتی ہے
کہ کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور پیشاب کے وقت حذیفہ کو بلا کر اپنے پاس کھڑا کیا کہ وہ مطلع ہو ایسی
حال مین جیسے ادنی شخص کی نسبت اعتقاد نکرنا چاہئے وہ نبی کے لئے کتابون مین لکھا جاتا ہے اور اگر
حذیفہ کی روایت سے اعتقاد بہم پہونچا تو روایت اسی حذیفہ سے بیان کی جسے علماء انکے تفضیلت عمر جمیع الاول
مین ذکر کرتے ہین اُس پر بھی اعتقاد کیا جائے فقط اور اُسی کتاب مین حدیث متفق علیہ مسند عائشہ سے منقول ہے
کہ زوجہ نبی کہتی ہین کہ ابا بکر انکے پاس اُس وقت آئے کہ دو لڑکیان اُن پاس دف بجا کر ناچتی گاتی تھین پیغمبر
چادر اوڑھے لیٹے تھے جب یہ حال ابو بکر نے دیکھا تو انھین جو گاتی تھین بسختی منع کیا اُس وقت پیغمبر نے منھ
کھولا اور کہا کہ ابا بکر اُن دونو کو چھوڑ دے کہ یہ ایام عید ہین اور ایام منی کے ہین سبحان اللہ ابا بکر کی وہ
دینداری اور پیغمبر خدا کی یہ بے پروائی کہ لڑکیون کی خوشی کے لئے ناخوشی خدا کا کچھ لحاظ نہ کیا اس تسامح
کی نسبت نبی کی طرف کچھ بات ہی نہین ہے بلکہ انکے ذہن مین فقط تفضیل ابا بکر مد نظر ہے اسی عقیدہ کے ساتھ
امید شفاعت جناب رسالتمآب اور نجات و قیامت ہے حقیقت یہ ہے کہ خرافات مذاہب کو کہان تک
ذکر کرون کہ محل شرم ہے لیکن مجبور ہون کہ اول دعوی فرقہ ناجیہ کا منحصر اشاعرہ مین ہوا تو وجوہ بطلان کا
ذکر ضروری پڑا دوم یہ کہ ہر شی جب تک اُسکی ضد مذکور نہو اور نہ پہچانی جائے غرض نہین ہوتی لہذا یہ مضحکات و خرافات
بھی لکھنے پڑے کہ طالب بصیرت دیکھکر پہچانے کہ کس کس مذہب مین فرقہ ہائے اسلام کے کیا کیا امور ہین انکی
حکایت یوحنائے یہودی کی جو مشہور ہے اور فاضل نعمانی نے بھی اُسے لکھا ہے نقل کرتا ہون کہ وہ ایسے شخص کا کلام ہے
جسے کسی سے کام نہ تھا اور اُسکے دیکھنے سے بہت امور واضح ہوتے ہین چنانچہ ذکر کیا ہے اُسنے کہ جب مینے اختلافات
مذاہب و ادیان کو کتابون مین دیکھا اور اختلافات اُن صحابہ کا جنکے نام پیغمبر کے ساتھ خطبون مین پڑھے جاتے ہین

کتابون مین پڑھے تو مجھپر بہت دشوار ہوا کہ مین کس دین پر ہون اسے بدلون اور دین حق کو اختیار کرون اسی
غم و فکر مین مین شہر بغداد کو کہ اُسمین مجمع علمائے مسلمین کا تھا روانہ ہوا کہ تا پہلے علمائے مذہب اسلام سے مناظرہ
کرلون بعد اُسکے جسکی حقیقت ثابت ہو اُسکے طور پر طریقۂ اسلام کو اختیار کرون جب مین اُس جگہ پہونچا کہ جہان
علمائے مذاہب اربعہ جمع تھے تو مینے کہا کہ مین ایک شخص ذمی ہون خدا نے مجھے ہدایت واسطے اختیار کرنے مذہب
اسلام کی فرمائی ہے اس جہت سے مسلمان ہوا ہون اور تمھارے پاس آیا ہون کہ معالم دین اور شرایع اسلام کو
تم سے اخذ کرون اُسوقت اُنکے بڑے عالم جو حنفی تھے اُنھون نے کہا کہ ای یوحنا مذاہب اسلام چار ہین ایک کو تو
پہلے اختیار کر بعد اُسکے جو کہنا ہو وہ کہہ یوحنا نے کہا کہ مینے مختلف مذاہب کو دیکھا تو اب مین جانتا ہون کہ حق ایک
ہوگا تو میرے لیے تم سب جو جانتے ہو کہ حق ہے اور تمھارے پیغمبر اُس طریقہ پر تھے اختیار کرو عالم مذہب
حنفی نے کہا کہ یہ ہم نہین جانتے کہ وہ حق جسپر نبی تھے کون تھا بلکہ ہم یہ جانتے ہین کہ طریقۂ نبی اِن فرق اسلامیہ سے
خارج نہین ہے اور ہر ایک چارون سے کہتا ہے کہ ہم حق پر ہین اور باقی سب باطل پر ہین لیکن ممکن ہے کہ وہی
باطل پر ہو اور دوسرا حق پر ہو بالجملہ مذہب ابی حنیفہ جملہ مذاہب سے مناسب ہے اور از روئے قیاس کے
حق ہے اور سنت پر انطبق ہے اور آدمیون کے نزدیک عزت اُسکی زیادہ ہے کہ اکثر امت بلکہ سلاطین کا بھی
مختار یہ مذہب ہے پس تجھے چاہئے کہ اِسے اختیار کر کے نجات حاصل کر یوحنا کہتا ہے کہ جب کلام تمام ہوا تو امام
مذہب شافعی چلا اُٹھا اور یوحنا کہتا ہے کہ میرے گمان مین یہ ہے کہ شافعی اور حنفی کے درمیان مین کچھ منازعات
ہونگے بالجملہ اُسنے عالم حنفی سے کہا کہ چپ رہ اگر تو نے قسم کھائی تو جھوٹا ہے تو اور بات بنائی ہے تو نے تو کہان اور تمیز کرنا
مذاہب مین اور مجتہدین کی ترجیح کہان واسطے تجھپر تیری ماں تیرے ماتم مین بیٹھے آیا تجھے وقوف ہے اور سمجھ سکتا ہے
جو کچھ ابو حنیفہ نے کہا ہے اور اپنی رائے سے قیاس کیا ہے پہلا جسکا نام صاحب الرائے ہے اُس سے ممکن ہے کہ نص کے
مقابلہ مین اجتہاد کرے اور دین خدا مین استحسان کرے اور اُس استحسان پر عمل کرے یہان تک کہ اُسکی رائے
اُسکے سُستی و حماقت مین ڈالے ہیچ اس امر کے کہ کہے گا کہ ایک شخص نے نکاح شرعی کیا جبکہ وہ ہندوستان مین تھا
ایک زن باکرہ کے ساتھ کہ وہ روم مین تھی اور بعد چند سال کے وہ روم مین بخانۂ زن مذکورہ آیا دیکھا اُسنے
اپنی منکوحہ کو کہ پیٹ سے ہے اور چند اولاد اُسکے آگے جاتی پھرتی ہین اُسنے جورو سے اپنی پوچھا کہ یہ کون ہین اُسنے
کہا تیری اولاد ہین جب یہ سنا اُسنے تو قاضی حنفی کے پاس فریاد کی قاضی نے بھی حکم کیا کہ اولاد صلب اُسی نکاح
کرنیوالے کی ہے ظاہراً و باطناً باپ اُنکا وارث ہے اور وہ اسی باپ کے وارث ہین اُسنے کہا یہ کیونکر ہوا مینے تو ابھی تک
مقاربت و جماع بھی اِس عورت کے ساتھ نہین کیا قاضی نے کہا محتمل ہے کہ تجھے حاجت غسل ہوئی ہو اور سے
ہوا نے اُڑا کر کپڑے تک پہونچا یا وہ کپڑا اس عورت تک آیا اُسنے اُسے اپنے بدن مین ملا اُس سے فرج تک پہونچی

اس عورت کے اُس سے یہ باردار ہوئی یہ کہکر اُس عالِم شافعی نے کہا کیون او حنفی آیا یہ موافق کتاب سنت ہو
حنفی نے کہا ہان یہ اولاد باپ سے اِسلئے لاحق ہوئی کہ وہ عورت اُس مرد کی فراش ہو اور پیغمبر نے فرمایا ہو کہ الولد
للفراش وللعاہر الحجر اور فراش کا تحقق بعقد ہوتا ہو نہ بوطی اُسوقت شافعی نے منع کیا اور کہا کہ بدون وطی فراش
نہین ممکن پس شافعی والا بحث مین عالِم حنفی پر غالب آیا بعد اُسکے عالِم شافعی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے کہا ہو اگر
کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر جاے اور کوئی اوسپر عاشق ہوجاے اور قاضی ابی حنیفہ کے پاس وہ عاشق
مدعی ہو کہ میرا عقد پیشتر اس عورت سے ہوچکا ہو اور وہ میری منکوحہ ہو بعد اُسکے اِس شخص کے ساتھ بعد
نکاح اُسکے گھر گئی ہو اور اِس پر جھوٹے گواہ لا کر گواہی بھی دلادے اور قاضی حکم کرے کہ ہان عورت اُس
مرد کی جسنے دعوی کیا ہو جورو ہو تو وہ ظاہراً و باطناً نزدیک ابی حنیفہ کے عاشق پر حلال ہوجائیگی اور خاوند کہ
جسکے گھر گئی تھی حرام ہوجائیگی ظاہراً و باطناً اور اِسی طرح گواہون پر جنھون نے عمداً جھوٹی گواہی دی ہو حلال
ہوگی کہ چاہین نکاح کرین پس دیکھو سب دی کہ آیا ایسی بات اُس شخص سے صادر ہوسکتی ہو جو قواعد اسلام کو
پہچانتا ہو اُسوقت حنفی نے کہا کہ تیرا اعتراض میرے نزدیک جائز نہین اگر قاضی نے حکم کیا کیونکہ اُسکے حکم سے
نفاذ ظاہراً و باطناً ہوا اور یہ اُسپر متفرع ہوتا ہو اُسوقت شافعی نے پھر مخاصمہ کیا اور کہا کہ اگر ظاہر احکام قاضی کا
نافذ ہو تو ہو لیکن باطناً نہین ہوسکتا بدلیل قول خدا تعالی وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ وَلَعَنْ عَلِيًّا الله
تعالی ذٰلِكَ بعد اُسکے شافعی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے کہا ہو کہ اگر کسی عورت کا خاوند کہین چلا جاے اور اُسکی
خبر آنی موقوف ہوجاے بعد اُسکے کوئی شخص آئے اور کہے کہ تیرا خاوند مر گیا تو عدہ نشین ہو اور بعد عدہ کے
گذرنے کے دوسرا شخص اُس سے نکاح کرے اور دخول کرے اور اُس سے چند اولاد پیدا ہون بعد اُسکے
یہ دوسرا خاوند کہین چلا جاے اور حیات شوہر اول ظاہر ہو اور اُس عورت پاس آئے تو جتنی اولاد شوہر
ثانی سے ہوئی ہین یہ سب اولاد شوہر اول کی ہوگی اور وہ سب اُسکی وارث ہوگی اور یہ انکا وارث ہوگا پس
ای صاحبان عقل آیا اِس طرف جا سکتا ہو وہ شخص جسے خدا نے آنکھ و بصارت دی ہو اُسوقت حنفی نے کہا
کہ یہ استنباط ابو حنیفہ نے قول پیغمبرؐ سے کیا ہو کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ اولاد کا تحقق شوہر سے ہوتا ہو اور زانی
کے نصیب مین پتھر ہو یعنے سوا بے بہرہ ہونے کے اُسے فائدہ نہین اُسوقت شافعی نے کہا کہ فراش مشروط
بدخول ہو اور غالب آیا پھر شافعی نے کہا کہ تیرا امام ابو حنیفہ کہتا ہو کہ اگر کوئی مرد کسی مسلمان کی عورت پر عاشق
ہوجاے اور پیش قاضی مدعی جھوٹے دعوے سے ہو کہ فلان شخص نے اپنی جورو کو طلاق دیا ہو اور دو جھوٹے
گواہون سے گواہی اِسکی دلادے اور قاضی حکم ثبوت طلاق کر دے تو یہ عورت شوہر اول پر حرام ہوجائیگی
اور اِس مدعی اور گواہون پر بھی نکاح کرنا اُسکے ساتھ جائز ہوجائیگا اور ابو حنیفہ کے زعم مین یہ حکم قاضی کا ظاہر

باطن کے لئے جائز و نافذ ہوگا اور جو اُسمین قباحت ہی وہ پہلے بیان ہو چکی ہی پھر شافعی نے کہا کہ پیر امام ابو حنیفہ کہتا ہی کہ جب چار آدمی گواہی کسی شخص پر زنا کی دین تو اگر وہ شخص انکی تصدیق کر دے تو حد ساقط ہو جاتی ہی اور اگر تکذیب کرے تو حد لازم ہو جاتی ہی فاعتبروا یا اولی الابصار اور ابو حنیفہ نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص لڑکے کے ساتھ لواطہ کرے اِس طرح کہ حدِ ایقاب کو یعنے دخول کو نہ پہونچے تو حدِ عذاب کی اُسپر جاری نہ کیجائیگی اور پیغمبر خدا فرماتے ہین کہ جو شخص عمل کرے عمل قوم لوط تو فاعل و مفعول دونو کو قتل کرو اور کہا ہی ابو حنیفہ نے کہ جو شخص اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر زنا کرے ساتھ اپنی مان اور بیٹی کے تو جائز ہی اور کہا ہی ابو حنیفہ نے کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے گیہون غصب کرکے اُسے پیس ڈالے یعنے اُسکا آٹا کر ڈالے تو اُسکا مالک ہو جائیگا اور اگر صاحب حنطہ چاہے کہ مزدوری دیکر اُسے لے لے تو غاصب پر واجب نہین ہی کہ اِسکی تعمیل کرے بلکہ جائز ہی کہ صاحب حنطہ کو منع کرے پس اگر صاحب حنطہ لڑے اور مقاتلہ مین مارا جائے تو اُسکے خون کے لئے دیت و قصاص کی ضرورت نہین ہی اور اگر غاصب مارا جائے تو صاحب حنطہ بمقابل اُسکے قتل کیا جائیگا اور اگر کوئی چور ہزار اشرفی کسیکی چورا لے پھر دوسرے کی ہزار اشرفی چورا لے اور دونو کو ملا دے تو سب کا مالک ہو جائیگا اور لازم ہوگا اُسے کہ اُن اشرفیون کو بدل لے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ اگر مسلمان متقی عالم کسی کافر جاہل کو مارے تو مسلمان اُسکے ساتھ مارا جائیگا اور حق تعالی کتاب محکم مین اپنے فرماتا ہی کہ لَن یَّجعَلَ اللہُ لِلکَافِرِینَ عَلَی المُؤمِنِینَ سَبِیلاً اور کہا ہی ابو حنیفہ نے کہ اگر کوئی آزاد ایک بندہ کو کہ قیمت اُسکی دس درم ہون مار ڈالے تو آزاد اُسکے عوض مین مارا جائیگا اور حق تعالی قصاص مین فرماتا ہی کہ اَلحُرُّ بِالحُرِّ وَالعَبدُ بِالعَبدِ وَالاُنثٰی بِالاُنثٰی اور ابو حنیفہ کہتا ہی کہ اگر کوئی شخص معہ اپنی لونڈی کو اور اُسکی بہن کو اور دونو کا نکاح اپنے ساتھ کر لے تو اُسپر حد نہین ہی اگرچہ وہ جانتا ہو کہ یہ اُسکی بہن ہی اور متعمدا یہ نکاح کیا ہو لیکن کچھ قباحت نہین ہی جائز ہی اور حق تعالی فرماتا ہی وَاَن تَجمَعُوا بَینَ الاُختَینِ اِلَّا مَا قَد سَلَفَ اور کہا ہی ابو حنیفہ نے کہ اگر کوئی شخص اپنی مان یا بہن کے ساتھ یہ جانکر کہ وہ مان یا بہن ہی نکاح کرے اور دخول کرے ساتھ اُنکے تو اُسپر حد زنا جاری نہ کیجائیگی اسواسطے عقد شبہ ہی اور کہا ہی ابو حنیفہ نے کہ اگر کوئی شخص ایک حوض کے کنارے سوئے اور اُس حوض مین نبیذ یعنے بھنگ پڑی ہو اور اِس حوض مین نبیذ کے اندر ادھے کر جاتا رہے تو جنابت دفع ہو جائیگی اور پاک ہو جائیگا اور کہا ہی ابو حنیفہ نے کہ نیت غسل مین واجب ہی نہ وضو مین اور حدیث صحیح مین ہی اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ اور کہا ابو حنیفہ نے کہ بسم اللہ کا کہنا فاتحۃ الکتاب مین واجب نہین ہی اور سورہ سے بسم اللہ کو نکال ڈالا ہی باوجود اِسکے کہ خلفا نے بسم اللہ کو مصاحف مین تجوید قرآن کے بعد ہر سورہ کے ساتھ لکھا ہی اور کہا ہی کہ اگر سگ مردہ کی جلد کو کھینچکر دباغت کرین تو پاک ہو جاتی ہی اور اِس پاک کرنیوالے کو جائز ہی کہ اُسمین پانی پئے اور نماز مین پہنے اور مخالف اُس نص متعین کے ہی جسکا مقتضی تحریم

انتفاع اُس جلد سے ہو بلکہ اے حنفی تیرے مذہب مین جائز ہی مسلمان کو کہ جب چاہے نبیذ سے یعنے جنگ سے جو مسکر ہے وضو کرے اور کتے کی جلد سے جو دباغت کی ہو پہنے اور نماز کے لئے اپنے نیچے بچھائے اور خشک الکوہ کو سجدہ کرے اور ہندی زبان مین تکبیر کہے اور زبان عبری اور فارسی مین قراءت کرے اور بعد سورہ فاتحہ کے دو سبز پتے یعنے ترجمہ لفظ مدھامتان کہے اور رکوع کرے اور سر نہ اٹھائے بعد اُسکے سجدہ کرے اور جدا نہ ہو دونو سجدون مین مثل حدیث کے اور قبل سلام پھیرنے کے عمداً ریح کو دفع کر سکتا ہے اور نماز اُسکی صحیح ہو اگر بھولے سے ریح کو نکالا ہو تو نماز باطل ہو جائیگی اُسکی عبرت پکڑو اے آنکھون والو آیا جائز ہے پیغمبر کو کہ اپنی امت کو ایسی نماز پڑھنے کی تعلیم و حکم فرمائے بعد اِس کلام کے امام حنفی کو غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ او شافعی چپ دابے اور بات نہ کر خدا تیرے منہ کو توڑے تو کہان اور ابوحنیفہ کہان اور اعتراض اُسپر کرنا کیسا اور تیرے مذہب کے مقابل مین اُسکے مذہب کی کیا حقیقت ہے تیرا مذہب مثل مذہب مجوس ہے اسلئے کہ تیرے مذہب مین جائز ہے کہ مرد نکاح کرے اپنی بیٹی کے ساتھ جو زنا سے پیدا ہوئی ہے اور اسی طرح جمع بین الاختین جو زنا سے پیدا ہوئی ہین کر سکتا ہے اور اِسی طرح اپنی پھوپھی کے ساتھ اور خالہ کے ساتھ جو بزنا خالہ پھوپھی ہوئی ہون کر سکتا ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اور بنات جمع بنت کی ہے بغیر خرابی و ادیان تغیر نہین ہوتین اور نہ گمان کر او شافعی او احمق کہ اِن عورات کو جو بزنا از دواج بنائی گئین وارث ہونے کے منع کرنے سے صفات ذاتیہ سے نہین نکلتی ہین اسی لئے مضاف طرف اُس شخص کے ہوتی ہین کہنے مین مثلاً زید کی بیٹی زید کی بہن زنا سے ہے اے یوحنا دیکھ اور اے اہل بینائی دیکھو آیا یہ مذہب مجوس ہے یا نہین اور اے شافعی آیا تیرے امام نے شطرنج کھیلنا نہین مباح کیا حالانکہ نبی نے فرمایا ہے کہ نرد و شطرنج کھیلنے والا مثل بت پرست کے ہے اور تیرے امام نے ناچنا اور ڈھول بجانا ناجائز کیا ہے یوحنا کہتا ہے کہ اسی طرح بہت کچھ درمیان مین ان دونو عالمون کے جدال بڑھا یہان تک کہ حنبلی حمایت کو شافعی کے اور امام مالکی حمایت حنفی کو اُٹھے یہ دونو تو ساکت ہوئے اب مالکی اور حنبلی مین گفتگو ہونے لگی چنانچہ حنبلی نے مالکی سے کہا کہ مالک نے بدعتین دین مین ایسی کی ہین کہ جسکے باعث سے خدا نے بہت سی امتون کو ہلاک کیا تھا وہ اُسنے اِس امت مین مباح کر دیا اور مباح کیا اُسنے کہ مملوک کے ساتھ لواط جائز ہے حالانکہ حدیث صحیح مین پیغمبر سے منقول ہے کہ فرمایا کہ مَنْ لَاطَ بِغُلَامٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ اور مالک نے منظومہ مین اپنے جو شعر کہا ہے کہ اُسکا حاصل یہ ہے کہ جب سفر مین مرد تنہا ہو عورت ہمراہ

مرد مرد ہون اور شہوت زیادہ ہو تو غلام امرد کے ساتھ اِس حالت مین وطی جائز ہی اور حنبلی نے کہا کہ مینے دیکھا
ایک مالکی کو کہ اُسنے قاضی کے پاس آکر ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ اُسنے ایک غلام بیچا ہی اور وہ غلام اُسے اپنے ساتھ
لواطہ سے مانع ہوتا ہی اُسوقت قاضی نے ثابت کیا کہ یہ عیب ہی غلام مین اُسے پھیر دینا جائز ہی اور تیرے امام نے
کتے کے گوشت کا کھانا مباح کیا ہی اُسوقت مالکی غصہ مین آیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ ای مجسم ای حلولی چپ رہ تیرے مذہب
لائق تر اِسکے ہی کہ مذمت اُسکی کیجاے کیونکہ تیرے امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ بات ہی کہ خدا تعالیٰ جسم ہی
عرش کے اوپر بیٹھتا ہی اور عرش سے چار انگل بڑھا رہتا ہی اور ہر شب جمعہ کو آسمان دُنیا سے اُترتا ہی سطوح
مساجد پر آتا ہی صورت اُسکی امرد کی ہوتی ہی سر پر بال گھونگروالی نعلین پاؤن مین ہوتی ہی کہ تسمہ اُسکا موتی کا ہی
جو تر و تازہ ہی ایک گدھے پر سوار ہوتا ہی کہ اُس گدھے کے سر پر ذوائب ہوتے ہین اور علماے حنابلہ اِسلیے
سطوح مساجد پر گھانس لگاتے ہین اور ستو اور گھانس مساجد کے سطوح پر رکھ دیتے ہین کہ اگر خدا آئے تو اُسکا
گدھا سوار یکا اُسے کھاے اور مشہور ہی کہ زہاد حنابلہ سے ایک شخص شب جمعہ کو مسجد جامع کے سطح پر چڑھا اِس
امید کر آج شب جمعہ ہی خدا ضرور مسجد پر اُتریگا اتفاقات سے ایک لڑکا اُس سطح مسجد پر کہ قوم نفاط سے اور
بال اُسکے گھونگروالے تھے چڑھا ہوا تھا شیخ حنبلی کی جو نظر اُسپر پڑی تو یہ سمجھا کہ خدا آگیا دوڑ کر اُسکے پاؤن پر گرا
اور بوسہ پاؤن پر دینے لگا اور کہنے لگا کہ ای آقا و سردار میرے مجھپر رحم کر اور عذاب نکر اور مبالغہ شکایت اور
تضرع و زاری مین کرنے لگا جب تو وہ لڑکا گھبرایا اور گمان کیا اُسنے کہ شاید یہ قصد لواطہ رکھتا ہی یہ سمجھکر اُسنے شور
و غل مچایا کہ دیکھو یہ شخص چاہتا ہی کہ سطح مسجد پر فسق کرے یہ سنکر اُسکی قوم دوڑی اور اِس زاہد حنبلی کو خوب مارا
اور بعد اُسکے حاکم پاس پکڑ لیگئے اُسنے صبح تک اِسے قید کیا تاکہ اُسکا حال معلوم ہو جاے تو اُسکے موافق سزا دیجاے
یہان تک کہ علماے حنابلہ کو یہ معلوم ہوا اُسوقت وہ حاکم پاس آئے اور سب نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ یہ شخص
ایسا نہین ہی کہ اُسکے طرف یہ بدگمانی کیجاے بلکہ واقع مین یہ ہی کہ اُسنے گمان کیا تھا کہ اُسکا پروردگار ہی پس اِسلیے اُسنے
ارادہ کیا کہ اپنے خدا کے پاؤن چومے پس خدا تیرے مذہب کو خراب کرے اور بگاڑے ای حنبلی بعد اِسکے اُن
چارون عالمون نے سر اُٹھاے اور آوازین بلند کین اور آپس مین غل مچا کر لڑنے لگے اور ایک دوسرے کے
قبایح بیان کرنے لگا یہان تک جو جو اُس صحبت مین تھا سبکو اُنکی باتین بُری معلوم ہوئین اور عوام بھی انھین
بُرا کہنے لگے اُسوقت یوحنا کہتا ہی کہ مینے کہا کہ خدا کی قسم مجھے نفرت ہو گئی تمھارے اعتقاد سے اگر اسلام ایسا ہی
تو افسوس ہی لیکن مین تم سبکو قسم خدا کی دیتا ہون کہ اِس بحث و تکرار کو موقوف کرو اور اپنے اپنے گھر جاؤ کہ
سب قوم تمھین بُرا کہتے ہین یہ سنکر اُٹھے اور متفرق ہوے اور سات روز تک پھر کوئی اپنے گھر سے نہین نکلا اور
اگر نکلتے تھے تو لوگ اُنھین بد کہتے تھے بعد اُسکے اُنھون نے آپس مین صلاح کی اور پھر جلسہ بمقام مستنصریہ مجتمع

اور مین بھی اُنکے ساتھ بیٹھا اور اُنسے مشورہ کرنے لگا اور کہا یہ کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی عالم علماے رافضہ ہو تاکہ مین تمھارا مناظرہ اُسکے ساتھ اُسکے مذہب مین دیکھتا ہون آیا ممکن ہو کہ تم کسیکو اُنمین سے لاؤ اُسوقت علماؤن نے کہا کہ ای یوحنا رافضہ بہت تھوڑے ہین اور اُنکے مناظرہ کی استطاعت کہان ہے مسلمانون مین کیونکہ وہ بہت تھوڑے ہین ور مخالفین اُنکے بہت ہین وہ اپنے تئین ظاہر نہین کرسکتے یہان ممکن ہو کہ استدلال و حجت کرسکین بہت کم اور بہت بے قدر و ذلیل ہین یوحنا نے کہا کہ یہ جو تمنے کہا کہ وہ تھوڑے ہین ور مخالف و دشمن اُنکے بہت ہین یہ تو تمنے اُنکی تعریف کی ہو اسلئے کہ خدا قلیل کی مدح جابجا فرماتا ہے اور اکثر کی مذمت کرتا ہو قرآن مین دیکھو فرماتا ہو وقلیل من عبادی الشکور وما امن معہ الا قلیل ولا تجد اکثرھم شاکرین ولکن اکثرھم لا یعلمون علمانے کہا کہ ای یوحنا اُنکا حال لائق بیان کے نہین ہو اسلئے کہ ہم اگر جان لیتے ہین کہ فلان شخص اُس مذہب پر ہے تو اُسکو جب تک قتل نہین کرلیتے باز نہین آتے اسلئے کہ وہ ہمارے آگے کافر ہین خون اور مال اُنکا ہمپر حلال ہو یوحنا نے کہا کہ اللہ اکبر یہ تو بہت بڑی بات ہو کس بات سے وہ اسکے مستحق ہوئے کیا دین جائین کیا شہادتین سے انکار کرتے ہین تو انہون نے کہا نہین یوحنا نے کہا کہ قبلۂ اسلام کی طرف منھ نہین کرتے کہا نہین یوحنا نے کہا کچھ احکام اسلام سے جو ضروری ہین انکار کرتے ہین کہا نہین یوحنا نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہو کہ جو قوم اقرار شہادتین کرین اور احکام اسلام سے اقرار کرین اُنکا مال اور خون کیونکر حلال ہوا حالانکہ پیغمبر نے فرمایا ہو کہ مجھے خدانے حکم کیا ہو کہ لڑون آدمیون سے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کہین یہ کہان پیغمبر نے فرمایا ہو کہ مقر شہادتین کا بھی خون حلال ہو بلکہ حضرت کے سامنے تو یہ تھا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اُسکا مال اور نفس محفوظ ہو جاتا تھا اب اُنکا حساب خدا پر ہو وہی اسکا عوض لیگا اُسوقت علمانے کہا کہ ای یوحنا اُنھون نے بدعتین کین دین مین وہ دعوی کرتے ہین کہ افضل ناس پیغمبر کے بعد علی ابن ابیطالب ہین اور اُنکو خلفاے ثلثہ پر تفضیل دیتے ہین اور صدر اول مین امت نے اجماع کیا تھا اس بات پر کہ فضیلت خلفا کی موافق ترتیب کے ہو یوحنا نے کہا کہ آیا تمھارے نزدیک بات ہو کہ جو کوئی یہ کہے کہ علی ابن ابیطالب ابی بکر سے بہتر ہین تو اُسے کافر کہوگے کہا انھون نے کہ ہان اسلئے کہ خلاف اجماع ہو کہا یوحنا نے کہ تم کیا کہتے ہو اپنے محدث حافظ ابو نعیم کو علمانے کہا کہ وہ مقبول الروایہ صحیح النقل ہو یوحنا نے کہا کہ کتاب اُنکی مسمی بہ کتاب ثاقب ہو روایت کی ہو اُسمین پیغمبر خدا سے کہ آنحضرت نے فرمایا علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر یعنے علی ابن ابیطالب سب آدمیون سے بہتر ہین اور جو کوئی اس سے انکار کرے وہ کافر ہو اور کہا ہو علی خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ولا یشک فی ذلک الا منافق یعنے علی ابن ابیطالب بعد پیغمبر خدا کے تمام امت رسول خدا سے بہتر ہین اور اسمین شک نکریگا مگر منافق اور اسی کتاب مین ہو کہ حضرت نے فرمایا علی خیر من اخلفہ بعدی یعنے علی ابن ابیطالب اُن

سب سے بہتر ہین جنکو اپنے بعد چھوڑتا ہوں اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین روایت کی ہو کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جناب سیدہ سے کہ آیا تم راضی نہین ہوتی ہو کہ مینے تمھاری تزویج کی اُس شخص کے ساتھ جو میری امت مین سب سے پہلے مسلمان ہوا اور سب سے زیادہ ہو علم مین اور حلم اُسکا سب سے بڑھ کر ہو اور اُسی کتاب مین ہو کہ حضرت نے دعا کی کہ خداوندا میرے پاس اُس شخص کو اسوقت بھیج جو ساری مخلوقات سے بڑھ کر تیرے نزدیک محبوب ہو کہ وہ میرے ساتھ آن کر کھائے اس طائر بریان کو بعد اسکے علی ابن ابیطالب فوراً حضرت کی خدمت مین آئے پھر یوحنا نے کہا کہ ای امت اسلام تکفیر نکرو اسلئے کہ جائز ہو کہ جو مدح اصحابون کی حضرت نے کی وہ زمان حیات حضرت مین ہو بعد اُسکے بعض مرتد ہو گئے ہون جیسا کہ تمھارا امام محدث حمیدی جمع بین الصحیحین مین روایت کرتا ہو متفق علیہ کہ حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ روز قیامت کو میرے سامنے بعض مردان امت کو لاینگے اور جانب شمال مین انھین داخل کرینگے اُسوقت مین کہونگا کہ خداوندا یہ تو میرے اصحاب ہین ارشاد ہوگا کہ تم نہین جانتے کہ انھون نے بعد تمھارے کیا کیا خرابیان کی ہین اُسوقت مین کہونگا جو بندہ صالح عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا وکنت شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیٔ شہید ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت الغفور الرحیم پس اُسوقت مجھسے کہا جائیگا کہ یہ ہمیشہ مرتد رہے جیسے تمنے جدائی کی اُسوقت علمانے کہا کہ ای یوحنا یہ جو تو کہتا ہو یہ دلالت کرتا ہو بعض صحابہ کے ارتداد پر نہ یہ کہ وہ دلالت ارتداد ابوبکر و عمر اور اُنکے اتباع پر کرے تو نہین جانتا کہ رافضہ کو کسنے اس امر عظیم پر جرأت دلائی اور کہان سے اُنکو یہ جائز ہوا یوحنا نے کہا کہ تمھارے علما اور ائمہ نے مثل بخاری و مسلم انھین جرأت دلائی کیونکہ انھون نے روایت کی کہ جب پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا تو جناب فاطمہ زہرا نے کسی شخص کو ابی بکر پاس بھجوایا اور فدک کو اپنے باپ کی میراث مین اور اسی طرح جسقدر خیبر کا خمس باقی تھا طلب کیا اُسوقت ابی بکر نے انکار کیا اور کچھ نہ دیا پس غضبناک ہوئین جناب سیدہ ابی بکر پر اور مہاجرت کی اُس سے اور پھر کلام نہ کیا یہان تک انتقال فرمایا درحالیکہ غضبناک تھین اُس سے اور روایت کی ہو تمھارے ائمہ نے بیچ جمع بین الصحیحین کے کہ پیغمبر نے فرمایا فاطمہ میرے کلیجہ کا ٹکڑا ہو جو اُسے اذیت دیگا اُسنے مجھے اذیت دی یہ دو حدیثین رافضہ نے لیکر دو مقدمہ بنائے ایک یہ کہ ابوبکر نے جناب فاطمہ کو اذیت دی اور دوسرا یہ کہ جسنے اذیت جناب فاطمہ کو دی اُسنے پیغمبر خدا کو اذیت دی اور خدا نے فرمایا ہو والَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تو اب اگر کوئی شخص تم پر حجت لائے اس جملہ سے تو کسی طرح تمکو کسی مقدمہ کا ان مقدمات سے منع نہین ہو سکتا بعد اسکے بہت کچھ یوحنا اور علمائے مذاہب اربعہ سے کلام ہوتا رہا اور یوحنا نے الزامات کثیرہ اُن پر عائد کئے کہ جواب نہو سکا جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہو اور ہمیشہ یونہین رہیگا یہان تک کہ انشاء اللہ زمانہ ظہور حجۃ اللہ الغالب آئے

اور وہ حضرت اعانت حق کی فرماوین اللھم عجل فرجہ وسہل مخرجہ **مطلب ثانی بیچ بیان حقیقت**
فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے اور یہ کہ طبقہ اسلام مین فرقہ ناجیہ یہی ہے جو شخص کہ طالب حق ہو
اُسے چاہیے کہ اسے اختیار کرے کہ حق آئین ہو اور یہ برحق ہے اور یہ اسلئے ہو کر مختار مؤلف رسالہ ہوا اسلئے وہ مذہب
مذہب کے لیے اپنی کہا ہو جیسا کہ ہر صاحب مذہب کا طریقہ ہے کہ اپنے مذہب کو بہ تعصب سے جانتے ہین چنانچہ
کتاب اللہ بھی اسپر شاہد ہو کل حزب بما لدیہم فرحون بالا اس جہت سے کہ جو وہ اسکے حقیت پر چند دلائل
کرتے ہین وہ عقلاً قوی ہین اور بہت مدت تک مؤلف رسالہ ہذا نے سب مذاہب کی اور مخاصمانہ بحث تکرار
کی اور بقدر اپنی طاقت بشری کے بہت کچھ جد و جہد کی لیکن حق اسکے سوا کسی و طریقہ مین نپایا اسلیے اسی کا
واستقلال اسپر رہا اور چونکہ کوئی چیز انسان کے لئے بہتر مذہب حق سے نہین ہو کہ فائدہ اسکا اس عالم مین
ظاہر ہوتا ہی جہان پھر اختیار نہین ہو کہ مذہب بدل سکین اسلئے ان وجوہ تحقیق حقیقت مذہب و رسالہ ترجیح
اس فرقہ کے اور جملہ فرق پر لکھتا ہون کہ یہ ہدیہ میرا اخوان مؤمنین و مسلمین کے کام آئے انشاء اللہ تعالی پس
جاننا چاہیے کہ مطلب اول سے بخوبی واضح ہوا ہوگا کہ شبہات شیطانی سے تمام دنیا مین بلیات جملہ مذاہب
سابقہ مین عموماً ایسے پڑے کہ حصر نہین ہو سکتا اور اسی طرح بعد جناب سالتمآب کے طبقہ اسلام مین بھی بحسب
اختلاف آرا بحسب تعدد اہوائے مسلمین ایسا ہوا کہ بحسب مسائل اصول ہفتاد و سہ فرقہ اس امت مین ہوا اور
اگر لحاظ اختلاف اصول نکیا جائے باعتبار تعدد فرقہ مین تو شاید دو سو سے بھی زیادہ ہو جاوینگے چنانچہ بطور
اختصار بیان جملہ فرقون کا اسلیے بیٹھ کیا کہ تا طالب حق کو اس سے پہلے بصیرت فی الجملہ اور اطلاع انکے خیالات
حاصل ہو اور وہ مراد بفضل اللہ تمام ہوئی اگر ذہن سلیم و عقل مستقیم رکھتا ہو تو دیکھنے والے کو کافی ہوگا کہ اس
اختصار مین بھی خرابیان اور مذاہب کی ایسے واضح ہو چکین جس سے بہ استثنائے فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے سب کو
بحسب عقل و نقل اچھا نہ جانیگا لیکن وجوہ مرجحہ اس فرقہ کی حقیت کے پس متعدد ہین **پہلے** یہ کہ اس
مذہب مین باطل کی آمیزش نہین ہی بخلاف اور فرقون کے جنھون نے زیادتی اور نقصان عین حد اعتدال
اور حق سے تجاوز اختیار کیا ہی جیسا کہ انشاء اللہ تعالی آئندہ مذکور ہوگا **دوسرے** تنزیہ خدا تعالی
کی اور انبیا و حجج کی جیسی انکے مذہب مین ہو دوسرے فرقون مین نہین ہے اور اسکا حال بھی انشاء اللہ
مباحث آئندہ سے واضح ہوگا جبکہ مقابلہ کریگا دیکھنے والا انکی تنزیہات آئندہ کا اور فرقون کی تشبیہات
سے جو مطلب اول مین بیان فرق باطلہ مین مذکور ہوئین **تیسرے** یہ کہ مسائل اصول و فروع انکے موافق
کتاب و سنت نبوی ہین بنا انکی اوپر رائے انسانی اور قیاس شیطانی کے نہین ہے بخلاف انکے اور مسلمانون کے
دیکھو کہ جسنے جدھر منہ اٹھایا جا مارا کچھ لحاظ کتاب اللہ کا اور سنت نبی کا نہین ہے انجملہ اشاعرہ کو دیکھو کہ [illegible]

کہ خدا کے ساتھ اور معانی قدیمہ بھی خارج مین موجود ہین مثل قدرت و غیرہ کے پس یقینی انھون نے باری تعالی
مفتقر کیا عالم ہونے مین معنی علم کی طرف اور قادر ہونے مین معنی قدرت کی طرف و سوا اسکے صفات ثمانیہ مین
معانی ثمانیہ کی طرف اور اُسے قادر لذاتہ اور عالم لذاتہ اور حی لذاتہ اور مدرک لذاتہ نہ گردانا جیسا کہ فرقہ امامیہ
اثنا عشریہ کرتے ہین بلکہ متصف ہونے مین اُسکے ساتھ ان کمالات کے مفتقر طرف ان صفات کے کیا اور جب
ایسا ہوا تو خدا کو محتاج و ناقص فی ذاتہ اور کامل بغیرہ کیا تعالی عن ذلک علواً کبیرا اور نہین کہتے کہ
صفات خدا کے ذاتی ہین اسلئے اُنپر اُنکے شیخ فخر الدین رازی نے اعتراض کیا ہے کہ نصاری نے کفر کیا اسلئے
کہ انھون نے کہا کہ تین قدیم ہین اور اشاعرہ نے تو نو قدیم کئے فقط اور واقع مین ظاہر یہ ہے کہ اشاعرہ نے اپنے
خدا کو بوجہ صحیح نہین پہچانا بلکہ بوجہ غیر صحیح پہچانا ہے اور اس معرفت مین ان مسلمانون کے اور معرفت باقی کفار مین
کوئی فرق نہین معلوم ہوتا کیونکہ کوئی قوم و ملت ایسی نہین ہے جو خدا کا انکار کرین بلکہ سب خدا کو ثابت کرتے ہین
اور خدا کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہین کہ موجود ہے اور خالق ہے با استثنائے فرقہ قلیل دہریہ کہ وہ البتہ اسکے قائل ہین
کہ نہین مارتا ہمکو مگر دہر والا سب خالق اور ممیت خدا کو جانتے ہین سب سے بدتر مشرکین و بت پرست ہین
مین لیکن وہ بھی اسلئے پرستش کرتے ہین کہ انکے ذریعہ سے قرب خدا حاصل ہو جیسا کہ حق تعالی نے قرآن مین
بطریق حصر اسی حکایت کو فرمایا ہے اور مولف رسالہ کو ایکبار اتفاق صحبت و گفتگو ہوا ایک شخص سے کہ وہ بزرگان
و علماء طائفہ ہنود سے سالک و دہر خاص ہے چنانچہ مینے اُس سے پوچھا کہ تم بت پرستی کو کیون اچھا جانتے ہو
ان صور ہائے مصنوعہ مین کیا ہے اُسنے مجھسے کہا کہ بت پرستی اچھی چیز نہین ہے لیکن فقط اسلئے ہے کہ نفس بشری
متوجہ طرف اللہ الحق کے یون نہین ہوتا جب تک بریاضت مطیع و معتاد نہ کیا جائے اسلئے یہ رکھا ہے کہ ایک
صورت بناکر سامنے رکھین اور خیال کرین کہ یہ خدا ہے اور اُسکی عبادت و اطاعت یہان تک کرین اس اعضا
و جوارح سے کہ رفتہ رفتہ نفس معتاد ہو کر متوجہ طرف خدا کے ہو جائے اور سوا اُسکے ہر چند نظر مین بے حقیقت
معلوم ہو اُسوقت جب وصل خدا تک قریب ہو جائین اور مرتبہ قرب اُسکا حاصل ہو جائے پھر بت پرستی بے فائدہ
اور حرام ہے بالجملہ بت پرست بھی بت کو خدا نہین جانتے ولیکن حصول قرب الہی کا ذریعہ سمجھتے ہین اور
بتون کے ذریعہ سے خدا کو پہچانتے ہین لیکن یہ معرفت خدا کی بطور باطل ہے کہ بت خدا سے تقریب کرد نیکے اسلئے
ممنوع و مذموم ہوئی اسی طرح یہود نے اعتقاد کیا کہ عزیز خدا کا بیٹا ہے اور نصاری نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے
پس ان دونون نے خدا کو پہچانا لیکن اس طرح پہچانا کہ خدا صاحب اولاد ہے اور یہ خلاف تنزیہ ہے اسلئے یہ معرفت
باطل کی گئی اسی طرح جنہنے جسمیت و صورت و تخطیط کا اعتقاد کیا پہچانا اُنہنے بھی خدا کو لیکن ان خرابیون کے
ساتھ پہچانا یہ معرفت باطل ہوئی اسی طرح سب نے دریائے معرفت الہی مین کہ بحر عمیق و ظلم ہے غوطہ زنی کی لیکن

جسکا راہ بتانے والا عارف تھا وہ انھین سیدہی راہ لیگیا اور مقصود تک معرفت صحیح کامل ہی پہونچادیا اور
جس جس کا راہ بتانیوالا ناقص او نابلد و بے علم مثل انکے تھا وہ ساحل مراد تک نہ پہونچ سکا بیچ ہی مین
پھر پھر کے تباہ ہو کے بمقتضاے لا یزید کثرۃ السیر الا بعدا راہ حق سے دور پڑ گئے اور کوئی فائدہ غوطہ
زنی سے ساحل مراد تک پہونچنے کا نپایا بلکہ طالب مروارید ہو کر گئے تھے اُس سیاہی بحر عمیق مین جو کنکر پتھر ملا
اُسے لے آئے اور اُسیکو اپنے ذہن مین مروارید سمجھا گئے کیونکہ انھون نے نہ مروارید تک رسائی پائی نہ دیکھا
جو پہچانتے اور تمیز کرتے کہ یہ مروارید ہی یا نہین بخلاف اُسکے جو ساحل مراد تک ہو آیا اور باہر او مروارید لے آیا
وہ جب غیر مروارید کو دیکھتا ہی تو جانتا ہی اور پہچانتا ہی کہ مروارید کیسا ہوتا ہی اور غیر مروارید کیا کیا چیز ہلیلین اشاعرہ
اور انکے متابعین نے تو نصاری و یہود و مشرکین سے جو قائل صاحب ولاد و شریک ہونے کے بار تعالی کے
حق مین ہین ترقی زیادہ کی کیونکہ یہ اہل مذہب کوئی اسکا قائل نہین ہی کہ حق تعالی اولاد و شریک کا اپنے افعال ذاتی
اور بدائع حکمت مین محتاج ہی اور انھون نے تو خدا کو فعل مین محتاج طرف معانی ہشت گانہ کے جنھین صفات
ثبوتیہ کہتے ہین کیا پس یقینی یہ انکی معرفت خدا کے ساتھ منجملہ اُن اسباب کے ہی جو انکے اور شرکا کے ساتھ مورث
خلود نار ہو اور کلمہ اسلامیہ انکے لئے موجب حفظ النفس و المال کا انکے قتل و غارت سے ہو کا پس ہم فرقہ امامیہ اثناعشریہ
اُنسے امر ربوبیت مین جدا ہوے اس طرح کہ ہمارا خدا وہ ہی جو تنہا اور ایک ہی قدیم و ازلی ہونے مین اور انکا خدا
وہ ہی جسکے قدیم ہونے مین آٹھ شریک ہین والحمد للہ الواحد المتفرد بالقدم علی ذلک بلکہ بحمد اللہ ہم فرقہ امامیہ
اثناعشریہ جملہ اصول مین اُنسے جدا ہین کیونکہ انکا وہ خدا ہی جو محتاج طرف معانی ثمانیہ کے ہی اور اُسکا وہ نبی
جو معصوم نہین اور خلیفہ بلا فصل اُنکے ابوبکر ہین اور ہمارا خدا وہ ہی جو متفرد بالقدم اور ازلی ہی صفات اُسکے
عین ذات اُسکی ہین وہ کسیکی طرف محتاج نہین ہی سب مخلوق اسکے محتاج اُسکی طرف ہین نبی آخر زمان اُسکے
محمد مصطفے وہ ہین جو معصوم ہین اور خلیفہ بلا فصل بعد انکے علی ابن ابیطالب اور انکی اولاد طاہرین ہین عدل
مین انکا مذہب یہ ہی کہ حسن و قبح افعال کا تابع امر و نہی ہی اگر خدا مطیع کو داخل جہنم کرنیکا حکم دے اور عاصی کو
بہشت مین لیجائیگا تو اسیکا نام عدل ہی اور ہمارے یہان حسن و قبح افعال کا تابع عقل ہو معاد انکے یہان وہ ہی
جس مین خدا کی رویت ضروری ہی یا خدا خود اگر جہنم مین پاؤن رکھیگا ہمارے یہان معاد اسکا نام ہی کہ مخلوقات
انھین اجساد کثیفہ مین قبر سے اُٹھائے جائینگے اور جزا و سزا انکے اعمال پائینگے اور جس طرح خدا اس دنیا مین منزہ و
برتر اس سے ہی کہ مشابہ عباد سے کسی مرئین ہو جائے اور لوازمات جسمی اُسکے ساتھ پائے جائین اسی طرح روز قیامت
مین رہیگا جس طرح یہان اُسنے فرمایا ہی کہ لا تدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار و ہو اللطیف الخبیر
اسی طرح روز قیامت مین مرئی نہو گا علاوہ اس مرا ابیت کے عقیدہ اس فرقہ کا یہ ہی کہ شرط دخول بہشت و انجات

ائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم اجمعین ہے اور یہ فرقہ ایسی وجوہ سے متواتر ہے تمام فرقہ ہائے طائفہ اسلامی سے اسکا تمام کمال افتراق ہے کہ کسی بات میں اور فرق سے مشابہ ہوا الا جملہ فرق آپس میں مشارک اصول عقائد میں ہیں تھوڑے تھوڑے فرق سے فرقہ فرقہ علیحدہ ہوا ہے یہ مخصوص اسی فرقہ اثنا عشریہ کے لئے ہے کہ جملہ اصول عقائد میں مباین ہیں تمام فرقہ ہائے طائفہ اسلامیہ سے تو اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ پیغمبر خدا نے جو خبر دی کہ ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ واحدۃ منہا ناجیۃ والباقی فی النار تو اب یا واحدۃ سے یہی فرقہ مراد لیا جائے جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ فرقہ فقط جملہ فرقوں سے جدا ہے یا غیر انکے مثل اشاعرہ وغیرہ جیسا کہ انھوں نے دعوی کیا ہے تو اگر ایسا ہو تو چاہیے جملہ فرق ناجی ہوں کیونکہ بنائے نجات صحت اصول وعقائد پر ہے اور اصول میں سوائے اثنا عشریہ فرقہ کے سب مشارک ہیں پھر کیا وجہ کہ اور نہ بخشے جائیں عقائد میں شریک ہوں نجات میں علیحدہ ہوں اور جب سب ناجی ہوں تو واحدۃ منہا ناجیۃ والباقی فی النار درست نہیں آتا بلکہ کلہم ناجیۃ وواحدۃ فی النار ہوتا ہے اور وہ خلاف مراد نبی ہے علاوہ اسکے حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہے کہ حضرت نے فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی الخ اور یہ ظاہر ہے کہ بعد نبی دونوں کے ساتھ برابر اتباع وتمسک سوا اس فرقہ کے اور کسی نے فرق اسلامیہ سے نہیں کیا بلکہ پیغمبر کے قریب وفات ہی سے حسبنا کتاب اللہ شروع ہوا اور وہی آج تک ہے کہ اگر نام ائمہ علیہم السلام کا جو خاص عترت نبی ہیں کہیں آجاتا ہے تو منھ پھیر لیتے ہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ تمسک تو کجا اقتدا و اتباع انکے قول کا تو بڑی چیز ہے اگر نام بھی انکا اور فرق علماء سے پوچھیے تو کسیکو یاد نہیں سوا اسکے خود تعیین فرقۂ ناجیہ اور ہالک کی حدیث صحیح میں آنحضرت نے یہ فرمایا کہ مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق وھوی پس اب کوئی شبہ صاحب عقل سلیم کے نزدیک باقی نہ رہا کہ مذہب حق فرقہ اثنا عشریہ کا ہے اور یہی فرقہ فرقہ ناجیہ ہے کیونکہ یہی فرقہ سب سے جدا ہے اصول و اعتقاد میں بلکہ اکثر مسائل فروع میں بھی جس سے واحدۃ منہا ناجیۃ کا مصداق ہوتا ہے اور یہی فرقہ راکب سفینۂ اہلبیت علیہم السلام ہے خاص اسی فرقہ نے اطاعت کامل کی ہے کہ تا قیامت خلافت نبی کو بارہ اہلبیت معصومین میں انکے منحصر جانا اور انکی اطاعت کی ہر امر میں موافق انکی ہدایت کے خدا کو سچا نا نبی کے ارشاد مانا محبت کو انکی اپنا ذریعہ نجات جانا خوشی سے انکی خوشی کی غم سے انکے غم کیا بخلاف اور فرق اسلامیہ کے کہ انھوں نے کچھ قدر و اطاعت اہلبیت کی نکی اور ہمیشہ انکے حقوق کے اتلاف بلکہ نفوس کے اتلاف میں کوشش کرتے رہے اور ابھی تک اس سے باز نہیں آتے اگر کوئی آج بھی کہدے افسوس کہ فلاں جنون صاحب کرامات ہے تو منازل طے کر کے جاتے ہیں اس پاس لیکن کبھی نہ دیکھا کہ جیسے خدا نے ذی القربی خطاب یا اسکے قبر کی طرف منھ کر کے دوری سے زیارت کرلیں الحمد للہ علی ذلک کلہ اور منجملہ وجوہ ترجیح مذہب اثنا عشری کے یہ بات ہے کہ انھوں نے

ہوتی ہے اور دوسرے پر جو ہوئے کہ امامت بنص قائم ہوتی ہے بالجملہ جیسا کہ وجود جناب باریتعالی میں سب نے اعتقاد و تسلیم کیا ہے کہ خدا موجود ہے اور خالق ہے مگر فرقہ دہریہ اسی طرح طبقۂ اسلام میں سب نے اتفاق کیا ہے کہ علی ابن ابیطالب خلیفۂ رسول اور امام ہیں بعد نبی کے کیونکہ جو باتفاق امت کہتے ہیں وہ بھی قائل ہیں کہ بعد عثمان کے اصحاب رسول خدا نے باتفاق یکدگر علی ابن ابیطالب کو خلیفہ بنایا اور جو قائل نص ہیں وہ تو کہتے ہی ہیں کہ پیغمبر نے اپنی زندگی میں خلافت علی ابن ابیطالب پر نص کی تھی کہ بعض فرقۂ خوارج کہ اونسے زیادہ کسو کو کسی سے عداوت نہیں ہے مگر یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے علی ابن ابیطالب کو اپنا خلیفہ کیا تھا عمر بن الخطاب نے نہ مانا بالجملہ فرقۂ اثنا عشریہ کی ترجیح اور مذاہب پر اس امر میں بہت خوب و صحیح ہوتی ہے کہ انکے امام کی امامت پر اتفاق صحت تمام طبقۂ اسلام کو ایسا ہے جیسا وجود باری پر جملہ اہل ادیان متفق ہیں اور جب امام کی صحت ایسے طور صحیح سے ثابت ہو چکی تو جملہ احکام شرعی اور عقائد انکے اور انکے جانشینوں کے جو بذریعہ نص سابق و واسطے لاحق کے ہوئے صحیح متصور ہونگے اور کوئی سوا انکے اور فرقہ والا اپنے دعوی صحت مذہب پر ایسی دلیل واضح نقل نہیں کر سکتا والا یہی گو اور یہی میدان ہو آئے جسکا جی چاہے اور مقابل اسکے دلیل لائے اور وجوہ مرجحہ سے اس مذہب کے یہ ہے کہ بلاحظۂ سیرت پیشوایان فرق یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہمیشہ لاحق جو کامل ہوا اسنے سابق سے بالضرور خلاف کیا مسائل اصول و فروع میں چنانچہ فرقۂ اشاعرہ میں دیکھئے کہ چار امام مذہب اسمیں ہیں اور چارون میں کسقدر خلاف اصول و فروع میں ہے کہ اگر سب لکھا جائے تو ایک کتاب مستقل کر اختلافات کی ہو بخلاف فرقۂ امامیہ اثنا عشریہ کہ باوجود کثرت ائمہ بسبب کثرت خیر ایمہ اشاعرہ میں لیکن از علی ابن ابیطالب علیہ السلام تا صاحب العصر علیہ السلام سب متفق القول ہیں کہیں نہیں لکھا گیا کہ کسی نے کہا ہو کہ علی ابن ابیطالب نے جو فرمایا وہ غلط ہے ولیکن حق یہ ہے جو ہم کہتے ہیں یا ہماری رائے میں یہ آیا ہے بلکہ ہر ایک دوسرے کا مصداق و معین ہے اور سب کے سب قرآن سے یا قول نبی کے موافق حکم فرماتے ہیں اور اگر کسی نے پوچھا ہے کہ آپکی رائے اس مسئلہ میں کیا ہے تو یہی فرمایا کہ ہم اپنے سے حکم نہیں کرتے بلکہ جس طرح حق تعالی نے حکم فرمایا ہے کہتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علم حقیقی یہی ہے جسے یہ سب جانتے ہیں کیونکہ حقیقت شی کی بدلتی نہیں اور ایسا نہوتا تو نہیں بھی یہ اختلاف ہوتا اور نہ ایک نہیں سے بھی کہ علم و کمال میں ایک مثل دوسرے کے ہے موافق اپنی رائے اور خیال کے مثل اور پیشوایان فرق کے تغییر و تبدیل اصول و فروع میں کرتا اذ لیس غلیس الا الحق اور انہیں وجوہ مرجحہ فرقہ سے یہ ہے کہ کتب تواریخ وغیرہ کے دیکھنے سے بخوبی یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب کے بعد سے اب تک کبھی دنیا نے موافقت اہلبیت سے اور اس عترت والون نے ایسی نہیں کی جیسی انکے مخالفین نے کی بلکہ مثل انکے ائمہ کے اس دار فنا میں مثل انبیائے سابقین کے رہے کہ ہمیشہ جاحدین اور منکرین کے ہاتھ سے ایذا کیا اذیتیں اٹھائیں اور مارے گئے لیکن اعلان کلمۂ حق سے دست بردار نہیں ہوئے

اسی طرح اسکے ائمہ بھی ہمیشہ مورد آفات و مبتلائے صعوبت ابتلا دست ظلم و ستم مخالفین رہے اور اذیت کے ہوتے رہے
ولیکن کبھی اپنے طریقہ حق کو نہیں چھوڑا اور اعلان تلقین دین حق سے باز نہیں آئے اور کبھی جان اپنی عزیز نہیں کی
اور راحت اور وسعت دنیا کو واسطے خود ہی بر خلیفہ منتخب کیا اور یہ عمدہ دلیل ہے کمال یقین و حقیقت مذہب ہم
ان بزرگواروں کے کہ جیسا انبیا نہیں بدلا اسی طرح کبھی انہوں نے بھی انحراف نہیں کیا اس وقت مجھے معرکہ طف
یاد آیا ہے کہ روز عاشورہ کیسی کیسی اذیتیں اور مفارقتیں عزیز و انصار کی اور ذبحین تشنہ بندگان اہلبیت کے پیش نظر تھیں
اور کیسی بلائے جوع و عطش و حرارت آفتاب گرمی و خشکی ریگستان حاوی کئے تھی اور کیا کیا آوازیں العطش و قتلی
کی گوش زد ہوتی تھیں اور کیسا کیسا صدائے گریہ عورات و اطفال شدت خوف و زیادتی گرسنگی و تشنگی نے انکو
درد مند کرتا تھا اور کیسی کثرت افواج و آلات حرب جانب مخالف اور قلت اعوان و انصار و بے سامانی ہر گونہ اپنی
طرف غلبہ و استیلا سے مایوس کراتی تھی اور ان شدائد کے ساتھ خوب جانتے تھے کہ اگر بیعت کریں تو ابھی نجات
کنارہ دنیا سے ہو جاتی ہے اور علاوہ وسعت و راحت سے زندگانی بسر ہو گی لیکن چونکہ خلاف حق تھا ہرگز گوارا
نہ کیا اور شہادت و سعادت باہمی کو اپنے سید الشہدا نے اور حضرت کے ہمراہیوں نے پسند اختیار کیا اب میں
پوچھتا ہوں کہ کیوں اے صاحبان بصیرت آیا طبقہ اسلام میں بلکہ ساری دنیا میں ایسا سخت امتحان کسی مذہب کا
بھی ہوا ہے کہ وہ اس پر باقی رہا ہو مجھے خوب تجربہ کیا اور دیکھا ہے کہ ہر شخص متحمل ہر مکروہ کا اپنی ذات خاص کے لئے
کسی قدر ہو سکتا ہے لیکن کبھی نہیں گوارا کر سکتا کہ بیٹے بھتیجے بھانجے بھائی جوان بچے قتل کئے جائیں اور قید ہوں
اور غیرت دار کبھی اسکو گوارا نہیں کرتا کہ عورات میں سے ازواج و بنات و خواتین نامحرموں کے ہاتھ با اختیار اپنے سر
و بے پردہ ہوں لیکن ان غیر مرضیات کو شخص نامی اور سردار اور عالی خاندان و غیور کا گوارا کرنا دلیل واضح مثل آفتاب
ساطع ہے کہ یقینی بحصول یقین حقیقت مذہب تھا اور ساتھ والوں کا انکے ان شدید میں ہمراہی سے باز نہ آنا اور
اپنی جان کو قربان کرنا اور کچھ اپنے خاندانوں کی تباہی و بربادی کا اندیشہ نہ کرنا بمقابل اعانت حق بہ کلی
یقین کرنیکو اس امر کے کہ مذہب اس فرقہ کا حق ہے اور اسیکے لئے پیغمبر خدا نے وعدہ نجات فرمایا ہے کیونکہ خوب
جانتے ہیں کہ ہمراہی حضرت کے بھی رؤسا اور علما بلا تعیش تھے ہیں پیغمبر خدا انکے مثل اگر حق نہ ہوتا تو کیونکر ناحق کے
متحمل ان شدائد کے ہو کر جان دیتے علاوہ اسکے انکے اور ائمہ کو بھی کبھی سلطنت و حکمرانی دنیا کی مثل خلفا اور
ائمہ جور کے حاصل نہیں ہوئی گو کوئی یہ گمان کرے کہ اختیار و تشیع اس مذہب کا بامید جلب منفعت دنیا ہوا
ہوگا خاص زمانہ خلافت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا جو تھا وہ بہت ضعف و اختلال و بے اختیاری سے گذرا اور وقت بیعت
یہ کہتے جاتے تھے کہ بیعت سیرت شیخین پر کرتے ہیں اور حضرت جواب میں فرماتے جاتے تھے بل علی سیرۃ رسول اللہ
احکام شرعیہ کے بھی نفاذ کی نوبت اچھی طرح نہ آتی تھی چنانچہ منقول ہے کہ جب اپنے زمان خلافت میں حضرت نے

نماز تراویح کے پڑھنے کو بجماعت منع فرمایا اور کہا یہ بدعت ہے تو منافقین مسجد میں جمع ہوئے اور واعمراہ واعمراہ
کہہ کہہ کر چلائے اور رونے بلوے کی صورت پیدا کی مجبوری پھر مختار کیا پھر اور ائمہ علیہم السلام کے اختیارات دنیا کا
تو کچھ پوچھنا ہی نہیں ہے کہ کیا تھا باوجود اسکے ہمیشہ طالبان حق اسے اختیار کرتے رہے اور جانیں دیتے رہے
دیکھو تاریخ ہائے اسلامی کو کسقدر شیعہ زمان بنی عباس میں اور کسقدر زمان بنی امیہ میں قتل ہوئے ولیکن کبھی
راہ حق سے نہیں گذرے اور اب تک کسقدر دنیا ان پر تنگ ہے اور دشمنان دین انکے درپے ہیں کہ جہاں پاتے ہیں
اور دسترس ہوتا ہے تو اذیت رسانی اور قتل میں دریغ نہیں کرتے ولیکن ان سب کے ساتھ حق پسند رضائے
الٰہی کے لئے ہمیشہ ان امور کو گوارا کرتے ہیں اور سفینۂ اہلبیت علیہم السلام پر بیٹھنے سے اپنی نجات طوفان ضلالت
سے جانکر ہمیشہ بیٹھتے جاتے ہیں اور باوجود اسکے کہ اکثر علما انکے شہید کئے گئے لیکن کچھ ایسا لطف حق میں ہے کہ پھر
باز نہیں آتے اور نہ آئینگے انشاء اللہ تعالیٰ کائنا ما کان **تنبیہ بیان فرقۂ صوفیہ** و دیگر فقرا و نواصب کے جاننا چاہئے
کہ لفظ تصوف قبل اسلام مستعمل فرقۂ حکما میں تھا کہ جنہوں نے حق سے میلان کیا تھا اور بعد اسکے ایک جماعت
زنادقہ میں مستعمل رہا جب اسلام شایع ہوا اور جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کے بعد اختلافات دین میں واقع ہو چکے اور
فرق کثیرہ اس طبقہ میں بھی ہو چکے تو ایک جماعت مخالفین فرقۂ امامیہ سے مثل حسن بصری اور سفیان ثوری اور
ابو ہاشم کوفی اور انکے اتباع ملقب ساتھ اس لقب کے ہوئے اور واضح رہے کہ یہ تمام جماعت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی
دشمن اور مخالف تھی اور انہوں نے ائمہ علیہم السلام سے انکے زمانے میں معارضات و مباحثات کئے ہیں اور ہمہ تن اس
جماعت کی فکر و ہمت اسپر مشغول تھی کہ نور خدا کو بجھا دیں لیکن خدا نے اپنے نور کو تمام کیا اور تمام کریگا ولو کرہ الکافرون
اور فرق باطلہ نے اختلاف اصول مذاہب میں کر کر اپنے اپنے پیشروان کے موافق ایک ایک راہ اختیار کی وہ سے
کام نہیں کھا لیکن اس فرقہ کی اصل غرض یہ تھی کہ ائمہ ہدیٰ کو مٹا دیں اور خود بمقابل انکے امام طریقت بنیں اور اسکے
ذریعہ سے کسب دنیا کریں اور جو جو باتیں شیعہ اپنے ائمہ میں ذکر کرتے ہیں وہ اپنے میں ظاہر کریں اور سفہا کو دکھا کر دام
تزویر میں اپنے پھنسائیں چنانچہ اسکے واسطے بہت کچھ ریاضتیں اور انواع نیرنجات و طلسمات و اعمال کہ حکمائے سابقین اور
ملاحدہ و کفرہ و کاہنین و ارباب رقی سابق میں کرتے تھے اُسے حاصل کیا تاکہ بذریعہ اُسکے وہ افعال جو خلاف عادت
اکثر خلق ہیں اور علتیں انکی سب پر ظاہر نہیں ہو سکتیں عمل میں لائیں اور اُسمیں دعائے کرامات کریں چنانچہ ایسا ہی کیا
کہ بیٹھے عارف بنے اور کہا کہ ہم خدا ہیں یا خدا رسیدہ بعد اُسکے مدعی کشف ہو کر بذریعہ اعمال مذکورہ کرامات ظاہر
کرنے لگے اور سفہا کو مرید بنانے لگے بعض خدا بن گئے اور بعض مدعی کشف ہو کر نبی و ائمہ ہدیٰ سے و اتباع شریعت
سے مستغنی ہوئے چونکہ شیعہ کہتے تھے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو جمیع علوم سے تکمیل فرمائی اسی طرح بذریعہ ان
حضرت کے علم کان و ما یکون ائمہ ہدیٰ کو بھی پہونچا ہے اور بروقت حاجت وہ اسپر مطلع ہوتے ہیں اور ہر چیز کی حقیقت

اُنپر ظاہر ہوا اور جملہ امور مین اُنھین حق تعالیٰ نے قدرت تامّہ کی عطا فرمائی ہو تو اُنھون نے بھی دعویٰ کیا کہ خدا ہم مین حلول کئے ہو اور ہمکو مرتبہ کشف و کرامات حاصل ہو تا کہ اُنپر ترقی کر جائین بالجملہ بہت بڑا بعوقہ ہوا اور ہمیشہ علمائے مذہب امامیہ اثنا عشریہ اُنسے موافق ہدایت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام اپنی بیزاری ظاہر کرتے آئے ہین اور کتابین اُنکی مذمت مین لکھین ہین چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بھی اُنکا کا برسے ہمیشہ اُنکے رد و قدح مین طول دیا خصوصاً دربارہ حسین بن منصور حلاج کہ اُسکے حکایات و قصص کتب علمائے امامیہ مثل غیبۃ و قصاص شیخ طوسی علیہ الرحمہ مین مذکور ہین اور مخالفین دعائے التقیہ آمین کرتے تھے اور شیخ مفید علیہ الرحمہ تکفیر کرتے تھے یہان تک کہ اُس بارے مین فرمان جناب صاحب العصر علیہ السلام وارد ہوا جسمین حضرت نے حکم لعن اُسپر صادر فرمایا اور وہ وہ شخص ہو کہ جو کہتا تھا لَیْسَ فِی جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ اور اپنے اصحاب کو مکہ مشرفہ کے جانے سے حج کے واسطے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرے گرد طواف کرو کہ مکہ خدا کا گھر ہو اور مین خود خدا ہون بالجملہ ایسی ترقیان باطل ستینری مین اس طائفہ کی ہین اور چونکہ اُنکی کتابون مین تجاوز و تسامح زیادہ ہو کہ جس سے سہولت اہل دنیا کو ہوتی ہو مثلاً غنا کے بارے مین اُنکے یہان یہ ہو کہ حرام غنا وہ ہو جو مجلس فساق اور جلسہ شراب مین ہو الا حلال ہو تو اب کیا طالبان عیش دنیا کو لطف و سہولت اُس سے متصور ہو اور اسکی تصریح غزالی اور اُنکے اتباع نے کی ہو پس بالضرور بعض افراد غنا کو انھون نے حلال کیا اپنے متابعین کے لئے اور چونکہ اہل علم سے تھے اسلئے جو جو سہولت پسند تھے وہ اُدھر مایل ہوئے کہ التذاذ نفس بھی حاصل رہا اور خلافت دین بھی ظاہر مین نہین ہوا بلکہ ایک عالم کے قول کے موافق ہوا یا ترک تزویج اور توجہ طرف مردان سادہ رو کی جائز کی انھون نے پھر اِس کیسی سبکدوشی لازم آئی اِسی سے زیادہ تر میلان اکثر ناس کا طرف اِس فرقہ کے ہوا اور چونکہ ظاہر اُس فرقہ کا یہ ہو کہ تارک دنیا ہین بجز فقر و زہد کچھ کام نہین ہو اور اِسی طرح بجز معرفت الٰہی اور تعلق بخدا اور کسی بات سے مطلب نہین ہو کسی سے بحث و تکرار نہین کرتے کسی مذہب والے کو بُرا نہین جانتے اتحاد خالق و مخلوق کے قائل ہین کسی سے دشمنی نہین ظاہر کرتے اور ایسا مذہب وسیع اختیار کیا ہو کہ جسمین مسلم کافر اور منافق و فاجر و غنی و فقیر سبکو رضامند کر دیتے ہین اسلئے زیادہ تر اُنکی طرف اہل دنیا کی رجوع ہوئی اور بہت رونق اُنھین شیطان نے دی موافق و مخالف سب نے اُنھون نے اتفاق کیا سلاطین و ملوک مین سے کچھ بمخالفت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام اور کچھ بخواہش سہولت تعیش دنیا اُنکی طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے تئین اُنکا مرید ظاہر کیا اور جب ملوک و سلاطین کو ایسا دیکھا تو رعایا بھی مرید ہوئی اور اُسی سے اُنھین منافع کثیرہ ہر قسم کے اور ترقی دنیا کی بہت جلد حاصل ہوئی بالجملہ اعتقاد اِس طائفہ کا یہ ہو کہ حق تعالیٰ کل مخلوقات مین اپنے حلول کئے ہو یہان تک کہ قاذورات مین بھی تعالی اللّٰہ عما یقول الکافرون علواً کبیراً اور اِس حلول کی تمثیل مین وہ کہتے ہین کہ جس طرح دریا کا پانی اور موج وقت اضطراب دریا سے متعدد معلوم ہوا کرتی

کہ دیکھنے مین لاکھون موجین ہین لیکن واقع مین وہ سب ایک دریا کا پانی ہے کہ تموج نے اُسے کثیر کر دیا ہے تو امواج
متعدد اعتباری ہین مع الا حقیقت سب کی ایک ہے اسی طرح تمام مخلوقات الٰہی عین خدا ہین اور تعدد ان مین
بسبب عوارض خارجیہ اور تشخصات کے جو مادہ کو ان مخلوقات کے عارض ہوا ہے چنانچہ بزرگ طائفہ انکا شیخ
عطار جب اُسکے اخبار کفر و اضلال مسلمین کے بادشاہ زمان کو پہونچے تو بسبب فتوائے علمائے وقت اُس
بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ اُسکا سر کاٹ لائے جب وہ آیا تو اُسنے کہا تو میرا پروردگار ہے جس صورت مین تو چاہتا ہے ظہور
اگر میرا مارنا منظور ہے تو مین یہ ہون بعد اُسکے اُس جلاد نے اُسے قتل کیا اور مخلوق کو پروردگار بنانا اُسکے کچھ کام
نہ آیا واضح رہے کہ یہ مذہب اعتقاد بہ نسبت مخلوق و خالق کے نہ فقط مخالف کتاب اللہ و سنت نبی و اخبار ائمہ
صادقین علیہم السلام ہے بلکہ اہل دیانات مین سے بھی ایسا نہین کہتے ہان مشرکین اہل آرا مثل بعض حکما و
مشرکین و براہمہ اہل ہند کا یہ مذہب تھا اور ہے انھین سے انھون نے اس مذہب باطل کو لیکر اپنا نام کیا اور
عاشق خدا اور عارف اور سالک اور ولی اللہ ہونے کا ادعا کیا چنانچہ مولف رسالہ کو اکثر اکابرین براہمہ سے صحبت
اور گفتگو کا موقع ملا اور بخوبی یہ تحقیق ہوا کہ یہ مذہب انکے قدما کا ہے پس کیا بدحال ہے اُس فرقہ کا جسکے پیشروان
طبقہ اسلام سے ہو کر خلاف خدا اور نبی اعتقادات کفار و مشرکین کو اختیار کرین اور بذریعہ اُسیکے پیر طریقت
اپنے تئین قرار دین اور اُنکے اعتقادات سے یہ ہے کہ سالک جب عبادت خدا کرتا ہے تو ایسے مرتبہ یقین کو پہنچ جاتا ہے
کہ پھر بعد اُسکے محتاج طرف عبادت خدا کے نہین ہوتا موافق قول خدا کے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝
بالجملہ انھون نے یقین کے معنی علم و معرفت اللہ کے رکھے ہین اور اہلبیت علیہم السلام کے اخبار مین ہر جگہ
یقین سے مراد موت ہے یعنے عبادت خدا کر جب تک کہ اس دار تکلیف مین موت آئے اور اس معنی سے تو یہ آیہ
وافی ہدایہ دستور العمل پیغمبر خدا اور علی مرتضی اور جملہ ائمہ ہدی علیہم السلام اور جمیع علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم کا رہا
اور معنی اول مستعمل فقط اُسی فرقہ کا ہے اور مجھے بہت تعجب ہوتا ہے اُنکے پیران طریقت اور مریدان بے حقیقت پر
کہ اسے کیونکر کہتے ہین اور اعتقاد کرتے ہین حق تعالی نے تکمیل علم و معرفت اپنے نبی آخر الزمان کی جمیع مخلوقات سے
اپنے زیادہ فرمائی سب مدعیان معرفت حق شناسی اپنی سلسلہ سلاسل کو امیر المومنین علی بن ابیطالب الی اللہ
کی طرف منتہی کرتے ہین پھر یہ ہمکو خوب ثابت ہے کہ یہ دونو بزرگوار علاوہ فرائض واجبہ کے ہمیشہ مشغول عبادات و
طاعات متعلق بظاہر اعضائے جسمانیہ بھی رہتے تھے چنانچہ حال ان دونو بزرگوارون کا جو کتب تواریخ مین
مسطور ہے یہ ہے کہ پیغمبر خدا ہر شب کو اسقدر نمازین بکثرت پڑھتے تھے کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے تھے اور علی ابن ابیطالب
ہزار رکعت نماز کی ہر شب مین پڑھا کرتے تھے اور سب ائمہ علیہم السلام کی یہی سیرت تھی کہ ہمیشہ متحمل ریاضات
شاقہ جسمانیہ عبادت الٰہی مین ہوتے رہے جناب امام حسن نے حج پیادہ فرمائے سید الشہدا علیہ السلام روز عاشور

کسو قت آخر مین مبتلا بکمال شدائد و صعوبات ہوکر نماز ظہر کو بجماعت اصحاب پڑھنا بنابر روایات متعددہ
اور عصر کو تنہا پڑھنا اور امام زین العابدین کا کثیر الصوم و کثیر الصلوات و کثیر المناجات ہونا مشہور و متواتر ہی چہ جائیکہ
یہ مدعیان حصول یقین یعنی معرفۃ اللہ رتبہ علم معرفت مین ان بزرگواروں سے بھی زیادہ ہو گئے کہ مستغنی عبادات
سے زندگی مین ہو گئے یا پیغمبر و امام اتنے بھی نہ تھے تو پھر خدا نے کاہے سے انھین یہ مناصب جلیلہ عطا
فرمائے تھے بالجملہ جو عقل سلیم رکھتا ہوگا وہ یقینی سمجھیگا کہ ایسے تاویل آیات اور ایسے اعتقادات فاسدہ کا سبب
کوئی نہین بجز احداث بدعت اور اضلال عباد اور درحقیقت ابطال وحدانیت باریتعالی اور رسالت انبیا
علیہم السلام و تکذیب شرایع ہی اور انکے عقائد باطلہ و اعمال فاسدہ سے یہ ہو کہ جو جو عبادات ائمہ علیہم السلام
سے علمائے شیعہ نے کتب مین اپنی نقل کئے ہین اُسے اُنھون نے بالکل ترک کیا ہی اور خود بمقابل اُسکے عبادات
اور اذکار جو کتب شرعیہ مین مذکور نہین اختراع کئے ہین اور ظاہر ہی کہ یہ محض اسلئے ہی کہ تا خلاف علمائے اہلبیت کے
ظاہر ہو اور کوئی یہ نہ کہے کہ یہ کسیکے مقلد ہین اور بسبب اسکے عوام کی نظر مین اجتہاد ظاہر ہو اور رونق و منفعت حاصل ہو
اور یہ نہ سمجھے کہ حق تعالی عبادات سے نہین قبول کرتا مگر اُسے کہ جسکے لئے بذریعۂ اپنے حجج کے ثبوت خاص امر
فرمایا ہی نہ یہ کہ کوئی اپنی مرضی کے موافق عبادت کرے پھر وہ عبادت کا ہیکو ہی شیطان نے کیا ترک عبادت
کی تھوڑی درخواست کی تھی اتنا کہا تھا کہ آدم کے لئے سجدہ نکرونگا تو چونکہ یہ ترک مامور تھا اسلئے اور عبادات کام نہ
آئے اور مردود ہوا فاضل نعمانی نے اپنے زمانے کی ایک حکایت لکھی ہی کہ ایک شخص علمائے صوفیہ سے تھا کہ وہ
علمائے شیعہ سے بھی اپنے تئین جانتا تھا ایک روز منبر پر خطبہ کرتا تھا اپنے اصحاب سے کسی اثنا مین کہنے لگا کہ مینے
اصول اربعہ یعنے کتاب کلینی و تہذیب و استبصار و من لا یحضرہ الفقیہ کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور پڑھا اور تصحیح کی
لیکن جب اُسے بیفائدہ دیکھا تو چارون کتابون کو بقیمت ایک درم کے فروخت کیا اور اس درم کو پانی مین
پھینکا پس اب اسکے ایمان کو دیکھنا چاہئے خدا اُسپر لعنت کرے جب یہ کتب مفید اصول فروع شیعہ اثنا عشریہ کی
ہین بیفائدہ ہوئین تو اب اصول و فروع کے لئے اُسکی سوائے شیطان کون مفید ہوگا صاحب کشاف نے
تفسیر مین اس آیۂ وافی ہدایہ کے قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللہَ فَاتَّبِعُونِی الخ بہت کچھ تشنیع و رد صوفیہ کی ہی اور انکار
انکی حقیقت سے کیا ہی چنانچہ محصل اُسکا یہ ہی کہ جب دیکھو کسیکو کہ محبت خدا کا ذکر تا ہی اور تالیان بجاتا ہی وقت ذکر
محبت کرکے اور آواز لگاتا ہی اور گاتا ہی تو کوئی شک نہین ہی کہ اُسنے خدا کو نہین پہچانا اور محبت خدا کہ نہین جانا
اور گانا اور چلانا اور تالیان بجانا اُسکا نہین ہی مگر یہ کہ اُسنے اپنے نفس خبیث مین ایک صورت کو جو تجلیہ و حسن کر
تصور کی ہی اور اُسیکا نام جہالت سے خدا رکھ دیا ہی اور اُسیکو طلب کرکے تالیان بجاتا ہی اور گاتا ہی اور نعرے
لگاتا ہی اور بسا ہی کہ دیکھا ہی مینے کہ اسی حال مین کہ تالیان بجاتا تھا اُسکی منی پائجامہ مین اُسکے نکل آئی اور جب

احمق عوام الناس سے گرد اُسکے بیٹھے تھے وہ رونے لگے بسبب اسکے کہ اُنھین مشاہدہ سے اس حال کے
رقت قلب طاری ہوئی تھی اور واقع مین کچھ بات نہ تھی اُس بیہوشی کا سبب بیخودی یا جنون یا اُسکی جعلسازی
تھی اور دیکھنے والون کی یا حماقت تھی یا پیر کے اُڑانے کو بتاتے تھے فقط اور اسی اعتقاد فاسد سے ہے جو کہ غزالی نے
اپنی کتاب احیاء العلوم مین ادعا کیا ہے کہ مین اہل کشف سے ہون اور یہ کہ زیادتی ابوبکر کی امیر المومنین علی ابن ابیطالب
پر مرتبہ مین اُسکے اوپر منکشف ہوئی اور بھی اُسپر اُسی حالت مین یہ منکشف ہوا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہین ہے کہ
مسلمان تھا اگرچہ اُسنے فرزند رسول الثقلین امام حسینؑ کو شہید کیا کیونکہ انتہا اسکی یہ ہے کہ اُسنے گناہ کبیرہ کیا اور اتیان
کبیرہ موجب لعن نہین ہوتا اور بھی اُسپر اسی حالت مین ظاہر و منکشف ہوا کہ مذہب امامیہ باطل ہے بعد اسکے ترک
تدریس اُسنے کی اور قریب بیس برس کے شہر دمشق اور مکہ مشرفہ مین ملازم خلوت ہو کر آخر عمر تک اپنے رہا اور ایک
کتاب تصنیف کی جسکا نام المنقذ من الضلال رکھا کہ وہ کتاب مشتمل ہے اوپر رد اور ابطال مذہب فرقۂ امامیہ اثناعشریہ کے
جو مدعی عصمت انبیاء و ائمہ ہین اور اہل تعلیم انکا نام رکھا ہے اور یہ جو فرقۂ امامیہ کہتے ہین کہ علم و احکام ہمنے معصوم
سے لیا ہے اسکی تمثیل مین کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جمیع نجاسات سے متلوث ہوا اور بعد اسکے ایسا پانی طلب کیا
کہ جس سے انھین طاہر کرے اور اس پانی کی طلب مین سعی کی پس ایسا پانی نپایا کہ وہ اُسے پاک کرتا اور نجاسات
کو اُس سے زائل کرتا پس وہ تمام عمر آلودہ نجاسات مین رہ گیا اور کتاب احیاء العلوم مین اور غیر اسکے اپنی اور کتب مین
اُسنے بکرر یہ کلمہ لکھا ہے اور کہا ہے قالت الروافض خذلھم اللہ اور اُسی کتاب مین کہا ہے کہ اگر میرے پاس رافضی آئے
اور کہے کہ مجھے کسی کے واسطے مطالبہ خون کا ہے تو مین کہونگا کہ تیرا خون لائق مطالبہ نہین ہے کیونکہ استیفا اُسکا
متعذر ہے ساتھ اسکے کہ حضرت تیرے امام کا ہو پس تو اپنے امام کو لا کہ وہ استیفا کرے فقط واضح ہو کہ یہ اعتراض بہ نسبت
غیبت امام انکا قدیمی ہے اور جواب اسکا انشاء اللہ تعالی باب بیست مین جہان وجوہ غیبت لکھے جائینگے دیا جائیگا
انشاء اللہ تعالی اور کتاب منقذ مین تصریح کی ہے کہ وہ جب چاہتا تھا ملائکہ اور انبیا سے استفادہ کرتا تھا اور انکو تحقیقی
دیکھتا تھا اور شیخ محی الدین عربی کہ اس فرقۂ صوفیہ کا بڑا ہے اپنی کتاب فتوحات مین حکایت کشف کی اپنے لکھی ہے کہ
مین ہر ہر آسمان پر گیا اور ظاہرا نو مرتبہ تک کی تصریح کی ہے اور جب قریب عرش کے پہونچا تو ایک شخص کو کہ وہ
ابابکر صدیق تھے انھین دیکھا اور جانے کے وقت ہر ہر آسمان پر ایک ایک نبی اولوالعزم دیکھتے گئے تھے ولیکن قریب
عرش پہونچکر جو دیکھا تو ابابکر تھے اور یہ تھے پس انکا درجہ اور ابی بکر کا درجہ انبیائے اولوالعزم سے بھی زیادہ برتر تھا
اور اپنی کتاب فصوص الحکم مین ادعا کیا ہے کہ جو کچھ مینے اسمین لکھا ہے وہ سب موافق املائے امام جناب پیغمبر خدا ہے اور
اپنا نام اُسنے خاتم الولایۃ رکھا ہے بسبب ایک خواب کے جو اُسنے خود دیکھا تھا اور سوا اسکے اور مکاشفات مین جو
ظاہر ہوئے فقط ہان ای صاحبان بصیرت ذرا چشم حق بین کھولو اور گوش دل سے تقریر رقیم رسالہ کو سنو

اور انصاف سے جواب دو سنا تھنے جو اکابرین نے اس فرقہ کے اپنی کتب مین تصریح کی ہے ابی بکر کا علی ابن ابیطالب
سے مرتبہ مین افضل ہونیکو دیکھنا اور یزید پر لعنت کرنیکا ناجائز ہونا گو امام حسین بعد رسول الثقلین کو قتل کیا
اور مذہب امامیہ کا باطل ہونا اور فرقہ امامیہ کا ہمیشہ نجس رہنا اور انبیا اور ائمہ ہدیٰ کا معصوم ہونا اور خون
شیعہ اثنا عشری کا حلال ہونا اس طرح کہ مطلقا لائق مطالبہ نہین اور غزالی کا استفادہ کرنے مین انبیا و ملائکہ
سے طلق العنان ہونا کہ جب چاہے بغیر انھین دیکھ لے اور پوچھ لے اور اس کا فرقہ امامیہ کو مکرر اپنی کتابوں مین
بلفظ خذلهم الله یاد کرنا اور محی الدین کا نو بار آسمان پر جانا اور قریب عرش پہونچکر اپنے تئین اور ابا بکر کو
رتبہ انبیاے اولوالعزم سے برتر پانا اور جو کچھ کتاب فصوص مین اُسنے لکھا ہے اُس سب کا موافق املاے رسولخدا
ہونا اور خود محی الدین کا موسوم باسم خاتم الولایہ ہونا فقط آیا یہ سب موافق کتاب اللہ بھی ہے یا نہین بھلا
جسکی شان مین سورہ ھل اتی اور آیہ ایجاب مودۃ قربی اور آیہ ابتہال اور غیر اُسکے باتفاق امت اسلام
وارد ہوا اور ایک ضرب اُسکے ہاتھ کی افضل عبادت ثقلین سے قرار دی گئی اُسکا یقینی مفضول ہونا موافق
کتاب اللہ کیونکر تجویز ہو سکتا ہے اور یزید پر لعنت جائز نہونا اسکے معنی کیا ہین صاف یہ ہے کہ اہل بہشت سے ہے
مسلمان ہے ایک کبیرہ کے ارتکاب سے لائق لعن و دخول نار نہین ہو سکتا اب یہ بات موافق کتاب اللہ ہے
آیا نہین فرمایا خدا نے کہ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا آیا یزید نے جانکر قتل نہین کیا بلکہ ہرن کے
شکار کو تیر پھینکا تھا بیچ مین امام حسین آگئے اور لگ گیا شہید ہو گئے تھے یہ سوارون کے دستہ ہاے شامی و رومی
وافواج پیادہ گان مصری اور رعایا جمیع ممالک کی کہ اُنمین ترکی و تاری و حبشی و کوفی و گورجی و مسلم و نصرانی
و یہودی ساتھ حربہاے ہر قسم کے ہمراہ افسران اولاد مقتولین بدر کہ جو کمال بے دردی انتقام خون بزرگان
کا اپنے لعین منجانب یزید کربلا مین نہین بھیجے گئے کیا کتب تواریخ کو بھی کشف مین تصرفات آیت باطل یا انکا
امام غزالی دھو گیا ابن زیاد پر ہر روز تاکید تعجیل قتل فرزند رسول الثقلین منجانب یزید لکھ کر آتے تھے اور
بجنسہ اُسی حکمنامہ کو عمر سعد پاس بہ مزید تاکید سرعت امتثال امر کے لئے بھیجا اتا تھا یہ عمدا سب کچھ ہوا یا سہوا
اور جب عمدا ہوا تو پھر مخلد فی النار ہونے مین اُس ملعون کے موافق کتاب اللہ کیا شبہہ رہ گیا اور جب اہل نار سے
یقینی ہے تو لعنت کے ناجائز ہونے کی کون سی وجہ کشف مین خلاف کتاب اللہ دیکھی اللہ اللہ قتل اُس فرزند رسول کا
جسکو پیغمبر نے زبان اپنی چوسا کر پرورش کیا اور سارا بدن اُسکا خون پیغمبر سے بڑھا اور نشو و نما ہوا اور اُسکی
شان مین مکرر فرمایا کہ الحسین منی و انا من الحسین کیا چھوٹی سی بات ہے کہ اُسے غزالی کہتا ہے کہ ایک گناہ
کبیرہ کیا جس سے مستوجب لعن نہین ہو سکتا انشاء اللہ روز قیامت اُس شہید کا نانا اور باپ اور ماں اُس
مظلوم کے اور بھائی اُسکے اور اولاد اُسکی اور بہن اور سب شیعہ جہان داد خواہ قتل ہونگے ہان غزالی سے بھی

اِس توہین کا جواب لینگے انشاء اللہ اور اِس کشف کا اُسے حال اُسوقت منکشف ہو گا کہ صحیح تھا یا فاسد
جب انشاء اللہ یزید کے ساتھ جسکی محبت اُسے ہے محشور ہو گا اور ہمنے بلا لکھا ہے مفصل جواب جس سے حال یزید
لعین کا اور اُسکا استحقاق لعن کے لئے ثابت ہو کتاب امامت میں بیان احوال ائمہ دوازدہ کانہ حضرات اہلسنت
میں لکھونگا انشاء اللہ تعالیٰ فاصبر نفسک حتی یلقیاک الیقین اسی طرح مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا برحق ہونا ایسا نہیں کہ
دو شیعہ رہتے ہم دعا کرتے ہیں کہ تمام اعتقادات ہمارے موافق کتاب اللہ ہیں جسے شبہہ ہو وہ ہم سے دلیل حقیقت
پر کتاب اللہ اور حدیث کو لے لے ہمارا دعوی بدلیل کشف بے اصل نہیں ہے مثل غزالی کے بلکہ بدلیل قرآن ہے جا ہے
روح غزالی خواب میں یا اتباع الغزالی ظاہر بیداری میں پوچھ لیں دیکھو ہم کیسا قرآن و حدیث سے بیان کرینگے انشاء اللہ
اور اسی طرح طہارت ہماری ہم خود ہے انکی طہارت قسے جنکو آیہ تطہیر نے قرآن میں طاہر کیا ہے اور شہادت آیۃ تطہیر ہمی ہے ائمہ
غزالی کے عکس کرنے سے کہ جو مکذب قرآن ہے اور مشرکین کو بھی طاہر جانتا ہے جنکی نجاست بنص قرآن انما المشرکون
نجس ثابت ہے کیا اندیشہ ہے اُسکی تمثیل و گواہی اُس قبیل سے ہے کہ ما نحن فیہ الحمد للہ جسنے قاتل فرزند رسول
کو پاک و مسلمان ہونے کی گواہی دی اور لعنت کو اُسپر منع کیا اُسنے ہمارے لئے اقرار نجاست کیا قرآن اور چودہ
معصوم علیہم السلام کے اقرار سے ہم طاہر ہیں اور یہ کافی ہے ہمیں یقین طہارت کو ظاہراً و باطناً انشاء اللہ تعالیٰ
اور انبیا و ائمہ کی عصمت سے انکار انکا قدیمی ہے اسلئے کہ انکے ائمہ دین معصوم نہ تھے لیکن جب عصمت انبیا کی نہولی
تو پھر اثبات نبوت کو قوت میں ہو سکتی اور اجرائے خرق عادت غیر معصوم پر بہت قبیح و خلاف عقل ہے جیسا
کہ انشاء اللہ مفصل باب نبوت میں مذکور ہو گا اور جو اُسنے خون کو ہمارے ہدر کیا ہے اگرچہ جواب اُسکا بھی یہ کہ
یہ طہارت کتاب اللہ ہے لیکن میں اسکے جواب میں طول دینا پسند نہیں کرتا بلکہ اُسوقت کو اپنے ائمہ ہدیٰ کی بہتر
جانتا ہوں جنہوں نے اُس خون کو جسکا ایک قطرہ دونو عالم سے بہتر تھا اور خاص خون رسول تھا بہانا جائز
جانا انہوں نے ہمارے بھی خون کو ہدر کیا اب مقام شرم ہے کہ انکی رد میں بیان کروں جہاں عدل و داد
تھا اُن خون ہائے ناحق کا ہو گا جو اولاد اطہار حضرت سید المرسلین کے دنیا میں بہائے گئے وہاں ہمارے
خون ہائے چند چشم غزالی کی [illegible] ہو جائیگی اور [illegible] حضرت القصدیق اس کشف کی غزالی کو ہو جائیگی
اور جو اُسنے اپنی کتاب احیاء العلوم وغیرہ میں مکرر کہا ہے مقالات روافض خذلہم اللہ میں اسکا شکر گذار ہوں
کیونکہ اسمیں اُسنے خلاف اپنے صوفی ہونے کے کیا ہے ورنہ انکا مذہب حلول کا ہے کہ خدا ہر شے میں حلول کئے ہے
اور موجود واحد ہے لیکن شیعوں کو حلول سے بچایا جب تو خذلہم اللہ کہا والا اگر اتحاد عبد و معبود کا انمیں بھی
قائل ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ اسکے بنا بر اُسکے مذہب کے یہ ہوتے ہیں کہ خدا خدا کو مخذول کرے اور یہ تاثیر بھی ہمارے
مذہب حق کی ہے کہ ہم اپنے دشمن سے کہتے ہیں بھی موافق اپنے مذہب کے غیر خدا اور مخلوق اور بندہ اپنے خالق کو

معبود حقیقی کے رہے اور اِس سے زیادہ مجمل مخترع ہو اور کچھ نہیں ہو کہ مجمل یا شریک یا شبیہ خدا یا بندہ صنم ہین
ہین بلکہ خاص بندۂ خدائے بے ہمتا ہین جیسا کہ آقا ہمارے سلطان العارفین امیر المومنین علی ابن ابیطالب
فرماتے ہین کفانی فخراً ان تکون لی رباً و کفانی عزاً ان اکون لک عبداً اور اُسکا مطلق العنان ہونا ملاقات
انبیاء و ملائکہ سے اور مشاہدہ یقینی کرتا اور اُنسے ہر وقت استفادہ کرنا اور محی الدین عربی کا ہر بار آسمان پر جانا
اسپر کیا دلیل ہی آیا قرآن سے اِسکا اثبات ہو سکتا ہی واقع مین تو یہ ہو کہ اس ادعا مین شیخین سے بھی سبقت کر گئے
وہ حضرت ابی بکر جنکی فضیلت کو محی الدین کہتا ہو کہ انھین پانچ انبیاء اولی العزم سے قریب عرش الٰہی کے
مین فضل الٰہی پایا کبھی اسکا دعوی نہین کرتا ہی کہ مین انبیاء و ملائکہ سے ہر وقت ملاقات و استفادہ کر سکتا ہون بلکہ
دو باتین البتہ کہین ایک کہ پیغمبر کے سامنے حسبنا کتاب اللہ کہا اور منبر پر اسکا اقرار کیا کہ ان لی شیطاناً یعتریني
یہ نہین کہا کہ انبیاء و ملائکہ میرے پاس آتے ہین یا مین اُن تک پہونچتا ہون اب محی الدین کو اُنسے بھی بڑھ جانا
ضرور ہوا بالجملہ قول اُسکا کہ افضل اولوالعزم سے ابابکر ہین آیا خلاف قرآن ہی یا موافق قرآن کیونکہ خدا نے
انبیاء و رسل کے مراتب مین آپس مین تفضیل ایک کو دوسرے پر دی ہی جیسا کہ فرمایا ہی تلک الرسل فضلنا
بعضہم علی بعض اب یہ کہ نبی اولوالعزم سے کوئی فرد افراد امت سے جو نبی و امام نہین افضل ہو جائے کیونکہ موافق
کتاب اللہ ہوا اب یہ دعوی کہ جو کچھ فصوص مین ہی سب موافق املائے رسول ہی اور یہ خود خاتم الولایہ ہین اسکا
اثبات بجز ادعائے کشف اور کیا ہو سکتا ہی اور امور کشفیہ کی مخالفت قرآن سے ظاہر ہی پھر یا قرآن کو غلط کہا جائے
تو قصہ تمام ہو جائے بہت فارغ البالی حاصل ہو گی اور یا دعوی کشف باطل سمجھا جائے سوا اسکے اگر کوئی
اور توجیہ ہو تو اہل انصاف ارشاد فرماوین علاوہ اسکے یہ مذہب سلوک صوفیہ کا ایسا ہی کہ جو مختار ہنود و
ملاحدہ بھی ہی بعض بعض شیعیان نے بھی اسکا ادعا کیا ہی بالجملہ کشفی ہونے مین بہت سے اہل مذہب کو مین نے
شریک مدعی کشف پایا ہی پھر یہ حق ہی کہ کیسی بات ہی اس تعجب کو جو تصدیق صحت کشف مین ہی مین کیونکر
دفع کرون کہ اگر دعوی مکاشفات صحیح ہو تو مدعیان کشف جتنے ہین سب کا مذہب صحیح ہوگا اور جب سب مذاہب صحیح ہوئے
تو ناجی ہونگے اور جب سب ناجی ہونگے تو واحدۃ منہا ناجیۃ کیونکر صحیح ہوگا اور وہ حدیث صحیح یقینی ہی مگر یہ
کہ انکی طرف سے شائد یہ عذر ہوگا کہ ہمارا فرقہ جامع جمیع مذاہب و اعتقادات ہی الحاد کفر زندقہ شرک جحد اسلام
سب کچھ ہمارا معتقد ہی جیسا کہ انکے بزرگ یعنی محی الدین نے کہا ہی ؎ عقد الخلائق فی الاله عقائداً ؎ و انا اعتقدت
جمیع ما اعتقدوہ ؎ لیکن تصدیق جمیع عقائد کی اور ادعائے اجماع ضدین کا شائد اسی خاتم الولایۃ کی کرامات
سے ممکن ہوگا والا صاحب فہم سلیم کے نزدیک تو سوا جنون سفاہت کے اور کسی پر محمول نہین ہو سکتا
یہ حال انکے عقائد باطلہ کا تھا لیکن عبادات مخترعہ اور اعمال انکے اُس بعض کا بیان سابق مین ہو چکا ہی مثل

ترک تزویج اور رہبانی ہونا ہے پس اُسی سے ہیں اذکار مخترعہ اور اقسام صیام مبتدعہ مثلاً تین روز کا روزہ
اور پانچ روز کا روزہ اور سات روز کا روزہ مخصوص ساتھ غذائے معین مقدار اور آب مقدار الوزن کے اور
اُسی سے ہے چلہ بیٹھنا یعنے چالیس روز مکان تاریک میں بیٹھنا اور اس مدت میں کھانا مگر بہت قلیل اور اس مدت میں
بہت ریاضت کرنا معین کیا ہے اور اس مدت میں محللات شرعیہ کو اپنے اوپر حرام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسکا فائدہ
یہ ہے کہ اس سے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے جس سے کشف امور ہوتا ہے اور اسی سے گمان کرتے ہیں کہ ملقب بہ صوفی ہیں
کہ مشتق ہے صفاء قلب سے لیکن اس اشتقاق میں غلطی پر ہیں واقع میں وہ ہے جو اول بیان ہوا کہ پہلے یہ لقب کن کا تھا
اور بعد اسکے جو پیشروان انکے اسلام میں ہوئے وہ اس لقب سے ملقب ہوئے بسبب اسکے کہ وہ صوف کے کپڑے
پہنتے تھے پس وہ مشتق صوف سے ہے جیسا کہ ان اخبار سے جو ائمہ معصومین سے متضمن تشنیع انکے ہیں واضح ہوگا
بالجملہ انکے اتباع اس چلہ کشی کو بڑا اسرار جانتے ہیں اور عمدہ ذریعہ معتقد ہونیکا جہال کے گردانتے ہیں کیونکہ وہ کہتے
ہیں کہ چالیس روز تک صبر کرنا غذائے قلیل پر بدون تائید غیبی اور کرامات ممکن نہیں ہے والا یوں انسان سے
ممکن نہیں ہے کہ تین چار روز کے بعد غذائے قلیل کھا کر صبر کرسکے ایک روز میں چار پہر کے گیا حال ہو جاتا ہے اور
اس تقریر پر نادان دھوکا کھاتے ہیں اسلئے مجھے اسکے لم بتانے بیان ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض اغذیہ وادویہ طب میں
ایسے ہیں کہ جنکے کھانے سے بھوک نہیں لگتی اور وہ بہت دیر میں ہضم ہوتی ہیں اطبا اُسے جہاں منظور ہوتا ہے
کہ بیمار کو بھوک زیادہ ہو اور [illegible] اُسکے مادہ کثیر ہو محتاج طرف تحلیل کے ہے تو ان ادویہ واغذیہ کا استعمال کرتے ہیں
تاکہ بھوک سے بے چین اور ضعیف نہوں اور مادہ تحلیل ہوتا جائے اور زیادہ پیدا نہونے پائے جیسا کہ برگ کوکا کہ
درخت مشہور نواح چین میں ہے اُسکے پتے کو حمالان کوہستان وقت ضرورت کھاتے ہیں اُس سے ایک ایک ہفتہ تک
بھوک نہیں لگتی لیکن قوت محرکہ بڑھی جاتی ہے اور کمی قوت میں نہیں ہونے پاتی چونکہ اس فرقہ نے ہر جگہ سے کچھ
لیکر اپنی کرامتیں ظاہر کیں ہے یہاں سے بھی اسکی اغذیہ استعمال کئے بذریعہ اُسکے قادر تقلیل غذا پر ہوئے اور مریدوں کو
کرامات دکھائی چنانچہ ہرن کے کلیجے کا کباب اُسکی چربی میں پکا کر بھون کر کھلاتے ہیں اور اس سے ایک ایک ہفتہ
غذا کی طرف محتاج نہیں ہوتے جیسا کہ حاجی جانے ہے کہ اگر امتحان کریں کہ غذا دیر میں ہضم ہوتی ہے اور بعض صوفیہ
نے بھی اپنی کتاب میں اسکا اقرار کیا ہے یہ حالت تقلیل غذا ہی باقی نہ تائید ہے نہ کرامات ہے اور اُسی سے یہ ہے کہ یہ فرقے
والے تحصیل علم کو ترک کرتے ہیں اور ریاضات مبتدعہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اسلئے کہ انکے بڑے کہتے ہیں کہ
معرفت خدا کی بذریعہ علم کے کسبی ہے اور بذریعہ ریاضت کے الہامی ہوتی ہے اور اسی جہت سے عوام الناس نے
مذہب تصوف کو بہت جلد اختیار کیا اور کرتے ہیں کہ عوام کو یہ ریاضت بمقابل ریاضت تحصیل علوم سہل ہوتی ہے
انھیں سہولت کا فائدہ ہے اور اکابر کو انکے جاہل رہنے سے یہ فائدہ ہے کہ مرید عیوب سے اس مذہب فرقہ کے آگاہ

ہونگے بسبب جاہل ہونے کے اسلئے ہمیشہ ارادت انکی کامل رہیگی باقی فی الحقیقت انکے بزرگون کو نہ پچھلون کو
اِس ریاضت سے معرفت وعلم حاصل ہوا نہ بڑے بڑے جو انکے صدر اوّل مین تھے وہ بھی کچھ نجانتے تھے
تو پچھلون کا کیا ذکر ہی قواعد التصوف کے بھی معرفت انکے بڑون کو نہ تھی جیسا کہ دیکھیے اُس روایت کے جو
کلینی علیہ الرحمہ نے کافی مین لکھی ہی واضح ہوگا حاصل معنی اُسکے یہ ہین کہ راوی کہتا ہی کہ ایکدن سفیان ثوری
خدمت مین جناب امام جعفر صادقؑ کی داخل ہوا دیکھا کہ حضرت بہت نفیس سفید قبا پوست بیضہ کی سی زیب بدن
فرمائے ہین اُسوقت سفیان نے کہا کہ یہ لباس تمہارا نہین ہی تمھیے لائق اہل دولت اور اہل دنیا ہی زاہدون کی
پوشاک نہین ہی حضرت نے فرمایا کہ اے سفیان جو مین کہون اُسے بگوش دل سن اور اُسی کو اختیار کر کہ وہ تیرے حال و
مآل کے لئے بہتر ہوگا اگر تو حق اور سنت نبیؐ پر مریگا اور نہ مریگا اوپر بدعت کے خبر دی مجھکو میرے والد بزرگوار نے
کہ پیغمبر خدا اُس زمانہ مین تھے کہ جب فقر زیادہ تھا لیکن جب دنیا متوجہ ہوتی اُسکے اہل سے احق وہ ہین جو ابرار ہون
نہ فجار اور مومن بہ نسبت منافق زیادہ حق دار ہین و مسلم بہ نسبت کافر زیادہ لایق اسکے ہین کہ اُس سے بہرہ مند ہون
پس اے ثوری تو نے کیون انکار کیا قسم ہی خدا کی مین ساتھ اُس حالت کے جسمین تو مجھے دیکھتا ہی جب سے
حق تعالی نے مجھے صاحب عقل و تمیز کیا ہی صبح شام ہمیشہ جو جو حقوق خدا نے میرے مال مین واجب کیے ہین
اُسی موافق اُسکے حکم کے صرف کرتا ہون اب اِس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص کسقدر جاہل احکام شرعیہ سے تھا بجز
صوف پوشی اور بذریعۂ زہد صوری کے خلائق کو اِس صورت مین فریب دے کچھ نہ جانتا تھا والا یہ اعتراض نکرتا اور اگر
اعتراض حق تھا تو جو حضرت نے فرمایا جواب مین اُسی قرآن سے یا حدیث سے دفع کرتا یہانتک کہ غالب آتا
اور وہ قصہ بھی بہت مشہور اور کتب تاریخ مین مسطور ہوتا اور ایک دوسری حدیث مین وارد ہی کہ یہ سفیان ثوری
حضرت صادقؑ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بہت لباس خشن پہنے تھا اور پوشاک جناب امام جعفر صادقؑ کی بہت باریک
اور نازک تھی سفیان نے کہا کہ آپکے دادا امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ بہت لباس خشن ہمیشہ پہنتے تھے آپ کیون
نہین انکا اقتدا فرماتے حضرت نے فرمایا کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ بہت زمانہ تنگ مین تھے کہ مسلمانون کے
ساتھ دنیا اُسوقت اِس وسعت کے ساتھ نہ تھی جیسی آج ہی اور ہم وہ ہین جو معلوم ہی کہ جب خدا ہمین وسعت دنیا ہی تو
اپنے نفس کو وسعت پہونچاتے ہین اور جب تنگی و عسرت پہونچاتا ہی تو اپنے نفس کو اُسی طرح رکھتے ہین اور حق تعالے نے جو کچھ
دنیا مین خلق فرمایا ہی وہ مومن کے لئے ہی نہ کافر کے لئے کیونکہ کافر کی قدر خدا کے نزدیک نہین ہی اور اگر علی ابن ابیطالبؑ
اِسوقت مین ہوتے تو کب جائز ہوتا کہ خلاف اہل زمانہ راہ اختیار فرماتے تا کہ کوئی کہتا کہ ریا کرتے ہین یا اپنے تئین
لباس خاص و غذاے خاص مین مشتہر کراتے ہین علاوہ اسکے امیر المومنین والی ملک تھے اور والی مسلمین کو ضرور رہی
کہ مثل ایک فقیر فقراء مسلمین سے معاش اپنی رکھی چنانچہ بعض زمان خلافت ظاہری مین آنحضرت سے

عرض کی کہ آپ بادشاہ ہین پھر کیون رات کو جَو کے آرام فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ مین
سیر ہون اور کوئی جو کا رہ جائے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب فقرا والی ملک کو تنگی سے بسر کرتے دیکھین تو اُنپر
فقر سہل ہو جائے اور ہم تو والی ملک نہین ہین ہمارا املاک تو غصب کیا گیا ہے پھر ہکو اس صفت مین اقتدا امیر المومنین
کی ضرورت نہین ہے والا ضرور اقتدا کرتے یہ فرما کر سفیان ثوری سے ارشاد فرمایا کہ میرے قریب آ جب وہ قریب آیا
تو دست مبارک بڑھا کر اُسکے لباس خشن کے نیچے دیکھا تو اُس لباس گندہ کے نیچے سفیان پارچہ حریر نازک
پہنے تھا تاکہ بدن کو راحت رہے اور لوگون کے فریب دینے کو اوپر لباس صوف خشن پہنے تھا بعد اُسکے
سفیان ثوری کا ہاتھ لیکر اپنے لباس نازک رقیق کے نیچے دکھایا اور فرمایا کہ سفیان دیکھ تو اسکے نیچے کیا ہے جب
اُسنے دیکھا تو جانا کہ اُس لباس رقیق کے نیچے لباس گندہ پہنے ہوئے تھے اُسوقت فرمایا کہ اے سفیان یہ لباس
گندہ شکستگی نفس کے لئے خدا کے سامنے ہے اور وہ لباس رقیق جسپر تو معترض تھا اظہار نعمت اور شکر گذاری جناب
باری کے واسطے ہے اسی طرح یہ اہل فرق ائمہ ہدیٰ سے ہمیشہ معارضات کرتے آئے ہین چنانچہ سب سے بڑا انکا
حسن بصری جو ہے اُسکے حال مین مروی ہے کہ ایک روز اُسنے کنارِ دریائے فرات جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب ع
سے معارضہ کیا اس طرح کہ حضرت کے ساتھ تھا ایک قدح پانی کا دریا سے بھرا اور تھوڑا سا اُسمین سے پیا اور باقی
دریا کے باہر پھینکدیا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے حسن تم نے اسراف کیا اسلئے کہ پانی کو دریا کے پانی پر کیون نہ گرایا
اُسوقت حسن نے بطور معارضہ حضرت سے کہا کہ تمنے اتنے خون مسلمانون کے گرائے مگر اُسمین اسراف نکیا اور میرے تھوڑا پانی
گرا کر اسراف کیا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ جب تو یہ جانتا تھا کہ مین خون مسلمین کے گرانے مین مسرف ہون تو پھر
مددگاری اہل بصرہ مین کیون نہ خروج کیا انکے ساتھ اُسوقت بصری نے عرض کی کہ ہان کپڑے پہنے سلاح حربی
بدن پر آراستہ کئے اور گھر سے نکلا کہ چلکر ام المومنین کی اعانت کرون اسمین ایک آواز آئی کہ القاتل والمقتول کلاھما
فی النار جب اِس آواز کو سنا تو پھر گیا حضرت نے فرمایا کہ سچ کہا یہ آواز دینے والا تیرا بھائی شیطان لعین تھا اور صحیح
کہ مراد قاتل و مقتول کے ناری ہونے سے یہ ہے کہ لشکریان ام المومنین سے قاتل و مقتول دونو جہنمی ہین اب اس روایت
سے کسقدر صاف صاف حال بد اس طائفہ کا واضح ہوتا ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب ع کا بسبب پانی کے
اسراف کا تخطیہ فرمانا اور اُسکا منافقانہ بطور معارضہ جواب دینا اور حضرت کا امتحاناً استفسار فرمانا اور اُسکا حمایت
اور خروج سے کرنا امام ہے اور پھر حضرت کا اُسے برادر شیطان لعین فرمانا اب کون صاحب عقل سلیم اس فرقہ کو اچھا پایا
ہو تو سمجھیگا جب اُنکے اعاظم و اکابر کو علی بن ابیطالب برادر شیطان فرماوین اور اُنکے اعمال فاسدہ سے انکا ذکر ہی جو
مشتمل ہے اور ہجریات کثیرہ کے اور اُسکے بیان کو فاضل نعمانی نے ایک عالم سے عبارت لطیف مین ذکر کیا ہے اسلئے
بجنسہ اُسے بخیال لطافت بیان نقل کرتا ہون و منھم قوم یسمون باھل الذکر والتصوف یدعون البرآءۃ

من التصنع والتكلف بلبس الخرقة ... حلقا يخترعون الاذكار ويتغنون بالاشعار يعلنون بالتهليل
وليس لهم الى العلم والمعرفة سبيل ابتدعوا شهيقا ونهيقا واخترعوا رقصا وتصفيقا قد خاضوا في الفتن
واخذوا بالبدع دون السنن رفعوا اصواتا بالنداء وصاحوا صيحة الشقاء ام من الضرب يتألمون
ام من الطعن يتظلمون ام مع الكفار يتكلمون ان الله لا يسمع بالصياح فاقصروا من الصياح
اتنادون باصم ام تؤذون ربنا تعالى الله لا تاخذه السنة ولا تحيط به الالسنة دعوة
تسبيح الحيطان في البحر وادعوا ربكم تضرعا وخفية دون الجهر انه ليس منكم ببعيد بل هو اقرب اليكم
من حبل الوريد فقط بالجملہ اول میں ابھی ذکر ہو چکا ہے اور جو میں کہتا ہوں کہ سبب اختراع اس مذہب کے
چند امور ہوئے اول جو منقول و مشہور ہے کہ خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس لعنہم اللہ ہمیشہ چاہتے تھے کہ جیسا
ائمہ ہدی علیہم السلام کی خلافت کو لیکر انہیں دنیا میں بے اختیار ظاہری کر دیا ہے اسی طرح علوم و عبادات میں بھی
انکی مرجعیت کو معدوم کریں تاکہ کوئی انکی طرف رجوع نہ کرے اسلیے ہمیشہ چاہتے تھے کہ ایسے اشخاص جو اہل عبادت
و زہد سے اخبار غیب دیتے ہوں خواہ وہ حقیقت میں مطابق واقع ہوں یا نہوں شکل انکی حاصل کریں اور رونق دیں
تاکہ وہ معارضہ و مقابلہ ائمہ طاہرین علیہم السلام کا کریں جس سے انکی شان مرتبہ میں فرق آئے پس کسیکو انہوں نے
سوا اس فرقہ ضالہ کے نپایا کہ ایسے امر عظیم پر اقدام کرے اسلیے وہ سلاطین جو لعنہم اللہ انکے طرف متوجہ ہوئے
اور انکے لیے مکانات عظیم بنائے اور بالاخانے بنوائے کہ سبب انکی رونق بازار کا ہوا اور اپنے مطالب دنیا میں ان
سے مستدعی تا حصول مرام کے لیے ہوئے اور برابری اہلبیت علیہم السلام کی کرائے لیکن کسکا ہاتھ ثریا تک پہونچ
سکتا ہے دوسرے جلد اور بہت انکی رونق ہوئی دوسرے سہولت اس مسلک کی اور دشواری تحصیل علوم کی کیونکہ جاہل
نادان جو مکان تاریک و تنگ میں چالیس روز بیٹھا خصوصًا اگر اس تنہائی میں اپنے اخوان شیاطین سے کبھی
کبھی کلمہ پایا تو کامل ہوکر نکلا اور پھر اس فرقہ کا رئیس ہوگیا اور اس عالم سے بھی کہ جسنے پچاس برس تحصیل کیا ہو اعتبار و مرتبہ
اسکا عوام الناس میں زیادہ ہوگیا تیسرے یہ کہ اس مذہب کے ذریعے سے جیسا فائدہ مال و عیش کا حاصل ہوتا ہے دوسرے
میں نہیں ہے کیونکہ مرید اپنے پیر سے مال و جان و اولاد و ازواج کسی چیز کو عزیز نہیں کرتے بلکہ خانہ ہائے مریدان خانہ ہائے
پیران ہیں جہاں چاہا شب کو رہے جہاں منظور ہوا انکو بسر کیا انکی جورو لڑکے لڑکیاں خدمت میں پیر کی بانواع عزت
رسانی حاضر ہوتی ہیں سب سے عمدہ کھانا کھلاتی ہیں ہر منفعت سے پیر کا حصہ نکالا کر نہیں پہونچاتی ہیں بخلاف
علما اور انکے تابعین کے کہ انمیں یہ بات نہیں ہے پس انہیں وجوہ سے شیوع و ظہور اسکا ہوا اور شیطان نے اسے رونق دی
قوت دی اور بسبب اسکے بے اصل و خلاف حق ہونے کے ائمہ معصومین علیہم السلام ہمیشہ انسے بیزاری کو حکم دیتے آئے اور
طعن و تشنیع و لعن کرتے رہے اور اخبار وارده انکی مذمت میں بہت ہیں چنانچہ بزنطی نے بسند صحیح جناب امام رضا سے

روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جسکے سامنے صوفیہ کا ذکر کیا جائے اور وہ سنکر اُس سے انکار زبانی یا دلی
انکار زبانی کا ہو تو دل سے انکار نکرے وہ ہمارے شیعون سے نہین ہے اور جو اُنسے انکار کرے تو گویا
اُسنے پیغمبر خدا کے سامنے کفار سے جہاد کیا اور کتاب قرب الاسناد مین بطریق مستند منقول ہے محمد بن الحسین بن ابی الخطاب
سے کہ کہا اُسنے کہ تھا مین ساتھ ہادی علی بن محمد کے بیچ مسجد نبی کے کہ ایک جماعت حضرت کے صحابیون کی آئی
اُسمین ابو ہاشم جعفری بھی تھا اور یہ ایک شخص بہت خوش کلام اور صاحب منزلت بزرگ تھا بعد اسکے ایک جماعت
صوفیہ کی داخل مسجد ہوئی اور ایک طرف مسجد مین حلقہ باندہ کر بیٹھے اور ذکر تہلیل شروع کیا چونکہ اصحاب حضرت کے
اُدہر دیکھنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ ان مکارون کی طرف التفات و توجہ نکرو کہ یہ خلفائے شیاطین اور خراب کرنے والے
قواعد دین کے ہین ترک کرنا انکا ظاہر مین دنیا کو بدنون کی راحت پہچانے کو ہے اور تہجد شب بیداری انکی جالون کے
شکار کرنے کو ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ انکا کہنا دہوکا دینے کو ہے اور کم کھانا انکا اسلیے ہے کہ بڑے بڑے کاسے بھرین
اور جلد احمقون کے دل کو اپنے اختیار مین لائین کلام کرتے ہین آدمیون سے اس طرح کہ بہت دوستی ظاہر کرتے ہین
لیکن آخر کو انہین گراتے ہین دام مین ورد انکی ناچنا اور چلانا ہے اذکار انکے گانا اور گنگری لینا ہے تابع نہین ہوتے
انکے مگر نادان اور معتقد نہین ہوتے انکے مگر احمق ہس جو شخص کہ انکے زندہ یا مردہ کے دیکھنیکو جائے تو ایسا ہے
کہ جیسا کوئی زیارت شیطان یا بت پرستان کے لیے جائے اور جو انمین سے کسی ایک کی اعانت کرے تو ایسا ہے
کہ جیسے یزید و معویہ و ابی سفیان کی اعانت کی اسمین ایک شخص نے از جملہ اصحاب حضرت کے عرض کی کہ اگرچہ
آپکے حقوق کا پہچاننے والا ہو یہ سنکر حضرت نے اُسکی طرف بنظر خشم آلودہ دیکھا اور فرمایا کہ اس بات کو اپنے دل سے
نکال ڈال جو ہمارے حقوق کو پہچانیگا وہ کیونکر اُس طرف کو جائیگا جسمین ہماری مخالفت اور اتلاف حقوق
واحسان ہمارا لازم آئے آیا تو نے نہین پہچانا کہ اُسنے بنایا طائفہ صوفیہ کو اور یہ طائفہ سب کے سب ہمارے
مخالفین ہین اور طریقہ انکا مغائر ہے ہمارے طریقہ سے اور نہین ہین وہ مگر نصاری و مجوس اس امت کے اور یہ وہ لوگ ہین
جنھون نے کہ اپنے خدا کے نور کے بجھانے مین بہت کوشش کی ہے اب اس سے زیادہ کیا تصریح انکی مذمت کی
ہو سکتی ہے پس لازم ہے شیعہ اثنا عشری کو جب اس مذہب والے کو دیکھے اگرچہ وہ اپنے تئین شیعہ ظاہر کرے اور
عالم بیان کرے لیکن اُس سے بیزاری اختیار کرے اور یہ نہ خیال کرے کہ وہ شخص عالم ہے کچھ سمجھ کر یہ مذہب اختیار
کیا ہوگا یا شاید حق پر ہوگا کیونکہ ہمارے افراد انسانی مین ایک کو دوسرے پر زیادتی علوم مین ممکن ہے لیکن ائمہ ہدیٰ سے
کسی عالم کو کیا نسبت ہے پس کیسا ہی مدعی علم ہو خواہ شیعہ یا غیر انکے مگر جب اس سے مخالفت قول ائمہ علیہم السلام
ظاہر ہو تو لائق بیزاری ہے چنانچہ بعض علمائے معاصرین شیعہ مذہب کہ اس طرف میلان رکھتے تھے ہمیشہ مولف
رسالہ اُنسے بیزار رہا اور اپنے علمائے عصر کو بھی جو صاحبان منزلت عظیمہ تھے اسی بنیاد پر اُنسے بیزاری کرتے دیکھا

لائق اطاعت وہ ہین کہ جنکی طاعت کو حق تعالی نے اپنی طاعت قرار دیا نہ یہ کہ جو عالم ہو اور مرشد ہو یا مفضل
واجب الطاعۃ تصور کیا جائے ورنہ شیطان کا علم بھی اکثر نوع انسانی سے بہت زیادہ ہے تو کیا اسکی بھی اطاعت
حرام ہو پس واجب الطاعۃ خدا اور رسول وائمہ علیہم السلام ہین اور جو انکے خلاف عمل مین لائے خواہ شیعہ اپنے تئین
ظاہر کرے یا اور مذہب پر مذاہب باطلہ پر ہو وہ لائق بیزاری ہے وفقنا اللہ وجمیع المؤمنین علی القول الثابت
اب اگر کوئی شخص کہے کہ دلیل حقیت کی اس فرقہ کی یہ ہے کہ جو لوگ انکی طرف رجوع کرتے ہین مہمات دنیویہ مین اور
انسے استعانت امور مین کرتے ہین انکے مطالب حاصل ہوتے ہین اور جو وہ کہہ دیتے ہین بطور اخبار بشیئین انکا
ظہور ہوتا ہے پھر کس طرح کہے کہ وہ حق پر نہین ہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ موافق آنا اخبار کا اور نہ موافق آنا انکا
مطابق واقع کے امور اتفاقیہ سے ہے علاوہ اسکے اس سے صحت مذہب فرقہ کا ثبوت کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ دیکھا گیا
کہ اکثر برہمن اور رمال اور جفار اور شانہ بین اور دست بین اور شاگرد ایسے اشخاص مذاہب مختلفہ اس قسم کے اخبار
کہتے ہین اور ادعا کرتے ہین کہ ہمارے پاس فلان عمل یا منتر ایسا ہے جو فلان کام کو اور مقصود کو حاصل کرا دیتا ہے
اور انکے معتقد خاص انکی تاثیر کی تصدیق بھی کرتے ہین خصوصا طالب اولاد یا ازالہ امراض مزمنہ مین کہ عوام
رجوع طرف فقراے کفار کی کرتے ہین اور اتفاقات سے جو کامیاب ہو گئے تو کہتے جانتے ہین کہ اس فقیر کی
تاثیر و تصرف سے یہ ہوا پس اس صورت مین اگر یہ دلیل حقیت مذہب فرقہ بھی ہو تو اکثر مذاہب باطلہ
بھی حق پر ہونگے لیکن ہم خوب جانتے ہین کہ حق پردہ ہے جسے رسول خدا و ائمہ ہدی نے ناجی اور حق پر فرمایا ہے
اور جو انکے خلاف پر ہین وہ سب بر سر باطل ہین اور اس فرقہ کے بر سر باطل ہونیکو مکرر واضح فرمایا ہے پس
کسی طرح یہ حق پر نہین ہو سکتے چاہے کلام انکا کبھی اتفاقا مطابق واقع ہو یا نہو فقط اور اسی کے قریب فرقہ
قلندریہ ہے اور انکا حال یہ ہے کہ اکثر پوست حیوانات کو پہنتے ہین اور کوئی کسب اور طلب معیشت بطور امور
شرعی نہین کرتے اکثر تازہ توانا بہت ہوتے ہین لیکن ضعیفون سے بے مشقت لیکر کھاتے ہین اور عمر اپنی ترک
نماز و روزہ بلکہ ترک جملہ عبادات شرعیہ مین بسر کرتے ہین بہت شراب پیتے ہین اور انکے مرید کہتے ہین کہ پانی پیتے ہین
لواطہ زنا کسی معصیت پر مبتلا نہین عبادت کیا ہے کہ راہ مین یا دروازون پر کھڑے ہوکر یا کسی جگہ بیٹھ کر کلمات مجنونانہ
کہکے لوگون کو جو عوام کالانعام ہین دھوکا دیدیتے ہین اور بہت شاق و دشوار تکالیف لوگون کو
دیتے ہین مثلا بلندی پر چڑھ گئے یا میدان مین دھوپ اور باران و شبنم مین ٹھہر گئے اور کہا کہ اسقدر روپیہ
یا سونا چاندی یا دو شالہ رومال ہمین دو تو اتر آئین ورنہ اپنے تئین ہم تمہارے اوپر ہلاک کرینگے اور بسبب اسکے
کہ قوی ہوتے ہین متحمل اس مشقت کے مہینون اور برسون ہوتے ہین آخر عوام بیچارے ڈر کے مارے
جس طرح ممکن ہوتا ہے انکے مطلوب کا سرانجام کر دیتے ہین پس یہ فرقہ بھی مثل صوفیہ ہے بلکہ اقبح اعمال مین انکے حال مین

بہت دیرت ہو جو معصوم علیہ السلام نے فرمایا ہو فابدا نہم و وجوھہم مسودۃ وقلوبہم اشد سوادا اور سوائے انکے
کہ فرقے طبقہ اسلام مین فقرا کے ہندوستان مین ہین مثلاً مداری ہین سلاری ہین آزاد ہین شترشاہی ہین یہانتک
کہ بعض رسائل مین انکے چودہ فرقہ فقرا کا مذکور ہو لیکن کسی فرقہ کو انہین سے عقائد و اعمال مین موافق شرع نہین پایا
سب جاہل اور اکثر تارک عبادات شرعیہ ہوتے ہین اور واقع مین یہ ہو کہ یہ سب فروع صوفیہ ہین ان سب سے
بیزاری ضرور ہو لیکن فرقہ نواصب پس اُسکے معنی مین اختلاف مشہور یہ ہو کہ ایک معنی سے ناصبی وہ ہو جو اعلان بغض
و عداوت علی بن ابیطالب علیہ السلام سے اور اُنکی اولاد طاہرین سے کہ جو آل محمد صلوات اللہ علیہ والہ
ہین کرے جنکی محبت کو خدا نے بذریعہ آیہ ایجاب مودت قربیٰ واجب کیا جیسا کہ یہ معنی خوارج او بعض اہل
ماوراء النہر مین موجود وظاہر ہین اور اُنکے لیے حدیث مین یقینی وارد ہو کہ یہ نجس ہین کفار سے بدتر ہین اور اسی طرح
باجماع فرقہ امامیہ انکا کفر بسبب مخالفت قرآن کے ثابت ہو نجاست اُنکی یقینی ہو اور دوسرے ناصبی کے معنی
وہ ہین کہ جو شہید ثانی نے لکھے ہین اور فاضل نعمانی نے بھی اُسے نقل کیا ہو اور وہ یہ ہو کہ ناصبی وہ ہو کہ جو اعلان
عداوت شیعون سے کرے چنانچہ دلالت کرتا ہو اس پر قول جناب امام جعفر صادق کا جو صدوق علیہ الرحمہ سے کتاب
علل الشرائع مین منقول ہو کہ فرمایا انحضرت نے لیس الناصب من نصب لنا اھل البیت لانک لا تجد رجلا
یقول انا انبغض محمدا وال محمد لکن الناصب من نصب لکم و ھو یعلم انکم تتولونا وانکم من شیعتنا
اور اس معنی کے ساتھ اخبار کثیرہ وارد ہوئے ہین لیکن یہ معنی اکثر افراد کو ہمارے مخالفین سے عام ہونگے باستثنائے
مستضعفین و مقلدین و سفہا و نسوان اُنکے بالجملہ اگرچہ جملہ اہل مذاہب باطلہ سے دوری ضرور ہو لیکن چونکہ بعض
کی نسبت انکے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے نصوص واقع ہوئے تھے اور دوسرے یہ کہ اکثر اہل فرق شیعہ ہونے کا
دعوٰی کا دیکر عوام شیعون کو بہکاتے ہین اسلیے تصریح اِسکی ضرور ہوئی کہ تا عام شیعون کو اطلاع اِس حکم سے حاصل ہو
اور دوری ان مذاہب سے کرتے رہین فقط واللہ الھادی الی سبیل الرشاد اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم

باب پہلا متعلق بہ بیان توحید و صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے

اور یہ مشتمل ہو اوپر چند فصلون کے فصل اوّل بیچ بیان وجوب معرفت کے ہر مکلف کو جاننا چاہیے کہ پہچاننا
خدا کا جو پیدا کرنے والا جملہ مخلوقات کا ہو ہر صاحب عقل و تمیز پر واجب ہو جیسا کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام نے فرمایا ہو اوّل الدین معرفتہ یعنی ابتدا دین کی خدا کا پہچاننا ہو لیکن اِس طرح کہ اُسکی کنہ ذات کو
پہچانین کیونکہ یہ تکلیف بالمحال ہو ممکن نہین ہو کہ اوہام و عقول بشر احاطہ ذات مقدس کا اور کیفیت صفات کا
اُسکی کر سکین بلکہ ہر گونہ اُسکے دریافت کرنے مین عاجز و قاصر ہین اور صادقین علیہم السلام نے بھی اِسی طرح ہمکو ہدایت
فرمایا ہو تاھت الاوھام وحارت العقول والاحلام فی ادراک کنہ ذاتہ وکیفیۃ صفاتہ بلکہ جو معرفت واجب ہو وہ یہ ہو

کہ ہر خلقت کو ضرور ہو کہ بقدر اپنے عقل علم و طاقت کے پہلے پہچانے کہ پیدا کرنے والا اس عالم کا جو ایک حال سے
دوسری حالت پر ہمیشہ متغیر ہوتا رہتا ہے ضرور ہے اور چونکہ علم حقیقت ذات اور کیفیت صفات کا اسکی ممکن الحصول
نہیں ہے اسلئے چاہیے کہ باثبات کمالات و سلب نقائص اُسے پہچانے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ مثلاً جس چیز سے
اپنا متصف ہونا کمال جانتا ہو تمہیں اُسے اکمل تصور کرے کیونکہ وہ سب کا پیدا کرنے والا ہے تو چاہیے کہ تمہیں
پیدا کیا اُسنے ہر امر میں افضل اور اکمل ہو اور جس بات کی نسبت اپنی طرف عیب و نقص سمجھتا ہو اُسے اسکی ذات
اقدس سے بھی سلب و نفی کرے اور حسب بالاجمال اس طرح پہچان چکے تو اسکا یقین بہم پہونچائے کہ جسے جسے
پہچانا ہے وہ موجود ہے اور زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ و موجود رہیگا کیونکہ حیات کو بھی اپنا کمال جانتے ہیں اور موت کو
نقص سمجھتے ہیں تو جو سبکا پیدا کرنے والا ہے اُسے ہمیشہ زندہ رہنا ضرور ہے والا کون سبکو پیدا کرے اور جب بھی
یقین کر چکے تو اُسکی صفات کمالیہ کو پہچانے جس سے اسکی ذات عالی متصف ہوتی ہے اور اسی طرح صفات سلبیہ
پہچانے جس سے اُسکی ذات کو منزہ و برتر جاننا ضرور ہے پس اسقدر معرفت لازم و واجب ہے اور علمائے امامیہ
رضوان اللہ علیہم اس وجوب کو عقلی جانتے ہیں کیونکہ جب طالب معرفت قبل حصول معرفت یقین ایک لحظہ
اگر صاحب عقل ہے تو ضرور رکھتا ہے کہ اس عالم میں جو آثار انواع حکمت و لطافت اور اقسام الطاف نعمات و لذات
ہیں اسکے لئے کوئی پیدا کرنے والا ایسا کہ جو قادر و عالم ہے ہوگا اور بالضرور وہ صاحب رضا و غضب بھی ہوگا کہ جب
اگر تغافل کریں اور اپنے منعم محسن کو جسکے باعث احسانات بیحساب ہیں نہ جانیں کہ کیا چیز سے اُسکی ہوتی ہے
اور کس عمل سے ناراض ہوتا ہے تو البتہ ہمکا ڈر ہے کہ عالم حاکم جسکی یہ شفقتیں اور نعمتیں ہیں کوئی ایسی بات جو خلاف
طریقہ رضا مندی اُسکے ہو ہمسے صادر ہو جائے کہ اُس ناشکری اور کفران نعمت سے ہمکو عقاب عذاب میں
اپنے مبتلا کرے اور ہرگاہ اس معنی کا دلوں میں اُن اشخاص کے جو کمال معرفت کو نہیں پہونچے اور مفصل نہیں جانا
جاگزین ہونا بدیہی ہوا اور دفع خوف بر تقدیر حصول قدرت اس دفع پر نظر عقلا میں لازم ہوا تو پہچاننا اس منعم کا
اور مداخلت دریافت اسباب رضا و غضب میں اسکی بنا بر دفع خوف مذکور لازم و واجب ہوئی اور تغافل اسے
ناجائز ہوا لیکن اشاعرہ اہل سنت کا اعتقاد اس وجوب معرفت میں یہ ہے کہ یہ وجوب عقلی نہیں ہے بلکہ سمعی ہے یعنی
خدا و رسول کے فرمانے سے واجب ہوئی اور وہ اسے بدلیل سمعی ثابت کرتے ہیں اور اگرچہ وجوب معرفت
جیسا کہ بدلیل عقلی قطعی الثبوت ہے اسی طرح ادلہ سمعیہ بھی مثل آیات قرآنی اور اقوال نبی و ائمہ ہدی بھی بکثرت اسپر
دلالت کرتے ہیں لیکن اکتفا فقط دلیل سمعی پر اثبات وجوب معرفت اللہ میں کرنا واقع میں نافہمی ہے اُنکی کیونکہ جو
شخص ابھی مرتبہ معرفت کامل کو خدا کے نہیں پہونچا اور تصدیق انبیا کی اور کتب سماوی کی اُسنے نہیں کی
اور یہ نہیں جانا کہ صانع و مدبر عالم ہے یا نہیں اور وہ پیغمبر رکھتا ہے یا نہیں اُس پر قول پیغمبر سے احتجاج نہیں ہو سکتا

کیونکہ وہ بھی صدق وکذب نبی کو نہیں جانتا بلکہ اُسپہ حجت خدا کی طرف سے تو عقل ہی کہ وہ بھی خدا کی طرف سے
ایک حجت بزرگ ہی اور موافق اِسکے جناب امام موسی بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا ہی کہ اے ہشام خدا کی انسان پر
دو حجتین ہین ایک حجت ظاہر اور وہ انبیاء وائمہ ہدی علیہم السلام ہین اور ایک حجت باطن اور وہ عقل ہی علاوہ
اِسکے صاحب کتاب اصطلاحات الفنون نے تصریح کی ہی کہ دلیل نقلی اشاعرہ کے نزدیک مفید یقین نہین حیث قال
ثم اعلم انهم اختلفوا فی افادة النقلیة الیقین فقیل لا یفید وهو مذهب المعتزلة وجمهور الاشاعرة
پس اس صورت مین جب دلیل عقلی سے اشاعرہ نے انکار کیا اور نقل اُنکے نزدیک مفید یقین نہین حاصل اسکا یہ ہوا کہ
وجوب معرفت کے لئے کوئی دلیل نہین اور جب دلیل نہین تو اسکا وجوب کیونکر ثابت ہوا بالجملہ اول دین جو ہی وہی
جب واجب ہوا تو ائیدہ کیا ہوگا اور روا صحیح ہو کہ اصول دین مین تقلید اور غیر کے قول کو قبول کر لینا بدون اسکے
کہ اُنہین تحقیق و تمیز حق و باطل مین کی ہو جائز نہین ہی اور کچھ فائدہ اُس سے حاصل نہو گا جب تک مکلف دلیل
و برہان سے حقیقت کسی مذہب کی مذاہب مختلفہ سے قرار دیکر اختیار نکرے کیونکہ اگر ایسا نکرے تو اسکا ڈر ہی کہ
جسے اختیار کیا ہی وہی قول باطل ہو کہ اُسے بصورت حق اسنے پایا ہو اور جب ایسا احتمال ہی تو روز قیامت حاکم
کے آگے اپنے تئین کیونکر عذاب سے معذور رکھ سکتا ہی اور اگر ایسے اعتقاد سے جو قول غیر سے ہو نجات و معذوری
ممکن ہوتی تو مذاہب باطلہ کے مقلدین نے روز قیامت کیا قصور کیا تھا جو معذب بانواع عذاب ہونگے
پس چاہئے کہ ہر مکلف اِس سے غافل نہو اور اپنے انجام کار کو سمجھ کر بہت استحکام و مضبوطی سے بیان و معرفت
خدا کو حاصل کرے کہ وہی زاد آخرت ہی ایسا نہو کہ حسب ورد تابعین ائمہ پیشواؤن سے بیزاری و دوری کرین اور
اپنے عقائد و اعمال بد کے ہاتھ سے نادم و پشیمان ہون اور وہ پشیمانی بجز ازدیاد نقصان و حسرت کی مفید نہو اسی طرح
او نقل بلا تحقیق تو یہی حال ہوا اور یہی وجہ ہی کہ علمائے حق ہمیشہ درپی تحقیق و حصول یقین مسائل اصول دین مین
رہے اور خلف عن سلف اپنی ہمتون کو اسی مین مصروف کرتے آئے پس تجھے بھی ضرور ہی کہ مسائل اصول دین
مین جو محتاج طرف دلیل عقلی کے ہی اُنھین اُن ادلہ سے اور جو محتاج دلیل سمعی ہین اُنھین ادلہ سمعیہ کے ذریعہ سے ایسا
تحقیق کر کہ اپنے موافق مرتبہ الیقین کا حاصل ہو جائے چونکہ ذکر دلیل آیا ہی تو کچھ تھوڑا سا بیان اسکا ضرور ہی تاکہ طالب حق
جانین کہ مراد دلیل سے یہان کیا ہی پس جاننا چاہئے کہ دلیل کے معنی لغت مین مرشد کے ہین اور وہ وہ شخص
جو نصب کرے اور جو یاد دلائے اور جسکے باعث سے ارشاد ہو پس کہا جاتا ہی کہ دلیل صانع تعالی پر وہ خود
صانع ہی اسلئے کہ اُسنے عالم کو نصب کیا ہی تاکہ وہ اُسکی ذات پر دلیل ہو یا دلیل صانع عالم کا پیغمبر علیہ السلام ہو کیونکہ وہ اُن
لوگون کو جو چاہتے ہین کہ دلیل وجود صانع جانین بتاتا ہی اور یاد دلاتا ہی کہ یہ عالم وجود صانع پر دلیل ہی یا عالم
نجم الامم ہی اسلئے کہ اُسی سے ارشاد ہوتا ہی اور تصریح عضدی مین ہی اور دلیل کے معنی لغت مین ہدایت کے

کے معنی ہین اور اصولیین کے نزدیک دلیل کے دو معنی ہین ایک عام اور وہ یہ ہے کہ ممکن ہو صحیح النظر کو توصل اُسکین
طرف مطلوب خبری کے اور وہ اس معنی سے قطعی و ظنی کو شامل ہوگی اور اکثر کے آگے یہ معنی معتبر ہین اور دوسرے
معنی خاص ہین اور وہ یہ ہے کہ ممکن ہو توصل صحیح النظر کو اُسمین طرف علم کے ساتھ مطلوب خبری کے اور یہ خاص
ہوگئے ساتھ دلیل قطعی کے جسے برہان کہتے ہین اور اصطلاح متکلمین و جمہور اصولیین مین علم بمعنی یقین ہے اور اصطلاح
میزانیین یعنی منطقیین مین بھی دلیل کے دو معنی ہین ایک عام اور وہ یہ کہ جو موصل ہو طرف تصدیق کے وہ دلیل ہے
خواہ قیاس ہو یا تمثیل ہو یا استقرا ہو اور دوسرے معنی خاص ہین اور وہ قیاس برہانی ہے فقط اور کبھی
کہتے ہین کہ دلیل وہ ہے جسکے جاننے سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو یہ بیان تھا معانی لفظ دلیل کا اب جو
متکلمین نے جو تقسیم کیا ہے جب مسائل مطلوب اُسی طرح وہ دو قسم پر ہے کیونکہ اگر مسئلہ مطلوب بحکم عقل ہے
تو عقلی ہے والا نقلی ہے اور بعض نے باعتبار تقسیم مقدمات تین قسمین کی ہین یعنے یا مقدمات اُسکے عقلی محض ہین یا عقلی
و نقلی دونو ہین یا نقلی محض ہین پہلا عقلی محض اور دوسرا نقلی مرکب ہے اور تیسرا نقلی محض ہے اور نقلی کے مفید یقین
ہونے مین بھی اختلاف کیا ہے چنانچہ معتزلہ اور جمہور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ اُس سے یقین حاصل ہوتا اور بعض نے
کہا ہے کہ جب قرائن مشاہدہ منقول عنہ سے دلالت کرین یا مرتبہ تواتر کو ایسے پہنچین کہ احتمال دوسرا باقی نرہے
اُسوقت مفید یقین ہوتی ہے لیکن دلیل عقلی البتہ مفید یقین ہوتی ہے مگر واضح ہو کہ جو وارد ہوا ہے کہ تحصیل معرفت
خدا اور ایمان کی بدلیل ہو اُس سے یہ مراد نہین ہے کہ بدلیل عقلی منطقی جسے برہان کہتے ہین اور وہ قیاس ہے مرکب
مقدمات سے جو منتج ہوتے ہین ایک تیسرے قول کے پہچانین اگرچہ اسکی قوت اسکے قدر دانون کی نظر مین بہت ہے
ولیکن اسمین خرابیان بھی ہین اول یہ کہ اس سے استدلال کار عالم ہے اور معرفت سب پر واجب ہے دوسرے
اسکے مقدمات مین ہمیشہ گنجایش بحث و نظر کی رہتی ہے اور اُسی سے خرابیان مذاہب کی پیدا ہوئین اور اسی سے
رازی نے لکھا ہے کہ یہ اشیا جنکا نام براہین رکھا ہے اگر فی الواقع برہان ہوتے تو جو شخص اُسے سنتا قبول کرتا اور ہرگز
انکار نکرتا اور جبکہ تو دیکھتا ہے کہ دو خصم مین سے ایک دوسرے پر اپنے برہان وارد کرتا ہے اور دوسرا اُسے سنتا ہے اور
سمجھتا ہے اور پھر اُسے گمان بھی نہین ہوتا یقین کا حصول کیسا تو جاننا چاہیے کہ یہ اشیا فی نفسہا برہان نہین ہین
بلکہ مقدمات ضعیفہ ہین کہ اُنکے ساتھ ہر ایک کی محبت و عصبیت مل گئی ہے کہ اُسکے باعث سے بعض نے اُسے برہان
جانا ہے اور وہ فی الواقع برہان نہین ہے والا پھر دوسرے کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہوتا علاوہ اسکے یہ ادلہ
مبتنی اُمور پر ہین جو کبھی تمام نہین ہوتا کیونکہ مراتب عقول ہمیشہ مختلف اور متدرج الی الکمال ہین اور اسی سے
یہ بات ہے کہ لاحق سابق کی تنقیص کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فلان حکیم نے فلان مسئلہ مین غلطی کی بسبب اس مقدمہ
غلط کے جو اُسکی حجت مین تھا اور اسی لئے مناقشہ فیما بین حکما اثبات صانع اور اثبات وحدت مین اسکی

ہوا ہی یہان تک کہ بعض نے کہا ہو کہ کوئی دلیل ان ادلۂ عقلیۂ حکمیہ سے جو اثبات صانع اور وحدت پر اسکی دلالت کرتی ہین خالی اعتراض سے نہیں ہین کیونکہ وہ سب مبتنی ہین اوپر ابطال دور و تسلسل کے اور اسکے ابطال مین بہت کلام ہو پھر جب یہ حال ہی تو کیا ضرور ہو کہ ایسے ادلہ کی طرف پابندی کیجاے ولیکن اگر کوئی شخص جو صاحب علم ہو اپنی اثبات مقصود مین کہ معرفت خدا ہو ان براہین منطقیہ کو بھی تعین کر دا نے تو کوئی مانع نہین ہو کیونکہ غرض حصول یقین سے جس طرح ممکن ہو اپنا استحکام کرے ولیکن مراد شارع علیہ السلام کی اس مقام پر دلیل سے وہ ہو کہ جس سے نفس مطمئن ہو جائے خواہ یہ الفاظ و معانی مرتب بہ ترتیب منطقیین ہون یا نہون اور یہ ادلہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ اُنکا حصر نہین ہو سکتا جیسا کہ شاعر نے کیا خوب کہا ہو وفی کل شیٔ لہ آیۃ ٭ تدل علی انہ واحد اور معصوم علیہ السلام مانین کہتے ہین یا خفیا من فرط الظہور اور یہ دلیلین بہ نسبت اُن ادلۂ حکمیہ کے بہت صاف اور شافی و کافی اطمینان قلب کے لئے ہین جیسا کہ جو شخص تامل کرے نظم قرآن مین جو فرمایا ہو افی اللہ شک فاطر السموٰت والارض تو بخوبی جانیگا کہ کیا خوب دلیل ہو جس نے وجود مدلول کو اپنے بدیہی کر دیا یا دلیل اعرابی کو دیکھئے جب اُس سے وجود صانع کی دلیل پوچھی گئی تو اُسنے کہا تھا البعرۃ تدل علی البعیر واثار الاقدام تدل علی المسیر اسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج کیف لا تدل علی وجود اللطیف الخبیر اب اس سے زیادہ کیا صاف صاف وجود مطلوب پہ دلالت کرتی ہو گو ترتیب اُسکی خلاف ترتیب برہان منطقی ہو لیکن یہ اثبات اُن ادلہ سے ہر شخص کہان کر سکتا ہو بالجملہ اب یہ جاننا ضرور ہو کہ مسائل اصول دین مین دلیل عقلی محض کی ضرورت کسکے اثبات کو چاہئے پس کہتا ہون مین کہ وہ معرفت وجود صانع تعالی اور قدرت و عدالت اور جو کہ صفات ثبوتیہ و سلبیہ اسکی ہین ہو اور اسی طرح وہ چیز کہ ثبوت نبوت انبیا علیہم السلام اُسپر موقوف ہو اُسکے لئے بھی ادلۂ عقلیہ ضرور ہین کہ اُس سے اثبات کیا جائے اور جب نبوت ثابت بعقل ہو چکی تو پھر ضرور نہین ہو کہ حجت باطن سے کام لین بلکہ اب اتباع قول نبی و ائمہ ہدی علیہم السلام کہ یہ حجت ظاہر ہین درکار ہو کیونکہ حق تعالی نے اپنے لطف سے انھین ہماری ہدایت کو بھیجا یا ہو اور اس کام کے لئے انکی تکمیل فرمائی ہو پھر کیا ضرور ہو کہ کامل کے ہوتے پھر بھی ناقص کی طرف رجوع کرین بلکہ اب انکا جو کچھ ارشاد ہو اُسکے موافق ہمین یقین کرنا ضرور ہو اور یہ بھی موافق عقل ہو کچھ تقلید کی بات نہین ہو لیکن یہ جاننا بھی ضرور ہو کہ دلیل سمعی منحصر ہی آیات قرآنی اور روایات اقوال نبی و ائمہ ہدی مین مگر چونکہ اصول دینیہ اور اعتقادات یقینیہ مین دلیل قطعی درکار ہو اسلئے بنا اصول اعتقاد کی اخبار احاد پر نہین رکھنی چاہئے ایسا نہین ہو کہ جب کوئی خبر پہونچے کہ وہ منسوب طرف امام کے ہو فورًا اعتقاد کر لیا بلکہ جاننا چاہئے کہ فرقۂ حقۂ اثنا عشریہ کے اجماعیات سے یہ بات ہو کہ خبر واحد اصول مین حجت نہین ہو بلکہ آیات و روایات متشابہات کو آیات محکمات و روایات متواترہ و ضروریات دینیہ

کی طرف تاویل و تنزیل کرنا ضرور ہو جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہو هُوَ الَّذِی اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ آیَاتٌ مُحْکَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الخ یعنی خدا نے تجھپر ایسی کتاب اُتاری ہو کہ ایک پارہ اُسکا آیات محکمہ ہین وہ اصل و مرجع کتاب ہو اور دوسرا ٹکڑا اُسکا متشابہات ہین کہ معنی مقصود اُسکے ظاہر نہین یا ظاہر اُسکا مقصود نہین پس جنکے دل مین راہ حق سے انحراف ہو وہ بقصد فتنہ پیروی متشابہات کرتے ہین اور اپنی خواہش کے موافق تاویل کرتے ہین در تاویل اُسکی نہین جانتا مگر خدا یا جو راسخ علم مین ہین چنانچہ فرمایا جناب صادقؑ نے کہ ہم راسخون فی العلم ہین اور ہم تاویل جانتے ہین اور چونکہ اختیار مذہب مین ترجیح کسی مذہب کی مذاہب مختلفہ سے ضرور ہو اسلئے بعد شناخت خدا و رسول طریقہ اسلام مین بھی کسی مذہب کو مذاہب مختلفہ اسلامیہ سے ترجیح دیکر اختیار کرنا چاہئے اور اسے مین بحمد اللہ مقدمہ مین اس کتاب کے اپنے مذہب مختار کی ترجیح جملہ مذاہب اسلامیہ سے با کمل وجوہ کر آیا ہون اسلئے طالب حق کو چاہئے کہ اس ضرورت کے لئے اُس مقام کو بخوبی دیکھے اور سمجھے کہ وہ ادلہ کافی ہونگے انشاء اللہ اور اب مین انشاء اللہ ادلہ عقلیہ جو وجود صانع عالم پر اور اُسکی صفات پر دلالت کرتے ہین لکھونگا لیکن کوئی یہ نجانے کہ وعدہ ادلہ عقلیہ کا کیا تھا اور نقلی اکثر لکھے کیونکہ مین نقلیات کو اسلئے لکھونگا کہ وہ دلائل موافق اور مؤید دلائل عقلیہ ہین

فصل دوسری بیچ بیان ثواب موحدین اور عارفین کے

کہا ہی ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی نے اپنی کتاب توحید مین بذریعہ اپنی سند کے ابو سعید خدری سے کہ کہا اُسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ مینے اور جو مجھسے پہلے کہنے والے تھے کسی نے کوئی کلمہ بہتر لا اِلٰہ اِلا اللہ سے نہین کہا اور اُسی کتاب مین ہو کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ نے بذریعہ اپنے آبائے طاہرین کے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بہترین عبادت کہنا لا اِلٰہ اِلا اللہ کا ہو اور اُسی کتاب مین ہو کہ فرمایا جناب امام ابو جعفر علیہ السلام نے کہ کوئی چیز ثواب مین زیادہ اِس سے نہین ہو کہ گواہی دے ساتھ اس بات کے کہ کوئی معبود بحق نہین ہو مگر خدائے بزرگ و برتر کہ لفظ عربی اُسکا یہ ہو لا اِلٰہ اِلا اللہ عز و جل کیونکہ خدا کے برابر کوئی نہین ہو اور نہ کسی امر مین کوئی اُسکا شریک ہو اسی لئے یہ گواہی ثواب مین سب سے سوا ہوگی اور اُسی کتاب مین ہو مفضل ابن عمر سے کہ کہا اُسنے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ نے کہ حق تعالی نے مومن کے لئے ضمانت فرمائی ہو مفضل کہتے ہین کہ مینے پوچھا وہ ضمانت کیا ہو فرمایا کہ خدا ضامن ہوا ہو مومن کا کہ اگر مومن اقرار خدا کے رب ہونے کا اور محمد مصطفیٰؐ کے نبی ہونے کا اور علی بن ابیطالبؑ کی امامت کا کرے اور جو اُسپر فروض واجبہ ہین اُسے بجالائے تو اُسے اپنے جوار رحمت مین ساکن فرمائیگا مفضل کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ بخدا ایسی کرامت ہو جس سے آدمیون کی کرامت مشابہ نہین ہو سکتی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ تھوڑا سا عمل کرو اور عیش و راحت نعمات آلہی سے بہت کرو اب اِس جگہ سے بعد غور صاف واضح ہوتا ہو کہ اصل علت دخول بہشت عقائد

صحیح اور بجالانا فرائض کا ہو جیسے حضرت نے بلفظ اصلوا قلیلاً فرمایا ہو اور مراد عمل قلیل زمان حیات دنیا ہو کہ بمقابل دوام خلود جنت بہت تھوڑا ہو اور اُسی کتاب مین جناب امام جعفر صادقؑ سے ہو کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مین نے اپنے آبائے طاہرین سے سنا کہ نقل فرمایا اُنھون نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو شخص کہ مر جائے اُس حالت پر کہ خدا کے لئے شرک اُسنے نکیا ہو یعنے موحد مرا ہو وہ یقینی داخل بہشت ہوگا خواہ اُس سے گناہ ہوئے ہون یا نیکیان عمل مین آئی ہون اور اُسی کتاب مین ابو بصیر سے روایت کی ہو کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے اِس قول خدا کے معنے پوچھے هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ مین اہل ہون کہ اگر میرا بندہ پرہیزگاری کرے اور میرے ساتھ شرک نکرے اور مین اہل اسکا ہون کہ اگر بندہ میرا میرے ساتھ کسی کو شریک نکرے تو اُسے بہشت مین داخل کرونگا اور فرمایا حضرت نے کہ حق تعالیٰ نے قسم کھائی ہو اپنے عزت و جلال کی کہ اپنے اہل توحید پر کبھی عذاب آتش نکریگا اور اُسی کتاب مین ابو بصیر سے مروی ہو کہ جناب صادقؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حرام کیا ہو اجساد موحدین کو آتش جہنم پر اور اُسی کتاب مین جناب پیغمبر خدا سے منقول ہو کہ فرمایا آنحضرت نے کہ دو چیزین موجب ہوتی ہین جو شخص کہ مر جائے گواہی دیکر ساتھ لا الہ الا اللہ کے یہ داخل بہشت ہوگا اور جو مر جائے شرک کر کے ساتھ خدا کے وہ داخل جہنم ہوگا پہلا موجب دخول جنت ہو اور دوسرا موجب دخول جہنم ہو اور اُسی کتاب مین منقول پیغمبر خدا سے ہو کہ جبار عنید وہ شخص ہی کہ جو انکار کرے اقرار کلمہ لا الہ الا اللہ سے اور اُسی کتاب مین جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہو کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جبرئیل پیغمبر خدا کی خدمت مین آئے اور کہا کہ اے محمد خوشحال اُس شخص کا جو آپ کی امت سے کہے لا الہ الا اللہ وحدہ وحدہ وحدہ اور اُسی کتاب مین جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہو کہ فرمایا آنحضرت نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ درمیان صفا و مروہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ اے محمد خوشحال اُس شخص کا جو آپ کی امت سے کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لیکن یہ کہنا باخلاص قلب ہو نہ زبانی فقط اور اُسی کتاب مین جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ سے منقول ہو کہ فرمایا آنحضرت نے کہ کوئی بندہ مسلمان نہین کہ کہے لا الہ الا اللہ مگر یہ کہ یہ کلمہ بلند ہوتا ہو اور پھاڑتا ہو ہر حجب کو اور نہین گذرتا ہو کسی چیز پاس اسکے گناہون کے مگر یہ کہ اُسے محو کرتا ہو یہان تک کہ جب منتہی ہوتا ہو مثل اپنے حسنہ کے اسوقت ٹھہرتا ہو اور اُسی کتاب مین ہو کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ نے کہ لا الہ الا اللہ کا کہنا قیمت ہو بہشت کی اور اُسی کتاب مین ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ کوئی کلام خدا کے آگے کلمہ لا الہ الا اللہ سے زیادہ محبوب نہین ہو اور کوئی بندہ نہین ہو کہ وہ کہے لا الہ الا اللہ اور اُسکے کہنے مین آواز کو بڑھائے مگر یہ کہ جب کہکر فارغ ہوتا ہو تو اُسکے گناہ اُسکے پاؤن کے نیچے اِس طرح گر جاتے ہین کہ جیسا درخت کے پتے اُسکے نیچے گر جاتے ہین اور اُسی کتاب مین زید بن خالد سے منقول ہو کہ کہا

اُسنے کہ مجھے پیغمبر خدا نے ایک جگہ بھیجا اور فرمایا کہ بشارت دے آدمیون کو کہ جو کہے لا اله الا الله وحده
لا شریک لہ اُسکے لئے بہشت واجب ہے اور اُسی کتاب مین جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
کہ جو شخص ختم کرے اپنی روزے کو ساتھ قول صالح یا عمل صالح کے تو حق تعالیٰ اُسکی روزے کو قبول فرمائے گا
لوگون نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قول صالح کیا ہے فرمایا کہ گواہی دینا اس بات کی کہ معبود حق کوئی نہین
مگر اللہ اور عمل صالح فطرہ کا نکالنا ہے اور اُسی کتاب مین مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کیا جزا ہے اُس شخص کی
جسپر حق تعالیٰ نے توحید سے انعام فرمایا ہو مگر بہشت اور اسی طرح فرمایا آنحضرت نے کہ لا اله الا الله حق تعالیٰ
کے نزدیک بہت بڑا کلمہ ہے پس جو شخص کہ اس کلمہ کو بتصدیق دل کہیگا وہ مستوجب بہشت ہوگا اور جو اُسے جھوٹ
کہیگا یعنے فقط بطور اقرار زبانی کہیگا تو اُسکے باعث سے مال و خون اُسکا دنیا مین محفوظ رہیگا لیکن آخرت مین
گھر اُسکا آتش جہنم ہوگا اور اُسی کتاب مین ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جو شخص رات کی گھڑیون مین سے کسی گھڑی مین
لا اله الا الله کہے تو جو اُسکے نامۂ عمل مین گناہ ہون وہ محو ہو جاتے ہین اور اُسی کتاب مین ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ حق تعالیٰ نے ایک عمود یاقوت سرخ کا خلق فرمایا ہے کہ سر اُسکا زیر عرش ہے اور سفل اُسکا
ساتوین زمین کے نیچے مچھلی کے پشت پر ہے جس وقت بندہ لا اله الا الله کہتا ہے تو عرش الٰہی تھراتا ہے اور عمود
اور مچھلی دونو حرکت مین آتے ہین اُسوقت حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عرش ساکن ہو وہ عرض کرتا ہے کہ خداوندا
کیونکر ساکن ہون کہ ابھی تو نے لا اله الا الله کے کہنے والے کو بخشا نہین اُسوقت حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے سکان
سموات گواہ رہو کہ مینے بخشا اُس کلمہ کے کہنے والے کو اور اُسی کتاب مین منقول ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے
کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ لا اله الا الله میرا قلعہ ہے پس جو شخص کہ اُسمین داخل ہوا وہ میرے عذاب سے مامون ہوا اور
اُسی کتاب مین ہے کہ جناب امام رضا نے بجوالہ سند اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے
فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق مین ہون اللہ اور کوئی اور لائق پرستش میرے سوا نہین پس چاہیے کہ میری
عبادت کرو اور جو شخص کہ آئیگا تم مین سے اس طرح کہ بصدق دل گواہی دی ہوگی اس بات کی کہ لا اله الا الله وہ میرے
قلعہ مین داخل ہوگا اور جو میرے قلعہ مین داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے مامون ہے اور اُسی کتاب مین اسحق بن
راہویہ سے منقول ہے کہ کہا اُسنے کہ جب جناب امام رضا کو مامون رشید ملعون نے بلایا اور حضرت نیشاپور مین تشریف
لائے جب نیشاپور سے بھی ارادہ تشریف لیجانیکا مامون پاس فرمایا تو اصحاب حدیث حضرت کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسول آپ سفر فرماتے ہین اور کوئی بات ایسی فرمائی کہ جسکے ذریعہ سے ہم آپ سے
استفادہ کرتے اُسوقت باوجود اسکے کہ حضرت عماری مین بیٹھ چکے تھے لیکن سر قدس باہر نکالکر فرمایا کہ مینے اپنے والد
بزرگوار موسیٰ ابن جعفر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ مینے اپنے پدر بزرگوار جعفر ابن محمد سے سنا اور انھون نے اپنے باپ

محمد بن علی سے سنا کہ انھون نے فرمایا کہ مینے اپنے پدر بزرگوار علی ابن الحسین سے کہ انھون نے حسین بن علی سے سنا
اور انھون نے علی بن ابیطالب سے اور کہا انھون نے کہ مینے پیغمبر خدا سے اور کہا انھون نے کہ مینے جبرئیل سے سنا
کہ کہا انھون نے کہ مینے خدائے جل جلالہ سے سنا کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعہ مین داخل ہوا اُسنے میرے
عذاب سے امان پائی جب یہ فرما چلے تو حضرت کا اونٹ ٹھہر گیا مین پھر حضرت نے ہم سبکو پکار کر فرمایا کہ لیکن
بشرطہا وشروطہا وانا من شروطہا یعنی لا الہ الا اللہ کا کہنا بشروط اُسکے چاہیے اور مین بعض اُن شروط سے ہون اور
مراد اس ارشاد سے یہ ہوگی کہ حضرت نے فرمایا کہ توحید بلا اقرار نبوت و امامت مفید نہین اور امامت مین بھی تفصیل و
تکمیل ائمہ دوازدہ چشم خرد ہر ہر امام کا اقرار امامت چاہیے اور یہ شروط ہین منجملہ بعض شروط سے اُسکے مین ہون
یعنے میری امامت کا اقرار بھی ایک شرط اُن شروط سے ہے اور ضرورت اس تخصیص کی عجب نہین یہ ہو کہ چونکہ بعض
صحابی امام موسی کاظم نے بطمع مال جناب امام رضا کی امامت سے بعد انتقال جناب امام موسی کاظم سے انکار
کیا تھا اسلیے حضرت نے کہ حجت خدا تھے اعلان فرمایا کہ ہر امام وقت کا اقرار شرط ہے میرا بھی اقرار امامت شرط ہے
بدون اُسکے توحید ناقص ہے اور اسی کتاب مین جناب ابی ذر رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ کہا انھون نے کہ مین ایک رات
گھر سے نکلا دیکھا مینے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ تنہا تشریف لئے جاتے ہین کوئی آپ کے ساتھ نہین ہے مینے
گمان کیا کہ شاید حضرت کو منظور نہین ہے کہ کوئی ساتھ آئے یہ خیال کر کے مین چاندنی مین دور دور راہ چلنے لگا
مین حضرت نے پھر کر مجھے بلا خواہ فرمایا اور پوچھا کہ یہ کون ہے مینے عرض کی کہ ابوذر ہے خدا مجھے تمپر سے قربان کرے
فرمایا کہ اباذر قریب آ جب ارشاد مین ایک ساعت تک حضرت کے ہمراہ راہ چلا بعد اُسکے فرمایا کہ تو یہان بیٹھ جا اور
ایک زمین پر کہ برابر تھی اور گرد اُسکے پتھر جمع تھے مجھے بٹھایا اور فرمایا کہ بیٹھا رہ جب تک کہ مین پھر کر تیرے پاس آؤن
اور خود زمین پر کہ پتھر سیاہ اُسمین زیادہ تھے تشریف لیچلے تھوڑی دیر مین اسقدر دور تشریف لیگئے کہ میری آنکھ
سے غایب ہوگئے بہت دیر تک مین بیٹھا رہا ناگاہ سنا مینے آنحضرت کی آواز کو اور دیکھا کہ تشریف لاتے ہین اور
یہ فرماتے آتے ہین کہ وان زنا وان سرق یعنے اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ چوری کرے جناب ابوذر فرماتے ہین جب
تشریف لائے تو مجھے صبر نہ آیا مینے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا مجھے خدا آپ پر سے قربان کرے فرمائیے کہ جانب حرہ مین
آپ کس سے کلام فرماتے تھے کیونکہ مینے سنا ایک شخص کی آواز کو کہ آپکا کچھ جواب دیتا تھا حضرت نے فرمایا کہ ابھی
جبرئیل زمین حرہ کی طرف سے میرے پاس آئے اور کہا کہ اپنی امت کو بشارت دو کہ جو مر جائے اس طرح کہ
حق تعالی کا کسیکو شریک نہ گردانے وہ داخل بہشت ہوگا فرمایا کہ مینے کہا کہ اے جبرئیل اگرچہ زنا کرے اور اگرچہ
چوری کرے اُسکے جواب مین جبرئیل نے کہا کہ ہان اگرچہ شراب کیون نہ پئے واضح ہو کہ ایسے الفاظ جا بجا
احادیث مین اور بھی واقع ہوئے ہین اور وہ مخالف قرآن اور اُن احادیث کے ہین جنمین ان معاصی کے عذاب کی

تصریح ہو لیکن بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی توضیح اس طرح کیجائے کہ مراد توحید کے ساتھ ان معاصی کے مغفور ہونے سے
یہ نہیں ہے کہ پھر یہ معاصی معاصی نہیں رہتے یا انکا ضرر آخرت کے لئے بسبب توحید کے موثر نہیں ہوتا بلکہ مراد
یہ ہے کہ حق تعالی موحدین کو اگرچہ اُنسے یہ معاصی بھی ہوجائیں لیکن اُنھیں ببرکت توحید توبہ کی اِن معاصی سے
توفیق قبل موت عطا فرماتا ہے جسکے باعث سے وہ رستگار اور داخل بہشت ہوتے ہیں اسی طرح جہاں جہاں ایسے
الفاظ وارد ہوں تاویل کرنی ضرور ہے اور اُسی کتاب میں ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ نے کہ جو شخص باخلاص قلب
لا الہ الا اللہ کہے داخل بہشت ہوگا اور اخلاص یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ باز رکھے اپنے کہنے والے کو اُن چیزوں سے
جنکو خدا نے حرام فرمایا ہے اور اُسی کتاب میں زید ابن ارقم سے مروی ہے کہ کہا اُسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کو باخلاص قلب کہے بہشت میں داخل ہوگا اور اخلاص یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ اُسے [illegible] مانع ہو
اُن چیزوں سے جسے خدا نے حرام کیا ہے اور اُسی کتاب میں ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ سے کہ فرماتے تھے تفسیر هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ میں کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ نہیں جزا اُس شخص کی
جسپر میں نے انعام توحید فرمایا ہے مگر جنت اور اُسی کتاب میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو شخص کہ مرجائے اور وہ جانتا ہو
کہ خدا حق ہے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور اُسی کتاب میں ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے کہ قسم ہے اُسکی جس نے مجھے بشارت بحق دینے کو بھیجا ہے کہ حق تعالی موحد کو آگ سے کبھی عذاب نکریگا
اور اہل توحید شفاعت کرینگے اور شفاعت کئے جائینگے بعد اُسکے فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جب روز قیامت ہوگا
تو حق تعالی ایک قوم کو کہ اُنکے اعمال دنیا میں بد ہونگے حکم فرمائیگا کہ اُنھیں جہنم میں داخل کرو اُسوقت وہ عرض کرینگے
کہ ای پروردگار ہمارے تو کیونکر ہمکو آگ میں بھیجتا ہے ہم تو دنیا میں تجھے یگانگی یاد کرتے تھے اور کس طرح تو آگ
زبانیں ہماری جلائیگا حالانکہ وہ ہمیشہ تیرے اقرار توحید کے ساتھ گویا رہتی تھیں اور کس طرح دلوں کو ہمارے
جلائیگا حالانکہ اُنمیں ہمیشہ لا الہ الا اللہ کا اعتقاد رہتا تھا اور کیونکر ہمارے منھ کو جلائیگا حالانکہ ہم اُسے خاک پر تیرے
سجدے کے لئے رکھ چکے ہیں اور کیونکر ہمارے ہاتھوں کو جلائیگا حالانکہ اُنھیں تیری دعا کے لئے اٹھایا کرتے تھے
اُسوقت حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ ای بندو میرے تمہارے اعمال دنیا میں بد تھے اسلئے جزا تمہاری جہنم ہے اُسوقت وہ
عرض کرینگے کہ ای پروردگار ہمارے تیرا عفو زیادہ ہے یا گناہ ہمارے زیادہ ہیں حق تعالی فرمیگا کہ عفو میرا زیادہ ہے
پھر وہ عرض کرینگے کہ تیری رحمت وسیع تر ہے یا گناہ ہمارے حق تعالی فرمائیگا کہ بلکہ رحمت میری وسیع ہے بعد اُسکے وہ
عرض کرینگے کہ ہمارا اقرار تیری توحید کا بڑا ہے یا گناہ ہمارے بڑے ہیں حق تعالی فرمائیگا کہ تمہارا میری توحید کے لئے
مقر ہونا بڑا ہے اُسوقت وہ عرض کرینگے کہ ای پروردگار ہمارے اب چاہئے کہ تیری عفو و رحمت ایسی رحمت جو ہر شی کے
واسطے وسیع ہے ہمارے واسطے بھی وسعت دے اُسوقت حق تعالی فرمائیگا کہ ای ملائکہ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ

نے کسی خلق کو پیدا نہین کیا جو میرے نزدیک محبوب تر اُنسے ہو جو میری توحید کے اقرار کرنے والے ہین اور کوئی
لائق پرستش میرے سوا نہین ہی اور میرے اوپر یہ حق ہی کہ اپنے اہل توحید کو آگ مین نہ بھیجو اور داخل کرو میرے بندون کو
بہشت مین اور اُسی کتاب مین ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جو مر جائے اور شریک خدا کسی چیز کو
نکیا ہو خواہ اُسنے نیکی کی ہو یا بدی داخل بہشت ہوگا اور اُسی کتاب مین ہی کہ فرمایا جناب امام جعفر صادقؑ نے کہ جو
شخص سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے وہ اُس روز اپنے عمل مین سب سے افضل ہوگا مگر اُس شخص سے جس نے اِس سے
زیادہ کہا ہو اور اُسی کتاب مین جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہی کہ جو دنکو کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ الٰہا واحدا احدا صمدا لم یتخذ صاحبة ولا ولدا تو حق تعالی چہل و پنج ہزار ہزار نیکی اسکے
لئے لکھتا ہی اور چہل و پنج ہزار ہزار بدی اُس سے محو کرتا ہی اور بلند کرے گا بہشت مین چہل و پنج ہزار ہزار درجہ اُسکے لئے
اور ہوگا مثل اُسکے جو قران شریف کو دس بار پڑھے اور بنا کرے گا خدا گھر واسطے اُسکے بیچ بہشت کے **فصل
سوم بیچ بیان اُن دلیلون کے جو خدا کے وجود پر دلالت کرتی ہین** اور یہ استدلال کئی
طریق سے ہو سکتا ہی **پہلا طریق** استدلال کا وجود صانع پر وہ ہی کہ وجود آثار سے یقین اور علم وجود موثر کا حاصل
کرتے ہین اور یہ بہت سہل اور صاف اور بمنزلہ علم بدیہی کے ہی اور اُسکا حال یہ ہی کہ آدمی ہر موجود کو دو طرح جان
سکتا ہی **ایک** یہ کہ وہ موجود لائق اِسکے ہو کہ حواس ظاہرہ انسانی اُسے ادراک کرسکین ایسے موجود کا
علم و یقین اُسکے دیکھنے اور سُننے اور سونگھنے اور چکھنے اور چھونے سے حاصل ہوتا ہی اور ایسے جاننے کو بدیہی
کہتے ہین اور جو ایسا نہو تو اُسکے وجود کا علم و یقین اُسکے آثار و علامات کے جاننے سے جو اُسکے وجود پر دلالت کرتے
ہون اور لائق احساس و ادراک کے ہون حاصل ہوتا ہی مثلاً بدن انسان کو دیکھکر اور چھو کر جانتے اور پہچانتے
ہین اور وجود روح پر استدلال حیات بدن سے کرتے ہین اور جب تک انسان زندہ ہی تو بالیقین جانتے ہین
کہ روح حیوانی اُسمین ہی اسی طرح چونکہ صانع عالم کہ واحد و بلا شریک منزہ اِس سے ہی کہ مثل اپنی مخلوقات کے
محسوس بحواس ظاہرہ انسانیہ یا کنہ ذات اُسکی معقول و مدرک بادراکات عقول بشریہ ہو سکے اِسلئے اُسکے جاننے
اور پہچاننے کو اِس سے بہتر نہین ہی کہ طالب معرفت غور و فکر اُسکی مخلوقات اور انواع بدائع حکمت اور اصناف
دقائق صنعت مین اُسکے کرے اور اُسے جانے اور پہچانے کہ یہ مخلوقات کثیرہ مشتمل اوپر انتظام و منافع و حکمت کے
کبھی بدون پیدا کرنے والے کے کہ عالم و حکیم و قادر ہو خود بخود موجود نہین ہو سکتی جالینوس نے ایک کتاب
منافع الاعضا مین فقط اعضائے انسانی کی چار ہزار منفعت لکھی ہی یہ ایک مخلوق نے اپنے علم کے موافق
ایک مخلوق کے اعضا کا حال لکھا ہی اسی طرح قیاس کرنا چاہیے کہ جملہ مخلوقات کی خلقت مین کسقدر حکمت و
مصالح و منافع ہونگے کہ عقل انسانی اُسکے ادراک مین بھی عاجز ہی خلقت آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و ستارہ ہا کے

بیشمار و بادہائے مختلف و ابرہائے گوناگون و باران و بحار و کوہسار و اقسام حیوانات و انواع معادن
و نباتات بو قلمون و خلقت بدن و روح و افادہ حیات و غالب کرنا سب پر موت کا کیا آثار وجود و حکمت
و قدرت ہین کہ اُس سے یقین وجود صانع قادر حکیم حاصل کیا جائے جو شخص صاحب عقل ہو کر ادنی غور کرے سمجھ
جائے گا کہ یہ خود بخود نہین ہوے بلکہ کسی نے انھین پیدا کیا ہے اور جسنے انھین پیدا کیا ہے وہ مثل انکے نہین ہے بلکہ کامل
بالذات ہے اور کوئی نقص اُسکی ذات و صفات مین نہین ہے اور یہ طریق عام ہے کہ سب مخلوقات کو شامل ہے اب
استدلال آثار خاصہ سے کہ جو چند کو ہین کتابون مین اور صادقین علیہم السلام نے انھین بمقام ہدایت و آلہ خداشناسی
طالبین کو تعلیم فرمایا ہے بوجوہ چند مذکور ہوتے ہین وجہ اول اور وہ کیسی وجیہ اور ظاہر ہے جو خدا نے فرمایا ہے
ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل
اللہ من السماء من ماء فاحیی بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب
المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون حاصل معنے اس آیہ وافی ہدایہ کے یہ ہین کہ تحقیق کہ پیدا کرنے مین آسمانون کے
اور طبقات زمین کے اس طرح سے کہ نہ ستون ہے جو انکے بوجھ کو اٹھائے اور نہ کوئی علاقہ ہے جس سے لٹک کر رہے اور
گرنے سے بچے بلکہ محض اپنی قدرت کاملہ سے اُسے قایم کیا ہے اور اپنے لونڈی غلامون کو انھین جگہ دی ہے پس یہ سب
اُنھین دکھا کہ اُسکی دست قدرت مین مسخر اور گرفتارون کے ہین ہین پاؤن کے نیچے انکے فرش بچھایا ہوا ہے اور آسمان
انکے سرون پر اس طرح گھیرے ہے کہ کہین اس سے چارہ و گریز نہین ہے جس طرف جائین وہ موجود ہے مثل قول شاعر
؏ بہر کجا کہ گذشتیم آسمان پیداست ؛ ہر طرح اختیار خدا کو ہے جب چاہے آسمان کو گرا کر اور زمین کو شق کر کے اپنے
گرفتارون کو ہلاک کر دے اور بعض آسمانون مین آفتاب درخشان کو پیدا کیا اور قرار دیا اور روشنی کو اُسکی ستارون پر
غالب کیا تاکہ اُسکی روشنی مین بندے اُسکے راہ چلین اور تحصیل حاجات دنیا و آخرت مین سعی کرین اور بعض آسمانون مین
ماہ تابان کو خلق کیا کہ وہ شب تاریک مین روشنی کا فائدہ بخشتا ہے اور رات کو خلق کیا اسلئے کہ جو بندے دنکو رنج و
تعب بسبب کثرت کار و مشقت کھینچتے ہین اُسکے عوض مین رات کو آرام کرین اور رات دن ہمیشہ مختلف ہوتے رہتے ہین
اس طرح کہ کبھی دن چھوٹا ہوتا ہے رات بڑھتی ہے کبھی رات چھوٹی ہوتی ہے دن بڑھتا ہے اسی طرح اُسکی عجایب صنعت سے
ہے کہ سال مین اکثر مقام معمورہ زمین کی چار فصلین ہوتی ہین خریف ربیع صیف و شتا اور کسی جگہ ایک سال مین آٹھ
ہوتی ہین یعنے ہر فصل دو بار ہوتی ہے جیسا کہ حال اُن معمورون کا ہے جو خط استوا سے قریب ہین اور ہر فصل مین نئے آثار
اور اشجار و اثمار و فواکہ و ازہار مخصوص ساتھ اُس فصل کے پیدا ہوتی ہین اور ایک فصل دوسری فصل کے برخلاف
نفع کرتی ہے جس سے کیا کیا حکمتین اور قدرتین اُسکی ظاہر ہوتی ہین اور عجائب صنعت سے اُسکی کشتیان اور جہاز ہین
کہ پانی پر چلتی ہین اور پانی کھانا کچھ غذا اپنے لئے نہین چاہتین فقط بذریعہ ہوا کے تھوڑے زمانے مین بڑی بڑی

راہین طی کرتی ہین اور اگر ہوا چلنے سے رہ جائے یا مخالف ہو تو قوت بشری سے دریائے ذخار مین وہ ہرگز حرکت
نہین کر سکتین اور غرائب صنعت سے خدا کے یہ ہے کہ آسمان سے پانی کو قطرہ قطرہ کر کے برساتا ہے تاکہ فائدہ عام ہو
کیونکہ اگر ایکبارگی گر پڑتا تو اسباب معیشت کی بربادی ہوجاتی یا اگر ابر اگر نہ برستا تو کسقدر اذیت ہوتی اب کیا خوب
اُسکا انتظام فرمایا ہے کہ پہلے گرمی ہوتی ہے بعد اُسکے ابر آتا ہے جس سے سب خبردار ہوتے ہین اور جن جن چیزون کو پانی
مفید و مضر ہے اُسے محفوظ کرتے ہین بعد اُسکے برستا ہے اور زمین ویران کو آباد کرتا ہے نباتات و اشجار و کشت زار کو
سرسبز و شاداب کرتا ہے اور اسی طرح اصناف حیوانات کو کہ ہر ایک مین فوائد و منافع جدا جدا ہین اُن مین خلق فرمایا ہے
اور ہوا کو آسمان و زمین کے درمیان مین ہر جہت سے حرکت دی ہے اور تاثیرات مختلفہ اُنہین عطا فرمائی ہین کہ
جسم تربیت ہر قسم کے دانہ کی اور پختگی پھلون کی اور منافع بیشمار اُس سے حاصل ہوتے ہین اور ان سب سے جو جو
کہ غور و فکر کرین اپنی عقلون سے کسقدر واضح دلیلین وجود صانع کی اور اُسکے علم و قدرت کی حاصل ہوتی ہین وجہ دوم
یہ ہے کہ تفسیر جناب امام حسن عسکری مین منقول ہے کہ ایک شخص نے جناب صادق ع سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ مجھے
رہنمائی فرمائے کہ خدا کون ہے کیونکہ مجھے اہل جدل کی باتون نے بہت متحیر کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے بندہ خدا
تو کبھی کشتی پر سوار ہوا ہے اُسنے عرض کیا کہ ہان فرمایا کبھی تیری کشتی ایسے مقام پر ٹوٹی ہے کہ جہان نہ دوسری کشتی ہو
کہ تو اُسپر سوار ہو کر نجات پائے نہ کوئی پیرنے والا ہو کہ تجھے اپنے ساتھ دریا سے نکال لیجائے نہ کوئی تختہ ہو کہ اُسی پر بیٹھکر
جان بچائے عرض کیا اُسنے کہ ہان فرمایا کہ آیا ایسے حال مین تیرا دل کسی کی طرف رجوع کرتا تھا کہ کوئی قادر ہے کہ
اس ورطہ ہلاکت سے تجھے چھوڑا دے اُسنے کہا ہان فرمایا کہ بس وہی خدا ہے جسکی طرف دل ایسے حال مین تیرا رجوع لایا
تھا اور وہ قادر ہے نجات دینے پر اُسوقت کہ جب کوئی نجات دینے والا نہو اور وہی فریادرسی پر قادر ہے اُسوقت جب
کوئی فریاد کو پہونچنے والا نہو اب اس سے اثبات وجود صانع اور قدرت اُسکی دونو بالکل وجہ ثابت ہوتی ہین اور
اسی کی طرف حق تعالی نے اشارہ فرمایا ہے اپنے قول مین أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ
وجہ سوم وہ یہ ہے کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے بعض خطبون مین فرمایا ہے اور چونکہ بلیغ کلام
ہے کہ ابلغ متکلم سے صادر ہوا ہے لہذا پہلے اُسے نقل کر کے بعد اُسکے اُسکا ترجمہ لکھونگا ولو فکروا فی عظیم القدرۃ وجسیم
النعمۃ لرجعوا الی الطریق وخافوا عذاب الحریق ولکن القلوب علیلۃ والابصار مدخولۃ الا تنظرون الی صغیر
ما خلق کیف احکم خلقہ واتقن ترکیبہ وفلق لہ السمع والبصر وسوی لہ العظم والبشر انظروا الی النملۃ
فی صغر جثتہا ولطافۃ ہیئتہا لا تکاد تنال بلحظ البصر ولا بمستدرک الفکر کیف دبت علی ارضہا
وصبت علی رزقہا تنقل الحبۃ الی جحرہا وتعدہا فی مستقرہا تجمع فی حرہا لبردہا وفی وردہا لصدرہا
مکفول برزقہا مرزوقۃ بوفقہا لا یغفلہا المنان ولا یحرمہا الدیان ولو فی الصفا الیابس والحجر الجامس

ولو فكرت في مجاري اكلها في علوها وسفلها وما في الجوف من شراسيف بطنها وما في الراس من عينها واذنها
لقضيت من خلقها عجبا ولقيت من وصفها تعبا فتعالى الذي اقامها على قوائمها وبناها على دعائمها
لم يشركه في فطرها فاطر ولم يعنه على خلقها قادر حاصل معنی اس کلام معجز نظام کے یہ ہین کہ اگر منکران صانع
مدبر اور کافران خالق مقدر خدا کی قدرت کاملہ مین فکر کرین تو راہ راست پر آئین اور جہنم کی آگ سے جو جلانے
والی ہے ڈرین لیکن دل انکے بیمار ہین جہالت و نادانی سے بیمار ہین اور بینائی انکے آنکھون کی نافہمی سے معیوب ہے صنایع
الٰہی مین تامل کیون نہین کرتے اور بہت چھوٹی مخلوق اسکی جو مورچہ ہے اُس مین تفکر کیون نہین کرتے کہ خدا نے
اُسکی خلقت کو کیسا محکم فرمایا ہے آنکھ کان اُسکو بھی دئے ہین اور پوست کو اُسکے بھی بالائے استخوان نازک کھینچا ہے چشم
سے دیکھو کہ اُسکا بدن کتنا چھوٹا ہے اور ہیئت نازک اسکی کتنی لطیف و صغیر ہے کہ بند و پیوند اُسکے دیکھنے والے کو
دکھائی نہین دیتے یہ کیونکر زمین پر راہ چلتے ہے اور روزی کے حاصل کرنے کو ہر طرف دوڑتی ہے اور جو دانہ کہ پاتی ہے
اُسے اپنے سوراخ مین لیجاتی ہے اور جو مقام لائق ہے اُس مین رکھتی ہے جاڑے کا توشہ گرمی مین مہیا کرتی ہے اور سامان
تنگی کا فراخی مین کرتی ہے اور حق تعالیٰ اسکی روزی کا بھی کفیل ہے اسکے موافق اُسے بھی روزی پہونچاتا ہے اور اپنے
انعام عام سے اُسے بھی محروم نہین رکھتا اور اپنے لطف بے دریغ سے اُسے بھی بے نصیب نہین چھوڑتا اگرچہ سخت پتھر
مین بسر کرے یا زمین سنگلاخ مین وطن پکڑے اگر اُسکے مجاری آب طعام مین تفکر کرو اور سراپائے وجود کو اُسکے
جہان جہان پستی و بلندی ہے بتامل دیکھو اور اطراف استخوان پہلو کو اُسکے جو پیٹ پر اُسکے آئے ہین نظر کرو اور اُسکے
آنکھ کان کو جو اُسکے سر مین ہین ملاحظہ کرو تو یقیناً خلقت بدیع سے اُسکے تعجب ہوگا اور اُسکے وصف عجائب بیان
بیان سے عاجز آؤ گے پس بزرگ ہے وہ خدا جسنے اُسکو اُسکے پاؤن پر قایم کیا اور اُسکے قوام جثہ کے لیے ستون بھی اُسکے
اُٹھانے کے بنائے اور ان عجائب کے ساتھ پیدا کرنے مین کوئی شریک نہین رکھتا ہے اور اُسکی ترکیب اعضا و ترتیب
اشکال مین اُسنے کسی سے مدد نہین چاہی ولو ضربت في مذاهب فكرك لتبلغ غاياته ما دلتك الدلالة
الا على ان فاطر النملة هو فاطر النخلة لدقيق تفصيل كل شيء وغامض اختلاف كل حي وما الجليل
واللطيف والثقيل والخفيف والقوي والضعيف في خلقه الا سواء وكذلك السماء والهواء
والرياح والماء فانظر الى الشمس والقمر والنبات والشجر والماء والحجر واختلاف هذا الليل والنهار
وتفجر هذه البحار وكثرة هذه الجبال وطول هذه القلال وتفرق هذه اللغات والالسن المختلفات
فالويل لمن انكر المقدر وجحد المدبر زعموا انهم كالنبات ما لهم زارع ولا لاختلاف صورهم صانع
ولم يلجؤا الى حجة فيما ادعوا ولا تحقيق لما وعوا وهل يكون بناء من غير بان او جناية
من غير جان اور جسقدر فکر و کوشش بذریعہ وہم و عقل کیجائے اُس امر مین کہ نہایت بدائع صنع الٰہی تک پہونچین

کوئی ایسا عجب راہ نہ دکھائیگا اسی کی الخالق ہو چکا اس چھوٹے ہونے کے ساتھ اُسکے اور خالق درخت خرما کا
اس بزرگی کے ساتھ اُسکے ایک ہی اور پیدا کرنے والا سب چیزون کا کہ رنگ و شکل اور اعراض و احوال مین مختلف و
متفاوت ہین سوا ایک کے دوسرا نہین ہے اور اُسکی قدرت کے آگے پیدا کرنا دشوار چیزون کا آسان ہے اور قوی و
ضعیف و خفیف و گران یکسان ہے آسمان و زمین اُسکے قبضۂ قدرت و مشیت مین ہین اور عناصر و موالید اُسکے
ارادہ و تقدیر کے محکوم ہین چشم بصیرت کو اپنے تک کر ذرا دیکھ طرف آفتاب کے اور ماہتاب کے اور گھانس کے اور
درخت کے اور پانی کے اور پتھر کے اور نظر کر طرف رات کے اور دن کے اور جاری ہونے کو دریاؤن کے اور کثرت
پہاڑون کی اور بلندی اُنکی چوٹیون کی اور دیکھ کسقدر لغات کے مختلف ہین اور زبانین مختلف ہین کیونکہ
آفتاب و ماہتاب اس صفائی اور روشنی کے ساتھ جو انھین عطا فرمائی ہے گواہی دیتے ہین کمال قدرت پر اُس قادر
قدیم کے اور اشجار و نباتات اس تر و تازگی سے جو انھین بخشی ہے دلالت کرتے ہین جود و وحدت پر اُس صانع
حکیم کے اسی طرح پتھر کا ساکن ہونا اور پانی کا مضطرب ہونا اور زمین کا آرام اور دواب کی حرکت و اختلاف
لیل و نہار اور ظاہر ہونا نہرون کا اور دریاؤن کا اور کثرت پہاڑون کی اور بڑا ہونا اُنکی چوٹیون کا اور اختلاف
لغات و تفاوت طبائع اور عادات دلائل ظاہرہ ہین جود صانع اور قدرت کاملہ پر اُسکے اور برہان نہایت باہرہ ہین
اوپر وحدت موجد اور حکمت شاملہ پر اُسکے پس وائے اُسپر ہو جو ایسے قادر و مقتدر کے ہونے سے انکار کرے اور
ایسے حکیم مدبر کا اعتراف نکرے زنادقہ گمان کرتے ہین کہ سب موجودات حکم نباتات مین ہین کہ بدون کاشت
و تخم ریزی زمین سے پیدا ہوتے ہین اُنکے اختلاف صور و اشکال کو کوئی صانع درکار نہین ہے اور تبدل اعراض و
احوال کو اُنکے کوئی فاعل ضرور نہین ہے حال آنکہ اس دعوے مین کسی حجت عقلی اور دلیل نقلی سے تمسک نہین کرتے
اور بے تامل اس کلمۂ قبیح کو زبان پر لاتے ہین آیا جائز ہے کہ کوئی مکان و عمارت بدون بنانے والے کے بن جائے اور
کوئی کام بے اُسکے کرنے والے کے ہو جائے پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دلیل مثبتین الہ کے بہت عمدہ و مضبوط و صحیح ہے کہ
کوئی معلول بدون علت اور اسی طرح کوئی موجود بدون موجد ممکن نہین ہے کہ حاصل ہو اور اسی سے ثابت کرتے
ہین کہ یہ عالم کبیر کہ جسمین مخلوقات کثیرہ مختلف الصور و مختلف الطبائع و مختلف الاشکال موجود ہین بالضرور اُسکے لئے
بھی کوئی پیدا کرنے والا چاہئے اور وہی خدا ہے اور اس دلیل کو جملہ مثبتین الہ نے اختیار کیا ہے اور سب اِسکی
صحت پر متفق ہین بلکہ اس استدلال سے جو علم حاصل ہوتا ہے اُسکو قریب بدیہی کے جانتے ہین کیونکہ بدیہی وہ ہے جو
بحواس ظاہرۂ انسانی مدرک ہو اور اس طرز استدلال سے اگرچہ موجد عالم مدرک بحواس ظاہرہ نہین ہوتا
لیکن اکثر مخلوقات اُسکے جو اُسکے معلول ہین اور دلالت ظاہر اپنی پیدا کرنے والے پر کرتے ہین مدرک بحواس ظاہرہ
ہوتے ہین اور وہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ ادراک کرتے کرتے یقین اس مرتبہ کو اُنکے پیدا کرنے والے کا

ہم یہ سمجھتا ہو کہ گویا بجز اس ظاہر کے اسنے دیکھا لیکن غور نہ کیا وہ یہ نہ کہ جو کوئی وین نہیں لکھتے جب دیکھا کہ اس دلیل
سے منشقین آلہ و موحدین نے مجبور کیا اب بجز اقرار ربوبیت بن نہیں پڑتا اور انہین مطیع ہونا پڑتا ہو اور خلاف
آزادی لازم آتا ہو اسلیے انکے مقابلہ مین بحوالہ مشاہدہ ظاہر بلا رجوع دلیل سوے عقلی و نقلی کہا کہ موجد عالم کا
اعتقاد و اقرار ضروری نہیں ہو کیونکہ ہم یہ کہتے ہین کہ تمام عالم کا حال مثل نباتات کے سمجھنا چاہیے کہ خود بخود
پیدا ہوتے ہین جنگل مین کس نے کاشت کی اور جیسا نباتات و اشجار کے اختلاف اشکال و صور کے لیے کوئی
صانع و مصور ضرور نہیں ہو اسی طرح جملہ مخلوقات کا حال سمجھنا چاہیے اور واقع مین یہ ہو کہ یہ انکی نافہمی سے ہو
کیونکہ یہ مسئلہ کہ وجود معلول و آثار کا وجود علت مؤثرہ پر دلالت قطعی کرتا ہو مسئلہ علم اعلیٰ کا ہو جہان علت و معلول
سے اور حقائق اشیا سے بحث کرتے ہین اور یہ کہ اکثر نباتات و اشجار محتاج کاشت کاری نہیں ہین خود رو ہین
مسئلہ علم فلاحت کا ہو اور فلاحت باحث حقائق اشیا سے نہیں ہو بلکہ جو کچھ اسمین مذکور ہو وہ از قبیل تجارب ظاہرہ
یا اعمال ہین یہ بات علم فلاحت کی ہو کہ گندم و جو و نخود بدون کاشت کے پیدا نہیں ہوتے بخلاف گیاہ موتھہ کے
یا گیاہ بندر بانک کے کہ وہ محتاج کاشت کے نہیں خود جب پانی برستا ہو یا کسی طرح زمین تر اور ملائم ہوتی ہو تو یہ نباتات
پیدا ہوتے ہین اور سبب اسکا یہ ہو کہ ترکیب گندم و جو و نخود کی مضبوط نہیں ہو اور اسی طرح جڑ انکی دراز و سخت
نہیں ہو کہ زمین کے اندر رہ جائے یا دانہ بعد درو کے زمین مین رہ جائے بلکہ انکا دانہ اول تو بسبب اسکے کہ غذاے
حیوان ہو رہنے نہیں پاتا اور اگر رہ بھی جائے تو فاسد ہو جاتا ہو زمین مین لیاقت اسکی نہیں رکھتا کہ پھر سال بھر کے
بعد خود نشو کرے اور اسی طرح جڑ بھی انکی زمین سے نکل آتی ہو اس سبب سے محتاج کاشت ہین کہ جب پھر کوئی
اچھا دانہ زمین کو ملائم کر کے بوئے تو نشو کرے بخلاف ان گیاہ و اشجار کے کہ انکی جڑین مضبوط اور بڑی بڑی ہین
ریشے انکے زمین کے اندر دور تک ہوتے ہین دانے انکے سخت ہین کہ فاسد نہیں ہو جاتے وہ زمین کے اندر محفوظ
رہتے ہین جب زمین ملائم ہوتی ہو تو پھر نشو کرتے ہین انہین دیکھنے مین یہ معلوم ہوا کہ خود بخود پیدا ہوے حال آنکہ
ایسا نہیں ہو بلکہ موجد و صانع عالم نے جیسا کہ انسان کو اور جملہ حیوانات کو پیدا کیا اور انہین خصوصیات عطا
فرمائے کہ کسی کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہو اور کسی کے پیٹ سے انڈا ہوتا ہو اور اس سے بچہ نکلتا ہو اور اس سے
سلسلہ توالد و تناسل جاری رہتا ہو اسی طرح نباتات کو بھی پیدا کیا اور انہین خصوصیات عطا فرمائے کہ کوئی تخم
سے پیدا ہوتا ہو کسی کا برگ اسکے شجر کا مولد ہو کسی کی جڑ کسی کی شاخ اسکے درخت کی مولد ہو اس طرح پیدا ہوتا ہو
شیوع و ظہور تولد انکا بھی واقع مین بارادہ صانع ہو لیکن اسباب ظاہری اسکے بہت ہوتے ہین کبھی تولد نباتات و
اشجار اس طرح ہوتا ہو کہ انسان انکے بوتے اور لگاتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہو کہ طیور و چارپاے ایک جگہ سے انہین
کھا گئے دوسری جگہ صحرا مین جا کر انہین خواہ بذریعہ قے کے یا دفع فضول کے از راہ امعا دفع کرتے ہین اور تخم

ان نباتات و اشجار کو لہ کر اپنے سبب سمجھتے کے بامر الٰہی محفوظ رہے اُن حیوانات کے پیٹ مین ہضم نہوئے و
وہ باستعداد زمین بہ تربیت ہوا و اعانت باران حسب ارادہ صانع عالم زمین مین ٹہرے اور نشو و نما کیا اور بمرور زمن
اُن سے تخم و برگ و شاخ و پھل جیسا کہ اُسکا خاصہ ہے زمین پر گرتے گرتے اور بڑھتے بڑھتے جنگل کے مرتبہ کو پہونچ گئے کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ ایک مقام زمین انسان کی سکونت سے آباد تھا اور وہان اُنھون نے باغ و درخت لگائے اور کاشت
کی تھی بعد چندے بامر الٰہی وہ مقام آدمیون سے خالی ہو گیا اور وہ اشجار و نباتات اپنے دانون کے اور پتون کے
اور شاخون کے اور جڑون کے ذریعہ سے بڑھتے بڑھتے بہت بڑھ گئے اور آثار آبادی انسان کی مکانات و عمارات سب
بالکل منہدم و زائل ہو گئے اب جو اُسے دیکھتا ہے سوا جنگل کے اُسکا نام نہین لے سکتا اب جو زندیق نے یا عالم خلاف حقیقت نے
اُسے دیکھا تو جو ظاہر تھا اُسکی رو سے اُسنے کہا کہ یہ سب بے بونے والے کے پیدا ہوئے اسی طرح ضرورت صانع کی نہین
ہم بھی یونہین پیدا ہوتے ہین لیکن اگر حقیقت کی طرف رجوع کرتے اور دیکھتے تو صاف معلوم ہوتا کہ جو بات کاشت
کرنے سے ہوتی ہے اُسی طرح نشو و نما اب بھی ہوا ہے یعنی دانہ زمین تک پہونچا اور اُسے حق تعالیٰ نے استعداد نشو عطا
فرمائی اور باران و ہوا نے حسب الحکم اُسکے اس دانہ کی تربیت کی اور زمین نے غذا دی اس سے یہ برومند ہوا اور
جسنے اُسے نطفہ پدر سے اُسکی مان کے پیٹ مین مصور و متشکل فرمایا تھا اُسی نے نباتات کو بھی مختلف الاشکال و صور
پیدا کیا اُسکا پیدا کرنا اس طرح نہین ہے کہ کوئی آلہ ہاتھ مین لیکر بیٹھے اور کاٹ کر صورتین بنائے اور نقش کرے اور جدا جدا
رنگ دے بلکہ یہ سب کام بارادہ و حکم فرماتا ہے اسلئے زندیق نافہم کو معلوم نہین ہوتا اور اگر خود بخود ہوتے تو آنکے باپ
کی بھی ضرورت نہ تھی مانئے تو چہین آپ کہ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے بالجملہ اگر اسباب ضروری ہین تو علت
فاعلی بھی ایجاد فعل مین ضروری ہے اور اگر یہ ضروری ہے تو صانع عالم کا بھی وجود ضروری او ظاہر ہے اور دلیل متقنین الٰہی
بہت صحیح ہے پھر یہ تو بدیہی ہے کہ بدون اسباب مسبب موجود نہین ہوتا اسی طرح وجود عالم بدون ایجاد صانع ناممکن ہے
اور منشاء قول زنادقہ انکی نافہمی اور قلت تدبر ہے قابل التفات نہین ہے پھر جناب امیر علیہ السلام تتمۂ خطبہ سے
فرماتے ہین وان شئت قلت فی الجرادۃ اذ خلق لها عینین حمراوین واسرج لها حدقتین قمراوین وجعل
لها السمع الخفی وفتح لها الفم السوی وجعل لها الحس القوی ونابین بهما تقرض ومنجلین بهما تقبض یرهبها
الزراع فی زرعهم ولا یستطیعون ذبها ولو اجلبوا بجمعهم حتی ترد الحرث فی نزواتها وتقضی منه
شهواتها وخلقها کله لا یکون اصبعا مستدقة فتبارک الله الذی یسجد له من فی السموات
والارض طوعا وکرها ویعفر له خدا ووجها وتلقی بالطاعة لله سلما وضعفا ویعطی القیاد رهبة
وخوفا فالطیر مسخرة لامره احصی عدد الریش منها والنفس وارسی قوائمها علی الندی
والیبس فقدر اقواتها واحصی اجناسها فهذا غراب وهذا عقاب وهذا حمام وهذا نعام

دعا کل طائر باسمہ وکفل لہ برزقہ وانشأ السحاب الثقال فاھطل دیمھا وعدد قسمھا فبل
الارض بعد جفوفہا واخرج نبتہا بعد جدوبہا حاصل معنے اسکے یہ ہیں کہ اگر مخلوقات خدا کے حال میں
تفکر کرنا منظور ہو تو ملخ یعنے ٹیڈی کو دیکھو باریکیاں صانع کے صنعتوں کی اُسمیں مشاہدہ کرو کہ حق تعالی نے
اُسمیں دو آنکھیں سرخ پیدا کیں اور اُنھیں روشن و تابان فرمایا اور کان کا اُسکے سوراخ بہت باریک ایجاد
کیا اور بہت درست منہ اُسکے لئے کھولا اور حس قوی دی اور ادراک لائق اُسے عطا فرمایا اور دو دانت تیز
کاٹنے کے لئے نباتات کے اُسکے منھ کے اندر پیدا فرمائے اور دو پاؤں درانتی کی صورت کے ہر چیز کے پکڑنے کو اُسے
دیئے ہیں کاشتکار اپنے کھیتوں میں اُس سے ہمیشہ ڈرتے ہیں اور کسی تدبیر و حیلہ سے جب اُنکے کھیتوں میں آتی ہیں
تو دفع نہیں کر سکتے اور ہمیشہ مقاومت سے اُسکی عاجز رہتے ہیں اگرچہ اشخاص کثیر کیوں نہ جمع ہوں لیکن باوجود
اسکے کہ یہ صاحب نفس ناطقہ اور اُس سے بہت بڑے ہیں لیکن کچھ نہیں ہو سکتا یہانتک کہ وہ ٹیڈیاں جس
کھیت میں اور جن درختوں پر کہ چاہتی ہیں اُترتی ہیں اور اپنے حسب خواہش اپنی حاصل کرتی ہیں
اور پھر چلی جاتی ہیں اور کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا حالانکہ تمام خلقت اُنکی ایک انگلی کے بھی برابر نہیں ہے اور
قد و قامت ہر ایک کا چھوٹی انگلی سے زیادہ نہیں ہے پس بڑا ہے وہ خدا کہ جسکے لئے آسمانوں و زمین اور جو کچھ کہ اُنمیں ہیں
خواہ مخواہ جیسے حال اور پیشانی افتقار سے اُسکے آگے سجدہ کرتے ہیں اور منھ اور رخسارۂ خشوع کو زمین اطاعت
اُسکی رکھتے ہیں اور بکمال انقیاد و فروتنی اُسکے امتثال حکم سے باہر نہیں جاتے اور بکمال خوف اُسکی اطاعت احکام کا
بوجھ کھینچتے ہیں ہوا میں حیوانات پرواز اُسکے حکم کے مسخر ہیں اور زمین پر چرنے والے جانور مطیع و منقاد امر اُسکے ہیں
عدد ہر پرندہ کے پروں کا اُسکے شمار میں ہے اور ہر حیوان کے تنفس کا حساب کرتا ہے پرندوں کے پاؤں کو تر میں
و خشک پر قائم کیا ہے اور ہر فرد کو افراد مخلوقات سے جداگانہ بقدر احتیاج اُسکے روزی پہونچائی ہے اجناس و
انواع پرندوں میں پیدا کئے ہیں اور اصناف مختلف کا ایجاد کیا ہے زاغ کو عقاب سے تمیز تام اور کبوتر کو شتر مرغ سے
فرق تمام دیا ہے ہر پرندہ کے واسطے ایک نام قرار دیا ہے اور اُسکی روزی کا متکفل ہوا ہے بڑے بڑے بادل پانی
سے بھرے ہوئے ہوا میں پیدا کئے ہیں اور بہت پانی روئے زمین پر اُتارا ہے اور عدد و قطرات باران کو اپنے علم سے
جو سبکو شامل ہے محفوظ رکھتا ہے اور ہر ٹکڑے کو زمین سے باندازۂ حکمت کل کے اس پانی سے حصہ دیا ہے اور زمین مردہ
کو نئے سر سے زندگی عطا فرماتا ہے اور خشک خاک کو اپنے فضل عام سے سبز و شاداب کرتا ہے وجہ چہارم
یہ ہے کہ جناب اقدس الٰہی فرماتا ہے وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ جسکا ظاہر حاصل
معنی یہ ہے کہ زمین میں علامات و دلالتیں وجود صانع عالم کی بہت ہیں کہ جسے دیکھکر اہل نظر یقین وجود صانع
حاصل کرتے ہیں کیونکہ اکثر مخلوقات خدا از قسم نباتات و اشجار و جمادات و احجار و انہار و حیوانات سب اُنمیں موجود ہیں

اور اسمین تفکر عالم اکبر مین تفکر کرتا ہی اور خود تمھارے نفوس مین موجود ہین وہ چیزین کہ جو دلالت واضح اور
وجود صانع خبیر اور عالم قدیر کے کرتی ہین مگر تم اُسے نہین دیکھتے تا بمقتضائے دلالتہائے مذکورہ راہ چلو اور
یقین حاصل کرو اور واضح ہو کہ تفکر کرنا بدایع و صنایع الٰہی مین جو خلقت انسان مین فرمائے ہین فکر عالم اصغر
مین ہی کہ یہ عمدہ مخلوقات الٰہی زمین پر ہی اور چونکہ قبل اسکے استدلال اور مخلوقات عالم اکبر سے فی الجملہ ہو چکی ہی
اب عمدہ مخلوقات جسکی طرف حق تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہی وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کا بیان ضرور ہی اسلئے
تھوڑا اُسکا بیان کیا جاتا ہی کہ طالب حق اور یقین کو کافی ہو اور واقع مین یہ ہی کہ یہ بھی اقتباس انوار ہدایات
ائمہ معصومین علیہم السلام ہی پس جان تو ابتدا مین آدمی کی خلقت مٹی سے ہی جیسا کہ مشہور ہی اور بعد اسکے
نطفہ سے مرد و عورت کے پیدا کرنا مقرر فرمایا یعنی ابو البشر آدم اور حوا کو پانی اور مٹی سے پیدا فرمایا بعد
اسکے بنائے توالد و تناسل ابقاء نوع انسانی کے لئے نطفۂ مرد و زن اور اُنکے رحم مین مجتمع ہونے پر رکھی
پس انسان پہلے حقیقت مین ایک مشت خاک تھا اور اُن چند قطرات سے ہی جو کمال مذلت و کثافت سے
متصف ہین اور سب کی آنکھ مین خوار و بیمقدار ہین اور جب مدبر حکیم نے نطفہ باپکا ماں کے رحم مین ٹھہرایا اور
ایک حالت سے اُسے دوسرے حالت پر منتقل کیا جیسا کہ تفصیل اسکی کتب طبیہ مین بقید ایام مسطور ہی اور
کتاب عزیز مین بھی مذکور ہی تو پہلے استحالہ مین خون محض ہوتا ہی اور پھر پارۂ گوشت ہو جاتا ہی اور کسی وقت
جسم کامل کہ بانواع متانت و مناسبت اجزا ہڈی اور گوشت اور اعصاب عروق و پوست سے ترکیب پایا ہوتا ہی
اور یہ خلقت و تصویر کس گھر مین اسکی ہوتی ہی کہ جہان تین تاریکیان جمع ہین ایک تاریکی شکم دوسری تاریکی رحم تیسری
تاریکی مشیمہ اس خوشترین صنعت کو خیال مین لانا چاہئے پس اس حال مین کہ ایک گوشت کا مضغہ تھا اور عقل و
دانش سے کچھ بہرہ نہ تھا اور کوئی حیلہ و وسیلہ جذب غذا اور دفع ضرر بلا کا نہ رکھتا تھا اگر اسی حال پر اُسے
چھوڑ دیتا تو نہ خود اور نہ کوئی دوسرا آدمی قدرت اسکی رکھتا تھا کہ اُس ظلمت کدہ رحم مین اصلاح حال اسکی
کرتا پس ایسے حال مین کہ جہان نہ کسی کے آنکھ کی رسائی تھی نہ ہاتھ پہونچ سکتا تھا جو جو کچھ اُسے ضرور تھا اعضا و
احشا و استخوان و گوشت و پوست سب کچھ عطا فرمایا اور جتنی غذا چاہئے تھی وہ خون حیض سے اُسے پہونچائی اور جب
اعضائے بدن و مجاری و مقر روح بن چکا تو اپنی حکمت کاملہ سے افاضۂ روح کا اُسپر فرمایا کہ جس سے اُسمین حس و حرکت
پیدا ہوئے جیسا کہ فرمایا ہی ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ
علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأناہ خلقا آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین
جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ خلق آخر سے مراد نفخ روح ہی اُسمین اور معنے روح مین بہت اختلاف واقع ہی
حقیقت یہ ہی کہ وہ ایسا جوہر لطیف ہی جسے کسی نے نہین جانا تحقیق کنہ مین اُسکے سب عاجز ہین کسی جگہ سے بعض

نہیں پہونچتا تو اگر بچہ کی غذا جو خون حیض تھا اُسے نہ پہونچتا تو گھانس کی طرح خشک ہو جاتا اور منجمد ہو جاتا
اور اگر رحم تنگ سے ماں کے اُسے خدا نہ نکالتا تو ہمیشہ اُسمیں مثل زندہ درگور کے رہتا اور کوئی منفعت و ثمرہ اُسپر
مترتب نہوتا اور اگر بعد ولادت غذا اُسکی دودھ نہ پہونچتا تو یا بدون غذا مر جاتا یا غذا ایسی پہونچتی کہ اُس کے
بدن میں اُسکے بیماریاں اور فساد پیدا ہوتا اور اگر ہمیشہ شیر مادر ہی غذا رہتی تو اول نقص اسکا یہ ہوتا کہ بدن فربہ
نہوتا دوسرے یہ کہ ماں ایک ہی بچے کی تربیت میں مشغول ہوتی دوسرے کی نوبت کہاں سے آتی اور اگر دانت
اُسے نہ عطا فرماتا تو غذائے صلب کس سے کھاتا اور اگر کمال عقل اُسی طفولیت میں اول وجود سے ہمراہ روح عطا فرماتا
تو کسقدر رحم میں مختلط بکثافات و محبوس ظلمات ہونا دشوار ہوتا اور جب شکم مادر سے باہر آتا اور اس عالم وسیع میں
مخلوقات کثیرہ عجیبہ کو دفعۃً دیکھتا کہ جنہیں کبھی دیکھا تھا اور نہ اُنکے امثال کو مشاہدہ کیا تھا تو ساعت بساعت
کسقدر عقل اُسکی پریشان ہوتی اور کیا کیا خوف و ہراس تعجب اجنبی سے اُسکے دامنگیر ہوتا آیا نہیں دیکھتا کہ اگر کسیکو قید
کرکے ایک شہر سے دوسرے شہر میں جہاں کبھی نہ گیا ہو اور وہاں کے رہنے والوں میں کسی سے ملاقات و معرفت
نہو اور کسیکی بات کو وہاں کے ساکنین کی نہ سمجھتا ہو تو کس اضطراب و حیرت میں گرفتار ہوگا حال آنکہ اُس نے بہت سے
امثال کو اُن ساکنین کے بہت دیکھا ہو اور سنا ہو بخلاف اُس طفل کے کہ بطن مادر سے آیا ہے ابھی نہ کسیکو وہاں
بجز تاریکی و کثافات کے دیکھا نہ سنا علاوہ اسکے اگر لڑکا عقیل و دانشمند ہوتا تو اسقدر مذلت و خواری اپنے میں
پاتا کہ اُس سے زیادتی متصور نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ دیکھتا اور سمجھتا کہ لتوں میں اُسے لپیٹے ہوئے جہاں چاہتے ہیں
رکھ دیتے ہیں جہاں سے چاہتے ہیں اُٹھا لیتے ہیں جھولے میں ڈالکر حرکت دیتے ہیں ہر شخص اُسے برہنہ دیکھتا ہے بول و
براز لوگوں کی گود میں اور اُنکے کپڑوں پر کر دیتا ہے چلنے پھرنے کی بات کرنے کی طاقت نہیں عجیب آوازیں سنتا ہے
اور باتیں نہیں سمجھتا محصل کلام نہیں دریافت کر سکتا اور اس سے کسقدر مبتلائے حیرت و خجالت و اندوہ
رہتا اسی طرح ہر امر میں حق تعالی کے امور سے جو مشتمل اوپر حکمت و مصالح کی ہیں اِس کثرت کے ساتھ فوائد
و ثمرات عظیمہ ہیں کہ عقول بشری اُسکے ادراک سے قاصر ہیں جسکو اشتیاق مطالعۂ فوائد حکمت الٰہی ہو وہ خطبۂ
نہج البلاغہ اور حدیث مفضل کی طرف کہ سرچشمۂ عرفان ہے رجوع کرے اب میں ختم سخن کر کے کہتا ہوں جسقدر یہاں
بیان ہوا اُس سے طالب علم یقین کو اتنا مجملاً ضرور ظاہر و ثابت ہوا ہوگا کہ خلقت انسان و غیر انسان میں حق تعالی
کے صنائع اور حکمتیں بے انتہا ہیں اور وہ سب دلائل واضحہ ہیں طالب یقین کے لئے اثبات وجود صانع عالم پر
جو قادر ہے اور کدورت عالمیان سے صاف اور آئینہ شبہائے افتقار سے خالی ہے اور بالفور اِس سے یقین اِس
امر کا بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ صانع جملہ مخلوقات سے اپنی غیر ہے کسی طرح کی مشابہت و مناسبت نہیں رکھتا
جملہ معائب و نقائص سے برتر ہے اور بھی ضرور عقل حکم کرتی ہے کہ یہ امور پر از حکمت جو مذکور ہوئے اُنکا حمد و

نہین ہو سکتا مگر جبکہ خالق انکا اپنی قدرت و اختیار سے انکی نیکی اور بدی اور فوائد و اغراض کہ انکی جانکر پیدا کرے
الا جس چیز کا کہ تم ادراک کرتے ہو یا نہین بے اختیار محض ہو تو عقل جائز نہین رکھتی کہ ایسے آثار عجیب غریب کہ جو
مشتمل اوپر انواع حکمت کے اور منتظم ہون کیونکر صادر ہو سکتے ہین اور یہ کیونکر ہو حال آنکہ اگر کسی انسان کو ہم دیکھتے ہین
کہ وہ سیتا ہو یا لکھتا ہو یا کوئی کتاب یا لباس مشتمل اوپر انواع محاسن و خوبی کی پاتے ہین تو اسکی زندگی اور اختیار و
قدرت و علم و معرفت پر اس صنعت سے یقین کرتے ہین کیونکہ لکھنا یا سینا معدوم کا کام نہین نہ ایسی طرح اچھا لکھنا یا
سینا جاہل صناعت و بے اختیار سے ممکن نہین ہو اسلئے ان امور کا علم بہ نسبت اس کاتب یا خیاط کے منجملہ قطعیات و
یقینیات بظاہر صفات کے ہوتا ہے اور یہ علم نہین حاصل ہوا ہمین مگر ایک کتاب سے یا ایک خیاطت سے فقط پس جبکہ
دیکھا ہمنے سب چیزون کی طرف جو عالم مین ہین مثل زمین و آسمان و انسان و حیوان و آفتاب و ماہتاب و ستارہ ہائے بیشمار و اشجار
و اثمار و معادن و جواہر وغیرہ سے کہ پہلے سب سے خود ہمارے نفوس و تبدل احوال اپنے مشاہد ہین اور بعد اسکے جو کچھ
بحواس ظاہرہ ہمارے مدرک ہوتا ہے دیکھنے سے اور سننے سے اور چھونے سے اور سونگھنے سے اور چکھنے سے اور بعد
اسکے وہ امور جنھین ہم بذریعہ عقل و بینائی باطن پاتے ہین اقسام و اصناف عقلیات سے کہ تمام عالم کا مدار انہی پر ہے
اور سوا اسکے کہ یہ سب شاہد ناطق وجود ذی جود خالق مدبر عالم ہین پس اگر زندگی اور علم و قدرت کاتب کی ہمپر ظاہر
نہوئی مگر ایک بات سے کہ وہ اسکے ہاتھ کی حرکت وقت کتابت خط تھی تو یہ مصنوعات غیر متناہی کیونکر دلیل وجود
صانع اور اسکے علم و قدرت پر دال نہونگے جیسا کہ اعرابی نے کہا تھا اور اوپر مذکور ہو چکا لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کو
ابتدائے سن طفولیت سے انس و الفت ان مصنوعات سے بہم پہنچا ہے اور ہر چیز کو انہین سے اوائل ابتدائے عمر سے دیکھا ہے
مثلاً آسمان کو سایہ کئے پایا زمین کو فرش بچھا دیکھا آفتاب کے وقت طلوع سے اول شروع نہار جانا غروب سے اسکے اول
ساعت لیل سمجھا اسی طرح حال جملہ مخلوقات کا ہے اور جون جون عقل اور ادراک قوت ان مین آنے لگی لہو و لعب کی طرف
بسیار متوجہ کرنے لگے یہان تک کہ مستغرق دریائے لہو و لعب ہو گیا اور جو چیزین کہ اس سے مالوف تھین وہ
اسکی نظر مین بے حقیقت ہو گئین یہ نہین جانا کہ ان صنعتہائے گوناگون اور حکمت ہائے بوقلمون کی غایت
گواہی دینا وجود خالق مدبر پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب خلاف مالوف کسی امر کو کہ خلاف عادت ہو مثل حیوان عجیب یا
فعل غریب دیکھتا ہے بہت متعجب ہوتا ہے اور بے اختیار زبان اسکی اسکی تعریف مین اور دل اسکا اپنے خالق کے ساتھ
بہت جلد اعتقاد کامل اختیار کرتا ہے حال آنکہ ہزار ہا مرتبہ اپنے اعضا کا ملاحظہ کرتا ہے اور اسی طرح اعضائے حیوانات الوان کو
اپنے دیکھتا ہے لیکن بسبب طول الفت و انس کے انکی شہادت و گواہی پر نسبت خالق کے آگاہ نہین ہوتا اور اگر فرض
کرو کہ کوئی اندھا مادر زاد کہ تا سن بلوغ و حصول عقل نابینا رہا ہو دفعتہ اسکی آنکھین روشن ہو جائین اور آنکھ اسکی زمین و
آسمان و انسان و چارپائے و نہرین اور درخت و عجائب صنع الٰہی پر پڑے اور گواہی ان عجائب غیر متناہی کی جو

کمال علوم تہ صانع پر ہو دیکھے اور سمجھے تو کمال تعجب حیرت سے آئے یہ ڈر پیدا ہوگا کہ کہیں میری عقل ایل نہ جائے
دوسری دلیل یہ ہو کہ جیسا کہ تواتر خبر کا محسوسات میں افادۂ علم کرتا ہو کیونکہ عادۃً محال ہو کہ عدد کثیر جھوٹ پر اتفاق
کرے اسی طرح اتفاق جمیع انبیا و اوصیا کا بلکہ جمیع اہل مذاہب کا باستثنائے معدودِ چند اس بات پر کہ صانع
عالم موجود ہو اور کامل ہر جمیع الجہات و منزہ جمیع نقائص سے ہو یقین لاتا ہو کہ ان سب کی گواہی اور اقرار و اتفاق
غلط نہیں ہو خصوصاً جبکہ انکی دلیلیں جو خطا سے دور ہیں دیکھیں جائیں تو بخوبی علم حاصل ہوتا ہو کہ یہ دعوی جسکے اس
کثرت سے مدعی اور گواہ ہیں حق ہو **تیسری دلیل** اثبات واجب کے لئے دلیل حکما کی ہو کہ اکثر متکلمین نے بھی اسے
ذکر کیا ہو اور اگرچہ وہ موقوف مقدمات چند پر ہو لیکن میں بطریق اختصار جیسا کہ جناب سید سند سید العلما اعلی اللہ مقامہ
فی الجنۃ نے حدیقۂ سلطانیہ میں اور مولانا مجلسی نے حق الیقین میں بیان فرمایا ہو ذکر میں اکتفا کرتا ہوں اور وہ یہ ہو کہ جو مفہوم کہ
آدمی تعقل اسے کرتا ہو یا یہ ہو کہ نظر بذات اسکے بدون ملاحظہ دوسری چیز کے خارج سے و بغیر علت ہونے اسکے
خارج میں واجب ہوتا ہو اور اسے واجب الوجود کہتے ہیں اور یا یہ ہو کہ نظر بذات اسکے نہ اسکا ہونا واجب ہو نہ ممتنع ہو اور
اسے ممکن الوجود کہتے ہیں کہ اسکا ہونا نہونا دونوں نظر بذات اسکے روا ہو پس اگر کوئی علت بہم پہونچاتا ہو تو موجود ہو جاتا ہو
والا معدوم رہتا ہو پس کہتا ہوں میں کہ عالم میں موجودات یقینی ہیں اس صورت میں اگر مجموع موجودات منحصر ممکن میں ہو
واجب اسکے بیچ میں نہو پس ان سبکو جو ملاحظہ کرو تو بمنزلہ ایک شخص کے ہوں گے اور عدم انکے مجموع پر روا ہوگا اور
جیسا کہ زید کا پیدا و موجود ہونا بدون علت کے محال ہو اسلئے کہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہو اور وہ بہ بداہت عقل محال ہو
اسی طرح اس مجموع کا موجود ہونا بدون اسکے کہ کوئی علت جو اس مجموع سے خارج میں موجود ہو اور اسے پیدا کرے
محال ہو اور وہ علت چاہیے کہ موجود ہو کیونکہ اگر خود موجود نہو گی تو دوسرے کے وجود کی علت کیونکر ہو سکے گی
اور موجود کہ جملہ ممکنات سے جدا اور خارج ہو وہ واجب الوجود ہو پس ثابت ہوا کہ واجب الوجود یقینی موجود ہو پس اگر
کوئی کہے کہ مجموع ممکنات میں ہر چیز دوسرے کی علت ہو الی غیر النہایۃ اور مجموع اجزا کی علت ہو تو کہونگا جواب میں اسکے
کہ ہر ایک کا وجود ساتھ وجود علت کے واجب ہو لیکن عدم اسکا ساتھ معدوم ہونے اسکی جمیع علل کے جبکہ واجب الوجود
نہو تو ممکن ہو پس پھر ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہو اور بعضوں نے اس دلیل کی یہ تقریر کی ہو کہ اگر علت ممکن و واجب ہو تو وہ عین
مطلوب ہو اور اگر ممکن کو اور ممکن نے پیدا کیا ہو اور واجب انکے بیچ میں نہو تو دور لازم آئیگا و یا التسلسل اور وہ دونوں
باطل ہیں اور براہین ابطال دور و تسلسل اور جوابات اسکے کتب مبسوطہ میں موجود ہیں جو مشتاق ہو انھیں دیکھے چوتھی
دلیل وہ ہو جو متکلمین لکھتے ہیں اور تقریر مختصر اسکی یہ ہو کہ عالم یعنے جو کچھ کہ خدا کے غیر ہو وہ اپنی ذات و صفات حقیقیہ میں اپنے
متغیر ہوتا رہتا ہو اور جو ایسا متغیر ہو وہ حادث ہوتا ہو پس عالم حادث ہو اور ہر حادث محتاج ہو طرف محدث کے پس عالم
محتاج ہوا طرف ایسے محدث کے کہ وہ حادث نہو پس ضرور ہوا وجود عالم حوادث میں کہ محدث قدیم ازلی ہو کر جو اپنے

واسطے حدوث نرکھتا ہو بلکہ بذات خود موجود ہوا اور وہی واجب ہے نہ غیر اسکا اور واضح رہے کہ یہ دلیل بہت مباحث طویلہ رکھتی ہے لیکن اگر اُسکا بیان کیجئے تو کتاب بھی بڑی ہو جائیگی اور عوام کے لائق نرہیگی اسلئے اختصار کیا گیا فقط

فصل چہارم بیچ بیان صفات ثبوتیہ کے اور وہ آٹھ ہین **اول** یہ کہ حق تعالی قدیم ازلی ہے یعنے ہمیشہ سے تھا اور باقی ابدی ہے یعنے ہمیشہ جس طرح تھا اور ہے رہیگا کیونکہ اگر ایسا نہو بلکہ حادث ہو تو اسکے پہلے عدم ہو پھر وجود ہوا یا بعد وجود عدم ہوا اور یہ دونو محال ہین کیونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ وہ واجب الوجود ہے عدم کو اسپر راہ نہین ہے اور مطلب ہمارا یہ ہے **دوسری** یہ کہ وہ قادر مختار ہے اور کوئی ممکن اُسکے حیطۂ قدرت سے باہر نہین ہے یعنے ہر چیز پر توانا ہے اور فعل و ترک فعل کا اختیار رکھتا ہے ایسا نہین ہے کہ ایجاد اشیا مین مجبور ہو اور مثل علت موجبہ کے صدور فعل اُس سے باضطرار ہو جیسا آگ کا جلانا اور آفتاب کا روشن کرنا فعل بلا اختیار ہے اور گمان فلاسفہ افعال خدا اضطراری ہین لیکن یہ انکی نافہمی ہے کیونکہ اثبات صفات سے غرض یہ ہے کہ علت الکل کو کہ جناب واجب الوجود لذاتہ ہے اکمل بجہت کمال مین جملہ معلولات سے اُسکی جانین اور بے اختیاری افعال مین ممکن کا بھی نقص ہے تو جو چیز کہ معلول مین بھی عیب و نقص سمجھی جاے اُسے واجب کیا علت الکل ہے کیونکر تجویز کر سکتے ہین پس ضرور ہوا کہ ایجاد اشیا اور اعدام انکا اور جمیع افعال اُسکے باختیار و ارادہ اُسکے ہون جیسا کہ خود فرمایا ہے **إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ** پس اگر کوئی کہے کہ تم دعوی کرتے ہو کہ حق تعالی ہر چیز پر قادر ہے تو چاہئیے ممتنعات پر بھی قادر ہو حالانکہ ایسا نہین ہے تو ہم جواب دینگے کہ ہمنے کہا ہے کہ کوئی ممکن اُسکی تحت قدرت سے باہر نہین ہے علاوہ اسکے اُسکی قدرت کا متعلق بہ ممتنعات نہونا عجز قادر علی الاطلاق نہین ہے بلکہ ممتنعات کو قابلیت اسکی نہین ہے والا قدرت اُسکی سب پر برابر ہے اور یہ معنے احادیث مین بھی وارد ہوئے ہین جیسا کہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک دن شیطان حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت مین آیا اور کہا کہ تمھارا خدا اسپر قادر ہے کہ زمین کو مرغی کے انڈے مین اس طرح لاے کہ انڈا بڑا ہو اور زمین چھوٹی نہو حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ واے تجھپر خداوند عالم کو عاجز نہ سمجھنا چاہئیے اُس سے زیادہ کون قادر ہے جو زمین کو لطیف اور انڈے کو بڑا کر سکتا ہے اور مروی ہے کہ کوئی شخص جناب امیر علیہ السلام کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ آیا تمھارا خدا اسپر قادر ہے کہ دنیا کو تخم مرغ کے اندر اس طرح داخل کرے کہ دنیا چھوٹی نہو اور انڈا بڑا نہو حضرت نے فرمایا کہ حق تعالی موصوف بعجز نہین ہوتا لیکن جسے تو پوچھتا ہے اُسے قابلیت وجود نہین ہے اور اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی قدرت کا ممتنعات سے نہ متعلق ہونا عموم قدرت مین اُسکی قدح نہین کر سکتا لیکن امور قبیحہ ہر چند کہ تحت قدرت خداوند عالم ہین مگر انکا صادر ہونا حکیم قادر سے بنظر اُسکی حکمت کاملہ کے ممتنع ہے **تیسری** یہ کہ حق تعالی عالم ہے ساتھ ہر معلوم کے خواہ وہ کلی ہو یا جزی موجود ہو یا معدوم علم اُسکا ساتھ اشیا کے قبل انکی موجودگی کے ویسا ہی تھا جیسا کہ انہین بعد انکے موجود ہونے کے جانتا ہے ازل سے جانتا ہے اُس مخلوق کو جسے ابد مین پیدا کریگا اور یہ معنے صادقین

علیہم السلام سے علم خدا کے معلوم ہوئے ہین اور قرآن شریف بھی اسپر ناطق ہی جیسا کہ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید
مین جناب امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہی اور حاصل مضمون اُسکے یہ ہین کہ سوال کیا حسن بن یسار نے کہ آیا خدا اُس
چیز کو جو موجود نہین جانتا ہی کہ بعد موجود ہونے کے کیسی ہوگی یا نہین جانتا مگر اُس چیز کو جو موجود ہوتی ہی تو حضرت نے
فرمایا کہ ہر چیز کو وہ قبل اُسکے موجود ہونے کے جانتا ہی اور پھر ایک کلام کے بعد فرمایا پس ہمیشہ علم اُسکا قدیم و سابق
تھا سب چیزون پر قبل اُسکے کہ اُنھین خلق فرماوے حق تعالی بہت بزرگ و برتر ہی اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کتاب
کافی مین منقول ہی کہ فرماتے تھے کَانَ اللّٰہُ وَلَا شَیْءَ غَیْرُہٗ وَلَمْ یَزَلْ عَالِمًا بِمَا یَکُوْنُ فَعِلْمُہٗ بِہٖ قَبْلَ کَوْنِہٖ کَعِلْمِہٖ بِہٖ بَعْدَ کَوْنِہٖ
یعنی حق تعالی موجود تھا جبکہ کوئی چیز سوا اُسکے نہ تھی اور ہمیشہ جانتا تھا جو کچھ کہ آئندہ پیدا ہوگا پس علم اُسکا ہر چیز سے
قبل وجود اور بعد وجود اُسکے برابر ہی یعنی علم اُسکا ذات کائنات سے قدیم ہی اور وہ عین ذات مقدس اُسکی ہی نہ صفت
موجود و زائد ذات پر ہی جیسا کہ اشاعرہ نے جانا ہی ورنہ تعدد قدما لازم آئے پس علم اُسکا جو صفت کمالی اُسکی ہی نہ
حصولی ہی کہ محتاج بحصول صورت اور اُسکے قائم ہونے کی بذات خدا ہو اور نہ حضوری ہی کہ عین حضور معلومات
اُسکے ہون جیسے صفات فعل سے ہی ورنہ لازم آئے کہ محل جمیع حوادث فعال کی ہو اور اُس سے یہ لازم آئے کہ ازل مین عالم نتھا
اور جب عالم نہو تو جاہل ہوگا اور جہل کہ نقص ہی کسی طرح اُسکی ذات پر کسی وقت مین روا نہین ہی سید کاظم رشتی نے کسی
مقام پر لکھا ہی کہ علم ساتھ شی کے جبکہ وہ معدوم ہو خلاف واقع ہی پس وہ علم نہوگا اور استاد ہی جناب سید العلما اعلی اللہ
مدارجہ فی الجنۃ نے اُسے حدیقہ سلطانیہ مین دفع فرمایا ہی باین طور کہ یہ مذہب فاسد ہی اسلئے کہ اگر شی معدوم کو موجود جانے
تو البتہ خلاف واقع ہی نہ یہ کہ شی معدوم کو معدوم جاننا بھی خلاف واقع ہو اور فرمایا ہی کہ جو کوئی حق تعالی کے علم کو اشیا
کے ساتھ حادث و منحصر بیچ حضور اشیا کے جانے تو حقیقت مین اُسنے اشیا کو قبل مرتبہ ذات مین اُسکے کیا اور وہ اسلام
و ایمان سے بہرہ نہین رکھتا شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ مَنْ قَالَ بِاَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ الشَّیْءَ اِلَّا بَعْدَ کَوْنِہٖ
فَقَدْ کَفَرَ وَخَرَجَ عَنِ التَّوْحِیْدِ اور مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین فرمایا ہی کہ جملہ ضروریات مذہب سے یہ ہی کہ یقین
جانے کہ حق تعالی ازل و ابد مین جمیع اشیا کو خواہ وہ کلیات سے ہون یا جزئیات سے سبکا عالم ہی بدون اسکے کہ علم
حقیقی مین اُسکے کسی طرح کا تغیر واقع ہوا ہو اور پھر بعد ایک کلام کے فرمایا ہی کہ بعض لوگون کا مذہب یہ ہی کہ حق تعالی
نہین جانتا مگر بعد وقوع اور اس قول کو ابو الحسین بصری اور ہشام بن حکم کی طرف نسبت کرتے ہین اور بعض روایت
اُسپر دلالت کرتے ہین اور گمان یہ ہی کہ یہ مذہب ہشام کا قبل اسکے ہو کہ مذہب حق اختیار کیا یا ناقل کو اشتباہ ہوا
اور قدمائے فلاسفہ کو علم باری تعالی مین بہت اختلاف ہی اور یہ سب مذاہب کفر صریح و مخالف ضروریات عقل و دین
ہین اور براہین قاطعہ دلالت اُسکے نفی پر کرتے ہین انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ پس معلوم ہوا کہ حق تعالی کا
علم منحصر حضور اشیا مین نہین ہی کیونکہ اگر اسکے قائل ہون تو اشیا کو بھی قدیم کہین اس صورت مین تعدد قدما لازم آئیگا حالانکہ

غیر خدا کوئی قدیم نہیں ہے اور یا اشیا کو حادث جانیں تو علم بھی اُسکا اس صورت میں اشیا کے ساتھ حادث ہوگا اور
اس وقت میں لازم آئیگا کہ کسی چیز کو قبل وجود اُسکے نہ جانتا تھا اور جاہل تھا اور حق تعالیٰ منزہ ہے اس سے کہ کسی وقت بھی
نقص جہل اُسکی طرف منسوب ہو بلکہ حق تعالیٰ ہمیشہ سے اپنی ذات کو اور مخلوقات کو اپنے پہچانتا ہے اور جانتا اسکا قبل
انکے وجود کے بہتر ہے اور کوئی چیز کسی حال میں اُسپر پوشیدہ نہیں تھی الا کیونکر بہ قدرت و اختیار اُنھیں پیدا کرتا بلکہ اُسکی ذات
بذاتہ منشاء انکشاف جمیع اشیا ہے لیکن اس بیان سے یہ نہ کسیکو متوہم ہو کہ خدا کی ذات تو سب سے مباین ہے پھر کسی طرح
منشاء انکشاف کا اُنکے ہوسکتی ہے کیونکہ ہم جواب میں کہینگے کہ خدا کی ذات سب سے مباین ہے اور کامل بالذات ہے پس اگر
اور ذوات منشاء انکشاف اپنے غیر کا بسبب اپنے نقصان کے نہوویں بلکہ حصول صورت کے اور اُسکے توسط کے محتاج
ہوویں تو ہو لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ذات خدا جو کامل ہے من جمیع الوجوہ وہ بھی منشاء انکشاف نہو سکے حالانکہ وہ
بے نیاز اپنی ذات و صفات میں ہے اس سے کہ اپنے غیر کی طرف محتاج ہو اور مقتضا ادلۂ عقلیہ و نقلیہ کا بھی یہی ہے کہ حق تعالیٰ
بذات خود عالم ہر چیز کا ہے پس اگر عقول ناقصہ کنہ علم کو کہ عین ذات ہے یا کیفیت علم کو نہ پہچانیں جیسا کہ کنہ ذات کو اُسکے
نہیں دریافت کرسکتیں تو اس سے انکار نہیں ہوسکتا اگر کوئی کہے جیسا کہ شیخ احسائی نے کہا ہے کہ بعض جگہ پر قرآن مجید
میں اطلاق علم کا محدث پر مثل لوح محفوظ وغیرہ کے آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ
رَبِّي وَلَا يَنْسَى اور تم کہتے ہو کہ ہمیشہ سے عالم ہے اور ہر چیز کا عالم ہے پھر یہ کیونکر درست ہو تو جواب میں ہم کہینگے کہ یہ اطلاق
بطور مجاز ہے نہ یہ کہ حقیقت علم ہے اور وجہ ایسا ہے کہ جیسا نقوش کو کلام کہتے ہیں حالانکہ وہ حقیقت کلام نہیں ہیں بالجملہ علم
اُسکا ہر چیز کو محیط ہے اور سب کو شامل اور عام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے تصریح اُسکی قرآن میں فرمائی ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
یعنے وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور سب چیزیں مثل ذرات خاک و قطرات دریا و عدد پہاڑوں کے ریزوں کی گنتیوں کا
اور درختوں کے پتوں کا اور جنگل کی ریت کا اور جانوروں کی سانس کا اور سب لطائف صنائع اور نکتہائے بدائع
اُسپر ظاہر ہیں کیونکہ جو کچھ اُسنے پیدا کیا ہے وہ سب باختیار و از روی حکمت و ارادہ پیدا کیا ہے اور جو کوئی کسی چیز کو بارادہ
و اختیار پیدا کرتا ہے یقینی اُس چیز کو اور اُسکے صفات و آثار کو جانتا ہے کیونکہ فعل اختیاری مسبوق بعلم و ارادہ ضرور ہوتا ہے
اور یہ مقدمہ بہت واضح ہے کہ بادنی تامل ہر عاقل کو اُس سے یقین حاصل ہوسکتا ہے علاوہ اسکے وہ مجرد ہے اور مجرد کو
سب چیز سے نسبت برابر ہے اور قدرت اُسکی سب چیزوں سے متعلق ہے پس عالم بھی سب چیزوں سے ہوگا دوسرے یہ
کہ جیسا کہ سب ممکنات اثر وجود جناب واجب الوجود ہیں اسی طرح علم اُنکا اور جمیع کمالات اُنکے منتہی اُسکی طرف ہوتے ہیں
اور جو شخص کہ سبکے علوم اُس سے ہونگے یقینی جاہل کسی چیز سے نہوگا حالانکہ جہل نقص ہے اور نقص اُسپر روا نہیں ہے
ان سب دلیلوں پر قرآن میں اشارہ فرمایا ہے أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ یعنے آیا نہیں جانتا کہ جسنے
سب چیزوں کو پیدا کیا ہے وہ سبکو نہیں جانتا اور وہ لطیف ہے یعنے مجرد یا صاحب لطف کامل و رحمت شامل نسبت

جمیع موجودات کے اور حافظ و مربی اُن سب کا ہی پس کیونکر اُن سب کو نہ جانتا ہوگا بالجملہ علم اسکا ازلی و ابدی ہی
کسی وقت غافل نہیں ہوتا سہو و نسیان فراموشی اسکے واسطے نہیں ہی اسی طرح خواب اُسکی جو مقدمۂ خواب ہی
اُسکو نہیں ہی کیونکہ یہ امور نقص علم ہیں اور خدا سب نقائص عیوب سے منزہ ہی چوتھے یہ کہ حق تعالی زندہ ہی اور
مراد حیات زندگی سے وہ صفت ہی کہ اُس سے دانائی و توانائی پیدا ہو اور جبکہ علم و قدرت اُسکا مرتبۂ ثبوت کو پہنچ چکا
تو صفت حیات بھی لامحالہ اُسکے لئے ثابت ہوگی **پانچوین** یہ کہ خدا مدرک و سمیع اور بصیر ہی جان تو کہ ادراک انسان
میں اُس علم کو کہتے ہیں جو بذریعۂ حواس ظاہر حاصل ہو یعنے دیکھنے سے شے سے چکھنے سے سونگھنے سے چھونے سے پس
سمیع مختص ہو جاتے سے اُس چیز کے جو بذریعۂ قوت سامعہ جو کان کے اندر ہی حاصل ہو اور بصیر مخصوص جاننے سے
اُس امر کے ہی جو بذریعۂ قوت باصرہ جو آنکھ کے اندر ہی حاصل ہو لیکن یہ معنے مخصوص با انسان ہیں حق تعالی میں وہ ان
صفات سے یہ ہی کہ وہ جانتا ہی جملہ اُن چیزون کو جنھیں ہم بذریعۂ حواس جانتے ہیں مگر اِس جاننے میں وہ محتاج
توسط آلات قوی کا مثل ہمارے نہیں ہی بلکہ جو کچھ شنیدنی ہیں مثل اچھی اور بری اور بڑی اور چھوٹی آوازون کے
وہ سبکو جانتا ہی اور اسی طرح جو چیزین دیکھنے کی ہیں مثل رنگہاے اجسام اور شکلیں اُنکی وہ ان سبکو بغیر واسطہ در بدن
افتقار طرف آلات کے جانتا ہی اور چونکہ بیان سابق سے علم عام علام الغیوب کا بخوبی ثابت ہو چکا ہی لہذا حاجت
جداگانہ دلیل کی اثبات کو ان صفات کی باقی نہیں ہی اور واقع میں یہ ہی کہ بعد بیان علم عام کے ضرورت بیان
کی ان صفات کے نہ تھی لیکن چونکہ قرآن شریف میں اور احادیث نبی اور ائمہ کرام میں اثبات انکا بہت ہی اسلئے
علما اسی طرح لکھتے ہیں اور توجیہ میں اس تخصیص کی دو وجہ ذکر کرتے ہیں ایک یہ کہ شاید حکمت انکے ذکر میں یہ ہو کہ اسمین رد
مذہب حکما کا ہو جو خدا کو عالم جزئیات متغیرہ کا نہیں جانتے اس گمان سے کہ علم متغیر باعث تغیر ذات و صفات عالم
ہوتا ہی ولیکن یہ زعم فاسد ہی انکا کیونکہ یہ بات ظاہر ہی کہ عالم کی ذات بتغیر معلوم متغیر نہیں ہوتی جیسا کہ محقق طوسی
علیہ الرحمہ نے کتاب فصول میں اپنی اسکی تصریح کی ہی باقی رہا تغیر صفت علم اسکا حال یہ ہی کہ جو صفت حقیقی ہی یعنے ما
بہ الانکشاف وہ عین ذات باریتعالی ہی اور اسمین تغیر راہ نہیں پا سکتا اور جو صفت کہ معنے اضافی ہوتی ہیں
اُسمین تغیر مثل تغیر صفات فعل کوئی ضرر نہیں رکھتا اور کبھی اس بیان تغیر میں کہتے ہیں کہ علم متغیر نہیں ہوتا لیکن تعلق
متغیر ہوتا ہی اور جناب مولانا مجلسی نے بحار میں تصریح فرمائی ہی کہ ضروریات مذہب شیعہ سے ہی کہ حق تعالی ازل و ابد
میں عالم جمیع اشیا کا ہی کلیات ہون یا جزئیات بے اسکے کہ اسکے علم میں کوئی تغیر واقع ہو دوسرے یہ کہ اکثر اعمال
بندون کے جنکے فعل کو تکلیف تھی صادر ہوئی ہی از جملہ اُن اشیا کے ہیں جو سننے اور دیکھنے سے متعلق ہیں اسلئے ان دو
صفتون کو خاص کر کے ذکر کیا تاکہ زجر و سرزنش میں بندون کی معصیت سے اور رغبت لانے میں طاعت کی طرف
قریب تر ہو الغرض بیان یہ ہی کہ جب بخوبی واضح ہوا کہ حق تعالی تمام کلیات و جزئیات کو جانتا ہی اور ہر امر کے انجام سے

قبل وقوع اسکا دیا تو بدا بمعنی لغوی خدا پر محال ہوگا یعنی بمعنے لغوی بدا کے یہ ہین کہ رائے کا متغیر و متبدل
ہونا بسبب ظاہر ہونے خطا کے پہلی اور ندامت رائے سابق پر اور اس سے عدول کرنا طرف دوسری رائے کے
لیکن اہل سنت خواہ اپنی جہالت سے یا جاہل بن کر اسکی نسبت طرف فرقہ امامیہ کے کرتے ہین اور محض تہمت ہے کیونکہ
علمائے فرقہ حقہ کا یہ مذہب نہین ہے بلکہ وہ جس بدا کے قائل ہین بمعنی اصطلاحی ہے یعنے تغیر احکام باعتبار اختلاف
مصالح و اوقات کہ نسخ تشریعی ہے یا تغیر عالم کون و ایجاد مین کسی چیز کے پیدا کرنے سے یا معدوم کرنے سے یا زندہ کرنے
یا مارنے سے کہ وہ نسخ تکوینی ہے اور یہ وہ ہے جسے خدا فرماتا ہے کل یوم ہو فی شان یعنے ہر روز حق تعالی کی نئی شان ہے
جو مصلحت دیکھتا ہے وہ کرتا ہے اور جسمین مصلحت نہین جانتا ترک کرتا ہے کبھی مارتا ہے کبھی جلاتا ہے کبھی صحت دیتا ہے اپنے بندون
کی مصلحت جانتا ہے اور ہر وقت حسب مصلحت کام کرتا ہے اور یہ بعینہ نسخ ہے کوئی فساد و بدی اسمین نہین ہے اور بذریعہ آیات و
احادیث معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی نے دو لوح خلق فرمائے ہین اور انمین تمام کائنات و حوادث کو ثبت فرمایا ہے ایک کا
نام لوح محفوظ ہے کہ جو کچھ بحکم خدا اسمین لکھا ہے وہ متغیر نہین ہوتا اور وہ مطابق علم الہی ہے اور دوسری کا نام لوح محو و
اثبات ہے کہ اسمین بحسب مصالح اور بحکم جناب باری کچھ چیزین لکھی جاتی ہین اور کچھ محو کی جاتی ہین جیسا کہ حق تعالی نے
فرمایا ہے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب پس بدا عبارت ہے تغیر تقدیر سے لوح محو و اثبات مین اور یہ
تغیر چونکہ مشابہ بہ بداء لغوی تھا اسلئے بدا کا اطلاق اسپر صحیح ہوا ولیکن بمعنی عیب و نقصان سمجھنا نہین کیونکہ جو اس سے
مقصود ہے وہ ایسا مسلمات سے درمیان خاصہ و عامہ ہے کہ کسیکو اسمین مجال انکار کی نہین ہے اور غرض لوح محو و اثبات سے
یہ ہے کہ تا بندے بسبب خبر دینے انبیا و اوصیا کے اس لوح سے یہ جانین کہ اعمال حسنہ انکی اصلاح امور مین و اعمال بد
انکے افساد امور مین موثر ہین پس اعمال خیر کی طرف رغبت کرین اور بدی سے اجتناب و دوری ڈھونڈین جیسا کہ حق تعالی
فرماتا ہے فلولا کانت قریۃ امنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی
فی الحیوۃ الدنیا و متعناہم الی حین بیضاوی نے اپنی تفسیر مین خود لکھا ہے کہ حضرت یونس کو حق تعالی نے
شہر نینوی کے اوپر بھیجا تھا اہل نینوی نے تکذیب آنحضرت کی کی اور اسپر اصرار کیا پس حضرت یونس نے انسے کہا
کہ تین روز مین عذاب خدا نازل ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ چالیس روز تک کو کہا پس جبکہ وقت عذاب قریب
پہونچا اور آسمان سیاہ بادل اور دھوئین سے بھر گیا اور نیچے اتر آیا یہان تک کہ راہین سیاہ ہو گئین اسوقت اہل نینوی نے
توبہ کی اور حضرت یونس کو ڈھونڈھا جب نپایا تو یقین کیا کہ یونس علیہ السلام نے جو کہا تھا وہی عذاب ہے اسکے
بعد انھون نے ٹاٹ پہنا اور اپنی عورات جانورون کو صحرا مین لیگئے اور بچون کو ماؤن سے جدا کیا اور رونے کی
آوازین بلند کین اور توبہ اور اظہار ایمان کیا پس حق تعالی نے انپر رحم فرمایا اور عذاب کو انسے دور فرمایا اب آیا
یہ تبدیل رائے بحسب مصالح ہے یا نہین پھر کیونکر اس سے انکار کوئی کرسکتا ہے فثبت ان الحق ہو المطلوب

یہ کہ خدا مرید ہے اور کارہ ہے اور مراد اُس سے یہ ہے کہ جو کام اُس سے صادر ہوتا ہے ارادہ و اختیار سے اُسکے صادر ہوتا ہے
بالاضطرار نہین صادر ہوتا ہے جیسا کہ آگ کا فعل جلانا ہے اور پتھر کا ہوا سے زمین پر اترنا ہے کہ یہ افعال اضطراریہ ہین اور
سبب اُسکا یہ ہے کہ وہ قادر و مختار ہے اور قدرت و اختیار اُسکا بخوبی ثابت ہو چکا ہے تو اب فاعل مختار ہونا بھی ضروری
ہوا اور فاعل مختار سے افعال اختیاریہ بارادہ و اختیار صادر ہوتے ہین اور مرید کے یہی معنے ہین لیکن ہم بندون مین
جو فعل باختیار ہمارے صادر ہوتا ہے اُسکی یہ صورت ہے کہ پہلے تصور اُس فعل کا ہوتا ہے بعد اُسکے اُسکا فائدہ دل مین لاتے ہین
اور خواہش اُسکی ہم پہونچتی ہے اور یہ محرک و طلبگار اُس فعل کے ہوتے ہین یہان تک کہ تصمیم عزم کی حد تک پہونچتا ہے
اُسے ارادہ کہتے ہین اور جو حق تعالی مین ارادہ کے معنے پر بولا جاتا ہے وہ متعدد ہے پہلے اُس سے علم ہے ساتھ مصلحت کے جو
باعث ہوتا ہے ترجیح فعل کو ترک پر اُسکے جیسا کہ امامیہ نے بیان کیا ہے اور ظاہر ہے کہ قادر سے بعض وقت مین افعال کا
صادر ہونا اور بعض وقت مین اُسے ترک کرنا مثل اسکے کہ ایک وقت مین خلعت زندگانی عطا فرمانا اور دوسرے وقت مین
اُسے موت فنا لینا ہے توقف مصلحتون پر ہے ہر چیز کو موافق مصلحت عمل مین لاتا ہے اور ہر گاہ مصلحت اُسکی فنا مین
دیکھتا ہے معدوم کرتا ہے کیونکہ فعل اُسکا حکیم خالی حکمت سے نہین ہوتا اور چونکہ علم خدا کا عین ذات اقدس اُسکی ہے یعنی
کہ ذات پاک اُسکی ہر چیز کے مصالح مین قبل اُسکے پیدا ہونے کے اور بعد اُسکے پیدا ہونے کے کافی ہے اور اسی طرح اُسکی نیکی
اور بدی اور پوشیدہ [illegible] ہر چیز کی مصلحت کو بنفس ذات اپنے جانتا ہے اور یہی علم اُسکا داعی فعل و ترک فعل پر
ہوتا ہے پس ارادہ اُسکا و [illegible] کہ موجود اور اُسکی ذات پر زائد ہو اور علم و قدرت کے سوا ہو نہین ہے جیسا کہ اہل سنت
کہتے ہین دوسرے ارادہ مخصوص فعل باری کا نام ہے جیسا کہ اکثر روایات سے مستفاد ہوتا ہے صفوان بن یحیی کہتا ہے کہ
مینے جناب ابوالحسن کی خدمت مین عرض کیا کہ بیان فرمائیے میرے لیے کہ خدا کا ارادہ کیا چیز ہے اور بندون کا ارادہ
کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ ارادہ مخلوق وہ ہے کہ جو اُنکے دل مین آئے بعد اُسکے ذہن مین اُسکے اُسکی رائے اُسپر قرار پکڑے و
لیکن خدا کا ارادہ پس حادث کرنا اور پیدا کرنا اُسکا ہے نظیر اُسکے اور یہ معنے معنی اول سے جو متکلمین نے کہے تھے منافات
نہین رکھتے اسلیے کہ خدا کا علم مصالح و مفاسد کے ساتھ دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے اور حضرات معصومین علیہم السلام نے
بہ بیانات شافی بیان فرمایا ہے اس جگہ غرض آنحضرت کی یہ تھی کہ بندون کا ارادہ ایک صفت حقیقی حادث ہے کہ اُنکی
ذات و فعل مین اُنکے متوسط ہوتا ہے اور حق تعالی مین مثل اُنکے بندون کے ایک صفت حقیقی حادث متوسط نہین ہوتا
پس نفس فعل خدا کا بمنزلہ ارادہ ہے اب یہان پہونچتا ہے کہ کوئی شخص کہے کہ بعض احادیث مین ارادہ باری کے قدیم
ہونے کی نفی وارد ہوئی ہے پھر تمھارا یہ بیان کیونکر صحیح ہوگا تو ہم کہینگے کہ نفی صفت زائد کی ذات باری تعالی پر جدید جو
ہوا اور اہل سنت اُسکے قائل ہین اُسی ارادہ ہوئی ہے نہ نفی علم ارادہ کی جو عین ذات مقدس الہی ہے تعبیر سے ارادہ خدا کا
عبارت ہے اس سے کہ علم اُسکا ساتھ وجود مصلحت بالفعل کے متعلق ہو فعل مین یا ترک مین اُس فعل کے کیونکہ حق تعالی

جیسا کہ ازل سے ہر چیز کو جانتا ہے اسی طرح اُسکے احوال کے متغیر ہونے کے ساتھ بھی اُس سے مطلع ہے جب چیز موجود ہو
موجود جانتا ہے جسوقت وہ معدوم ہو جاتی ہے اُسے معدوم جانتا ہے حال صحت مین صحیح جانتا ہے جب بیمار ہوتے ہین مریض
جانتا ہے بالجملہ کوئی چیز کسی حال مین اُسپر پوشیدہ نہین اور تعلقات و اضافات مثل صفاتِ فعل ہیں فعل کے حادث ہوتے
ہین اور وہ مغایر علم قدیم ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ جب ابن حمید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا
حق تعالیٰ ہمیشہ مرید تھا یا نہین فرمایا وہ ہمیشہ عالم تھا لیکن مرید نہین ہوتا مگر جبکہ مراد اُسکے ساتھ ہو اور آیہ کریمہ کا مفاد
یہی ہے جو فرمایا ہے ان یشا یذھبکم و یات بخلق جدید یعنے اگر خدا چاہے تو تم سبکو نا پیدا کر دے اور دوسری نئی
مخلوق پیدا کر دے اور قول اُسکا انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنے حق تعالیٰ کا حکم
نہین ہے مگر یہ کہ جب ارادہ کسی چیز کا فرماتا ہے تو اُسے فرماتا ہے کہ موجود ہو جا پس وہ موجود ہو جاتی ہے اور جناب صادق
علیہ السلام سے جو ماثور ہے کہ فرمایا آنحضرت نے اذا اراد اللہ لعبد خیرا نکت فی قلبہ نکتۃ من نور و فتح
مسامع قلبہ یعنے جب خدا کسی بندے سے بہتری چاہتا ہے تو اُسکے دل مین نکتہ نور سے پیدا کرتا ہے اور اُسکے دل کے کان
کھول دیتا ہے یہ بھی دلالت صریح کرتا ہے کیونکہ جزا کو شرط پر معلق کرتا مغایرت و حدوث پر دلالت کرتا ہے پس ایسے نصوص
مین یا جو انکے مثل ہون ارادہ سے مراد نہ علم قدیم باری کا ہے نہ نفس فعل و ایجاد بلکہ تعلق علم کا ساتھ مصلحت ایجاد کے
اور چونکہ معانی الفاظ کے بہت ہین اس جہت سے منافات آپسمین نہین ہے لیکن یہ سب معانی ارادہ کے نسبت جناب
جناب باری تعالیٰ کے ہین مگر ارادہ اُسکا افعال بندگان کی نسبت جو ہے وہ بھی کئی معنون پر اطلاق کیا جاتا ہے پہلے
یہ کہ حق تعالیٰ بندون سے انکی طاعت کا ارادہ فرماتا ہے گناہ کا ارادہ نہین فرماتا بلکہ اُس سے کراہت رکھتا ہے اور یہان
ارادہ سے مراد حکم فرمانا خدا کا طاعت کے لئے ہے اور مراد کراہت سے نہی فرمانا اُسکا گناہون سے ہے دوسرے یہ
احادیث مین آیا ہے کہ جو کچھ اس عالم کون مین واقع ہوتا ہے بارادہ و مشیت خدا ہوتا ہے اور اسکے دو معنے ہین ایک یہ جو کچھ
یہان واقع ہوتا ہے اُسکے علم سے واقع ہوتا ہے کیونکہ کوئی چیز نہین ہے کہ علم الٰہی اُسے احاطہ نکئے ہو جناب صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ شاء اللہ ان لا یکون الا بعلمہ دوسرے یہ کہ ارادہ مثل ایسے مقامون کے نہ منع کرنے کے معنے پر ہے
کیونکہ اگر حق تعالیٰ بندون کو منع فرمائے تو کسکی مجال ہے کہ خلاف اُسکے عمل مین لاسکے لا مضاد لہ فی حکمہ اور کبھی
ہوتا ہے کہ مراد اُس سے تسہیل اور تمکین اور تخلیہ اور باقی رکھنا کسی چیز کا اوپر اُس حال کے کہ جسپر وہ ہوتا ہے اور یہ معانی
آپسمین قریب ہین اور علم کے مغایر ہین جیسا کہ بکیر ابن اعین سے روایت کی گئی ہے کہ کہا اُسنے عرض کیا مینے جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین کہ علم خدا اور مشیت اُسکی جدا جدا ہین یا ایک ہین حضرت نے فرمایا کہ علم عین مشیت نہین ہے
یعنے عین مشیت حادثہ نہین ہے اور بھی یہ معنے ارادہ سے جو بمعنی نفس فعل ہے مغایر ہین کیونکہ اُن حضرت نے تمثیل مین اس
روایت کے فرمایا الا تری انک تقول سافعل کذا ان شاء اللہ ولا تقول سافعل کذا ان علم اللہ

فقوله ان شاء الله دلیل علی انه لم یشا فاذا شاء کان الذی شاء کما شاء وعلم الله سابق للمشیة یعنے اگر تمہین
دیکھتا ہو کہ تو خود کہتا ہو کہ مین عنقریب کرونگا اگر خدا چاہے اور یہ تو نہین کہتا کہ اگر خدا جانے پس تیرا کہنا کہ اگر
خدا چاہے یہ دلیل ہے اسپر کہ اُسنے نہین چاہا پس جب چاہیگا تو وہی ہوگا جو چاہیگا جیسا چاہیگا اور علم خدا کا
پہلے مشیت سے ہوتا ہے اور یہان سے واضح ہوتا ہے کہ جو امور کہ طاعت کے سوا مباح ہین انمین بھی انشاء اللہ کا کہنا
بہتر ہو اظہار کو اپنے عجز نفس کے اور تفویض کو اپنے امور کے مشیت خدا پر تعبیر سے وہ معنے ہین جو حق تعالی قرآن
مجید مین فرماتا ہے ولو شاء لهدیٰکم اجمعین یعنے اگر خدا چاہتا تو تم سبکو ہدایت کرتا پس اس مقام پر مراد مشیت
سے مشیت قہری اور جبری ہے یعنے اگر خدا چاہتا کہ سب خواہ نخواہ سیدھی راہ پر آئین تو پھر سب خواہ بخوشی یا بکراہت
ایمان لاتے لیکن حق تعالی اپنے بندون کی آزمایش چاہتا ہے تاکہ سب کی فطرتین نیک بد سے متمیز ہوں اور مطیع گنہگار
سے ممتاز ہو اسلیے مجبور و مضطر ہدایت و طاعت پر نہین فرماتا و الا فرقہ دونون مین نہ باقی رہتا بلکہ رہنمائی اس طرح
کرتا ہو کہ بندون کا اختیار باقی رہے اور اگر اپنی خوشی سے راہ راست کو اختیار کرینگے تو نجات پائینگے و الا ہلاک ہونگے
اور بتحقیق حق تعالی کے مرید ہونے کی تحقیق معلوم ہوئی تو جاننا چاہیے کہ کراہت ارادہ کی ضد ہو پس جہان کہین
جس معنے سے کہ مرید مراد ہوگا کراہت ضد کا رہ ہوگا کیونکہ سب چیزین اپنے اضداد سے پہچانی جاتی ہین ساتوین
یہ کہ حق تعالی متکلم ہے یعنے کلام کے پیدا کرنے پر قادر ہے یعنے آوازین حرفون کی اور کلمون کی جو سنی جاتی ہین اور معانی
مقصود پر دلالت کرتی ہین بلکہ جس چیز مین چاہے پیدا کرتا ہے نہ یہ کہ کلام لفظی خدا کی ذات سے قائم ہو جیسا کہ فرقہ
حنبلی اہل سنت سے اعتقاد کرتے ہین ورنہ یہ مراد کلام سے خدا کے متکلم ہونے مین کلام نفسی ہو جیسا کہ اشاعرہ
اہل سنت کہتے ہین متکلم ہے کہ کلام اُسکے ساتھ قائم ہوا اور چونکہ قیام حروف و کلمات کو ساتھ ذات باریتعالی کے روا
نہین کہتے تو کلام نفسی کو پیدا کیا اور کہا انه کلامه لیس من جنس الاصوات والحروف بل صفة ازلیة
قائمة بذات الله تعالی یعنے خدا کا کلام از جنس اصوات و حروف نہین ہے بلکہ ایک صفت قدیم ہے کہ اُسکی ذات کے ساتھ
قائم ہے کہ اُسے کلام نفسی کہتے ہین اور وہ غیر صفت علم و قدرت ہے اور الفاظ و حروف مسموعہ معانی سے اُنکے جو
سمجھے جاتے ہین مغایر ہے اور یہ حروف اور آوازین اُسپر دلالت کرتی ہین نہ مثل دلالت کرنے الفاظ کے معنے پر فقط اور وجہ
انکار اس تاویل سے یہ ہے کہ اس کلام نامعقول کا رجوع کسی محصل کی طرف نہین ہوتا کیونکہ مراد کلام سے جب یہ نہین
الفاظ اور آوازین ہوتی ہین اور تصور الفاظ اور ادراک اُنکے معانی کا صفت علم کی طرف رجوع کرتا ہے سوا اسکے کچھ
اور اذہان و نفوس مین الفاظ کے مقابل کسی عاقل کی عقل مین نہ آئیگا اور سوا اسکے یہ ہو کہ قیام کسی چیز کا ذات باریتعالی
کے ساتھ جائز نہین بلکہ محال ہے جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا اور قدرت تکلم پر یعنے کلام کے پیدا کرنے پر اور علم اُسکے ساتھ تعلق
یہ صفات ذات سے ہے کہ بضمن صفت علم و قدرت واضح ہوا لیکن تکلم اس معنے سے کہ کلام کا پیدا کرنا اُس سے صادر ہو تو یہ

بصفات فعل سے ہے اور حادث ہے اور اسی لیے متکلم بمعنے خالق و فاعل کلام ہے اور یہ معنے مشہور ہین یہان تک کہ صاحب
تفسیر کبیر نے بھی اپنی تفسیر مین اس سے اعتراف کیا ہے جہان کہا ہے المراد من کون الانسان متکلما بهذه الحروف
مجرد کونه فاعلا لهذه الغرض المخصوص پس بنا بر اسکے باریتعالی کا متکلم ہونا باعتبار اُسکے فاعل ہونے کلام
ہونے سے ہوگا جیسا کہ امامیہ نے کہا ہے نہ صفت قدیمہ جو قایم بذات باری ہو اور کلام کا صادر ہونا حق تعالی سے
باین معنے متواترات سمعیہ سے ہے حق تعالی فرماتا ہے وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام اُسکی تفسیر مین فرماتے ہین کلم الله موسی تکلیما بلا جوارح وادوات وشفة ولهوات سبحانه
وتعالی عن الصفات یعنے خداوند عالم نے حضرت موسی علی نبینا و آله و علیہ السلام سے باتین فرمائین جس طرح اُسے کلام
زیبا تھا بدون اسکے کہ اعضا و جوارح اور زبان اور منھ اور ہونٹ اور حنجرہ اور طلازہ یعنے کوا رکھتا ہو اسلیے کہ حق تعالی
صفات جسمانیہ سے برتر ہے اور صفات اُسکی مشابہ بصفات مخلوق نہین ہین تاکہ کلام اُسکی ذات سے قایم ہو بلکہ اُسکا
تکلم یہ ہے کہ جس جسم مین چاہتا ہے اپنے مخلوقات کے اجسام سے اُسمین کلام اور آواز پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ جب حضرت
موسی سے کلام فرمایا تو ایک درخت زیتون مین حروف و الفاظ کو پیدا کر دیا تھا کیونکہ ابتدا اس کلام کی یہ تھی کہ جب
حضرت موسی معہ زوجہ اپنے شہر مدین سے باہر آئے راہ مین ایک شب برو ہوا اُسمین وے بہت متاذی ہوئے
کوہ طور کی جانب سے اُنکو ایک آگ کی روشنی دکھائی دی یہ اُسکی طرف چلے کہ لاوین اور آپ اور اپنی بی بی کی
سردی کو اُس سے دفع کرین جب آگے بڑھے تو دیکھا انھون نے کہ ایک درخت سبز مین بقدرت کاملہ ربانی آگ
روشن ہے اور ایک نوع نظاہر ہے جب قریب اُسکے پہونچے تو ایک آواز سنی کہ وہ خطاب پر از لطف از جانب پروردگار اُنکی
نسبت صادر ہوا جیسا کہ قرآن مین فرمایا ہے اور حاصل معنے اُسکے یہ ہین اے موسی مین ہون پروردگار تیرا پس دونو نعل کو
پاؤن سے باہر کر یا محبت اہل و اولاد کو اپنے سے دور کر بنا بر دونو تفسیرون کے تحقیق کہ تو وادی مقدس مین کہ جسکا نام
طوی ہے اور وہ جائے مہبط قدس ہے پہونچا ہے اور مینے تجھے انتخاب کیا ہے پس تو سن جو کچھ تیری طرف وحی کیجائے اور بعد
اسی طرح مشرف بخطابات ربانیہ ہوا کرتے تھے یہان تک کہ اُنکی قوم نے کہا کہ ہم ایمان نہ لاوینگے جب تک کہ کلام ربانی کو
اپنے کان سے نہ سنین پس موسی نے ایک جماعت کو اُن سے انتخاب فرما کہ کوہ طور پر لیگئے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے
کتاب التوحید مین جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ موسی کلیم معہ جب اُنکو ہمراہ لیے
کوہ طور لیگئے تو پہلے اُنھین دامن کوہ مین ٹھہرایا اور خود بالائے کوہ گئے اور سوال کیا خدا سے کہ وہ خطاب اُنکے ساتھ
اس طرح فرماوے کہ قوم اُنکی سنے پس حق تعالی نے کلام فرمایا اور سب نے اُس کلام کو سنا کہ ہر طرف سے آواز اُنکے
کان مین آتی ہے اوپر سے نیچے سے داہنے سے بائین سے آگے سے پس پشت سے کیونکہ حق تعالی نے اپنے کلام کو
ایک درخت مین پیدا کر دیا تھا کہ اُس سے آواز نکلتی تھی اور ہر طرف سے وہ آواز کان مین اُنکے پہونچتی تھی و آثار عظمت

اُسپر ظاہر ہوتے تھے اور یہ سب خرق عادت گواہی دیتا تھا کہ یہ کلام قدیر علام کی طرف سے ہے کہ کوئی مکان نہین
رکھتا کسی مخلوق کی طرف سے نہین ہے کیونکہ وجود و کلام مخلوق مخصوص ہوتا ہے کسی جہت کے ساتھ نتیجے جس طرف
وہ مخلوق ہوگا آواز اُسکی اُسی طرف سے آئیگی اور جاننا چاہیے کہ کلام خدا چند وجہ سے صادر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث
مین وارد ہے کلام اللہ لیس بنحو واحد منہ ما کلم اللہ بہ الرسل و منہ ما قذفہ فی قلوبہم و منہ رویا
یراہا الرسل و منہ وحی و تنزیل یتلی و یقرأ فہو کلام اللہ یعنے خدا کا کلام ایک نوع پر نہین ہوتا ایک قسم
اُسکی وہ کلام ہے کہ حق تعالی نے ظاہرین پیغمبرون کو اپنے اُس سے مخاطب فرماتا ہے اور وہ حروف و آوازین ہین کہ
جسمین چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور ایک قسم یہ ہے کہ پیغمبرون کے دل مین اُسے ڈالتا ہے بطور الہام و اِسی سے خوابہائے
صادق ہین جنھین انبیا دیکھتے ہین اور ایک قسم اُس سے وحی و تنزیل ہے کہ پڑھا جاتا ہے اور تلاوت کیا جاتا ہے پس وہ کلام
الٰہی ہے پوشیدہ نرہے کہ معنے اصلی کلام کے الفاظ ہین جنکی تالیف و ترکیب آواز و حروف مسموعہ سے ہے جو دلالت کرتے
ہین معانی مخصوصہ پر اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نقوش مکتوبہ اور حروف مرقومہ کی صورت پر بھی اطلاق کلام ہوتا ہے
بسبب دلالت کرنے اِن نقوش کے اوپر حروف و اصوات کے جو اجزاے کلام حقیقی ہین اور کبھی اطلاق
کیا جاتا ہے اُن الفاظ کی حکایت پر اور اُن نقوش کی حکایت پر اور اُنکی حکایت کی حکایت پر اور بنا بر اِس
توسع اور مجاز کے کہ بسبب کثرت استعمال کے حقیقت شرعی و عرفی اُسکے لئے حاصل ہوئی ہے کلام الٰہی عبارت
اُن حروف و نقوش سے ہے جنکا نظم و تالیف خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے اگرچہ حروف اُسکے فرشتہ کی یا انسان
کی زبان پر وقت تلاوت یا زبان قلم پر وقت کتابت جاری ہوئے ہون پس اگرچہ اصل کلام خدا کا کلام شخصی ہے
کہ آوازون کو اور حرفون کو کسی جسم مین اجسام سے یا نقوش کو کسی لوح مین الواح سے اور مانند اسکے ایجاد فرماتا ہے
کہ پیغمبر اُسے سنتے ہین یا دیکھتے یا اُس سے ملہم ہوتے ہین یا بواسطہ کسی فرشتہ کے کسی پیغمبر پر پیغمبران سے وحی کرتا ہے
اور زبان پیغمبر سے امت تک پہونچتا ہے کہ وہ اُسے بتلاوت و کتابت محفوظ رکھتے ہین لیکن اِس معنے عام سے کلام
مجید کلام مولف ہے تالیف نوعی اور قرآن شریف اور سب کتب سماویہ کو کلام اللہ کہتے ہین اور اِسی اعتبار سے جو
کلام لوح محفوظ مین مثبت ہے اور جو کلام زبان جبرئیل ع سے جناب ختم المرسلین پر نازل ہوا ہم تک پہونچا اور سب
زبانون پر ہر وقت مین پڑھا گیا اور ہر دور مین خاتم نقوش مکتوب ہوا اور اب تک لکھا جاتا ہے کلام الٰہی ہے
اور احکام شرعیہ مثل ناجائز ہونے مس کتابت قرآن کے بدون طہارت مقتضی اِسی معنے عام پر ہین اور حق تعالی نے
قرآن شریف کو اور کتب سماویہ پر فضیلت دی ہے کہ اُسے تالیف غریب و اسلوب عجیب سے بر وجہ اعجاز و لف فرمایا
کہ باوصف طلب معارضہ فاتوا بسورۃ من مثلہ تمامی فصحائے عرب معارضہ مین چھوٹے سورہ سے بھی اُسکے
عاجز آگئے اور جو کلام ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ پر بغیر وجہ اعجاز نازل ہوتا تھا حدیث قدسی اُسکا نام ہے اور جب

یہ سب معلوم ہو چکا تو جان تو کہ جتنے معنے کلام کے بیان ہوئے سب کے اعتبار سے کلام الٰہی حادث ہی اور مخلوق
باریتعالی ہی لیکن بعض روایات میں جو وارد ہو کہ قرآن محدث ہی مخلوق نہیں ہی اس سے مراد یہ ہی کہ غیر موضوع و مختلق
تعالی کلامہ عنہ اور کوئی صاحب عقل کلام لفظی کو قدیم نہ کہے گا کیونکہ وہ مرکب ہی اور ہر مرکب حادث
اور تالیف اُسکی حروف سے ہوتی ہی جو ایک کے بعد ایک بترتیب آتے ہیں اور معدوم ہوتے جاتے ہیں اور یہی
حدوث کی نشانی ظاہر ہی پر تعجب اہل سنہ سے ہی کہ اُنکے علمانے معقولات میں بھی بڑے کمالات پیدا کیے پھر اسکے
ساتھ کس طرح کلام کے قدیم ہونے کے قایل ہوئے ہیں حال آنکہ انکے حروف کو جو اپنی زبان سے نکالتے ہیں اور
نقوش کو جنھیں اپنے قلم سے لکھتے ہیں قدیم نہیں کہتے جیسا کہ شرح ملل و نحل میں مذکور ہی کہ شبلہ اشعریہ نے تشنیع میں بھی
درباب قرآن اپنے کلام میں زیادتی کی کہ حروف کو آوازون کو رقمون کو جو لکھے جاتے ہیں ازلی و قدیم کہتے ہیں اور بعضے
کہتے ہیں کہ جو کچھ دونو دفتیون کے اندر ہی کلام خدا ہی کہ بزبان جبرئیل نازل ہوا تھا اور وہ لوح محفوظ میں لکھا ہی صاحب
مواقف نے تصریح لکھا ہی کہ قرآن کے قدیم ہونے کے حنابلہ قائل ہیں اور کہا ہی انہ ان قوما بالغوا فیہ حتی قال
بعضہم جہلا الجلد و الغلاف قدیمان اور شارح مقاصد نے کہا ہی وعن بعضہم ان الجسم الذی کتب بہ القرآن فانتظم
حروفا و رقوما ھو بعینہ کلام اللہ تعالی وقد کان قدیما بعد ما کان حادثا یعنے بعض معتقدین سے قرآن کے قدیم
جاننے والون میں سے یہ کہتے ہیں کہ وہ جسم کہ جس سے قرآن لکھا جاتا ہی بعد انتظام حروف و رقوم بعینہ کلام خدا ہی
اور وہ اب قدیم ہو گیا بعد اسکے کہ پہلے حادث تھا اب اس سے زیادہ مخالفت علم و عقل کی کیا ہوگی کہ پہلے اقرار
حدوث کا کر کے پھر قدیم بتاتے ہیں ایسے کلام کی طرف امور اعتقادیہ میں عاقل کو توجہ کرنا نہیں چاہیے کیونکہ اصل
اِس اعتقادِ فاسد کی نہ کوئی دلیل عقلی ہی نہ سمعی بلکہ منشا ان اوہام کا اشتباہ ہی جو صفاتِ فعل و صفاتِ ذات میں واقع
ہوا اور یہیں تو تفرقہ دربیان معانی کلام کے نہ کیا اور فساد اسکا ظاہر ہی آٹھوین یہ ہی کہ حق تعالی صادق ہی یعنے
جو کلام اُسکا ہی وہ سچا ہوتا ہی اور اُسکا اعتقاد بھی ضروریاتِ دین سے ہی قرآن شریف اسپر شاہد ہی ومن اصدق من اللہ
قیلا اور سبب اسکا یہ ہی کہ کذب قبیح ہی اور قبیح خدا پر جایز نہیں اور وہ کسی کے جھوٹ بولنے سے راضی نہیں معجزات جو
پیغمبرانِ برحق کے ہاتھ پر جاری کیے وہ اسلیئے تھے کہ اُنکے کلام کی تصدیق کریں جھوٹ بولنے والون کو صاحب
معجزات نہیں کہا جو دروغ مصلحت آمیز ہمارے واسطے وقت ضرورت پر بولنا جایز ہی اسلیئے ہی کہ ہم عاجز ہیں
اصلاح کلام صادق اس طرح نہیں کر سکتے کہ اُسکے فساد کو دفع کریں اصدق الصادقین کے کلام میں یہ بھی جایز نہیں ہی
کیونکہ وہ موصوف بعجز کہیں نہیں ہو سکتا وہ اپنے جملہ افعال و اقوال میں سچا ہی لیکن بنا بر مذہب اہل سنہ اسکا اثبات
دشوار ہی کیونکہ وہ قایل حسن و قبح عقلی کے نہیں ہیں پھر بنا بر اپنے اصول کے خدا و رسول کی راست گوئی کیونکر ثابت
کر سکتے ہیں پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دونو صفتیں یعنے تکلم بمعنی خلق کلام اور صدق کہ کلام و تکلم کی صفات سے ہی صفات ذات کے

شمار مین داخل نہین ہو سکتین لیکن چونکہ علما کی عادت غالب اسپر جاری ہوئی ہے کہ ان دو صفتون کو ذیل صفات
ذات مین بیان کرتے ہین اس سے انکی پیروی کے لئے لکھا گیا اور شاید علمائے امامیہ نے جو اس ترتیب سے لکھنا
اختیار کیا ہو سبب اسکا یہ ہو کہ ہر گاہ شبہ اہل سنت نے کلام لفظی کو اور اشاعرہ نے کلام نفسی کو صفت ذات قرار دیا
تو علمائے امامیہ نے اسپر رد کرنے کے لئے صفت تکلم کو اس جگہ ذکر کیا اور چونکہ صدق متعلق بکلام ہے تو خدا کے صادق
ہونے کو بھی بعد کلام بہ تبعیت اسکے اسی جگہ ذکر کر دیا اور یہ بھی ظاہر ہو کہ صفات ثبوتیہ کے شمار مین علما نے اختلاف
کیا ہے لیکن کچھ منافات نہین ہے کیونکہ زیادتی و کمی آپس مین اس طرح ہو سکتی ہے کہ تعدد صفات کا بہ تعدد اعتبار ہوتا ہے اب
حدوث مین اگر ازلیت اور ابدیت کو دو صفت قرار دین اور اسی طرح سمیع و بصیر کو دو صفت کہین تو عدد صفات
زیادہ ہو جائینگے اور اگر باعتبار انکے اصول کلیہ کے شمار کرین تو سمع و بصر علم مین آجائینگے اور ابدی ہونا اور ازلی ہونا
وجوب وجود و سرمدی ہونے مین داخل ہو جائینگے تو عدد صفات کے کم ہو جائینگے لیکن راقم رسالہ نے اس جگہ اقتباس
علامی فہامی سیدی سندی حبر ربانی السید العلما اعلی اللہ درجتہ فی الجنۃ کا جو انھون نے حدیقہ سلطانیہ مین
اپنے فرمایا تھا کیا ہے **فصل پنجم بیچ بیان صفات سلبیہ کے** اور اول و مقدم اُن سے نفی تعدد جناب
اقدس الٰہی کا ہے کہ جو واحد بلا شریک ہے اور اصل توحید یہی ہے جان تو کہ خداوند عالم واحد احد ہے یعنے سوا اسکے کوئی
واجب الوجود نہین ہے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ جنگ جمل مین جب
جناب امیر المومنین علیہ السلام مصروف جہاد تھے ایک اعرابی نے حضرت سے پوچھا کہ آپ فرماتے ہین کہ خدا واحد ہے
یعنے ایک ہے اور اشخاص نے کہا کہ اے اعرابی یہ وقت سوال نہین ہے تو دیکھتا ہے کہ جناب امیر پراگندہ خاطر ہین دل
حضرت کا مشغول بجنگ و جہاد ہے حضرت نے جو سنا تو فرمایا کہ جو کچھ اعرابی پوچھتا ہے یعنے مسئلہ توحید کو وہی جسکے لئے
ہم اس قوم کو جاتے ہین صفائی کرین بعد اسکے فرمایا کہ اے اعرابی خدا کو چار طرح سے احد کہتے ہین دو انمین سے وہ
صورتین ہین جسکی راہ سے واحد کہنا صحیح نہین ہے اور دو معنے سے صحیح ہے لیکن وہ دو معنے جو اسپر صحیح نہین ایک
یہ ہے کہ واحد سے واحد عددی مراد لین کیونکہ جو کوئی دوسرا نہین رکھتا وہ کیونکر پہلا اور اول ہوگا بالجملہ مراد اس سے
یہ ہے کہ دو خدا نہین ہین تا خدا کو ایک اُن مین سے کہین دوسرے کے الٹے واحد جنسی مراد لین جیسا کہ کہتے ہین
کہ فلان شخص ایک ہے آدمیون سے یعنے ایک فرد افراد جنس و نوع انسانی کے ہے اس معنے سے بھی خدا کو واحد نہین کہہ سکتے
کہ مستلزم تشبیہ خالق بمخلوق ہے اور خدا اس سے برتر ہے اور وہ دو معنے جو جائز ہین یہ ہین کہ کہین خدا واحد ہے یعنے
یکتا ہے موجودات مین کوئی شبیہ نہین رکھتا اس معنے سے خدا ہمارا واحد ہے دوسرے یہ ہے کہ پروردگار ہمارا
احدی المعنی ہے یعنے منقسم نہین ہوتی ذات اسکی نہ وجود خارجی مین نہ عقل و وہم مین اور پروردگار ہمارا ایسا ہے اور
جو کچھ اسکی ذات اقدس کے سوا موجود ہے وہ ایک ممکن ہے ممکنات سے اور ایک مصنوع ہے مصنوعات سے و رعہ کوئی

اپنا شریک نہیں رکھتا نہ خداوند کی ذات نہ قدیم و ازلی ہوتے ہیں مثل علم و قدرت یعنی جو اشیا جیسا م کے پیدا کرنے میں شریک ہوتی ہیں حیوانات جمیع مخلوقات کی اپنے خدا نہ معبود ہوتے ہیں یعنی مستحق عبادت و پرستش بجہ کرنے میں اور صفات مختصہ میں لا الہ الا ہو الواحد القہار العزیز الغفار اور یہ بات بدلیل عقلی و نقلی ثابت ہے اور ضروریات دین سے ہے لیکن دلیل عقلی پس متعدد ہیں پہلے یہ ہے کہ اگر حقیقت واجبیہ متعدد ایک فرد میں ہو جائے تو ما بہ الاشتراک و ما بہ الامتیاز رکھتی ہے یعنے کوئی چیز ایسی ہو کہ جس سے اسکے افراد سب آپس میں شریک ہوں اور کوئی چیز ایسی ہو کہ جس سے فرد ممتاز ہوں کیونکہ جب وہ دو ہوئے تو دو ہونے کا مقتضی یہ ہے کہ ہر فرد ممتاز ہو اور اشتراک وجوب کا مقتضی یہ ہے کہ اشتراک ہو اور جب یہ ہوا تو ضرور ہے کہ ذات انکی مرکب ہو دو چیز سے اور ترکیب ان کی محال ہے دوسرے یہ ہے کہ اگر دو واجب ہوں تو جب ایک ان میں سے کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرے اور دوسرا مانع آئے تو اگر ارادہ دوسرے کا مانع ایجاد اول ہو جائے تو عجز پہلے کا لازم آئیگا اور یہ خلاف مرتبہ الوہیت ہے اور اگر دوسرا مانع نہو سکے تو دوسرے کا عجز لازم آئیگا اور یہ مرتبہ الوہیت سے گر جائیگا اور دونوں کے ارادے کے موافق ہو تو اجتماع نقیضین لازم آئیگا اور گویا آیہ کریمہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اسی دلیل کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ مولانا طبرسی نے بھی اسکی تصریح فرمائی ہے لیکن جب مولانا مجلسی نے کتاب حق الیقین میں معنے ظاہری حمل فرما کر کہا ہے کہ بہ بدیہۃ عقل معلوم ہے کہ نظام عالم وجود اور انتظام احوال ہر موجود کا بدون وحدت الٰہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہرگاہ دو کتخدا ایک گھر میں اور دو حاکم ایک شہر میں اور دو بادشاہ ایک مملکت میں باعث اختلال اوضاع کا انکے ہوتا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ احوال آسمانوں کا اور زمین کا اور کارخانہ ایجاد کا اس وسعت کے ساتھ منتظم رہے اور جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ میں فرمایا ہے کہ ہر چند اس تقریر کا تمام ہونا موقوف ہے تخالف طبائع پر اور وہ احتمال توافق اور مراعات مصالح کی نفی نہیں کرتا لیکن بنابراین مطلب کے غرض اس وجہ سے مزعوم کفار کا باطل کرنا ہے کہ وہ الٰہ مختلف الطبایع کا ادعا کرتے تھے اور بعض علما نے یہ تقریر کی ہے کہ اگر دو خدا ہوں تو لامحالہ متصف بصفات الوہیت مثل علم و قدرت و ارادہ وغیرہ کے ہونگے پس جبکہ کسی مقدور معین کے پیدا کرنے کا زمان معین میں ارادہ کریں تو اگر دونوں علت مستقلہ ہوں تو توارد علتہائے مستقلہ معلول واحد پر لازم آئیگا اور وہ باطل ہے کیونکہ ایک علت کافی ہے تو دوسری لغو ہوگی اسلئے کہ تحصیل حاصل محال ہے اور اگر متوجہ دونو ہوں اور پیدا ایک سے ہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور وہ بھی محال ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جواب زندیق میں فرمایا کہ یہ تیرا قول کہ دو خدا ہیں باطل ہے یا ین علت کہ اس سے خالی نہیں ہے کہ یا دونو قدیم صاحب قوت ہونگے یا دونو ضعیف ہونگے یا ایک قوی اور ایک ضعیف ہوگا پس اگر دونو قوی ہوں تو کیا سبب ہے کہ ہر ایک ان میں سے تنہا تدبیر نہیں کرتا اور دوسرے کو دفع نہیں کرتا اور اگر یہ کہاں کہ ایک قوی اور ایک ضعیف ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ ضعیف خدا نہو گا بسبب اس عجز کے جو اس سے ثابت ہوا خلاصہ یہ ہے کہ

ایک دوسرے کے دفع پر قادر نہو تو عجز لازم آئیگا اور اگر قادر ہو اور دوسرے کو دفع نہ کرے تو اپنے اختیار سے کام کو
اُسپر چھوڑا ہی اسوقت مین ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور سوا اسکے مستلزم تعطل و استغنا کا ہوگا پس دوسرا خدا بیکار ہوگا او
سب اُس سے بے نیاز ہونگے اور خدا بلند مرتبہ ہی اِس سے کہ وجود اُسکا معطل ہو اور دروازہ فیض اُسکا بند ہو کیونکر
ممکن ہو کہ حق تعالی باین عظمت و قدرت معطل ہو اور کوئی حاجت اُسکی طرف نہ رکھتا ہو اگر کہین بموافقت کبھی یہ کام
خدائی کا کرتا ہو اور کبھی وہ دوسرا خدائی کرے تاکہ دونو معطل نہون تو ہم کہینگے کہ ماندگی و کلال خدا پر جائز نہین ہی
کہ وہ معین و مددگار محتاج ہو اور راحت و آرام طلب کرے پس دو خدا کا عالم مین ہونا زائد و عبث ہوگا و ہو المقصود جناب
امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے جو وصیت جناب امام حسن علیہ السلام کو فرمائی ہی اُسمین اِس مطلب کو کیا خوب
بیان فرمایا ہی کہ حاصل اِرشاد یہ ہی کہ اے فرزند جان تو کہ اگر تیرے پروردگار کا کوئی اور شریک ہوتا تو چاہئے اُسکے بھی
پیغمبر اور کتابین تیرے پاس آتین اور آثار ملک سلطنت کو اُسکے تو دیکھتا اور صفات و افعال کو اُسکے پہچانتا لیکن وہ
خدا یتعالی ایک ہی شریک نہین رکھتا اور جناب اخوند صاحب نے حق الیقین مین لکھا ہی کہ یہ بہت صاف و روشن دلیل ہی
کیونکہ واجب الوجود کے لئے ضرور ہی کہ کمال پر قادر اور فیاض مطلق ہو اور جب ایک خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اپنی
معرفت و عبادت کے لئے بھیجے اور خلق کو ہدایت کی اگر العیاذ باللہ دوسرا خدا بھی ہوتا تو وہ بھی پیغمبرون کو اپنے
پہچنوانے کو اور عبادت کو بھیجتا پس یا وہ خدا اُسپر قادر نہین تو عاجز ہی یا حکیم نہین تو جاہل ہی اور ان صفات سے
کوئی خدا ہی جو واجب الوجود ہو روا نہین اب رہا یہ احتمال کہ دو خدا ہون اور ہر ایک جدا جدا عالم مین متصرف ہو اور
وہان اُسکا حکم نافذ ہو اِس جہت سے اُسکے خبر اِس عالم مین منتشر نہوے ہون اور پیغمبر و سفیر اُسکے جہان اُسکی مملکت ہو وہان ہون
لیکن یہ احتمال بھی بیکار ہی کیونکہ اگر ایسا بھی ہو تو چاہئے کہ ہر خدا عالم و قادر و توانا و حکیم ہو پس کیونکر ممکن ہو کہ اپنے وجود
ذی جود کو ممکنات سے پوشیدہ رکھے اور کیونکر ہو کہ ہر خدا ہر عالم مین جھوٹ دعوی کرنے مین نفی مثل و انباز کا جو خدائے
حکیم پر روا نہین مبالغہ و اہتمام کرے اور دوسرا خدا جو عالم و قادر ہو وہ بھی اِس سے مطلع نہو اور انکار حق پر راضی ہو کر
پاداش نکرے ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِنَ النَّارِ ولیکن دلیل نقلی پس کمال وضوح سے یہ مطلب آیات
و روایات متواترہ سے ثابت ہوتا ہی اور یہ مسئلہ ضروری جمیع ادیان حقہ کا رہا ہی حق تعالی قرآن مین فرماتا ہی لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اور فرماتا ہی لا اله الا هو يحيي ويميت اور فرماتا ہی لا اله الا هو الحيّ القيّوم
اور اثبات کو اِس مقصود کی سورہ توحید سب کافی ہی جو اپنے پیغمبر سے مخاطب ہو کر فرمایا ہی بسم الله الرّحمن الرّحيم
قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اَللهُ الصَّمَدُ لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوًا احد جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے
اِسکی شان نزول مین منقول ہی کہ یہود خدمت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے آئے اور کہا کہ اپنے پروردگار کا نسب
ہمارے سامنے بیان کرو اُسوقت یہ سورہ نازل ہوا قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ یعنے کہو اے محمد کہ وہ خدا جسے پوچھتے ہو یکتا ہی

کوئی شریک اسکا خداوندی مین نہین ہے اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنے مرجع خلق ہے تمام مخلوقات ہر بات مین اسکی محتاج ہین اور
وہ اپنے غیر کا محتاج اور محل حوادث وانفعال نہین ہے اور جناب سیدالشہدا سے منقول ہے کہ فرمایا کہ جو کچھ اس سورہ مین
بعد اسکے ہے وہ تتمہ تفسیر لفظ صمد ہے لَمْ يَلِدْ کوئی اس سے پیدا نہین ہوا جیسا کہ کفار مکہ کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی
بیٹیان ہین اور حق تعالی نے انکی رد مین فرمایا تھا ام اتخذ مما یخلق بنات واصفاکم بالبنین یعنے آیا خالق
عالم نے اپنے لئے جملہ مخلوقات سے بیٹیان اختیار کین اور تمکو بیٹون سے کہ جو شرف ہین مخصوص کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ
عالم قادر حکیم اپنے لئے بُری چیز اختیار کرے اور جیسا کہ نصاری نے کہا تھا کہ عیسی خدا کا بیٹا ہے اور بعض یہود نے
کہا تھا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور اسے بھی خدا نے رد فرمایا ہے اپنے قول سے وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت
النصاری المسیح ابن اللہ الخ وَلَمْ يُولَدْ یعنے کسی سے پیدا نہین ہوا کہ اسکا محتاج ہوتا اور مان باپ
رکھتا ہوتا اور بنا بر قول نصاری کہ الوہیت حضرت عیسی کے قائل ہین لازم آتا ہے کہ العیاذ باللہ خدا غیر سے اپنے پیدا
ہوا ہوا اور مان رکھتا ہو وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ یعنے کوئی مثل وشبیہ ونظیر اسکا نہین ہے اور اپنی ذات وصفات
مین شریک نہین رکھتا اور جب بدلیل عقلی ونقلی یہ امر خوب ثابت ہو چکا کہ حق تعالی وحدہ لاشریک ہے تو جاننا چاہیے
کہ جتنے اہل مذہب ہین سب اسکا اعتقاد رکھتے ہین مگر بعض فرق باطلہ نے اسکے خلاف کہا ہے اور انکا بیان اور دفع
انکا بھی ضرور ہے کہ تا طالب حق کو کسی بات کا شبہ نہ رہ جائے اور منجملہ ان فرقون کے ثنویہ ومانویہ اور مجوس ہین
کیونکہ ثنویہ اور مانویہ نور وظلمت کو اصل عالم اور ازلی کہتے ہین اور مجوس دونو کو ازلی نہین کہتے بلکہ نور کو ازلی اور
ظلمت کو حادث جانتے ہین اور سبب حدوث مین اسکے بہت اختلاف رکھتے ہین اور کیومرثیہ کہ ایک انہین کی شاخ
ہین کہتے ہین کہ یزدان قدیم ہے اور وہ نور ہے اور اہرمن محدث ومخلوق ہے اور وہ ظلمت ہے اور یزدان نے فکر کی کہ اگر
کوئی مجھسے مخالفت ونزاع کرے تو کیا ہوگا اور یہ فکر مناسب نور کی طبیعت کے نہ تھی پس اس فکر سے تاریکی اور سیاہی
پیدا ہوئی اور اسکا نام اہرمن رکھا گیا پس تاریکی نے کہ اسکی طبیعت مین شر وفتنہ تھا نور کی طبیعت وقول مین مخالفت
کی اور نور پر خروج کیا اور لشکر نور ولشکر ظلمت مین لڑائی پیدا ہوئی یہان تک کہ فرشتون نے اس بات پر صلح کرا دیا
کہ سات ہزار برس تک عالم سفلی اہرمن کے قبضہ مین رہے اور بعد اسکے یزدان کے قبضہ مین رہے چنانچہ بعد مصالحہ مذکورہ
جب اہرمن کا قبضہ عالم سفلی پر ہوا تو جتنے اشخاص پہلے مصالحہ سے تھے انہین سب کو مارا اور ایک شخص کو پیدا کیا اور
کیومرث اسکا نام رکھا اور زردشتیہ کہ وہ بھی مجوس سے ایک صنف ہین وہ اسکا اعتراف کرتے ہین کہ نور وظلمت دونو
مخلوق خدائے یگانہ کے ہین لیکن عالم انکے امتزاج سے ہوا ہے اور انکے گمان مین سب کائنات منسوب انہین دونو کی طرف ہین
اور یزدان یعنے نور سے خیر وسرور اور اہرمن یعنے ظلمت سے فتنہ وشر صادر ہوتے ہین اور بعضے انمین سے کہتے ہین کہ اصل
نور ہے اور ظلمت بتبعیت نور مثل سایہ کے پیدا ہوئی ہے اور یہ کیومرث کو اول پیغمبر پیغمبران سے جانتے ہین اور مجوس نے

شناخین بہت ہین اور اسی طرح اختلاف اقوال انمین بہت ہی اور اکثر انکے آتش پرست ہین جنھین گبر کہتے ہین اور خبر مین
وارد ہی کہ مجوس مین پیغمبر تھے انھین انھون نے قتل کیا اور کتاب بھی تھی اُسے جلا دیا اور انکی رد مین یہی کافی ہی
جو حق تعالی نے فرمایا ہی کہ جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ یعنے حق تعالی نے پیدا کیا ہی تاریکی اور روشنی کو دونو مخلوق
خدا ہین نہ خالق و مدبر عالم جناب مولانائے طبرسی نے کتاب احتجاج مین ایک روایت نقل فرمائی ہی حاصل اُسکا یہ ہی کہ
پیغمبر خدا نے احتجاج ثنویہ پر اس طرح فرمایا کہ پہلے اُنسے پوچھا کہ تمنے دو خدا کیون قرار دیئے انھون نے کہا کہ ہمنے
عالم کو دو صفتون پر پایا یا خیر ہی یا شر ہی اور خیر شر کی ضد ہی اسلئے ہم قایل ہوئے کہ ہر ایک کے لئے ان دونو سے جدا جدا فاعل
ہونا چاہیئے آیا آپ ملاحظہ نہین فرماتے کہ ممکن نہین ہی کہ برف سے گرمی کا اثر ظاہر ہو جیسا کہ محال ہی کہ آگ سے سردی
پیدا ہو اسلئے ہم قایل ہوئے کہ دو خالق قدیم ایک نور اور ایک ظلمت مدبر عالم ہین اُسوقت حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ آیا تمنے عالم مین سفیدی و سیاہی و سرخی و زردی اور سبزی اور کبودی نہین دیکھی اور نہین پائی کہ ہر ایک اینمین سے
دوسرے کی ضد ہین کبھی یک محل مین دو قسیم انکی جمع نہین ہو سکتین انھون نے کہا ہان یعنے صحیح ہی اُسوقت
حضرت نے فرمایا کہ پھر ان سب کے لئے جدا جدا ہر فرد کے واسطے ایک خالق کیون نہ قرار دیا یہان تک کہ موافق
رنگون کے تعدد کے خدا بھی متعدد قرار دیکر انکے معتقد ہوتے اور اینمین کیونکر تجویز کیا کہ دو ضد کا ان اضداد سے ایک
خدا فاعل و موجد ہی اُسوقت مہر سکوت انھون نے اپنے منھ پر لگائی اور شرمندہ ہوئے دوسرے بت پرست
ہین کہ انھون نے سجدہ و عبادت کرنے مین غیر معبود کو شریک کیا ہی اور معبود قرار دیا ہی بلکہ اپنا امیدگاہ جانتے ہین
اور فایدہ و نقصان کی امید انسے رکھتے ہین اور بعضے آفتاب و ماہ اسکے بھی اور ستارون کی پرستش کرتے ہین
اور بعضے آگ کی اور بعضے پانی کی اور اکثر بت سنگی کی یا گلی کی جسے اپنے ہاتھ سے بناتے ہین پرستش کرتے ہین
بلکہ بت پرستان ہندوستان کو راقم رسالہ نے دیکھا ہی کہ یہ بت و آفتاب و پانی ان تینون کی پرستش و بزرگداشت
تو خوب کرتے ہین سوا اسکے جملہ کواکب کی بزرگداشت کرتے ہین یہان تک کہ بعض کواکب کو موثر عالم مین جانتے
ہین اور اسی طرح بعض اشجار کی بھی پرستش کرتے ہین اور حدیث مین وارد ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا
آمنت باللہ وحدہ لا شریک لہ وکفرت بالجبت و بکل معبود سواہ یعنے مین ایمان ساتھ اُس خدا کے لایا ہون
جو یکتا ہی اور شریک نہین رکھتا اور انکار کیا ہی یعنے جبت سے اور ہر معبود سے جو خدا کے سوا ہو اور اُسے اہل مذاہب باطلہ
معبود قرار دیتے ہون کتاب احتجاج مین ماثور ہی کہ جناب پیغمبر خدا نے مشرکین عرب کے ساتھ جب وہ برسر مجادلہ حضرت
کے پاس آئے تو فرمایا تم کیون عبادت کرتے ہو اُن بتون کی جنکو تمنے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی انھون نے کہا اسلئے
کہ ہمین خدا سے قریب کردین حضرت نے فرمایا کہ آیا تمھارے بت مطیع خدا ہین اور بسبب عبادت کے مقرب الٰہی
ہین کہ تم انکی تعظیم کرتے ہو اور وسیلہ قرب الٰہی سمجھتے ہو عرض کی نہین فرمایا کہ جب تمنے انھین اپنے ہاتھ سے تراشا ہی

تو یہ چاہئے تھا اگر اُن سے ہو سکتا تو تمھاری بندگی و طاعت وہ کرتے نہ یہ کہ تم اُنکی پرستش کرو حالانکہ خدا نے
اُسکا حکم نہیں فرمایا ہو اور وہ تمھاری مصالح و عواقب امور سے آگاہ ہو اُسوقت ہر سب مختلف ہوئے بعض نے
کہا کہ بعضے مخلوقات خدا سے جو مقرب خدا تھے اور جنمیں خدا نے حلول فرمایا تھا ہم اُنکی تصویر بناتے ہیں اور
اُسکی تعظیم کرتے ہیں تاکہ اس ضمن میں اُنکی تعظیم ہو اور بعض نے کہا کہ یہ تصویریں مقربان الٰہی کی ہیں ہم اُنکی تعظیم
کرتے ہیں اور بعض نے کہا کہ جب خدا نے ملائکہ کو مامور بسجدہ آدم فرمایا ہم اُسوقت نہ تھے اور اس شرف سے محروم
رہے اسلئے صورت آدم بناکر خدا کی تقرب کے لئے عبادت کرتے ہیں جیسا کہ فرشتوں نے تقرب خدا کے واسطے سجدہ
آدم کیا تھا اور اسکی مثل ایسی ہی کہ خدا نے بزعم تمھارے تمکو حکم فرمایا کہ کعبہ معظمہ کی طرف سجدہ کرو اور تم اُسے بجالائے
بعد اُسکے مکہ کے سوا اور مقامات میں تمنے اپنے ہاتھ سے محراب مسجد بنائے اور اُسکی تعظیم بھی کرنے لگے تعظیم مکہ بلکہ
تعظیم معبود حقیقی سمجھتے ہو حضرت نے اُنکے جواب میں جو کچھ فرمایا حاصل اُسکا یہ ہے جو مدعی حلول ہوئے تھے اُنسے
فرمایا کہ حلول خدا پر روا نہیں ہے واسطے کہ حلول متحقق نہیں ہوتا مگر اجسام میں جو شان جسم سے ہو مثل رنگ کے اور بو کے
اور مزہ کے اور نرمی اور خشونت اور ثقل و خفت کے کہ جسم میں حلول کرتے ہیں واضح ہو اس کلام معجز نظام میں جو اعراض
مثل رنگ و بو کے اعراض ہیں کہ اجسام میں حلول کرتے ہیں اور خدا بری ہے اس سے کہ اپنی مخلوقات سے مشابہ ہو
ورنہ انہیں کی طرح حادث ہوتا اور فرق درمیان خالق و مخلوق کے باقی نہ رہتا اور جب اصل حلول باطل ہوا تو فرع بھی
اُسکی باطل ہوئی اور دوسرے فرقہ سے فرمایا کہ جب تمنے روئے نیاز کو خاک مذلت پر ایک صورت کے آگے بندوں
خدا کی صورتوں سے رکھا تو اور طریقہ تعظیم اجلال کا مالک ملک کے لئے کیا باقی رکھا ہے آیا اتنا بھی نہیں جانتے
کہ خالق و مخلوق کی تعظیم ایک طرح نہیں چاہئے آیا ہو سکتا ہے کہ ایک بادشاہ عظیم الشان ہو اور اُسکا ایک غلام ادنیٰ
تم کہ رعیت ہو بادشاہ و غلام کی تعظیم ایک طرح کرو اور اگر ایسا کرو تو تمنے اس سبب سے تعظیم آقا میں کوتاہی نہیں
کی اور شان بزرگ کو آقا کی نہیں گھٹایا یقینی یہ سبک کرتا ہے شان مالک یان کو اور تیسرے فرقہ کا جواب یہ دیا
کہ تم اپنے قیاس باطل سے اپنا حال اور میرا حال برابر سمجھتے ہو حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے اسلئے کہ میں جو کچھ
کرتا ہوں اپنے پروردگار کے حکم سے کرتا ہوں کچھ اپنے دل سے نہیں تراشتا جس طرف فرماتا ہے اپنے پیدا کرنیوالے کو
سجدہ کرتا ہوں جب فرمایا کہ کعبہ کی طرف سجدہ کرو اطاعت کی جب اور شہروں میں حکم فرمایا کہ محراب و مسجد میں سجدہ کرو
اُسے بجالایا اپنی طرف سے کوئی بات پیدا نہیں کی خدا نے حضرت آدم کے لئے سجدہ کا حکم فرمایا تھا صورت
آدم کے لئے حکم سجدہ نہیں فرمایا تھا تمنے اپنے قیاس فاسد سے صورت آدم کو کیوں اپنا مسجود قرار دیا اگر کوئی تمکو اجازت
دے کہ فلان روز فلان مکان میں جانا تو ہو سکتا ہے کہ اُس دن کے سوا اُس مکان میں جاؤ یا اور گھر میں اُسکے بے
حکم نہیں یا داخل ہو جاؤ یا کوئی چیز مثل پارچہ یا گھوڑا یا غلام تمکو کوئی شخص دے تم اُسکی بدل دوسری چیز اُسکے

مثل اُسکے مال سے لے لو عرض کیا اُنھون نے کہ نہین ہو سکتا فرمایا کہ خدا اولی اُس سے ہے کہ کوئی شخص اُسکے ملک مین بغیر اجازت اُسکے تصرف کرے یا عمل مین لائے اُسکے مملوک اور مخلوق کو اُنھون نے عرض کیا کہ نہین خدا اولی ہے فرمایا کہ پھر کیون اُن چند صورت کو سجدہ کرتے ہو جنکے سجدہ کے لئے خدا نے حکم نہین فرمایا سب نے سکوت کیا اور بعد اُسکے جواب دینے مین مہلت چاہی اور پھر بعد چند روز کے مشرف بایمان ہوئے تیسرے وہ طائفہ ہے جو توحید فی التثلیث کے قائل ہین چنانچہ جناب سید سند نے حدیقۂ سلطانیہ مین لکھا ہے کہ بعض جگہ سے معلوم ہوا کہ خدا و مریم و عیسیٰ کو یہ فرقہ تین خدا کہتا ہے باین ہمہ اپنے تئین موحد کہتے ہین اور قول اُنکا ہے کہ تثلیث مین توحید ہے اور توحید مین تثلیث ہے اور یہ ایسا باطل ہے کہ جاہل بھی اُسپر اعتنا نہین کرتے اور کسی عاقل پر پوشیدہ نہین ہے کہ جو کوئی تین خدا کا قائل ہوگا وہ ایک خدا کا اعتقاد کیونکر کرے گا اور جو ایک خدا کا معتقد ہے وہ تین خدا کو کیونکر تعیین کرے گا بالجملہ انکے جواب مین کافی ہے جو حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے ولا تقولوا ثلثة انتهوا خيرا لكم انما الله اله واحد سبحانه ان يكون له ولد یعنے کہو اے محمد کہ اے اہل کتاب اس مقولہ سے کہ خدا تین ہین باز آؤ اور بہتری کا ارادہ اپنے لئے کرو اسکے سوا نہین ہے کہ خدا ایک خدا عالم یکتا ہے اور برتر ہے اس سے کہ بیٹا اُسکے لئے قرار دیا جائے سوا اسکے جو زمان حیات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مین اور ائمۂ کرام کے زمانہ مین اس مذہب والون سے مناظرات و ابحاث ہوئے ہین اور کتب اُس سے بھرے ہوئے ہین اُنسے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ مخالف عقل ہے اور خدا کوئی شریک نہین رکھتا جو چاہیے جو طرف کتب احادیث کے کرے پس تعجب ہے کہ باوصف کمال جودت عقل کے ایسے قول کو کیونکر عقلا نے پسند کیا ہے چوتھے غلط انداز توحید حقیقی مین فرقۂ صوفیہ جو معتقد وحدت وجود ہین یعنے خدا کے سوا کوئی موجود نہین اور جو کچھ ہے اُسکا مظہر ہے اور ساتھ اس اعتقاد فاسد کے کہتے ہین کہ موحد حقیقی ہم ہین کہ بغیر خدا کسی کو موجود نہین جانتے حالانکہ انکا قول سخیف مستلزم اس امر کو ہے کہ بغیر کو خدا کہین اسلئے کہ ممکن کا حمل کرنا واجب پر بسبب اتحاد وجود جائز کہتے ہین اور اس صورت مین کسقدر مصداق اُسکے بے انتہا ہون گے پھر توحید کہان رہ گئی اور جب دو خدا کے اور تین خدا کے معتقد کافر ہوئے تو وائے برحال اس فرقہ کا جو بے انتہا خداؤن کے قائل ہون بالجملہ بیان اس فرقہ کا مفصل مقدمہ مین اس کتاب کے ہو چکا ہے طالب حق کو دیکھنے سے معلوم ہوگا یہان مجملاً شمار کے لئے فرقہ ہائے مخالفین توحید کے بقدر ذکر پر اکتفا کیا گیا پانچوین فلاسفہ ہین کہ اکثر اُنکے غیر خدا کو وصف قدیم اور ازلی مین خدا کا شریک کہتے ہین کیونکہ ضروریات فرقۂ حقہ امامیہ سے یہ بات ہے کہ عالم حادث ہے اور قدیم ہونے کا وصف خاص ذات باریتعالیٰ کا ہے اور کوئی اُسکے سوا قدیم نہین ہے وہ اس صفت مین متفرد ہے اور فلاسفہ نے گمان کیا ہے کہ عقول عشرہ و افلاک و نفوس فلکیہ اور کواکب اور حرکات افلاک و ستارگان و زمان بلکہ عناصر و ارکان و ہیولیٰ و مادہ یہ سب قدیم ہین اور یہ سب کفر ہے کیونکہ ماسویٰ اللہ سب حادث ہے جیسا کہ فرمایا ہے معصوم نے کان الله و لم یکن معه شئ

وکل مدعل فہو معدث یعنے حق تعالیٰ سب سے پہلے ازل میں موجود تھا اور کوئی چیز اُسکے ساتھ نہ تھی اور
جو کچھ اور جو چیز اُسکے سوا ہے وہ پیدا کی ہوئی اور بنائی ہوئی اُسکی ہے اور دلالت عقل اجسام جسمانیات میں تو بخوبی
ثابت ہوتا ہے اور دلیل نقلی یعنے قرآن و احادیث سے حدوث جملہ مکونات کا واضح ہے لیکن جنھوں نے کہ حسن ظن فلاسفہ
سے رکھا ہے وہ چاہتے ہیں کہ اصول شرعیہ کی تطبیق اصول فلسفہ کے ساتھ کریں اسلئے جو نصوص قرآنی اور احادیث نبی و
ائمہ علیہم السلام ظاہر الدلالۃ حدوث عالم میں ہیں انکی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ مراد اس سے حدوث ذاتی ہے یعنی
اور حدوث ذاتی عبارت ہے معلول کی متاخر ہونے سے بہ نسبت اپنی علت کے نظر عقلی میں اگرچہ علت و معلول دونو
ازلی ہوں حالانکہ تاویل علیل کیلئے نصوص میں گنجایش جاری ہونیکی نہیں رکھتے اور ساتھ اسکے کوئی ضرورت
اسکی طرف داعی نہیں ہے اور کوئی مضبوط حجت عالم کے قدیم ہونے پر قایم نہیں کی ہے سوا اسکے کہ یہ توہم کرتے ہیں
کہ حق تعالیٰ علت موجبہ ہے یعنے باضطرار مثل احراق نار اس سے افعال صادر ہوتے ہیں قدرت و اختیار تام قادر
سے دست بردار ہو کر عالم کے قدیم ہونے کے قائل ہو گئے ہیں اور ادلہ سمعیہ و ضروریات دین سے چشم پوشی اختیار
کی ہے حق تعالیٰ کتاب صادق میں اپنی فرماتا ہے اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ
اَیَّامٍ یعنے تحقیق کہ پروردگار تمھارا وہ اللہ ہے جو آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا اور فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ یعنے خدا وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو
اور جو کچھ ان دونو کے بیچ میں مخلوقات سے ہے اُن کو چھ روز میں اب محل غور ہے کہ جب چھ روز کی مدت منصوص ہو چکی
تو اب بھی تامل تاخر زمانے میں اور حادث ہونے میں ماسوی اللہ کے کچھ باقی رہ گیا اور اسی طرح حدیث قدسی
میں فرماتا ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ بِهٖ یعنے پہلے میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا
پھر چاہا میں نے کہ پہچانا جاؤں پس پیدا کیا خلق کو تاکہ بسبب اُنکے پہچانا جاؤں پس کیسا ظاہر اسکا دلالت کرتا ہے اس
بات پر کہ حدوث ممکنات کا زمانی ہے اور تاویل کرنا خلاف اصل ہے کیونکہ اصل ہر قوم میں عدم تاویل ہے اور حمل کلام کا
ظاہر الفاظ پر ہے اور جناب صادق فرماتے ہیں ہو الاول قبل کل شیٔ یعنے وہ پیشتر سب چیزوں کے موجود تھا اور
جناب امام ابو جعفر ثانی علیہ السلام ایک حدیث طویل میں فرماتے ہیں کہ معاذ اللہ ان یکون معہ شیٔ غیرہ
بل کان اللہ تعالیٰ ذکرہ و لا خلق یعنے پناہ بخدا اس سے کہ کوئی اعتقاد کرے اس بات کا کہ کوئی چیز غیر خدا خدا کے ساتھ ازل
میں تھی بلکہ خدا تعالیٰ تنہا تھا اور کوئی مخلوق نہ تھا اور جناب امیر علیہ السلام ایک دعا میں فرماتے ہیں کہ و انت اللہ
لا الٰہ الا انت کنت اذ لم تکن سماء مبنیة و لا ارض مدحیة و لا شمس مضیئة و لا لیل مظلم و لا نہار مضیء و لا بحر
لجی و لا جبل راس و لا نجم سار و لا قمر منیر و لا ریح تہب و لا سحاب یسکب و لا برق یلمع و لا نار تتوقد و لا ماء یطرد کنت
قبل کل شیٔ و ابتدعت کل شیٔ یعنے تو وہ خدا ہے کہ نہ ہے کوئی معبود بحق تیرے سوا نہیں ہے تو تھا

کہ نہ آسمان بنایا گیا تھا نہ زمین بچھائی گئی تھی نہ کوئی آفتاب روشن کرنے والا تھا نہ شب تاریک تھی نہ روز روشن تھا
نہ دریاے عمیق تھا نہ بلند و مستحکم پہاڑ تھا نہ ستارہ سیارات کا تھا نہ چاند نورانی تھا نہ ہوا چلنے والی تھی نہ ابر برسنے والا
تھا نہ برق چمکنے والی تھی نہ آگ جلنے والی تھی نہ پانی جاری ہونے والا تھا سب سے پہلے تیرا وجود ذی جود تھا اور تو نے
سب کو پیدا کیا ہے اب لائق غور ہے کہ یہ نصوص صریحہ کیسے صاف دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ وجود عالم کے پہلے عدم
عالم کا خارج میں تھا اور یہ نہ تھا کہ حدوث ذاتی ہے کہ جو عبارت ہے اس سے کہ علت سے معلول مرتبۂ عقل میں متاخر ہو اور
مرتبۂ وجود خارجی میں دونو مقارن ہوں منطبق نہیں ہوتے بعض متفلسفین نے یہ توہم کیا ہے کہ اگر حدوث عالم کے
قائل ہوں تو ہمیں خرابی یہ لازم آتی ہے کہ مبدء فیاض سے انقطاع فیض ہوتا ہے کیونکہ جب خدا تنہا تھا تو ازل میں
فیاض تھا اسلئے کہ تم کہتے ہو کوئی اسکے سوا اور موجود نہ تھا پس کوئی اور نہ تھا تو کس پر اثر فیض ظاہر ہوتا تھا اور اس سے
انقطاع فیض لازم آتا ہے اور یہ نقص ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ فیض مقتضی ہے اوپر حکمتوں اور مصلحتوں کے اور امکان مفاض کے
اور ازل میں اگر انقطاع فیض بسبب ممکن ہونے ازلیت عالم کے یا نہ متحقق ہونے مصلحت کے ہو تو اس سے کوئی
نقص نہیں لازم آتا جیسا کہ طبیب حاذق علاج سوا اخراج مادی میں جو مہمل بانتظار نضج مواد نہیں دیتا تو اس سے
اسکی حذاقت کو نقص نہیں عارض ہو سکتا کیونکہ یہ ترک علاج بھی مشتمل اوپر مصلحت کے ہے علاوہ اسکے خود حکما قائل ہیں
کہ حق تعالی سے کہ واحد من جمیع الجہات ہے بجز ایک عقل اول کے کچھ اور صادر نہیں ہو سکتا اور سوا اس عالم کے ابداع عالم کا
پیدا نہیں کر سکتا اور اسکے فیض کو منحصر بلا واسطہ عقل اول اک عالم جسمانی میں موثر جانتے ہیں اور فلک الافلاک کے بعد
قائل ہیں کہ نہ خلا ہے نہ ملا ہے کہ یہ قول بھی اس قوت میں ہے کہ وہ نقیضین مرتفع ہوں اور یہ محال ہے پس بجز عقول و افلاک
کے فیض کو منقطع بلکہ ممتنع جانتے ہیں اور اس انقطاع و امتناع کے اظہار میں کچھ شرم نہیں کرتے پھر کیا وجہ ہے کہ ازل
میں انقطاع فیض سے انکار و استبعاد کرتے ہیں بالجملہ مجرد حسن ظن و ادلۂ فلسفیہ کے ساتھ ادلۂ قطعیہ اہل بیت علیہم السلام
سے دست بردار ہونا نہ چاہیے کیونکہ اکثر خرابیاں مذہب کی اس سے پیدا ہوتی ہیں چنانچہ تصوف کو کہا ہے کہ حکمت
اشراق سے فرق نہیں رکھتا مگر اسقدر کہ اگر ظاہر میں تابع شرع ہو تو صوفی ہے ورنہ حکیم اشراقی ہے اور سوا اسکے اکثر خرابیاں مذہب
کی طبقۂ اسلام غیر اسلام میں جو پڑیں اکثر یہ سبب الفت و استیناس اصول فلسفیہ کی ہے یعنی کہ جب ان اصول سے مانوس
ہوئے تو اسکے درپے ہوئے کہ اصول شرعیہ کی تطبیق ساتھ اصول فلسفہ کے کریں اور وہ ہر جگہ غیر ممکن ہے اسلئے نصوص
صریحہ سے انکار کر گئے اور خرابی میں دین کی واقع ہوئے اور کافروں کے مذاہب لائق بیزاری تھے یونان کے کافر
اس لائق نہیں کہ ان سے بیزاری کرتے حالانکہ جب کفر ہوا تو سب جگہ کے کافر قابل دوری کرنے کے ہیں الکفر
ملۃ واحدۃ اور کیا نہیں اختلافات میں کوئی اشراقی ہے کوئی مشائی ہے پھر آپس میں بھی ایک دوسرے کی مخالفت
کرتا ہے اور مسائل عقول ناقصہ میں جہاں تک جسکی عقل پہونچتی ہے مسائل گڑھتا ہے بخلاف نبی و ائمہ علیہم السلام کے

کہ انکے علم غیبی مین ایک کتاب منزل یا ہر نبی ایک یا امام پاس ہے علام انکو حاصل ہوتے ہین بعض ہمارے بعض متکلمین اور
انکی نے بیان ہی کہ قدیم ایک ہے اور ماسوا اسکے سب حادث ہین اسمین کسیکا اختلاف نہین ہے اور دیکھنا چاہیے کہ تحقیق
ایک قدیم کے ثابت کرنے مین اور نفی شریک آیہ کے دعوے کو اعتقادات عقلیہ نقلیہ سے قوت ہی کہ تفصیل اسکی
اب وہ ظہور مین کالشمس فی غایۃ الاشراق ہے اور انھون نے اثبات شے کا متعدد ہین قدیم مین سوا اسکے دلیل کے
جو بعض تعمیم فاسد ہے کہ واحد سے صادر نہین ہوسکتا مگر واحد کچھ اور یہ کہ ما اب ہے بہر حال اسکے کہ جوانہی بے عقلی سے
باوجود ادلہ کثیرہ قویہ جو دلالت وحدت قدیم ازلی پر کرتے ہین ایک کا تو قائل ہوا اور ایک دلیل تو ہی کے ذریعے
بہت سے قدما کا معتقد ہو جائے چھٹے غلاۃ مثل خطابیہ و سبائیہ و باطنیہ ہین کہ تفصیل انکے عقائد کی
مقدمہ کتاب مین مذکور ہے اور ساتوین مفوضہ ہین کہ انکی بھی تفصیل اسی مین مذکور ہے اس جگہ فقط ایطال
انکے مذاہب کے جو اخبار مین وارد ہے بیان ہوتا ہے اور اس جگہ مین بالکل اقتباس کرتا ہون کلام کا اپنے سید
سند علامی فہامی جناب سید العلماء اعلی اللہ مدارجہ فی الجنۃ کا اور کہتا ہون کہ یہ سب مشرکین ہین کیونکہ غالیان نے
از حد تجاوز کیا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو خدا کہا اور مفوضہ نے صفات مخصوصہ آلہ قدیم مین کہ تو لیٹ روزی
رسانی تھے جناب امیہ علیہ السلام کو اور ائمہ کو شریک گردانا اور حصل طریقہ غالیان موافق طریقہ یہود کیونکہ عبد اللہ
بن سبا پہلے یہودی تھا بعد اسکے ظاہر مین ایمان لایا اور پھر کافر ہو گیا اور گمان کیا کہ جناب علیہ السلام خدا ہین
مین انکا پیغمبر ہون جب حضرت کو معلوم ہوا تو بلایا اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے اپنے اعتقاد فاسد کو بیان کر اسنے کہا کہ میرے
دل مین آیا ہے کہ تم خدا ہو اور مین تمہارا پیغمبر ہون حضرت نے فرمایا اے تجھپر شیطان نے تجھسے ہنسی کی ہے
توبہ کر تیری مان تیرے غم مین بیٹھے اسنے انکار کیا تو بعدہ حضرت نے اسے تین روز قید رکھا پھر بھی توبہ پیدا نہی
آخر اسے قید خانہ سے نکال کر جلا دیا اور مفوضہ تابعین پسر عبد اللہ بن سبا ہین کہ وہ اپنے باپ کے اعتقادات
ایک درجہ اتر آیا اور تفویض خلق و رزق کا ساتھ حضرات ائمہ کے قایل ہوا بالجملہ انکی مذمت بھی بہت احادیث مین
وارد ہے چنانچہ جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ غالیان کافر مطلق ہین اور مفوضہ
مشرکین ہین جو کوئی انسے صحبت و ہمنشینی کرے یا انکے ساتھ مخالطت کرے یا انکے ساتھ کچھ کھائے یا پئے یا انکی
انکے ساتھ کرے یا انسے مناکحت واقع کرے یا انکو امانت دار قرار دے یا انکی امانت کو اپنے پاس رکھے یا انکے
حدیث کی تصدیق کرے یا انکی اعانت کرے اگرچہ ایک کلمہ سے یا بعض کلمہ سے ہو ولایت و دوستی خدا اور دوستی
دوستی پیغمبر خدا اور اہلبیت سے انکے باہر ہو جائیگا شیخ بزرگ ابن بابویہ قمی نے اپنے رسالہ اعتقادیہ مین روایت
کی ہے زرارہ سے کہ کہا انھون نے کہ مینے عرض کی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین کہ ایک شخص اولاد
عبد اللہ بن سبا سے تفویض کا قایل ہوا ہے فرمایا حضرت نے کہ تفویض کیا چیز ہے مینے عرض کی کہ خدا نے علی اور

وعلی صلوات اللہ علیہما کو پیدا کیا اور امر اس عالم کا انکے سپرد فرمایا اب یہ دونون بزرگوار عالم کو پیدا کرتے ہین روزی دیتے ہین زندہ کرتے ہین مارتے ہین پس حضرت نے فرمایا کہ جھوٹ کہا دشمن خدا نے جب تو پھیر کر جا تو آیہ سورہ رعد کا اُسپر پڑھنا اَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ یعنے حق تعالیٰ فرماتا ہے کیا شرکا خدا کے لئے قرار دیے ہین کہ وہ بھی پیدا کرتے ہین جس طرح خدا پیدا کرتا ہے پس اس صورت مین مخلوقات اُنپر مشتبہ بخالق ہو گئے ہین کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کہ اللہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا ہے اور وہ ایک ہے کوئی اُسکا شریک نہین ہے اور وہ صاحب قہر شدت ہے پس زرارہ کہتے ہین کہ جب مین پھرا تو مین نے یہ آیہ پڑھا اُسوقت اُسکا یہ حال ہوا کہ جیسا کسی کے منھ مین پتھر بھر دین اور اُس سے بات نہ کیجائے

بعض مناجات مین جناب امام رضا علیہ السلام نے جو فرمایا ہے اور جناب سید العلما نے حدیقہ سلطانیہ مین اُسے نقل کیا ہے اُسکا حاصل یہ ہے یعنے خداوندا سزاوار نہین ہے رب بننا اور خدا ہونا کسیکو سوا تیرے پس دور کر تو اپنی رحمت سے اُن کفار کو جنھون نے تیرے مرتبہ کو سبک کیا اور دور کر اپنی رحمت سے اُنکو جنھون نے تشبیہ دی تیرے ساتھ اجسام مخلوقات کو اپنے قول سے بارخدایا ہم تیرے بندے ہین اور اولاد تیرے بندون کی ہین اپنے لئے کسی چیز کے فایدہ سے اور نقصان سے اور جینے سے اور مرنے سے اور نشور روز قیامت سے مالک نہین ہین خداوندا جنھے یہ عقیدہ کیا کہ ہم خدا ہین پس ہم اُسکے اعتقاد سے بیزار ہین اور جنھے یہ گمان کیا کہ امور خلق و رزق ہماری طرف رجوع کرتے ہین ہم اُس سے بیزاری و دوری کرتے ہین خداوندا ہمنے ہرگز اُنسے نہین چاہا کہ وہ اعتقاد کرین اُسکا جو وہ باطل رکھتے ہین پس ہمارے ساتھ مواخذہ نکر اُسکا جو وہ کہتے ہین اور بخش ہمارے لئے اُس امر مین جو وہ گمان کرتے ہین اور زمین پر کسی خاندان کو کافرون کے باقی نہ رکھ اور اگر رکھیگا تو گمراہ کرینگے تیرے بندون کو اور نہ پیدا ہونگے اُنسے مگر فاجر و کافر اور اسی کے مثل اخبار زیادہ از حد شمار ائمہ اطہار صلوات اللہ علیہم آناء اللیل و اطراف النہار سے وارد ہین حیف ہے کہ قریب اس زمانہ کے بعض مدعیان فضیلت نے تھوڑا عنوان بدل کر پھر طریقہ غلاۃ و مفوضہ کو اختیار کیا اور تطبیق اصول دینیہ کی اصول فلاسفہ سے چاہتے ہین اور درپے تصحیح و تاویل اقوال غلاۃ و مفوضہ کے اور اُنکی روایات کے ہوتے ہین اور اپنے تئین اُنکی باتون سے بری کرتے ہین حال آنکہ مثل اُنکے اقوال کے جو دلالت ظاہری کفر و زندقہ پر کرتے ہین اپنی زبان پر بھی جاری کرتے ہین اور واضح ہو کہ کلام جناب علامی مین مراد بعض مدعیان فضیلت سے شیخ الاحسائی اور سید کاظم رشتی اور اُنکے اتباع ہین اور راقم رسالہ کے زمانہ مین بھی بعض مدعین نے قریب قریب اُسکے ہندوستان مین یہ طریقہ اظہار فضائل اہلبیت علیہم السلام مین اختیار کیا تھا اور اُنکے اتباع اب بھی اپنی محفلون مین تجاوز حد سے کرتے ہین اور جو اُس سے انکار کرے اُسے الٹے کہتے ہین کہ یہ عاجز ہے فضائل ائمہ علیہم السلام مین اور بیچارے شیعہ کم مایہ اُس سے

نہین سمجھتے اور مبتلاء عقیدۂ فاسدہ کے ہوتے ہین اسلئے مجھے اسکا لکھنا بطور اطلاع ضرور ہوا پس جناب علامی
فرماتے ہین کہ حال اُن فضلا کا یہ ہو کہ کبھی کہتے ہین کہ عَلِیٌّ نَفْسُ اللّٰہِ یعنے علی بن ابیطالب عین اور ذات خدا ہین
کبھی کہتے ہین کہ معرفت امام کی عین معرفت خدا ہو اور یہ قول بھی سراسر غلط ہو اور اسکا کہنا جائز نہین کیونکہ
یا یہ کہنا بطور حقیقت ہو تو اسکی خرابی یہ ہو کہ حق تعالیٰ واجب الوجود ہو اور انبیا اور ائمہ علیہم السلام ممکن ہین جیسا
کہ قرآن مین تصریح اسکی بہت صاف ہو اور جب یہ ہوا تو اب معرفت امام کی جو ممکن ہین عین معرفت خدا جو واجب الوجود
ہو کیونکر ہوگی مگر جب دونو ایک ہو جائین پھر اگر خدا کو بھی ممکن کہین تو جب بھی کفر اور خلاف واقع ہو اور اگر ائمہ
علیہم السلام کو واجب الوجود کہین تو پھر شرک کسکا نام ہو اور غلو اور کیا ہو غرض ہر طرح کہنے والا اسکا بطور
حقیقت دائرۂ کفر و شرک سے باہر نہین ہو سکتا اور اگر معرفت امام اور معرفت خدا کو بطور مجاز ایک کہین تو
علی الاطلاق یہ کہنا بھی تو مجاز شرعی نہین ہو اور اگر بعض متشابہات پر قیاس کرتے ہین اس کہنے مین تو یہ
قیاس مع الفارق ہو کیونکہ یہان جہت واجب و ممکن کی ایسی جدائی کرتی ہو کہ کسی طرح ایک ہونے کا حکم
سچا نہین ہو سکتا اور کبھی عقل خدا کو ایک جوہر خاص جو متوسط درمیان خدا کے اور خلق عالم کے ہو
قرار دیتے ہین اور اسکا قُدرۃ اللہ اور ارادۃ اللہ نام رکھتے ہین اور کبھی ائمہ دین صلوات اللہ علیہم اجمعین
کو واسطہ خلق و رزق خیال کرکے کہتے ہین کہ خدا انکے ساتھ خلق فرماتا ہو بلکہ خالق اور رازق جانتے ہین اگرچہ
بتاویل ناقص یہ افعال غیر مستقل ہون اور کبھی اِن حضرات کو چارون علتین خلق کی قرار دیتے ہین پس کہتے ہین کہ وہ
کہ فاعل خلق اور مادۂ مخلوقات اور صورت کائنات اور علت غائی کائنات کی ہین اور اسکی خرابی ظاہر ہو کہ جب
مادۂ خلق اور صورت انکی ہوئے تو اتحاد حضرات کا تمامی مخلوقات سے لازم آئیگا اور اسکی برائی ظاہر ہو کیونکہ
مخلوقات عالم مین اشرار و نجاسات و قاذورات و کفار وغیرہ سب ہین اور کبھی کہتے ہین کہ العیاذ باللہ امام
وجودات اشیا مین مثل شیطان کے اندر جاتا ہو اور سرایت کرتا ہو قطع نظر اُس فساد کے جو اس بات کے معنی پر
مترتب ہوتا ہو کسقدر بے ادبی اس تشبیہ مین کی ہو اور کبھی کہتے ہین کہ جسم لطیف روحانی اُن حضرات کا کبھی لطیف
مثل ملائکہ ہو جاتا ہو اور کبھی کثیف ہو جاتا ہو اور یہ سب تعقلات کلام غلاۃ مفوضہ سے لی ہین جو خدا کو
روحانی مشابہ بجسم ائمہ علیہم السلام کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ظہور روحانی کا جسمانی مین محل انکار نہین ہو
کیونکہ جانب خیر مین دیکھو کہ جبرئیل بصورت دحیہ کلبی پیغمبر کی خدمت مین آیا کرتے تھے اور جانب شر مین
جنات اور شیاطین ہمیشہ بسکے بدنون کی صورت پر اپنے تئین دکھلاتے ہین اور اسی بات پر مبنی ہو تصرف
انکا معنی معراج مین اور معاد جسمانی مین اور ذکر اسکا انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آئیگا اور یہ سب مغلطہ باطل
اور سفسطہ ہو اور اس طائفہ کی رد کو کافی ہو جو حق تعالیٰ نے کتاب مجید مین فرمایا ہو قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

یعنے کہو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کہ نہین ہون مین مگر آدمی مانند تمھارے اور فرمایا ہے وَلَوْ جَعَلْنَاہُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاہُ
رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ یعنے اگر پیغمبر کسی فرشتہ کو کرتا تو اُسے بھی آدمی بناتا اور لباس ظاہر اسکا بھی
وہی کرتا جو اور سب پہنتے ہین اور فرمایا ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ یعنے خدا پیدا کرنے والا
سب چیزون کا ہے اور وہ ایک صاحب قہر وقدرت ہے اور فرمایا ہے وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهٖ اٰلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا
وَهُمْ يُخْلَقُونَ یعنے سوا خدا کے انھون نے اور خدا بہت سے ایسے قرار دیے کہ جو کچھ پیدا نہین کر سکتے او
وہ خدا پیدا کیے گئے ہین اور فرمایا ہے وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ وہ ایسا خدا ہے جسنے تمکو
پیدا کیا پھر روزی پہونچائی اور زندہ رکھتا ہے اور فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا
وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ یعنے وہ لوگ کہ جنہین تم سوا خدا کے معبود قرار دیتے ہو ہرگز نہین ہو سکتا اُن سے کہ ایک مکھی
پیدا کر سکین اگرچہ سب اُسکے پیدا کرنے کے لیے مجتمع ہون اور فرمایا ہے اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا یعنے خدا وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور جو درمیان مین اُن دونو کے ہین پس بخوبی ان آیاتے
واضح ہوتا ہے کہ سوا خدا کے کوئی خالق ومدبر عالم نہین ہے خواہ بالاستقلال یا بحسب تفویض واقدار الہی جس طرح
کہ بعض غلط ہے اور یہ سب ضروریات دین سے ہے اور اسکا منکر دین سے باہر ہے پس کوئی نہین کہ سکتا کہ کوئی خدائے
عزوجل کے سوا خالق اور رازق مطلق ہو یا واسطہ صدور خلق ورزق ہو کہ سوا اُس واسطہ خاصہ کے جو کچھ ہے بتوسط
واسطہ ہوتا ہے پس جو کچھ کہ حکما کہتے ہین کہ واسطہ فیض اِکو انے مین عقل اول بلکہ عقول عشرہ ہین اور جو یہ طایفہ کہتا ہے
کہ فعل اللہ اور قدرۃ اللہ وعقل کلی کہ پیغمبر ہین اور امام واسطہ خلق عالم اپنے سوا سبکے ہین یہ شرک ہے اور یہ جو وہ کہتے ہین
کہ اسمین کیا استبعاد ہے کہ حق تعالی نے بعد اسکے کہ بمقتضائے حکمت کاملہ اپنی کے بنا اِس عالم کی اسباب پر رکھی ہے کہ
ایک خالق کو اپنی مخلوقات سے برگزیدہ کر کے محل جملہ فیوض کا اور واسطہ تمام نیکیون کا اور مظہر جمیع تاثیرات کا کرے
اور وہ جمیع اشیا مین تاثیر وتصرف تام باذن خدا کرے یہ قول طرفہ مضمون ہے کیونکہ مباحث دینیہ ومواد علمیہ
حصول اعتقاد مین فقط نفی استبعاد کے کیا کام آتی ہے حصول دین مین دلیل قطعی درکار ہے نہ اوہام تخیلیہ اور اگر فقط استبعاد
کا رفع کرنا نظر ظاہر مین کافی ہو جائے تو چاہئے کہ سجدہ کرنا بلکہ سب عبادات اِن وسائط کے لئے جائز ہو کیونکہ نظر
ظاہر بینون مین کیا مستبعد ہے کہ تن اونا عالم افضلین بشر کے لئے جو پیغمبر خدا اور ائمہ ہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین
ہین سجدہ اور طاعت کو روا رکھے خصوصا جبکہ فرشتون کو آدم کے سجدہ کے واسطے مامور فرمایا ہو تو حضرات جو
آدم علیہ السلام سے افضل ہین بھی اُنکے واسطے مامور بہ ہو حالانکہ شرع اسلام مین کوئی معبود برحق سوائے ذات
اقدس الہی کے قرار نہین دے سکتے والا یہ عمدہ شرک وکفر ہے اور یہی حال ہے تفویض خلق ورزق کا کہ حضرات ائمہ
علیہم السلام نے اسکے کہنے والے کو بلفظ دشمن خدا تعبیر فرمایا اور اُنکے مشرک ہونے کو نصوص مین تصریح فرمائی اور

تاویل کرتی کہ ہم خالق و رازق مستقل نہیں کہتے غیر مستقل مراد لیتے ہیں مثل ولایات کفار مشرکین ہے او کان
رکھنے کے قابل نہیں ہے بلکہ اگر نظر تامل دیکھیں تو جانیں کہ یہ عدم استقلال جسکی تفسیر میں کہتے ہیں کہ حاجت
واسطہ کو طرف خالق کے جو غنی بالذات ہے اور حاجت سب خلق کی طرف واسطہ کی کرتے ہیں یعنے سب کی
حاجت انکی طرف رجوع کرتی ہے اور انکی حاجت خدا کی طرف راجع ہوتی ہے تو یہی تفویض ہے کیونکہ مفوضہ
بھی تو حضرات کو خالق و رازق مستقل نہیں جانتے اور یہ نہیں کہتے کہ یہ بزرگوار خدا کی طرف حاجت نہیں رکھتے
بالجملہ حق تعالی نے چند امور کو صفات سے اور طاعتوں سے مخصوص اپنی ساحت کبریائی فرمایا ہے اور دوسرے
کی مشارکت کو ان میں روا نہیں رکھا خواہ یہ دوسرا مقرب بارگاہ صمدی ہو یا غیر مقرب ہو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ
کوئی ان بزرگواروں کو خالق اور رازق اور فاعل و جاعل اور مدبر عالم جان سکتا ہے کہ صفات مختصہ
جناب باریتعالی سے ہیں اور حضرات ہمیشہ معترف بعجز و عبودیت رہے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ اس طائفے نے محض تفویض پر
اکتفا نہیں کیا بلکہ ضرورت کا اپنی زعم فاسد میں ادعا کیا ہے جیسا کہ سید کاظم رشتی اور بعض اتباع نے انکے کہا ہے
الخلق والتاثیر لیس من شان الله القدیر وان کلما صدق علیه اسم شیٔ حادث من ای عالم کان
بواسطة المشیة لان الذات لاتحدث شیئا الا بالفعل الی قولهم فوجب تخلق الاشیاء من توسط الفعل لامتناع تعلق القدرة بالمحال
یعنے خلق کرنا اور تاثیر کرنا شان خدائے قدیر سے نہیں ہے اسلئے کہ جس چیز پر نام چیز ہونیکا صادق آئیگا وہ حادث ہے
خواہ اس عالم میں ہو یا اور عالم میں ہو اور حدوث بواسطہ مشیت ہوتا ہے اسلئے کہ ذات کسی چیز کو پیدا نہیں کرتی مگر
بذریعہ فعل کے پس واجب ہوا اشیا کے پیدا کرنے میں متوسط ہونا فعل کا واسطے ممتنع ہونے تعلق قدرت کے ساتھ
محال کے اور واضح ہو کہ یہاں فعل سے مغالطہ دہی کو فعل امام مراد لیتے ہیں اور اُسے جوہر کہتے ہیں اور اسکے وجود کو
اقوی موجودات اور موثر کائنات میں جانتے ہیں اور اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ بہ نظر اپنی ذات کے اصل میں
متحقق و ثابت ہے جمیع چیزوں سے زیادہ وجود خارجی میں اسکا ثبوت ہے اور کیونکر ایسا نہو حالانکہ وہ سبب فاعلی
اور جمیع اشیا کی جو خارج میں موجود ہیں پیدا کرنے والی ہے اور جملہ عقلا کے نزدیک مسلم ہے کہ تاثیر کرنے والا جس
چیز سے کہ جسمیں اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے قوی ہو پھر کیونکر ہو سکے کہ فعل امام امر ذہنی اعتباری ہو کہ خارج میں اسکے
لئے تحقق نہو باوجود اسکے کہ آثار اسکے مثل زمین و آسمان و جن و ملائکہ وغیرہ کے متحقق الوجود ہوں اور واقع میں
انکی ثابت ہوں اور اس جگہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ موثر و مدبر عالم اس طائفہ کے نزدیک خدا کے سوا امام ہے
خدا نے واسطہ پیدا کر کے فراغت پائی اور گویا اس آیۂ کریمہ کے مضمون سے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ بالکل خارج ہے
اعتبار کی ہے واضح ہو کہ جو کچھ تصریحات اس طائفہ کے اقوال سے یہاں بیان ہوئے اور اُن سے یہ جانا گیا کہ حق تعالی
سے کوئی چیز بدون توسط واسطہ صادر نہیں ہو سکتی تو اب بلا شبہہ یہاں کہیں کہ انکے کلام میں حقیقت حال کی

چھپانے کو ایسے کلمات وارد ہین کہ اُنکا حاصل یہ ہو کہ قادر علی الاطلاق نے جو ائمہ علیہم السلام کو واسطہ و سبب گردانا ہو یہ بتقضائے حکمت ہو نہ بجہت اضطرار و احتیاج کے آلہ و سبب کی طرف کہ حق تعالیٰ پر یہ روا نہین ہو یہ کلمات بطور تدلیس و تلبیس ہین نہ واقعی اور نہ موافق اعتقاد کیونکہ جب موافق اُنکے قول کے موجب فی خلق الاشیاء مین توسط الفعل توسط فعل کا ضروری ہوا اور بدون اُس جوہر کے جو اُنکے نزدیک فعل اللہ کے ساتھ نام رکھا گیا ہو خداوند عالم کسی چیز مین تاثیر نہین کر سکتا تو اب خدا قادر علی الاطلاق نہین ہو سکتا اور اس سے زیادہ خدا کا اضطرار کیا ہوگا کہ سوا ایک فعل کے اُس سے اور کچھ صادر نہو سکے باقی جو چاہئے وہ فعل اللہ و مشیۃ اللہ کرے خدا بالکل بیکار و معطل رہے اب بانصاف آنا تو نہین کہ اگر کھل کر کہتے کہ خدا خلق اشیا مین ائمہ کا محتاج ہو تو کچھ اس سے زیادہ لازم آتا کہ حق تعالیٰ اُس سے برتر ہوتا او انکار اُس سے ضروری سمجھا جاتا اور یہ بات جو کہی ہو کہ بدون فعل اللہ و مشیۃ اللہ خدا سے صدور کسی امر کا محال ہو اس سے نقصان و اضطرار ساحت کبریائی مین اور عظمت و قدرت خدا مین ابھی نہین آیا بالجملہ ایسے اشخاص کی باتین بے حقیقت اور ساقط الاعتبار ہوتی ہین اور جہلا و حمقا کہ جنکو علم و عقل سے بہرہ نہین ہو اور نکتہ و حقیقت کلام کو نہین پہنچ سکتے وہ اِنکے دھوکے مین آتی ہین اور کہتے ہین کہ واہ کیا بات کہی ہو اور کسقدر فضایل اور علو مدارج ائمہ علیہم السلام کے اُنھون نے ثابت کئے ہین یہ بڑے شیعہ ہین اور مقابل اُنکے علمائے حق ہین اور اُنکے تابعین کو بلفظ قاصرین تعبیر کرتے ہین اور حق یہ ہو کہ سوائے افعال عباد کے جو منحصر ہین حرکات و سکنات مین یا جوان و نور مترتب ہون سوائے خدا کے اور کسی سے مثل اجسام و جسمانیات اصلیہ سے کچھ صادر نہین ہوتا اور حضرات ائمہ علیہم السلام اور غیر اُن حضرات کے ممکنات سے کوئی قادر نہین ہو کہ جواہر و اجسام کو اپنی ذات و قدرت سے پیدا کر سکے اور تفویض قدرت دہی خدا کی طرف سے اُن حضرات کے لئے پیدا کرنے کو اور روزی دینے کو عقلاً و شرعاً ثابت نہین ہوتی اور اپنی طرف سے کسی بات کا تراشنا اور بے دلیل و برہان اُسے حضرات کی صفت قرار دینا روا نہین ہو نہ کہ خلاف اُسکا باجماع قطعیہ و نصوص محکمہ ثابت ہوا اور بالفرض اگر شاذ کوئی روایت یا کوئی خبر اخبار آحاد سے اِسکے موہم بھی ہو تو چونکہ مجملات و متشابہات غیر مبنیہ بلکہ مطلق اخبار بمقام اصول اعتقاد محل اعتماد نہین اسلئے یا اُسی طرح کرنا چاہئے یا تاویل کرنا ضروری ہو کیونکہ اُسنے معارضہ کیا محکمات کا اور واجب الاتباع احادیث ہین بھی مثل آیات قرآنیہ محکمات ہین نہ متشابہات والا الرحمن علی العرش استوی نے کیا قصور کیا ہو جو اُسکی تاویل کیجاتی ہو اور وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ مین کیا برائی ہو کلام خدا تو ہو پھر کیون اُسکی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خلاف آیہ محکمہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ہو اسی طرح روایت ابن اذنیہ پر جو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اُسنے کی ہو کہ فرمایا حضرت نے کہ خلق اللہ

المشیۃ بنفسہا ثم خلق الاشیاء بالمشیۃ یعنے پہلے خدا نے مشیۃ ارادہ کو پیدا کیا اور بعد اسکے جو چیز کہ
مشیت وارادے سے پیدا کیا مستبعاد کرنا اِس معنے مین کیا ضرور ہو کیونکہ غرض حضرت کی یہ ہو کہ حق تعالیٰ نے
خلق اشیا مین یہ قرار دیا ہو کہ ہر چیز کو بارادہ پیدا کرتا ہو اور ارادے کے معنے متعدد پہلے بیان ہو چکے ہین نہ یہ کہ مشیت
وارادہ کوئی چیز مستقل الوجود ہو کہ آلہ یا واسطہ خلق درمیان خالق یگانہ و مخلوقات کے ہو مشیۃ اللہ اور قدرۃ اللہ
اسکا نام ہو جیساکہ جماعت کہتی ہو پہلے پیدا کی اور اُس واسطے کے ذریعہ سے خلق کا کام کیا اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے
حالانکہ روائیت محمد بن عرفہ مین وارد ہو کہ مین نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے جملہ اشیا
کو قدرت کے ساتھ پیدا کیا یا بدون قدرت کے حضرت نے فرمایا کہ گویا تو قدرت خدا کو کوئی چیز موجود سوائے
ذات خدا کے قرار دیتا ہو اور اُسے آلہ و واسطہ گردانتا ہو کہ بتوسط اسکے اشیا کو پیدا کیا اور یہ شرک ہو پس روا نہین ہو کہ
ایسی بات کہے اور اسی طرح اِس روایت سے بھی تمسک کرنا کہ نزلونا عن الربوبیۃ وقولوا فینا ماشئتم کہ جسکے
معنے یہ ہین کہ ہمکو رب ہونے سے گھٹائے رہو یعنے خدا نہ جانو باقی ہمارے مدارج مین جو چاہو وہ کہو نہین چاہئے
سراسر بیجا ہو کیونکہ اوّلاً یہ اخبار آحاد سے ہین لیاقت استناد کی اصول اعتقادمین نہین رکھتے دوسرے مراد رب سے
بھی تو خالق و رازق و مالک ہو جیساکہ روایت تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین وارد ہو اس صورت
مین بھی نسبت خلق و رزق کی اُن حضرت کی طرف منافی مرتبہ ربوبیت سے تنزیل کی ہو اور علاوہ اسکے اِس
روایت سے استدلال کرنا ایک عموم سے تمسک کرنا ہو اور اُسکا قاعدہ یہ ہو کہ کوئی عام نہین ہو مگر یہ کہ خاص
کیا گیا ہو جس سے وہ دلالت تخصیص پر کرتا ہو جیساکہ عموم روایت من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ کا ہو کہ اس سے
صاف یہ معلوم ہوتا ہو کہ سب فرقے اسلام کے داخل بہشت ہون لیکن یہ مستند صحیح نہین ہو اسی طرح عموم اِس روایت کا
بھی مستند نہین ہو سکتا اور کیونکر مخصص نہو حالانکہ گھٹانا اور انکار نا ائمہ علیہم السلام کا صفات مختصہ
ربوبیۃ سے جیساکہ قدیم ہونا ہو جس طرح واجب ہو اسی طرح درجۂ نبوت سے بھی تنزیل واجب ہو پس مراد عموم
ماشئتم سے یہ ہو کہ جو مدح و ثنا ہمارے موافق اصول شرعیہ ہو وہ کہو یہ کہ جو چاہو امور واقعیہ اور غیر واقعیہ سے وہ اپنے دل سے
تراش کر اُن حضرات کی طرف منسوب کرو اور وہ جائز ہو جائے ابو الحسن احمد بن لال روایت کرتا ہو کہ ایک
جماعت مین فرقۂ شیعہ سے اختلاف ہوا اِس بات مین کہ حق تعالیٰ نے ائمہ ہدیٰ کو خلق و رزق کی تفویض کی ہو
یا نہین چنانچہ ایک جماعت نے کہا کہ یہ محال ہو اسلئے کہ خلق اجسام پر غیر خدا کوئی قدرت نہین رکھتا اور بعض نے
کہا کہ حق تعالیٰ نے انھین اِن امور پر قدرت دی ہو اور اِن امور کو انھین تفویض فرمایا ہو اور انھون نے عالم کو
پیدا کیا اور روزی دی اور نزاع نے آپس مین طول کیا پس ایک مومن نے کہا کہ لڑائی اور بحث بیکار ہو محمد بن عثمان
جو وکیل ناحیہ مقدسہ ہین اُنکی طرف رجوع کیون نہین کرتے چنانچہ اِسپر سب راضی ہوے اور مسئلہ کو لکھکر حضرت

صاحب العصر والزمان کی خدمت مین بھیجا اُسکے جواب مین جو عریضہ واجب الاذعان بواسطہ محمد بن عثمان حضرت کے پاس سے آیا وہ اِس پر مشتمل تھا کہ وہی یعنے خدا خالق اجسام و قاسم ارزاق ہی اور سبب اُسکا یہ ہو کہ نہ وہ جسم ہو نہ اجسام مین حلول کرنے والا ہو مثل اُسکے کوئی چیز نہین ہو اور وہ سمیع و بصیر ہو لیکن ائمہ علیہم السلام خدا سے سوال کرتے ہین پس خلق فرماتا ہو اور سوال کرتے ہین اُس سے روزی کا پس وہ روزی دیتا ہو بسبب انکی اجابت دعا کے اور انکی بزرگی مرتبہ کے اور یہ حق ہو اور لایق اتباع ہو پس تفویض خلق و رزق جملہ مصنوعات باطل ہو ہان مقامات خاصہ مین اظہار معجزہ کے لیے حق تعالی انکے ہاتھ پر چند امور جو خارق عادت ہون جاری فرماتا ہو اور اِسی لیے معجزہ کو فعل خدا کہتے ہین کہ پیغمبر و امام کے ہاتھ پر بنا بر غرض تصدیق کے جاری فرماتا ہو جیسا کہ متکلمین نے اسکی تصریح فرمائی ہو اور جناب امام رضا علیہ السلام نے غلاۃ کی رد مین نص فرمائی ہو جسکا ماحصل یہ ہو کہ ہر گاہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب سے فقر و فاقہ ظاہر ہوا تو اُسنے دلالت کی اِثبات پر کہ جسکی یہ صفات ہون اور ضعفاء محتاجین اُسکے مشارک ہون معجزات اُسکا فعل نہو گا پس اِس سے جانا گیا کہ جو کچھ اُن حضرت نے معجزات ظاہر فرمائے وہ فعل اُس قادر کا تھا جو مخلوقین سے اپنے مشابہ نہین ہو نہ فعل اُسکا جو پیدا کیا گیا ہو اور محتاج ہو اور صفت ضعف مین مشارک ہو واسطے ضعفا کے اب محل غور ہو کہ کہان یہ بیان حقیقت اور کہان وہ تجاوز حق سے کہ مشابہ خالق کر رہین ہین عجب جاننا چاہیے کہ غلاۃ و مفوضہ و شیعہ متصوف کا شر بہ نسبت شیعون کی شر کفار و منافقین و مخالفین سے زیادہ ہی اسواسطے کہ یہ اپنے تئین شیعہ و موالی کہلاتے ہین اور تعریف و مدح ائمہ ہدیٰ علیہم السلام مین افراط کرتے ہین پس عوام شیعہ شبہات مین پڑتے ہین اور انکو اپنے فرقہ سے جانکر انکی باتین سُنتے ہین اور یہ بپردہ ولایت و محبت اہلبیت علیہم السلام مین اپنے اقوال باطلہ کا رواج دیتے ہین اور شیعہ جاہل کچھ نہین سمجھتے انکے جعل مین پھنستے ہین اور انکی باتون کا یقین کرتے ہین اور جو اہل حق سے انکے خلاف کہے اُس سے خفا ہوتے ہین محفلون مین انہی باتین کرتے ہین حالانکہ خود اُن حضرات صلوات اللہ علیہم نے کسقدر بیزاری اپنی انسے ظاہر فرمائی ہو اور انکی روایتون کی تصدیق سے اور اپنے صحبت و ہمنشینی سے منع کیا ہو اور انکے ہاتھ اور زبان سے تنگ ہو کر بد دعا کی ہو جیسا کہ اوپر ذکر اُسکا ہو چکا ہو پس چاہیے کہ دوستداران اہلبیت علیہم السلام اِن اشرار کے شر سے اپنے تئین بچائین اور دور رکھین جو منبر پر چڑھ جائے اور فضائل اہلبیت علیہم السلام حسب لخواہ اپنے بیان کرے اُسکی بات کو سُنکر معتقد ہو جانا نہین چاہیے بلکہ جو کچھ کہے اُسمین غور و فکر کرنی ضرور ہو کہ آیا یہ موافق اصول اعتقاد ہی یا نہین اگر موافق ہو اختیار کرو والا ترک دوری اُس سے ضرور ہو کیونکہ چھپانا اور پوشیدہ کرنا اور لوگون کے سامنے تدلیس و تلبیس اہل فرقہ کی عادت ہو از جملہ شواہد سے یہ بات کہ وہ ہو جو کشی علیہ الرحمہ نے اپنی اسناد کے ذریعہ سے یونس سے اور یونس نے ہشام بن الحکم سے روایت کی ہو کہ سنا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرماتے

مغیرہ بن سعید یہ وہ اشخص میری والد بزرگوار پر جھوٹ اور تہمت باندھتا تھا اور اسکے اصحاب جو میرے باپ کے
اصحابوں میں چھپے ہوئے تھے کتابیں میرے والد بزرگوار سے لیتے تھے اور مغیرہ کو سپرد کرتے تھے پس وہ
چھپا کر اُنمین کفر و زندقہ کو اپنے داخل کرتا تھا اور اسکی نسبت میرے والد بزرگوار کی طرف کر دیتا تھا بعد
اسکے اُن کتابوں کو اپنے اصحاب کو دیکر حکم کرتا تھا کہ اِن کتابوں کو شیعوں میں منتشر کر دیں پس جو کچھ کہ میرے
باپ کے اصحابوں کی کتابوں میں غلو کے مضمون پائے جاتے ہیں وہ اُسی جہت سے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے
اُن کتابوں میں داخل کیا ہے اور اس حدیث سے دو فایدہ ظاہر ہوئے ایک یہ کہ تدلیس تلبیس اس قوم کی
بشہادت معصوم علیہ السلام ثابت ہوئی اسلیئے اس جماعت کے امور میں بہت نظر باریک سے دیکھنا چاہیئے
تاکہ انکے مکر و کید میں کہیں گرفتار نہ ہو جائے دوسرے یہ کہ ہر روایت جو منسوب طرف امام علیہ السلام کے
ہو اُسپر اعتماد نہیں چاہیئے اور جیسا کہ اس جماعت مستحدثہ کا حال ہے گمان کرتے ہیں کہ خصوص فضائل جو
روایت کہ منسوب بہ حضرات کی طرف ہو اُسکا انکار کفر ہے اس سے پایا نہیں جاتا کیونکہ اسقدر توسیع ائمہ معصومین
نے اسلیئے کی ہے کہ تمہید اسکی ہو کہ تاکوئی شخص روایات غلو سے انکار نہ کرے اور یہ خود افراط و غلو ہے ہر روایت کے
قبول کرنے میں اور خلاف قرآن شریف ہے اسلیئے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا یعنے اگر
کوئی فاسق کسی بات کو تم سے کہے تو تمہیں چاہیئے کہ تحقیق کرو کہ آیا یہ مطابق واقع ہے یا نہیں یا لایق ماننے کے
اور اعتقاد کرنے کے ہے یا نہیں اور سوا اسکے کہ حکم خدا اسی طرح ہے کہ ہر خبر فاسق کو بلا تحقیق تسلیم نہ کرو عقلا بھی
بخوبی ظاہر ہے کہ ہر روایت جو منسوب طرف حضرات کے ہو لائق اعتماد نہیں کیونکہ راوی معصوم نہیں ہیں
احتمال سہو و نسیان و فسق و نفاق و علم خلاف مراد و قصور فہم و غلطی نقل لفظ میں اور امثال اسکے سب پر بیجھ
جائز ہے اور اسی طرح یہ اعتقاد خلاف اُس حدیث کے ہے جو فرمایا ہے کہ فَمَنْ صَدَّقَهُمْ فَقَدْ كَذَّبَنَا بلکہ صحیح یہ ہے کہ مراد
فضائل سے وہ فضائل حقہ ثابتہ ہیں کہ جنکے انکار باعث ایمان سے خارج ہونیکا ہے نہ انکار فضائل مختلفہ
مثل روایات غلاۃ کا اور وہ فضائل کہ جنکی اصل نہیں ہے اور اصول قطعیہ کے مخالف ہیں اور نہ انکار اُن روایات
کے ثبوت سے جو خود ثابت نہیں اور شاذ ہیں کیونکہ اگر یہ قابل انکار نہیں تو لایق اقرار و اعتقاد کے بھی تو
نہیں ہیں کما مر سابقا دوسرے صفات سلبیہ سے نفی صفات ہے جیسا کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام نے فرمایا ہے اول الدین معرفته وکمال معرفته التصدیق به وکمال التصدیق به نفی الصفات عنه بشهادة
کل صفة انها غیر الموصوف وشهادة کل موصوف انه غیر الصفة فمن وصف الله سبحانه فقد
قرنه ومن قرنه فقد ثناه ومن ثناه فقد جزاه ومن جزاه فقد جهله یعنے پہلا کمال
انسان کا دین میں یہ ہے کہ خدا کو پہچانے اور پہچاننے کا کمال یہ ہے کہ رب خدائے یکتا کی تصدیق کرے اور کمال

تصدیق ساتھ خدا کے یہ ہو کہ نفی صفات کی جو زائد علی الذات ہین کرے اِس سبب کہ ہر صفت گواہی دیتی ہی
کہ وہ موصوف کی غیر ہی اور ہر موصوف گواہ ہی کہ وہ مغایر صفت ہی پس جسنے کہ توصیف خدا اِس طرح کی کہ مثلاً
صفات ذاتیہ کو عین ذات و زائد اوپر ذات کے قرار دیا تو اُسنے خدا کو ساتھ صفات دہر کے مقارن کیا اور
جسنے کہ خدا کو مقارن بصفات دہر کیا پس اعتقاد کیا سات دو خدا کے یا ذات خدا کے دو ہونیکا اور جسنے یہ اعتقاد
کیا اُسنے خدا کو صاحب اجزا گردانا اور جسنے یہ اعتقاد کیا کہ خدا مرکب ہی اجزا سے اُسنے خدا کو نہین پہچانا بلکہ اُس سے
جاہل ہی جاننا چاہیے کہ مراد نفی صفات سے یہ نہین ہی کہ بالمرہ نفی صفات ذات کی کیجائے کیونکہ اگر ایسا ہو تو
لازم آئے علم و قدرت و حیات وغیرہ کی بھی نفی کر سکین اور کہہ سکین خدا عالم نہین ہی قادر نہین ہی زندہ نہین ہی
اور یہ بضرورت مذہب امامیہ و اتفاق جملہ علمائے اسلامیہ فاسد ہی اور آیات و روایات متواترات اُس سے
بھرے ہوئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی اِنّہٗ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیرٌ و اِنّہٗ بکُلِّ شیءٍ علیمٌ اور حکایت شہادت ملائکہ
فرماتا ہی سُبحانکَ لا عِلمَ لنا اِلّا ما علّمتَنا اِنّکَ انتَ العلیمُ الحکیمُ اور سوا اِسکے اکثر قرآن ذکر صفات الٰہیہ سے
بھرا ہی اور جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین عزّت قدرتہ و وسع سمعہ الاصوات اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام
دعا مین فرماتے ہین یا من یسمع انفاس الحیتان فی قعور البحار پس انکار اِس سے اور نفی اِسکی نہ ممکن ہی نہ منقول
فرق اسلامیہ سے ہی مگر بعض مثل باطنیہ و ہم علیہ کہ وہ البتہ کہتے ہین کہ خدا نہ عالم ہی نہ جاہل ہی نہ موجود ہی نہ معدوم
نہ قادر ہی نہ عاجز ہی پس اگر یہ قول مطلق لیا جائے بدون تاویل تو کفر محض و سفسطہ بحت ہوگا اور اِسی طرح نفی خلاف
مفہوم و معانی کی بھی نہین ہی جیسا کہ سید کاظم و اتباع نے اُنکے گمان کیا ہی کہ موضوع و محمول مین اللہ عالم و
اللہ قادر کی مغایرت نہین ہی مگر دیکھنے مین یعنے الفاظ کا تغایر ہی کیونکہ اِس صورت مین حمل صفات کا ذات
مقدس پر حمل اوّلی ہوگا اور معنے اُسکے کہ خداوند عالم عالم ہی یہ ہونگے کہ خدا خدا ہی اِسی طرح ہر صفت یعنی اللہ
ہوگی اور اِسوقت مین کوئی فائدہ کلام سے حاصل نہوگا اور ہر جملہ متعدد جملون سے معنی جدید کو مفید نہوگا
بلکہ یہ بھی مستلزم نفی علم و قدرت کو ہوگا کیونکہ بنابر اِس مذہب کے اللہ عالم و اللہ قادر کے معنے یہ نہونگے کہ خدا
جانتا ہی اور خدا توانا ہی بلکہ اللہ اللہ ہی اللہ اللہ ہی اور کوئی معتقد دین و مذہب سے ایسا نہین ہی کہ جب اللہ عالم ہی
کہے یا سنے تو اُسے یہ اعتقاد کرے بلکہ یہی سمجھتے ہین اور اعتقاد کرتے ہین کہ خدا جانتا ہی پس واقع مین یہ بات
اِس فرقہ کی بسبب رجوع کرنے طرف نفی علم و قدرت و جمیع صفات کے مثل قول باطنیہ کے ہی جو لا عالم و لا جاہل
کہتے ہین اور جیسا کہ جب اہل سنّہ کو الزام دیا جاتا ہی کہ تمنے صفات کو زائد علی الذات کہکر متعدد قدما ثابت کئے تو
مجبور ہو کر کہتے ہین کہ صفات نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات ہین اِسی طرح یہ اشخاص بھی کہتے ہین کہ خدا نہ عالم ہی نہ جاہل ہی
اور دونو باتین حکم ارتفاع نقیضین مین ہین اور وہ یقینی باطل ہی اور اِسی طرح نفی صفات فعل کی بھی مراد نہین ہی

کیونکہ اعتقاد صفات افعال کا ضروریات مذہب سے ہے کیونکہ ہم مامور ہین کہ اعتقاد کرین و رجانین کہ اللہ
بندون کو پیدا کرتا ہے اور روزی دیتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر اسکی نفی کیونکر ہو سکتی ہے اور جب یہ
ثابت ہو چکا تو کہتا ہون کہ مراد ارشاد جناب امیر علیہ السلام حدیث مذکور مین نفی صفات سے نفی اُن اوہام
و اعتقادات فاسدہ کی ہے جیسے اشاعرہ اور انکے امثال نے صفات باری مین اختیار کیا ہے اور کہتے ہین کہ خدا زندہ ہے
ساتھ حیات کے اور عالم ہے ساتھ علم کے اور قادر ہے ساتھ قدرت کے اور ہر ایک مبادیکو موجود اور زائد ذات پر
خدا کے قرار دیتے ہین اور انھین بلفظ معانی و صفات زائدہ کہ حلول کیے ہین ذات واجب تعالی مین اور
صفات حقیقیہ تعبیر کرتے ہین اور ہر ایک کو انمین سے خدا کی طرح قدیم جانتے ہین پس حضرت نے انکے ابطال قول
مین فرمایا کہ کمال تصدیق کا خدا کے ساتھ یہ ہے کہ نفی ایسے صفات کی کرے جس سے نقص توحید لازم آتا ہے
چونکہ ان صفات کو وہ صفات حقیقیہ کہتے تھے اور اطلاق صفت کا انکے بسبب استعمال مشہور اور موافق عرف عام
منصرف طرف انھی کے ہوتا تھا اسلئے ضرورت متقید کرنے کی صفت کے بلفظ صفت زائد علی الذات کے تھی
اور اس مطلب کو جملہ علمائے اعلام نے عموما اور خصوصا جناب سید سند نے مقبول کر کے تصریح اپنے کتب مین
فرمائی ہے بلکہ بضرورت مذہب شیعہ ثابت ہے اور دلایل عقلیہ و نقلیہ اسپر شاہد ہین چنانچہ دلالت عقل کی اس
مطلب پر کئی وجہ سے ہے اول یہ ہے کہ اگر صفات زائدہ موجودہ قایم بذات الہی ہون تو استکمال حق تعالی کا اپنے
غیر سے لازم آئیگا حالانکہ حق تعالی غنی و کامل بالذات و منزہ ہے شوائب احتیاج و افتقار سے ہے اور زیادتی صفات
کی مستلزم احتیاج و نقصان ذات ہے بخلاف اسکے کہ اسکی ذات قایم مقام صفات حقیقیہ اور مبدا آثار ہے بعینہ
کہ اس صورت مین کمال ذاتی ہوگا اور کوئی احتیاج لازم نہ آئیگی مثلاً ممکنات اپنے جاننے مین صورت حاصلہ
کی جو مبدا انکشاف معلومات غائبہ کی ہے محتاج ہین پس علم حقیقی ہمارے ذہن مین صورت حاصلہ ہے اور اسکے آثار
انکشاف کا ہوتا ہے اور آدمی تحصیل انکشاف مین ایسا اسکا محتاج ہے کہ اگر وہ نہو تو معلوم اسپر منکشف نہو اور خدا عالم
کی ذات خود مبدا انکشاف اشیا ہے اسی سبب سے ہمیشہ سے عالم ہے اور سب چیزین ازل سے اسپر واضح ہین اور
کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہین ہے اور علم کہ معنی انکشاف و انجلا ہے اسمین محتاج کسی صورت کے متوسط ہونیکا یا غیر سے
اپنے استکمال کا نہین ہے اور اسی طرح جمیع صفات مین ہے دوسرے یہ ہے کہ اگر صفات زائد ہون تو صفت
محتاج طرف غیر خدا کے ہوگی یا نہین پہلے صورت مین احتیاج واجب تعالی کی طرف اسکے غیر کی لازم آئیگی
اور دوسری صورت مین اگر محتاج طرف حق سبحانہ تعالی کے ہو تو حق تعالی فاعل اسکا بایجاب ہوگا یا باختیار
پہلے شق مین نقصان لازم آتا ہے اور دوسری شق مین حدوث صفات لازم آتا ہے اور اگر محتاج کسی کے طرف
نہو نہ واجب نہ غیر واجب تو تعدد واجب الوجود لازم آتا ہے اور وہ شرک ہے تیسرے یہ ہے کہ اگر صفات زائد ذات ہون

تو تعدد قدما لازم آتا ہے حال آنکہ صفت قدیم ہونے کے مخصوص ساتھ اسکے جسپر عدم ممتنع ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کان اللہ فی ازل ولم یکن معہ شیٔ اور ظاہر ہو کہ یہ دلیلین مخصوص ہین ساتھ اُن صفتون کے جو زائد ذات سے موجود ہون جیسا کہ حال صفات انضمامیہ کا ہے نہ صفات انتزاعیہ کا اور جو انکے قائم مقام ہین اور دلالت ادلہ سمعیہ کی بھی بہت ہے چنانچہ ایک تو روایت خطبہ جناب امیر علیہ السلام کی جو پیشتر مذکور ہو چکی اور دوسرا خطبہ حضرت کا یہ ہے اول عبادۃ اللہ معرفتہ و اصل معرفتہ توحیدہ و نظام توحیدہ نفی الصفات عنہ جل ان تحلہ الصفات لشہادۃ العقول ان کل من حلتہ الصفات فہو مصنوع و شہادۃ العقول انہ جل جلالہ صانع لیس بمصنوع یعنے اول عبادت کے اسکی معرفت و یکتا جاننا اسکا ہے اور کمال توحید نفی صفات کی اُس سے ہے کہ وہ برتر ہے اس سے کہ اُسمین صفات حلول کرین بسبب گواہی دینے عقول کے اِس بات پر کہ جسمین صفات حلول کرین وہ مخلوق ہے اور یہ کہ وہ صانع ہے مصنوع نہین ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جیسا کہ اِس عبارت شریفہ سے نفی صفات کی نکلتی ہے اُسی طرح صاف ظاہر ہے کہ مراد صفات سے وہ صفات ہین کہ جنکی شان سے حلول ہو کیونکہ حلول خاصہ اعراض موجودہ کا ہے نہ اوصاف انتزاعیہ کا اور انکے امثال کا کہ وجود انکا انکے منشار کا وجود ہے کتاب توحید صدوق مین منقول ہے حسین بن خالد سے کہ اُسنے کہا کہ مین نے سنا جناب امام رضا سے کہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ خدا عالم و قادر و حی و قدیم و سمیع و بصیر تھا عرض کی مین نے کہ اے فرزند رسول بدرستیکہ ایک قوم ہین کہ وہ کہتے ہین کہ حق تعالی ہمیشہ عالم تھا ساتھ علم کے اور قادر تھا ساتھ قدرت کے اور زندہ تھا ساتھ حیات کے اور قدیم تھا ساتھ قدم کے اور سمیع تھا ساتھ سمع کے اور بصیر تھا ساتھ بصر کے حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی اِس بات کو کہے اور معتقد اسکا ہو پس تحقیق اُسنے خدا کے ساتھ اور خدا اقرار دیے اور ہماری ولایت سے اُسکے نصیب مین کچھ نہین ہے بلکہ حق تعالی ہمیشہ عالم و قادر و سمیع و بصیر لذاتہ تھا حق تعالی برتر ہے اُس سے جو مشرکین اُسکے حق مین کہتے ہین کتاب احتجاج مین محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ فرمایا جناب ابو جعفر علیہ السلام نے صفت خالق قدیم مین انہ واحد صمد احدی المعنی لیس بمعان کثیرۃ مختلفۃ قال قلت جعلت فداک انہ یزعم قوم من اہل العراق انہ یسمع بغیر الذی یبصر و یبصر بغیر الذی یسمع قال فقال کذبوا و الحدوا و شبہوا اللہ تعالی انہ سمیع بصیر یسمع بما بہ یبصر و یبصر بما بہ یسمع قال فقلت یزعمون انہ بصیر علی ما یعقلہ قال فقال تعالی اللہ انما یعقل من کان بصفۃ المخلوق و لیس اللہ کذلک یعنے فرمایا حضرت نے کہ وہ خدا ایکتا ہے و مرجع خلق ہے سب اُسکے محتاج ہین وہ کسی کا محتاج نہین ہے ایک معنی ہے یعنے منقسم نہین ہوتا اپنے وجود مین اور نہ عقل مین و وہم مین صاحب معانی کثیرہ مختلفہ نہین ہے یعنے اعضا و اجزاے مختلفہ جس سے ترکیب ثابت ہو نہین ہے راوی کہتا ہے مین نے عرض کیا کہ فدا ہون آپ پر سے ایک قوم اہل عراق سے گمان کرتے ہین کہ وہ سنتا ہے سوا اُس چیز کے جس سے دیکھتا ہے اور دیکھتا ساتھ غیر اُس چیز کے جس سے سنتا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر فرمایا جھوٹ کہتے ہین الحاد کرتے ہین تشبیہ خالق کی مخلوق

کرتے ہین وہ سمیع و بصیر ہے سنتا ہے اس شے سے جس سے دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے اس شے سے جس سے سنتا ہے راوی کہتا ہے کہ مین نے عرض
کیا کہ وہ گمان کرتے ہین کہ وہ دیکھنے والا ہے اُن چیزون کا کہ جسے ہم بعقل دریافت کرتے ہین یعنے بقدرت کو بھی
وہ دیکھتا ہے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ خدا برتر ہے اُس سے جو وصف مخلوق ہوئے اسکا کام ہے تعقل کرے اور خدا
ایسا نہین ہے اور خود ظاہر ہے کہ جب صفات حقیقیہ عین ذات ہوئین و صفات اعتباریہ کا منشا نفس ذات ہوئی تو
یقینی صادق آسکتا ہے کہ سنتا ہے اُس ذات سے کہ جس سے دیکھتا ہے کیونکہ ذات اسکی مبدا جمیع صفات کا ہے اور اس سے
نفی تعدد منہ وہم نہین مستفاد ہوتی کیونکہ اطلاق مشہور مین صفات زائدہ کو معانی قدیمہ کہتے ہین نہ مفاہیم قدیمہ بلکہ
مراد حضرت کی قول سے احدی المعنی لیس معان کثیرہ نفی صفات زائدہ ہے اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ وہ سمیع و بصیر ہے بدون آلہ و عضو ہے بلکہ سنتا ہے بنفس ذات سے اپنے اور دیکھتا ہے بنفس ذات سے اپنے اور ان حدیثون
سے بھی بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مقصود حضرت امیر المومنین علیہ السلام نفی صفات سے نفی صفات حقیقیہ انضمامیہ کی ہے
نہ اوصاف مطلق کی کیونکہ خود اُن حضرت نے ذات الٰہی کے لئے ہمیشہ سمع اور بصر اور علم قدرت کا اثبات کیا ہے
اور آلات و جوارح اور جو امور موجودہ کہ سوائے ذات قدس کے تصور کئے جائین انکے لئے خدا کی ذات سے نفی
فرمائی ہے اور ہمین کوئی شک نہین ہے کہ صفات زائدہ موجودہ کے قائل ہونے مین تعدد قدما لازم آتا ہے اور وہ شرک ہے
اور مستوجب انکار کا جناب باریتعالی کے لیے ہے غیر ہے پس انکی نفی لازم ہے لیکن دانائی اور توانائی اور استحقاق
صلاحیت صادق آنیکی ان صفات کی کہ جو انتزاعیات اور اضافیات ہین اور نفس ذات مبدا اور منشا انکا ہے پس
اُنکی نفی کسی طرح نہین ہو سکتی اور علاوہ اس سے اُنکی نفی منافی دین حق ہے اور اسی سبب سے کہ نفس ذات باریتعالی
بلا امر زائد انکا منشا ہے اور قائم مقام صفات حقیقیہ ہے صفات ذات کو عین ذات کہتے ہین اسلیئے کہ مفاہیم مین ان
صفات کے اختلاف نہین ہے کیونکہ اختلاف ان کے مفاہیم کا از جملہ بدیہیات اولیہ ہے کہ کوئی اُسمین شک نہین
کر سکتا اور کلام معصوم علیہ السلام سے بھی اسکی تصریح نکلتی ہے جیسا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین
ان اللہ علم لا جہل فیہ حیات لا موت فیہ نور لا ظلمۃ فیہ یعنے بدرستیکہ حق تعالی وہ علم ہے کہ جسمین جہل کو راہ
نہین ہے اور ایسی حیات ہے کہ جسمین موت نہین جا سکتی اور نور ہے کہ تاریکی اسمین نہین سما سکتی یعنے وجود اسکا
ظاہر ہے اور باعث ظاہر ہونے اور اشیا کے وجود کا ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین لم یزل اللہ
عز وجل ربنا والعلم ذاتہ ولا معلوم والسمع ذاتہ ولا مسموع والبصر ذاتہ ولا مبصر والقدرۃ ذاتہ ولا مقدور
یعنے ہمیشہ سے پروردگار ہمارا خدا ہے اور علم اسکی ذات قدس تھی جبکہ کوئی چیز اور اس قابل نہ تھی کہ جانی جائے و
سمع اسکی ذات تھی حالانکہ کوئی چیز لائق سننے کے نہ تھی اور بصر اسکی ذات تھی وقتیکہ کوئی چیز لائق دیکھائی دینے
کے نہ تھی اور قدرت اسکی ذات تھی جبکہ کوئی ایسا نہ تھا کہ اسپر اثر قدرت ظاہر کیا جائے پس جن اشخاص نے کہ

کلام کو جناب امیر علیہ السلام کے جو فرمایا ہے کہ نفی صفات کمال توحید ہے حمل کیا ہے نفی اختلاف معانی اور مفاہیم پر یہ
بسبب اسکے ہے کہ وہ کلام ائمہ علیہم السلام سے اور محاورات علمائے اعلام کو نہیں پہچانتے فما لہولاء القوم لا
یکادون یفقہون حدیثا اور جو توہم کیا ہے کہ اگر مفہومات مختلفہ کا انتزاع ذات باریتعالی سے کیا جائے تو وہ باعث
اسکا ہوگا کہ ذات باریتعالی میں ترکیب ہو تو یہ توہم فاسد ہے کیونکہ انتزاعیات اور اضافات خارج حقیقت ذات
سے ہیں پس تعدد انکا باعتبار مفہوم خارج از ذات ہوگا اور وہ مستلزم ترکیب ذات کسی طرح نہیں ہو سکتا اور جو
قول حضرت کا من وصفه فقد قرنه ومن قرنه فقد ثناه ومن ثناه فقد جزاه اس فقرہ کے ساتھ جو فرمایا ہے لشهادة
کل صفة انها غير الموصوف دلالت صریح کرتا ہے اس بات پر کہ ترکیب نفس ذات میں نہیں ہے بلکہ باعتبار مجموع صفت
اور وصف میں جو مقارن ذات ہو ہوتی ہے اور حق تعالی ایسی ترکیب سے بھی بری ہے والا قدیم کے مصداق
ہونے میں تعدد و تثنیہ اور وصف قدم میں کہ مختص بذات باریتعالی ہے اشتراک تجزیہ لازم آئے اور اتحاد معبود حقیقی
نہیں ہے مگر ذات مستجمع صفات و کمالات پس اگر صفات صفات حقیقیہ ہوں تو اقتران و انضمام ایسی صفت کا
موصوف کے ساتھ مستلزم ترکیب معبود حقیقی ہو اور خدا اس سے برتر ہے کہ نقص ترکیب اسکے لئے لازم آئے اور
عتبارات و اضافات کا متعدد ہونا ظاہر بات ہے کہ اس سے انکار بدیہیات اولیہ کا انکار ہے اور جو فلاسفہ نے کہا ہے کہ واحد
سوا ایک کے اور کچھ صادر نہیں ہو سکتا اور بنا بر اسکے تعدد عتبارات کو باطل جانتے ہیں اسکی جواب میں محقق طوسی
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ تقریر حکما کی بہت بے حقیقت ہے اور کیونکر نہو حال آنکہ اضافات اور عتبارات کا متعدد
ہونا بہت ظاہر بدیہی ہے اور صانع کو باعتبار نہونے عدم سابق کے قدیم کہتے ہیں اور باعتبار ممتنع ہونے عدم کے
اسے واجب کہتے ہیں اور باعتبار عدم فنا دائم اور باقی کہتے ہیں اور باعتبار اسکے کہ ہر چیز اسپر ظاہر ہے اور کچھ اس سے
پوشیدہ نہیں ہے عالم کہتے ہیں اور باعتبار قدرت و توانائی قادر کہتے ہیں اور یہ سب بہت واضح ہے اور تنبیہ کرتا ہے
اس بات پر کہ اثبات صفت علم میں یہ ہے کہ اگر عالم نہو تو جاہل ہوگا اور اثبات قدرت میں کہتے ہیں کہ اگر قادر نہوگا
تو عاجز ہوگا اور اثبات قدم میں کہتے ہیں کہ اگر قدیم نہوگا تو حادث ہوگا تو اگر ہر ایک کا مفہوم جدا نہوتا تو جو کہا گیا
یہ کیونکر صحیح ہوتا اس مقام پر اسکے کہ اشیا اپنے اضداد سے پہچانے جاتے ہیں متحقق ہوتا ان مفہومات کا واضح ہوا اور
نفی انکی تعطیل محض اور ابطال صفات باریتعالی ہے اور وہ شرعا ممنوع ہے پس جس شخص نے صفات میں حمل اولی
اور اتحاد مفہوم کا ادعا کیا ہے دعوی اسکا خالی از بطلان ہے اتمام رسالہ کو ایکبار اتفاق ہوا کہ ایک عالم کی ملاقات کو
لکھنؤ میں انکے مکان پر گیا اتفاقا اثنائے کلام میں کہ اسوقت وحدت وجود کا ذکر ہو رہا تھا انھوں نے کہا کہ قول
یہ ہے کہ جو حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کمال التوحید نفی الصفات عنہ اسکے موافق عقیدہ کرنا
چاہیے کیونکہ کچھ بنتا نہیں اسلئے کہ اگر صفات کو ذات پر حمل کرے حمل اولی کرکے تو فائدہ نہیں اور اگر مفاہیم صفات کو

متعدد سمجھیں تو ترکیب ذات میں لازم آتی ہے راقم نے جواب دیا کہ یہ بات تو اچھی نہیں کیونکہ حدیث کو جب تک
مانینگے کہ مخالف قرآن نہو اور جب ظاہر قرآن کے مخالف ہو تو یا طرح کرینگے یا ایسی تاویل کرینگے جس سے موافقت
پیدا ہو جائے جملہ صفات کی نفی ہو نہیں سکتی و الا تعطیل باریتعالی کی اور مخالفت قرآن کی ہوگی کہ قرآن شریف
مشحون ہے بیان صفات سے بالجملہ کلام دیر تک ہا کہ نقل اسکے موجب تطویل ہے بعد اسکے مین ہان سے اٹھ کر
خدمت بابرکت مین اپنے جناب استادی و من علیہ اعتمادی اورع الفضلاء والکاملین اکرم العلماء
والمجتہدین جناب مولنا مولوی السید محمد علی صاحب قبلہ ادام اللہ ایام افاداتہم کی حاضر ہوا اور کیفیت گفتگو
عرض کر کے درخواست کی مینے کہ آپ قول فیصل اسمین تحریر فرمائے چنانچہ جو کچھ افاضہ فرمایا اسکا ترجمہ لکھتا ہون
معہ صورت مسئلہ سوال اجماع کیا ہے اہل حق نے خدا کے واسطے اثبات صفات ثمانیہ پر کہ پہلے انکے خدا قدیم
و ازلی ہے اور دوسرے قادر و مختار ہے اور تیسرے یہ کہ عالم ہے ہر معلوم کلی و جزئی سے چوتھے حی ہے
پانچوین مدرک سمیع بصیر ہے چھٹے کارہ ہے ساتوین متکلم ہے آٹھوین سچا ہے اور یہ صفات ثبوتیہ خدا
کی ہین جو قرآن و احادیث سے اعتقاد کرنا انکا ضروری دین ہے اور جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کمال
التوحید نفی الصفات عنہ پس توفیق ان اثبات و نفی کی کیونکر ہو سکتی ہے اس طرح پر کہ دل سے تردد جاتا
رہے اور یقین حاصل ہو جائے جواب فرمایا ہے حضرت نے کمال المعرفۃ التوحید و کمال التوحید نفی
الصفات عنہ پوشیدہ نرہے کہ صفات دو نوع پر ہین ایک صفات انضمامیہ ہین جیسا سیاہی اور
سفیدی ہے جسم کے لئے اور دوسرے صفات انتزاعیہ ہین اور وہ دو قسم پر ہین پہلے وہ کہ منشا انتزاع
انکا زائد ذات متصف بہ کے ہے جیسا عالم ہوتا ہے کہ منشا انتزاع اسکا علم کہ جو صورت حاصلہ ہم مین ہے اور وہ ہماری
ذات پر زاید ہے اور دوسرے وہ کہ منشا انتزاع اسکا نفس ذات محض ہو بلا حیثیۃ زائدہ جیسا کہ فوقیۃ یعنے
اوپر ہونا آسمان سے اور سیلان پانی سے اور مراد نفی صفات سے صفات انضمامیہ ہین مطلقاً اور صفات انتزاعیہ سے
ایسی صفات کہ جنکے منشا انتزاع زائد علی الذات و لاحق اُس ذات سے ہون کیونکہ ایسی صفات سے محالات لازم
آتے ہین کہ وہ ترکیب ذات باریتعالی ہیں اور تعدد وجود قدما کا اور نقص بہ ذات مین اور سوا اسکے ہین اور لیکن صفات
انتزاعیہ کہ منشا انتزاع انکا نفس ذات بدون لاحق ہونے کسی چیز کے ساتھ اسکے اور نہ حیثیۃ زائدہ ذات پر ہو
جیسا کہ عالم ہونا اور قادر ہونا واجب تعالی کے واسطے ہے تو اسکی اثبات سے اور حمل کرنے سے صفات پر کوئی چیز
محذورات مذکورہ سے لازم نہین آتے اور مقصود عینیۃ صفات سے نفی صفات و اثبات انکے آثار کا ہے حمل
ہمارا کہ اللہ علیم ہے قدیر ہے سمیع ہے بصیر ہے کلام مفید ہے اور حمل بالمواطاۃ ہے نہ حمل اولی غیر مفید و مفہوم ہر واحد کا
ان الفاظ سے ممتاز ہے دوسرے کی مفہوم سے عقلاً و نقلاً اور منفی وہ صفات ہین جو زائد ذات پر ہون نہ یہ مفہومات

کیونکہ منشا انتزاع ذات واحدہ جو مستجمع ہے اشیئہ سے ہو اور حمل کرنے مین اُنکی ذات پر کوئی نقصانات کی طرف
رجوع نکرے اور جسنے نفی ان مفاہیم کی کی اُسنے ذات خدا کو معطل کیا اور کلام خدا کو افادہ سے گرایا اور منھ
سے بھاگا اور پرنالہ کے نیچے کھڑا ہوا اور خطا کی ہرگز صواب نہین کیا فقط بالجملہ ان تحقیقات سے مقصود یہ ہے کہ
نفی صفات کی جو زائد علی الذات ہین کیجائے اور اثبات آثار کا اُن صفات کے واسطے ذات باریتعالی کے
کیا جائے پس اسکا معتقد ہونا چاہیے فقط تیسرے صفات سلبیہ سے نفی ترکیب ہے یعنے خدا مرکب نہین ہے
اور چونکہ جسمیت و صورت ظاہرا افراد ترکیب سے ہے اسلیے نفی ترکیب مطلق مستلزم نفی جسمیت و صورت وغیرہ کو خود
ہوگی جان تو کہ ترکیب چار طرح سے ہوتی ہے پہلی قسم یہ ہے کہ اجزائے مرکب خارج مین موجود ہون اور دکھائی
دیتے ہون جیسا کہ تخت مرکب ہوتا ہے لکڑی کے تختے اور پٹی و پائے سے اور جسم انسان و حیوان کہ وہ مرکب ہے
اعضاء و جوارح سے کہ سر اور گردن اور ہاتھ پاؤن وغیرہ ہین کہ محسوس ہوتے ہین یا موجود خارج مین ہون لیکن
بالفعل دیکھنے مین ممتاز نہون مثل عناصر اربعہ کے کہ خاک اور ہوا اور پانی اور آگ ہے یا ہیولی اور صورت جسمیہ اور
صورت نوعیہ بنابر قول مشہور فلاسفہ کے **دوسری قسم** ترکیب کی یہ ہے کہ مرکب اجزائے وہمیہ تحلیلیہ سے ہو اور
اس مرکب کے بھی یہ اجزا بالفعل محسوس نہین ہوتے مگر وہم کے جدا کرنے سے اور یہ مبتنی ہے اوپر فرض کرنے
ایک چیز کے سوا دوسری چیز کے اُس مرکب مین کہ جو صلاحیت اس توہم کی رکھتا ہو یعنے منشا انتزاع صحیح رکھتا ہو
مثل جسم و سطح و خط کے کہ اگرچہ بالفعل نہین اتصال واحد ہے لیکن قوت واہمہ تمیز اسکی ایک جزو خاص کو دوسرے
جزء سے دے سکتی ہے اور قوت سے مرتبہ فعل مین لانا اسکا بنظر اُسکی ذات کے ممکن ہے تیسرے ترکیب اجزائے
عقلیہ سے ہوتی ہے اور اُسکے دو نوع ہین **پہلے نوع** یہ ہے کہ حکم عقل اجزا خارجیہ مین قرار دئے جائین اور
فرق قسمت وہمیہ اور قسمت عقلیہ کا اس معنے سے یہ ہے کہ پہلی قسمت یعنے قسمت وہمی جزئی ہے کیونکہ وہم کا کام
تصور جزئیات ہے اور دوسری قسمت کلی ہے کیونکہ عقل مدرک کلیات کی ہے پس حکم کرنا ساتھ اس بات کے
کہ جسم مرکب ہے اس نصف سے اور اس نصف سے مثلاً قسمت وہمیہ ہے اور حکم کرنا ساتھ اس بات کے کہ جسم مرکب
دو نصف سے ہوتا ہے قسمت فرضیہ عقلیہ ہے اور **دوسرے نوع** ترکیب اجزائے ذہنیہ سے ہے اور اُسکے
یہ معنے ہین کہ چند مفہوم کو باعانت عقل نفس ذات سے انتزاع کرین اور منشا انتزاع کو اُس سے مرکب جانین مثل جنس
و فصل کے کہ نوع کو اُس سے مرکب کہتے ہین پس ترکیب تینون معنے اول سے حق سبحانہ تعالی مین باتفاق جمیع
اہل مذہب باستثنائے مجسمہ ممنوع و مسلوب ہے پس حق تعالی مرکب نہین ہے کہ اجزائے خارجیہ یا وہمیہ یا عقلیہ
رکھتا ہو اور اسپر عقل و نقل دونو دلالت کرتے ہین دلالت عقلی یہ ہے کہ اگر مرکب ہو تو اجزا کی طرف محتاج ہو اور ظاہر ہے
کہ کل اور جزو متغائر بھی ہین اور متحقق ہونا کل کا تحقق اجزا کی فرع ہے اور جو چیز کہ اپنے موجود ہونے مین غیر کے محتاج ہو

وہ یقینی ممکن ہے پس اگر مرکب ہو تو محتاج اعضا و اجزا کے ہوگی پس ممکن ہوگی اور ہر ممکن محتاج علت کا ہے او شیائی
مرتبۂ وجوب ہے علاوہ اسکے اگر اجزا رکھتا ہو تو سوا اسکے اُن اجزا سے واجب ہوگا یا ممکن پس اگر سب واجب ہوں تو تعدد
واجب لازم آئیگا اور اگر سب ممکن ہوں تو امکان کل مجموعی اُس سے لازم آئیگا اور دلالت کرتی اکثر نصوص اسپر جیسے
جیساکہ فقرہ فقرات خطبہ گذشتہ کا من جزاہ فقد جہلہ یعنی جسنے ذات خدا مین اجزا قرار دئے وہ جاہل ہے
اور اسی طرح قول اُن حضرت کا جو بیان معنی احد کی المعنی مین فرمایا ہے یعنی بہ انہ لا ینقسم فی وجود ولا عقل
ولا وہم کذلک ربنا عز وجل یعنے حق تعالی منقسم نہین ہوتا وجود مین نہ عقل مین نہ وہم مین صاف اسپر
دلالت کرتا ہے اور دلالت صریح کرتا ہے اسپر قول جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا جو فرمایا ہے اقول انہ سمیع
بکلہ لا ان الکل منہ البعض یعنے مین کہتا ہون کہ حق تعالی کل ذات سے اپنی سمیع ہے نہ اس طرح کہ اسکے کل کے
مقابل مین کوئی جز ہو فقط حاصل ارشاد معصوم علیہ السلام یہ ہے کہ جیسا اکبر کو کبھی بمقابل صغیر بولتے مین اور
کبھی کہتے ہین اسپر کہ جس سے کوئی بڑا نہو اسی طرح لفظ کل کا بھی اطلاق کبھی بمقابل اجزا ہوتا ہے اور کبھی مجرد
ذات پر اس طرح ہوتا ہے کہ کوئی امر خارج اُس سے ملنے نہ پائے پس یہان اسی طرح اطلاق فرمایا ہے لیکن اجزائے
عقلیہ دوسرے معنی سے کہ جنس و فصل ہین اور حکما اُسے ذاتیات کہتے ہین اور اجزائے ذہنیہ بھی نام رکھتے ہین
پس متکلمین میں ان چیز کی نفی و اثبات مین اختلاف واقع ہے چنانچہ اکثر اسکی بھی نفی کرتے ہین بگمان اسکے کہ اجزائے ذہنیہ
مستلزم اجزائے خارجیہ ہین اور اسکا انتفا اس صورت مین واضح ہے بسبب اُن ادلہ کے جو مذکور ہوئین اور ایک
طائفہ اجزائے ذہنیہ سے ترکیب کو تجویز کرتے ہین بسبب اسکے کہ ان اجزائے ذہنیہ کا مستلزم ہونا اجزائے خارجیہ
کے لئے ضروری نہین ہے اور کہتے ہین کہ یہ اجزائے ذہنیہ کہ مصطلح حکما ہین اجزائے حقیقیہ نہین اور نہ مستلزم اجزائے
حقیقیہ کو ہین پس اسکی نفی کرنا خارج از محل بحث ہے کیونکہ جو دلیلین نفی اجزا کی ہین وہ اسمین جاری نہین ہوتین
پس یہ طائفہ نفی ترکیب کرتے ہین اس طرح کہ یہ اجزا نہین ہو سکتے نہ یہ کہ اثبات اجزا کرتے ہین تعالی اللہ عنہما
علاوہ اسکے تمیز درمیان ذاتیات و عرضیات کے یعنے جنس و عرض عام اور خاصہ و صورت نوعیہ مین بہت دشوار
ہے کہ بڑے حکما اسکے معترف ہین اور کوئی ایسا مضبوط ضابطہ انسے مقرر نہین ہوا کہ اسکی تفریق مین اسپر اعتماد
کیا جائے بالجملہ کسی طرح ہو لیکن مفاہیم متعددہ کا انتزاع کرنا ذات باریتعالی سے جو واحد بسیط ہے اسکے
کہ کسی طرح سے شائبہ ترکیب ذات مقدس مین انکی راہ پائی تمامی عقلا نے تسلیم کیا ہے کیونکہ وجود باریتعالی کا
واجب ہونا اور قدیم ہونا اور عدم کا اسپر ممتنع ہونا نفس باریتعالی سے انتزاع کیا جاتا ہے بلکہ سب صفات ثبوتیہ کا
بنا بر مذہب امامیہ انتزاع ذات سے ہے اور ایسے اجزائے واجب نہین کہتے اور ایسی مفہومات کا متعدد ہونا
ترکیب ذات کو مستلزم نہین ہے بلکہ منشا انکا ذات بسیط مطلق ہے اور وجود و تشخص اسکا عین ذات ہے اور اس

صورت مین حقیقت کلی بھی نہین ہوسکتی چہ جائے اجزائے حقیقیہ اور ان مفہومات کی نفی کسی عالم سے نہین کیگئی سوائے فلاسفہ کے کہ البتہ کہتے ہین کہ خدا سے سوا ایک کے دوسرا صادر نہین ہوسکتا کہ وہ واحد من جمیع الجہات ہی اور اگر دوسرے کو پیدا کرے تو ایک کے پیدا کرنے کی جہت دوسرے کے پیدا کرنے کی جہت سے مغائر ہوگی اور جب تعدد جہات ہوا تو وہیں سے اجزائے ذات مین بھی تعدد لازم آئیگا مگر یہ بات انکی بہت کیک ہی جیسا کہ محقق علیہ الرحمہ نے کتاب فصول مین تصریح فرمائی ہی بالجملہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہی کہ بسیط مطلق حق تعالی ہی اور کسی قسم کا جزو اسکے لئے نہین ہی نہ خارجی نہ عقلی نہ ذہنی نہ تخیلی وہمی وہو المطلوب چوتھے نفی جسمیت و صورت اور نفی جوہریت و عرضیت ہی جاننا چاہئے کہ جسم نام ایک جوہر کا ہی جسمین طول اور عرض و عمیق پایا جاے اور صوت ایک عرض خاص ہے اور وہ شکل محدود ہی اور حق تعالی دونو سے منزہ و برتر ہی اور جوہر و عرض بھی اقسام ممکن سے ہین پس جوہر وہ ایک چیز ہے ممکن کہ ماہیت ہی اور حقیقت کلیہ رکھتا ہی کہ اسکی ذات کے ساتھ قایم ہی اور اسکی پانچ قسمین ہین جسم و ہیولی و صورت و نفس و عقل اور عرض ایسی چیز ممکن ہی کہ اپنے غیر کے ساتھ قایم ہوتا ہی اور وہ نو قسم پر ہی کم و کیف و متی و این و اضافت و وضع و فعل و انفعال و ملک اور حق تعالی واجب الوجود ہی پھر کس طرح ہوسکتا ہی کہ جوہر و عرض ہو لیکن واضح رہے کہ اگر تعریف جوہر مین امکان و حقیقت کلیہ کی قید بڑھائی جاے بلکہ بطور متعارف اسکی تعریف کرین کہ موجود قایم بذاتہ جوہر ہی تو اطلاق اسکا جناب اقدس الہی پر بھی بحسب معنی ہوسکتا ہی لیکن چونکہ خدا کے نام بھی توقیفی ہین یعنے جو نام اسنے اپنی ذات مقدس کے رکھ دیے ہین اس سے زیادہ نہین کہ سکتے اسلئے ایسے الفاظ کا کہنا جایز نہین وللہ الاسماء الحسنے فادعوہ بہا اور جاننا چاہئے کہ نفی ترکیب کی ادلہ سے نفی جسم و صورت کی بخوبی ثابت ہو چکی تھی لیکن چونکہ جسم و صورت ہونے کے قایل طبقہ اسلام مین بھی ہو چکے ہین اسلئے بہت ضرور ہوا کہ جداگانہ اسکے ادلہ کہے جائین و بیان مستقل ہو تا فرقہائے باطلہ مثل حنابلہ و مجسمہ و مشبہہ اہل سنت کی رد بخوبی ہو جائے اور بیان بعض ان فرقون کا مقدمہ کتاب مین ہو چکا ہی بالجملہ دلیل عقلی کا نفی جسمیۃ و صورت و جوہر و عرض کی بیان ہو چکا اب دلالت سمعی کا بیان یہ ہی کہ حق تعالی فرماتا ہی لیس کمثلہ شیء یعنے کوئی چیز اسکے مثل نہین ہی تو اگر حق تعالی جسم ہوتا تو جتنے اجسام ہین وہ اسکے مماثل ہوتے اور اگر صورت رکھتا ہوتا تو اجسام ذی صوت ہونے مین اس سے مشابہ ہوتے علاوہ اسکے صورت عوارض مختلفہ اجسام سے ہی اور مستلزم ترکیب ہی اور ترکیب بوجوہ مذکورہ سابق خدا مین محال ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور موید اسکی وہ خبر ہی جو جناب سید عبد العظیم حسینی نے اپنے اعتقادات کو جناب امام علی النقی علیہ السلام پر عرض کیا اور حضرت نے اسے پسند فرما کر فرمایا کہ ہذا ہو دین اللہ الذی ارتضاہ لعبادہ اور وہ یہ ہی کہ عرض کیا تھا انھون نے کہ حق تعالی جسم و صوت نہین رکھتا اور نہ عرض ہی اور نہ جوہر ہی بلکہ

وہ پیدا کرنے والا سب جسموں کا اور پیدا کرنے والا صورتوں کا اور یا اعراض جواہر کا ہے اور کتاب کافی میں
محمد بن حمزہ سے روایت کی گئی ہے کہ کہا اُنہوں نے کہ میں نے خدمت میں جناب ابوالحسن علیہ السلام کے عریضہ لکھا اور
اُسمیں سوال کیا تھا اُن حضرت سے حال صورت و جسم سے پس اُن حضرت نے اُسکے جواب میں لکھا کہ تسبیح کرتا
ہوں میں اُس خدا کی کہ جسکا کوئی مثل نہیں ہے اور نہ وہ صاحب کسی صورت کا نہ کسی جسم کا ہے اور بھی اسی کتاب میں
محمد بن حکیم سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کے سامنے بیان کیا قول ہشام بن سالم کو کہ خدا
جسم رکھتا ہے حضرت نے جواب میں فرمایا کہ بدرستیکہ خدائے عزوجل کوئی شبیہ نہیں رکھتا اور اس سے زیادہ
کیا چیز قبیح ہے کہ سب چیزوں کے پیدا کرنے والے کو موصوف بہ جسم و صورت کریں یا اُسکے لیے کوئی خلقت یا تحدید یا
کوئی صورت یا کوئی عضو قرار دیں مواسکے کتب احادیث اسکی نفی سے بھرے ہوئے ہیں و اُس سے بخوبی واضح
ہوتا ہے کہ حق تعالی برتر ہے اس سے کہ جسم ہو یا صورت ہو یا جوہر ہو یا عرض ہو اور اسکا اعتقاد ضروری مذہب امامیہ ہے
فثبتنا اللہ علی القول الثابت پانچویں نفی مکان و جہت کی ہے یعنے خداوند عالم کوئی مکان و جہت نہیں رکھتا
اور نہ کوئی زمانہ اُسے احاطہ کیے ہے پہلے جاننا چاہیے کہ مکان باصطلاح حکما دو معنی پر بولا جاتا ہے ایک سطح
باطن حاوی کی جو سطح ظاہر محوی کو ملی ہو اُسے مکان کہتے ہیں دوسرے اُس بعد کو جو مادے سے خالی ہو مکان
کہتے ہیں اور زمان نام اُس امتداد کا ہے جو حرکت افلاک سے پیدا ہوتا ہے اور اس امتداد کی مقداریں جو معین و مبین
ہوں اُنہیں وقت کہتے ہیں بالجملہ یہ معنوں جسم و جسمانیت و مکان کے لوازمات سے ہیں و حق تعالی برتر ہے اُن سے
اور یہ بطلان بضرورت عقل و نقل ثابت ہے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں باسناد اپنی سلیمان بن مہران سے
روایت کی ہے کہ کہا اُنہوں نے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا جائز ہے
کہ جناب باریتعالی کسی مکان میں ہو جواب میں فرمایا حضرت نے کہ وہ تعالی برتر ہے اس سے کہ مکان میں ہو اور اگر
ایسا ہو تو چاہیے حادث ہو کیونکہ مکان کا رکھنے والا محتاج مکان ہے اور احتیاج صفت حوادث کی ہے نہ قدیم کی
جناب غفرانمآب نے اس حدیث کے نقل فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث جیسا کہ دلیل نقلی ہے اُسی طرح دلیل
عقلی پر بھی مشتمل ہے اور بظاہر محصل اُسکا یہ ہے کہ جو چیز کہ کسی مکان میں متمکن تصور کیجائے تو عقل سلیم حکم کرتی ہے یہ نسبت
اُسکے کہ بدون مکان کے یہ نہیں ہو سکتی پس محتاج اُسکی ہوگی اور احتیاج دلیل امکان و حدوث ہے اور بھی دوسری
طرح اس مطلب کو جناب غفرانمآب نے فرمایا ہے کہ جبکہ مکان میں متمکن ہونے کو بداہۃ عقل حکم کرتی ہے کہ یہ لوازم
جسمیت سے ہے اور جسمیت حق تعالی باطل ہو چکی اسی طرح اسکا مکان میں ہونا بھی باطل ہے بالجملہ جب کوئی شخص
دونو معنی مکان کے خاطر میں لائیگا تو اُسے بخوبی واضح ہوگا کہ یہ قول موحدین کا کہ حق تعالی مکان میں نہیں ہے
درست و صحیح ہے کیونکہ جب مکان سطح باطن حاوی جو ملاصق سطح ظاہر محوی ہو مراد لیں تو جب یہ ضرور ہوگا

کہ شکل سطح رکھتا ہو اور جب بُعد مجرد مادے سے مراد لیں تو اُسوقت ضرور ہوگا کہ متمکن کے لیے بھی ابعاد ہوں
مثل طول و عرض و عمق کے جو ابعاد مکانی پر منطبق ہوں اور سطح اور بُعد کا ہونا لوازمات جسمیت سے ہے اور جب
جسمیت باطل ہوئی تو اعراض جسمانیہ بھی بالضرور منتفی ہونگے اور اِن وجوہ سے خدا مکانی نہیں ہوسکتا
اب یہ کہ جہت میں بھی خدا کو نہ جاننا چاہیے اُسکا سبب یہ ہے کہ معنی کسی چیز کے جہت میں ہونے کے یہ ہیں کہ وہ
اُس جہت سے ملجائے یا قریب اُسکے ہو جائے اور یہ بھی لوازمات جسمانیت و مکانی ہونے کے ہیں اور مستلزم مکان
ہیں اور جو مکان نہیں رکھتا اُسکا کسی چیز سے قریب ہونا یا دور ہونا کسطرح تصور کیا جا سکتا ہے کتاب امالی میں
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ بدرستیکہ وجود جناب باریتعالی
محتاط ساتھ زمانے کے اور مکان کے اور موصوف ساتھ حرکت و انتقال کے ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف
یا ساکن ہونے کو کسی مکان میں نہیں ہوسکتا بلکہ وہ تعالیٰ پیدا کرنے والا زمان کا اور مکان کا اور حرکت و سکون
و انتقال کا اُن میں ہے اور وہ برتر ہے اُس سے جسے ظالم اُسکی طرف منسوب کرتے ہیں کتاب ارشاد میں شیخ مفید
علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ ایک عالم یہود کا خلیفہ اوّل اہل سنت ابو بکر کے پاس آیا اور کہا کہ خلیفہ پیغمبر اِس امت میں
تو ہی ہے ابو بکر نے کہا ہاں اُس یہودی نے کہا کہ میں نے توریت میں لکھے پایا ہے کہ خلفائے انبیا علم اپنے پیغمبر کی امت سے
ہوتے ہیں پس خبر دے مجھے کہ خدا آسمان میں ہے یا زمین میں ہے ابو بکر نے کہا کہ آسمان پر ہے بالائے عرش یہودی نے
کہا کہ اسوقت میں زمین خدا سے خالی ہوگئی اور بنا بر اِس قول کے خدا ایک مکان میں ہوگا نہ دوسرے مکان میں
ابو بکر نے کہا کہ یہ کلام زندیقوں کا ہے دور ہو میرے پاس سے نہیں تو میں تجھے مار ڈالونگا پس وہ یہودی
ہنستا ہوا اور تعجب فرقہ اسلام پر کرتا ہوا پھرا راہ میں جناب ولایت مآب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
سے ملاقات ہوئی حضرت نے اُسکی صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ ای یہودی تیرے سوال کو پہچانا میں نے اور جو تجھے
جواب ملا اُسے بھی جانتا ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ بدرستیکہ خدائے عزوجل پیدا کرنے والا مکان کا ہے پس کوئی
مکان اُسکے لیے نہیں ہے برتر ہے اس سے کہ احاطہ کرے اُسے کوئی مکان اور وہ ہر مکان میں ہے لیکن نہ اِس طرح
کہ مماس و مجاور اُسکے ہو بلکہ اِس طرح کہ اُسکا علم احاطہ کیے ہے اُن اشیا کو جو مکان میں ہیں اور اُسکی تدبیر سے کوئی مکان
خالی نہیں ہے اور میں تجھے خبر دیتا ہوں اُس چیز سے جو تمھاری کتابوں میں وارد ہے اور وہ میرے اِس قول کا
مصدق ہے پس اگر تو پہچانے اُسے تو آیا ایمان لائیگا اُسکے ساتھ عالم یہودی نے کہا کہ ہاں فرمایا کیا نہیں آیا ہے تمھارے
بعض کتابوں میں انہی کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیٰ نبینا و آلہ و علیہ السلام ایک روز بیٹھے تھے ناگاہ ایک فرشتہ
مشرق سے آیا حضرت موسیٰ نے کہا کہ کہاں سے آتا ہے اُسنے کہا خدائے عزوجل کے پاس سے آتا ہوں بعد اُسکے ایک
فرشتہ مغرب سے آیا اُس سے پوچھا کہ کہاں سے آتا ہے اُسنے بھی کہا کہ خدا کے پاس سے بعد اُسکے اور فرشتہ آیا اُسنے کہا

آسمان ہفتم سے خدا کے پاس سے آتا ہون اُسکے بعد اور فرشتہ آیا اُسنے کہا ساتوین طبقہ زمین سے خدا کے پاس
تم تک آیا ہون اُسوقت موسیٰ نے فرمایا کہ تسبیح کرتا ہون اُس خدا کے لیے جس سے کوئی مکان خالی نہین اور کسی
مکان سے بہ نسبت دوسرے مکان کے قریب نہین اُسوقت یہودی نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تحقیق حق یہی ہے
اور تم اپنے پیغمبر کی جگہ کے لیے سزاوار تر ہو اُس سے جو مستولی ہوگیا ہے اُس مقام پر اور اس روایت کے دیکھنے سے
معلوم ہوا کہ حنابلہ اور مشبہہ جو کہتے ہین کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے یہ پیروی وہ اپنے خلیفۂ اوّل کی کرتے ہین پوشیدہ نہ رہے
کہ اثبات صفات سے سلب صفات کا تنزیہ حقیقی ہے مشکل اور باریک بات ہے کیونکہ عوام کے دلون مین اور
وہمون مین مالوف یہ بات ہے کہ جو موجود ہے وہ جسم ہوتا ہے کسی مکان مین ہوتا ہے کسی زمانہ مین ہوتا ہے کسی صورت پر
ہوتا ہے کسی مکان سے قریب کسی سے دور ہوتا ہے اور جب لوازم محسوسات و عوارض مالوفات کی نفی کی جاتی ہے
تو انکے دل پریشان ہوتے ہین اور اوہام و وساوس شیطانی غلبہ کرتے ہین طرف اسکے کہ گمان کرین کہ ایسی چیز موجود
نہین ہوسکتی اور یہ العیاذ باللہ انکار الٰہ اور کفر ظاہر ہے اسلیے عاقل پر ضرور ہے کہ اگر ایسا خیال آئے یا نفس پریشان ہو
تو اُسوقت اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور دیکھے کہ حق تعالیٰ نے اُسے چند حواس کرامت فرمائے ہین کہ جس سے
ادراک محسوسات مختلفہ کرتا ہے لیکن ایسا نہین ہے کہ حاسۂ بصر سے محسوسات سمعیہ کو جان سکے یا حاسۂ سمع سے
محسوسات حاسۂ بصر کو پہچانے مثلاً کور مادرزاد اگر چاہے کہ حقیقت رنگون کی دریافت کرے تو کیسی ہی سعی کرے
سمجھنے مین اور اسی طرح سمجھانے والا بھی اُسے بکمال شفقت ہائے بے پایان سمجھائے اور وہ تامل بلیغ کرے مگر
ممکن نہین ہے کہ جیسا صاحب حاسۂ بصر سمجھتا ہے وہ سمجھ سکے کیونکہ وہ حاسہ جس سے رنگ محسوس ہوتے ہین اُسمین
نہین ہے پس ایسا ہی حال ہمارے نفوس و عقول ناقصہ کا ہے کہ اُنکی ذات پاک کے ادراک کی قوت نہین رکھتے جسقدر
زیادہ تامل کنہ حقیقت کے جاننے مین کرین تحیر زیادہ بڑھتا ہے پس لازم ہے کہ جو مقتضائے دلائل قطعیہ ہے اُسکے موافق
اعتقاد رکھین اور اپنے نقصان قصور عقل کے معترف رہین اور جو بات اپنی قدرت سے باہر ہے اُسکی تحصیل سے باز آئین کہ اُس مین
خوف ہلاکت ہے منقول ہے کہ جناب امام ابو الحسن علیہ السلام نے اوصاف جناب باریتعالیٰ مین فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ادراک
کرنا حواس اور کسی چیز پر اُسکا قیاس کرنا ممکن نہین ہے پس ایک زندیق نے کہا کہ جب حواس سے ہم اُسکا ادراک نہین کر سکتے
تو داخل موجودات کیونکر ہو سکتا ہے اُسکے جواب مین حضرت نے فرمایا کہ وائے تجھپر جب تیرے حواس ناقص ادراک مین
جناب احدیت کے عاجز ہوئے تو تو نے گمان کیا کہ کوئی پروردگار نہین ہے اور ہمنے جب اُسکی ذات رفیع کو پایہ ادراک
حواس سے اپنے بلند پایا تو ایمان لایا اس بات پر کہ وہی رب ہے اور پروردگار ہے اور وہ سب مخلوقات کے اپنے غیر ہے
اور اگر اُنکے مثل ہوتا تو وہ بھی ایک مخلوق ہوتا مخلوقات سے حاصل یہ ہے کہ جو کچھ کہا گیا اُس سے بخوبی واضح ہوا
کہ حق تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جسمانی ہے نہ زمانی ہے نہ مکانی ہے نہ کسی جہت مین ہے نہ قابل حرکت و سکون کے ہے اور نہ بشخص

دین و مذہب سے ہے اور جب موافق دلائل عقلیہ نقلیہ کوئی امر ثابت ہو جائے اور بعد اسکے کوئی کلام شرع میں ایسا
ظاہر کے منافی پایا جاوے تو چاہیے کہ اسکی تاویل کریں اس طرح کہ جو معنی حق ہیں یعنے بدلیل عقلی و نقلی وہ ثابت ہو چکا ہے
اسکے موافق اسے بھی کریں اور یہ سیدھی راہ ہے دوست دشمن سب کے مسلمات سے ہے مطابق عقل و نقل ہے کیونکہ
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام بحسب اقتضائے مصالح جیسا کہ عرب میں طریقہ مجازات و استعارات کے استعمال کا
تھا اور رہا اور زبانوں میں بھی رائج ہے وہ اپنی عبارات میں بھی فرماتے ہیں اور آزمائش کے واسطے ہم سبکے محاورات
معروف و معتاد میں ایسا لفظ کہ جسکے ظاہر وضع کا مقتضی خلاف مقصود ہو ارشاد فرماتے ہیں اور وہ معنی جسکے لیے
یہ لفظ وضع نہیں کیا گیا ہے ارادہ فرماتے ہیں اور دلالت کرنے میں اس لفظ کے اس معنی پر جسکے مقابل میں وہ وضع نہیں
ہوا اعتماد فرماتے ہیں قرائن حالیہ اور علامات مقالیہ پر اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے جبکہ مراد واضح ہو اور بندگان خدا پر
حجت کا اتمام ہو سکے لیکن جنکی نظر میں شیطان نے باطل کو زینت دی ہے انکے پاؤں اس آزمائش میں راہ راست سے
لغزش کر جاتے ہیں اور سبب اسکے کہ انکے دل پھرے ہوئے ہیں جو معنی ظاہر شارع علیہ السلام نہیں ہیں انکو شارع
علیہ السلام کی مراد قرار دیکر چاہ ضلالت میں گر جاتے ہیں اور اسی امر کی طرف اشارہ قرآن میں فرمایا فاما الذین فی
قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ و ابتغاء تاویلہ اور جو بیان ہوا کہ مراد شارع علیہ السلام
غیر ظاہر لفظ ہوتی ہے اسی قبیل سے ہے قول خداوند عالم ید اللہ فوق ایدیہم اور قول حق الرحمن علی العرش استوی
کیونکہ اصل معنی ان الفاظ کے یہ ہیں کہ خدا کا ہاتھ انکے ہاتھوں کے اوپر ہے اور رحمت کرنے والا عالمیان کا عرش پر
مستوی ہے ظاہر کو اسکے دیکھکر مشبہہ یعنے خدا کے واسطے اعضا و جوارح اور یہ ہاتھ اور پاؤں اور بیٹھنا عرش پر قرار دیا
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا لیکن عاقل بیدار ایسے مقامات پر صحیح معنے کہ مراد شارع علیہ السلام کی ہے وہ سمجھتا ہے
بایں وجہ کہ جانتا ہے کہ استعارات و تشبیہات محاورات عرب میں شایع ہیں اور قرینہ ہائے ظاہرہ عقلیہ نقلیہ مانند
ایسے مقامات کے اس امر پر قائم ہیں کہ معنی ظاہری لغت کے مراد نہیں ہیں مثلا کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام شیر خدا ہیں
یا دست خدا ہیں یا زبان خدا ہیں لیکن ثابت نہیں ہے کہ حقیقت میں شیر ہیں یا ہاتھ ہیں بلکہ بوجہ تشبیہ و استعارہ ہے
جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلان شخص فلان شخص کی زبان ہے یعنے جو کہتا ہے وہ اپنے موکل کی مرضی کے موافق کہتا ہے اور اسکے
کہنے کو موکل اسکا پسند کرتا ہے پس اسی طرح آیہ قرآن میں ید اللہ سے بھی مراد حقیقت لغویہ نہیں ہے بلکہ مراد ید اللہ فوق
ایدیہم سے یہ ہے کہ بیعت کرنے میں پیغمبر کا ہاتھ خدا کے ہاتھ کے حکم میں ہے نہ یہ کہ خدا کوئی ہاتھ رکھتا ہے کہ وہ سب
ہاتھوں سے بلند ہے کیونکہ یہ آیہ خصوص بیعت رضوان میں نازل ہوا ہے اور سب آیہ یہ ہے کہ ان الذین یبایعونک انما
یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم پس جب سب آیہ کو دیکھو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد استعارہ اور
تشبیہ ہے تا کہ تاکید توثیق زیادہ ہو نہ بسبیل حقیقت کے مراد اور ایسے مجازات محاورات بہت شایع ہیں اور طرز القرآن

علی العرش استوی سے یہ ہے کہ حق تعالی عرش پر غالب و مستولی ہے اور ما تحت و ما فوق اسکا قبضہ قدرت میں
اسکے ہے اور اسی جہت سے ہے کہ جب ایک زندیق نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ کو پوچھا تو حضرت نے فرمایا
اسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ استوا ایمان پر یعنی مستولی غالب کے ہے اور جیساکہ حق تعالی نے اپنی ذات مقدس کو اس
صفت کے ساتھ موصوف فرمایا ہے واقع میں متصف ساتھ غلبہ و استیلا کے ہے بے اسکے کہ عرش اسکا حامل ہو یا محیط
و محتوی انکی ذات کے ساتھ ہو بلکہ وہ قرار دینے والا عرش کا اسکی جگہ پر اور معلق رکھنے والا ہے اسکا ہے فقط بالجملہ سمجھنا
چاہیے کہ متشابہات کا قرآن و حدیث میں محتوی بر مصالح صادر ہونا بظاہر دو طرح سے ہے **اول** یہ ہے کہ شارع ایسے ان
استعارات کو جو بحسب شایع محاورات میں بندوں کے مستعمل ہیں استعمال فرماتا ہے تاکہ تمام عالم کو اشتباہ نہ ہو جائے
کیونکہ جب اپنے محاورات کے موافق پائینگے تو خوب صاف سمجھینگے اگرچہ اہل باطل اُسے خواہ اپنی جہالت سے یا جاہل
بنکر محامل باطلہ پر حمل کرتے ہیں لیکن حقیقت بانکی منصف ہو شمند پر نہیں چھپتی اس صورت میں جسقدر شارع نے
الفاظ بحسب محاورہ شایع خود استعمال فرمائے ہوں وہ اسکے مصالح پر ہے لیکن اُسکے سوا اور الفاظ کو جو بحسب شایع محاورات
بیچ تشبیہ خالق کے بمخلوق یا تشبیہ صانع بمصنوع ظاہر ہوں اُسپر قیاس کرنا نہیں چاہیے **دوسرے** یہ کہ متشابہ آیات
و روایات متشابہ کا امتحان خلق ہے جیساکہ جملہ تکالیف کا منشا ہے تاکہ مکلفین کو آزمائے کہ آیا معنی حق کی طرف میلان
کرتے ہیں یا اپنے اختیار بد سے ایسے معنی غیر واقعی میں صرف کرتے ہیں اور یہ امر شارع کو نسبت مکلفین کے زیبا ہے یہ سبب
خلق کو کیونکہ تکلیف دینے والا شارع ہے اور وہ مصلحتیں اپنے اقوال و افعال کی جانتا ہے اور کسی کو نہیں پہونچتا ہے کہ ایسی باتین میں
دعوی کرے کہ جیسا خدا نے متشابہات کہے ہم بھی کہتے ہیں بلکہ چاہیے کہ تشابہ کو دفع کرے تاکہ اور بندگان خدا کو
اشتباہ میں نہ ڈالے اسی لیے علمائے دیندار تقوی شعار ہمیشہ شکوک و اوہام کو دفع کرتے رہے ہیں یہ کہ اپنی عادت کرلین کہ ایسی
باتین جنکا فساد ظاہر ہے زبان پر لائین اور پھر جب کوئی دار و گیر کرے تو کہین کہ اسکے معنی و تاویل یہ ہے کیونکہ اس سے
اہل باطل کو بہت توسیع دائرہ تاویل کی دیجاتی ہے اور کلام سے انکے امان مرتفع ہوتی ہے اور شرع حاکم ظاہر کی ہے
اور یہ ضابطہ اسلئے کیا گیا کہ آیندہ کے مباحث میں کام آئیگا انشاء اللہ تعالی واللہ الہادی الی سبیل الصواب
ششم نفی حلول و اتحاد ہے یعنے خدا کسی میں حلول نہیں کرتا اور کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہوتا اور یہ بات ضروریات
مذہب حق سے ہے کہ سمعیات کثیرہ اُسپر دلالت کرتے ہیں اور فرقہ ہاے اسلام میں کسی نے بجز صوفیہ کے اس مسئلہ میں خلاف
نہین کیا اور ابطال حلول بدلیل عقلی اس طرح ممکن ہے کہ ثابت کیا جائے کہ حلول کی دو قسمیں ہیں ایک بعرف خاص اور
دوسرا بعرف عام پہلا یعنے عرف خاصی کہ جس سے اختصاص ناعتی کر کے تعبیر کرتے ہیں اور وہ در آنا ہے ایک چیز کا
دوسری چیز میں بطور افتقار و احتیاج جیساکہ بو پھول میں در آتی ہے کہ وجود اسکا بدون اسکے نہیں ہو سکتا **دوسرا**
در آنا ایک چیز کا دوسری چیز میں اگرچہ بروجہ افتقار اپنے وجود میں نہو جیساکہ پانی کپڑے میں در آتا ہے کیونکہ اپنی وجود میں

محتاج کپڑے کا نہیں ہے اسلیے کہ دونو جوہر ہیں پس اگر موافق معنی اول خدا کے حلول کے قائل ہوں تو لازم آتا ہے کہ
حلول کرنے والا محل کا محتاج ہو اور یہ باطل ہے کیونکہ حق تعالیٰ غنی بالذات ہے اور اپنے وجود میں کسی چیز کا محتاج
نہیں ہے اور اگر معنی ثانی کہ یعنی خدا حلول کرتا ہے تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ حق تعالیٰ مکانی نہیں ہے اور کسی جہت میں متمکن
رہتا ہے کیونکہ اگر ہو گا کسی جسم میں آ لے کیونکہ کوئی جسم ایسا نہیں ہے کہ بلا مکان ہو لیکن صوفیہ نے اس مسئلہ میں خلاف
کیا ہے چنانچہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق میں فرمایا ہے کہ صوفیہ نے خدا کے حلول کو عارفوں کے بدن میں تجویز کیا ہے
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور جیسا کہ حلول کی نسبت خدا کی طرف نہیں ہو سکتی اسی طرح اتحاد اسکا بھی
کسی کے ساتھ ممکن نہیں ہے کیونکہ بدیہۂ عقل حکم کرتی ہے کہ جب دو چیزیں آپس میں متغایر ہوں تو وہ ایک نہیں ہو سکتیں
اور یہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ واجب ہے اور ما سوا اسکے جتنے موجودات ہیں سب ممکن ہیں پھر اتحاد واجب و ممکن کیونکر
ہو سکتا ہے لیکن صوفیہ نے اس محال کو بھی تجویز کیا ہے جیسا کہ جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اسی کتاب میں تصریح فرمائی
ہے کہ مخالفت کی ہے اس حکم کی بھی ایک جماعت نے صوفیہ سے پس حکم کیا ہے انھوں نے کہ حق تعالیٰ ابدان عارفین کے ساتھ
متحد ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض نے انکے مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ حق تعالیٰ نفس وجود ہے اور ہر موجود خدا ہے اور یہ عین کفر
و الحاد ہے فقط لیکن اقبح میں یہ ہے کہ خدا ہر موجود کو کہنا یہ تو اتحاد کے کہنے سے بھی زیادہ کفر ظاہر ہے لیکن چونکہ یہ قول
جماعت صوفیہ اہل سنت کا ہے تو یہ مقدار انکی رد کو کافی ہے جو کچھ انکی بڑے مسلم الثبوت شارح مواقف نے کہا ہے کہ معنی
لفظی انکے یہ ہیں کہ دیکھا گیا ہے بعض اشخاص کو صوفیہ سے جو وحدت وجود کے قائل ہیں کہ انکار حلول و اتحاد باری سے
کرتے ہیں با ایں علت کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ پہلے خدا غیر تھا پھر ایک ہوا مخلوقات سے اور یہ ہم اصل سے
دو ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اس عالم میں یعنے خانۂ دنیا میں اسکے سوا دوسرا موجود کوئی نہیں ہے اور یہ
عذر انکا بہت بدتر از گناہ ہے اور بطلان قول وجودیہ کا قول ارباب حلول و اتحاد سے زیادہ باطل ہونے میں
واضح و بدیہی ہے اسلیے کہ اس بات سے انکی مخالطہ حقائق امکانیہ کے ساتھ واجب تعالی کی لازم آتی ہے کہ جسپر کوئی عاقل
اور جسے تھوڑی تمیز بھی ہو گی جرات قائل ہونے کی نکرے گا فقط پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منشا اس
قول کے صادر ہونے کا اس طائفہ کی بے عقلی اور بے علمی ہے جسے انکا عالم حکیم پسند نہیں کرتا پھر دوسروں کو کب پہنچتا ہے
کہ اسے اختیار کریں اور ہرگز لائق کان لگانے کے نہیں ہے لیکن جو جماعت صوفیہ کی شیعوں میں ہے اتحاد کے قائل نہیں ہیں
اور کہتے ہیں کہ جب ہمنے وجود غیر کی مطلقا نفی کی تو قائل نہیں مگر ساتھ وجود واحد کے پھر کیونکر اتحاد و حلول کے قائل
ہو سکتے ہیں حالانکہ اتحاد و حلول دونو جب تک کہ دو ہی نہو نہیں ہو سکتے اور انکا بھی یہ قول کہ وجود غیر کی نفی مطلقا
کر کے وجود واحد کے قائل ہوتے ہیں غلط ہے کیونکہ یہ بہت صاف ہے کہ وجود خالق واجب ہے اور وجود مخلوقات ممکن ہے
اور واجب و ممکن میں یقینی تغایر ہے اور اتحاد نہیں ہے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں باسناد اپنے جناب موسی بن

جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا حضرت نے ان اللہ تبارک و تعالی کان لم یزل بلا زمان ولا مکان وھو الان
کما کان لا یخلو منہ مکان ولا یشغل بہ مکان ولا یحل فی مکان ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم
ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم اینما کانوا لیس بینہ وبین خلقہ حجاب غیر خلقہ احتجب بغیر حجاب
محجوب واستتر بغیر ستر مستور لا الہ الا ھو الکبیر المتعال یعنی تحقیق کہ حق سبحانہ تعالی ازلی ہمیشہ سے
موجود تھا اور وجود اسکا بلا زمان و مکان تھا اور وہ اب تک ایسا ہی ہے جیسا کہ تھا یعنے قبل خلق فرمانے زمان و مکان کے
محتاج طرف انکے نہ تھا بعد انکے پیدا کرنے کے ذات مقدس اسکی اپنے وجود میں انکی محتاج ہو کوئی مکان خالی نہیں ہے
کہ علم اسکا اسے محیط نہ ہو اور کوئی مکان ایسا نہیں کہ جسمیں وہ ساکن ہو اور کسی مکان میں وہ حلول نہیں کرتا کوئی مکان
نہیں ہے کہ وہاں تین شخص بطور راز کے آپس میں مشورہ کریں اور چوتھا عالم انکے اسرار کا خدا نہ ہو یا پانچ شخص ہوں اور چھٹا عالم
انکے اسرار کا عالم حقیقی ہو اسی طرح کم یا زیادہ ہوں کہیں کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے حق تعالی کا علم انکے ساتھ ہے اور درمیان
خالق و مخلوق کے سوا خلق کے کوئی پردہ نہیں ہے حق تعالی بدون اسکے کہ کسی چیز سے پردہ کیا گیا ہو مخلوقات کی نظر سے
اوجھل اور پوشیدہ ہے اسلئے کہ مخلوقات کے معاینہ سے بالاتر ہے کہ جس سے چھپا یا گیا ہو یعنے جیسا کہ مخلوقات ایک دوسرے سے
بذریعہ حجاب ستر پوشیدہ ہوتے ہیں اس لئے کہ نہیں دیکھتا اسی طرح پوشیدگی حق تعالی کی نہیں ہے بلکہ مخلوقات چونکہ
ممکنات ہیں اور ناقص ہیں اس جہت سے ذات واجب تعالی کا ادراک نہیں کر سکتے اور اسکا علم سبکو احاطہ کئے ہوئے ہے
وہ بزرگ برتر ہے پس نفی حلول کی صاف اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے وھو المقصود **تتمہ** یہ کہ حق تعالی چشم ظاہر سے
نہیں دیکھا جا سکتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور یہ اعتقاد ضروری مذہب شیعہ کا ہے اور دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کیونکہ
جب یہ جانا گیا کہ حق سبحانہ تعالی نہ جسم ہے نہ جسمانی ہے نہ مکان و جہت رکھتا ہے کہ جیسے کہ سکین کا اوپر ہو یا نیچے ہو یا جانب
جنوب میں یا شمال میں یا مغرب میں یا مشرق میں ہو تو مقابل نہیں ہو سکتا اور جب مقابل نہ ہو سکا تو اس آنکھ سے
جو سر میں خدا نے پیدا کی ہے کیونکر دیکھ سکینگے کہ اسکا احساس اور ادراک بدون مقابلہ نہیں ہو سکتا حق تعالی قرآن میں
فرماتا ہے کہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر یعنے بینائیاں اسکے ادراک نہیں کر سکتیں اور
وہ عالم ابصار ہے اور وہ ہے صاحب لطف یا خالق مخلوقات لطیف اور خبردار اپنی مخلوقات سے اور فرماتا ہے ولقد
سالوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جھرۃ وقال لن ترانی یعنے سوال کیا امت موسی علی نبینا و آلہ و
علیہ السلام نے ان حضرت سے بہت بڑا سوال پس کہا انھوں نے کہ ہمیں خدا کو ظاہر میں دکھاؤ یعنے اس چشم سر سے
دکھاؤ اور جب انکی درخواست کو حضرت موسی نے عرض کیا تو حق تعالی نے جواب میں فرمایا ہرگز تو مجھے نہیں دیکھ سکتا
اور یہ دونوں آیہ نص ظاہر ہیں اور محکم ہیں ابو جعفر ہاشمی سے منقول ہے کہ مانگے یعنے جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے معنے
اس آیہ لا تدرکہ الابصار کے پوچھے حضرت نے فرمایا اے ابو ہاشم وہم قلبی بہت باریک ہے بہ نسبت نظر چشم کے کیونکہ

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تو نے جن شہرون کو آنکھ سے نہین دیکھا مثل سندھ و ہند کے انہین بذریعہ اپنے وہم کے دریافت کر سکتا ہے پھر جبکہ وہم ذات باریتعالی کے دریافت کرنے مین کافی نہین ہوتا تو بینائی چشم کی جو اس سے ضعیف ہے اسکی کیا مجال ہے کہ اسے دریافت کر سکے کتاب احتجاج مین یونس بن ظبیان سے روایت کی ہے کہ ایک شخص جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ آیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے کہ اسکی عبادت کرتے ہو حضرت نے فرمایا کہ مین ایسا نہین ہون کہ جسے دیکھتا اسکی عبادت کرتا عرض کی اُسنے کہ کیونکر دیکھا فرمایا کہ آنکھون نے بمشاہدہ ظاہر نہین دیکھا لیکن دل کی آنکھون نے بحقیقت ایمانی دیکھا ہے لا یدرک بالحواس و لا یقاس بالناس معروف بغیر تشبیہ یعنی وہ خدا ایسا ہے کہ بحواس ظاہر مثل موجودات و محسوسات خارجیہ محسوس نہین ہوتا اور نہ قیاس کیا جا سکتا ہے ساتھ انسان کے کہ جیسا انہین ایک دوسرے کو دیکھکر پہچانتے ہین بلکہ بے اسکے کہ اُسکو کسی سے مشابہ کرین پہچانا گیا ہے اور جب دلیل عقلی و نقلی معلوم ہوا کہ دیکھنا اسکا محال ہے تو ثابت ہوا کہ لائق دیکھنے کے نہین ہے پس اب جو آیات اور روایات کہ ظاہرا انکا خلاف اسکے ہے یعنی خدا کا دیکھنا اُس سے نکلتا ہے یا مین جائین اُن مین غور کرین کہ یا طرح کرین اُسے یا تاویل ایسی کرین کہ اسکے موافق ہو جائین لیکن اشاعرہ اہل سنت نے بعض متشابہات اور روایات موضوعات سے استناد و تمسک کرکے دست بردار از عقل ہوکے قائل ہوئے ہین کہ حق تعالی آخرت مین بچشم سر دیکھا جائیگا اور شرائط رویت سے یکسر انکار کیا ہے اور اس مذہب مین حکمائے سوفسطائیہ سے بھی گوئے سبقت لیگئے ہین اور حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ جملہ حواس کے احساس مین شرائط ہین مثلاً حاسہ سمع کے لیے صحت آلہ اور سلامتی قوت سمع اور قریب ہونا مسموع کا اسقدر کہ بذریعہ تموج ہوا عصب مفروش علی الصماخ تک آواز پہنچ سکے یا حاسہ ذوق مین صحت آلہ و سلامتی قوت ذائقہ اور ملاقات مذوق کی آلہ ذوق سے شرط ہے اسی طرح رویت مین بھی شرائط ہین مثلاً پہلے سلامتی حاسہ بصر دوسرے دیکھنے والے کا دیکھی گئی شے کے مقابل ہونا جیسے آئینہ کے سامنے بیٹھکر دیکھتے ہین تیسرے زیادہ قریب و متصل بچشم نہو چوتھے بہت دور نہو پانچوین کوئی چیز بیچ مین رائے و مرئے کی حاجب نہو چھٹے جسے دیکھتے ہین وہ بہت شفاف نہو مثل ہوا کے کہ وہ بھی دیکھا نہین جا سکتا ساتوین دیکھنے کا ارادہ آٹھوین تاریکی نہو روشنی ہو رائے و مرئے کے بیچ مین اور جب یہ شرائط سب موجود ہون اُسوقت دکھائی دیتا ہے و الا بدیہی بات ہے کہ اگر بصارت مین عیب ہو نہ دکھائی دیگا اسی طرح جسے دیکھتے ہین اگر پس پشت ہو یا آنکھ سے ملا ہوا ہو یا بہت دور ہو یا مرئے اندھیرے مین ہو تو جب تک روشنی نہو دکھائی نہ دیگا لیکن تعجب ہے کہ حضرات علمائے اہل سنت اِن بدیہیات کو بھی نہین دیکھتے اور کہتے ہین کہ شرائط کچھ ضرور نہین بلکہ وہ اندھا جو مشرق مین ہو سیاہ چیونٹی کو سیاہ پتھر پر جو شب تاریک مین جہت مغرب مین ہو دیکھ سکتا ہے اور تجویز کرتے ہین کہ صحیح البصر کے آگے بلند پہاڑ جو برنگ ہائے مختلف آسمان تک بلند ہون اور روز روشن مین جائز ہے کہ نہ دکھائی دین سبحان اللہ کیا تعجب کی بات ہے کہ اندھا مادرزاد اس دم

بینی کے ساتھ پھر بھی اندھا رہ گیا اور صحیح ابصار نفس کے ساتھ پھر بھی الٹی ہے کہ صحیح ابصار میں عالم ہوا کر
غرض اس انکار بدیہیات سے تصحیح عقیدہ رویت حق سبحانہ تعالیٰ کی بیچ آخرت کے ہو اور کوئی منشا اس چشم پوشی کا نہیں ہو
جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے تحفہ میں کہا ہے کہ حق تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں اور مومنین اسکے دیکھنے سے روز
قیامت کو مشرف ہونگے اور کافران و منافقان اس نعمت سے محروم رہینگے اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے
فقط اور واقع میں یہ ہے کہ نمونہ اس مذہب پر کوئی دلیل عقلی نقلی آیات و احادیث محکمہ سی رکھتے ہیں مقدان
دلیل عقلی کا اس سے ظاہر ہے کہ امام فخر الدین رازی نے ادلہ اہل سنیہ کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے کہ فظہر لک من
مجموع ما ذکرنا ان ہذہ الادلۃ العقلیۃ لیست قویۃ فی ہذہ المسئلۃ یعنے ظاہر ہوئی واسطے تیرے تمام ان خبروں سے جو
ہم نے ذکر کیا ہے یہ بات کہ ادلہ عقلیہ اس مسئلہ میں قوی نہیں ہیں فقط اور حق یہ ہے کہ انکی یہ بات کہ حق تعالیٰ آخرت میں
بچشم سر دیکھا جائیگا اور شرائط کی ضرورت نہیں ہے خلاف بداہت عقل ہے اور اسکا باطل ہونا واضح اور مستغنی عن البیان ہے
لیکن بمقدار اعتراف انکے امام کا باوصف ادعاے ہمہ دانی گویا ادلہ عقلیہ اہل سنت کے ضعیف ہونے کا کہنا یہ تصریح سے
زیادہ ہے اقرار ہو چکا اور رد میں کافی ہے کہ خود انکا اقرار ہے کہ دلیل عقلی اس دعوے کی ضعیف ہے اب رہی دلیل نقلی جس پر انھوں
نے اعتماد کر کے کوچۂ عقل سے باہر آگئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ نہیں سمجھتے یہی کہ کہتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ کا چشم ظاہری سے
دیکھنا جائز نہوتا تو حضرت موسیٰ علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کہ پیغمبر مرسل تھے خدا سے اس امر کی درخواست نہ کرتے
اس قول سے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اسواسطے کہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہے کہ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم حاصل
تھا کہ خدا پر کیا جائز ہے اور کیا جائز نہیں ہے یا علم نہ تھا اگر اس علم کے حصول کے قائل ہوں تو سوال عبث ہوتا ہے اگر کہیں کہ حضرت
موسیٰ نہ جانتے تھے تو کلیم اللہ کا جاہل ہونا لازم آتا ہے فقط خلاصہ استدلال کا انکی اثبات رویت میں یہی ہے
لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ کے سوال کو دیکھتے ہیں اور جو جواب خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے
بعد اسکے دیا یعنے لَنْ تَرَانِیْ فرمایا اُسے نہیں دیکھتے حالانکہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اصرار قوم سے لاچار
ہو کر یہ سوال کیا تھا نہ خود اپنے ارادے سے اور تفصیل اسکی کلام سے جناب امام رضا علیہ السلام کے بخوبی ظاہر ہوتی ہے
جبکہ مامون رشید نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیہ کے جو حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا
وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کیا معنے ہیں یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اتنا بھی جانتے تھے
کہ خدا کا دیکھنا جائز نہیں ہے تا اینکہ نوبت سوال کی خدا سے پہونچی پس حضرت نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ جانتے تھے
کہ حق تعالیٰ برتر ہے اس سے کہ آنکھ سے مثل مخلوقات کے دکھائی دے لیکن حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا
اور انھوں نے اپنی قوم کو خبر دی کہ مجھے حق تعالیٰ نے مشرف بکلام فرمایا ہے تو قوم انکی انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ہم
اسوقت ایمان لائینگے تمھارے ساتھ کہ جب خدا کے کلام کو تمھارے ساتھ اپنے کان سے سن لیں جیسا کہ تم سنتے ہو

اور اُسوقت اُنکی قوم سات لاکھ آدمی تھا پس حضرت موسیٰ نے اُن سے ستر ہزار اشخاص کو انتخاب کیا اور پھر اُن سے
سات ہزار اور پھر اُن سے سات سو اور اُسکے بعد ستر آدمی کو چنا پس اُنکو کوہ طور پر اپنے ساتھ لیگئے اور دامن کوہ مین
انھین ٹھہرایا اور آپ پہاڑ کے اوپر تشریف لیگئے اور حق تعالیٰ کی خدمت مین سوال کیا کہ پھر انکے ساتھ کلام فرماوے
پس عرض اُنکی مقرون بدرجۂ اجابت ہوئی اور حق تعالیٰ نے بشرف مکالمہ اُنکی نوازش فرمائی جب قوم نے اُنکی شش
جہت سے آواز کلام باری کو سنا تو حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم یقین نہین کرتے کہ یہ کلام خدا ہے جب تک خدا کو چشم
ظاہر سے نہ دیکھلین پس یہ سبب بسبب اِس سوال کے مورد عتاب رب الارباب ہوے اور معرض ہلاکت مین پڑے
اور اپنی جانہاے شیرین کو بجان آفرین کیا جب حضرت موسیٰ نے یہ حال دیکھا تو حق تعالیٰ سے عرض کی کہ اے
میرے پروردگار اگر اکیلا مین بنی اسرائیل مین پھر کر جاؤنگا تو وہ زبان طعن مجھپر دراز کرینگے اور کہینگے کہ تو اُنسب کو اپنے
وعدہ مین سچا نہ تھا اسلیئے تو نے سبکو مارا اُسوقت مین کیا کہونگا اور کیا عذر کرکے نجات اُن سے پاؤنگا اُسوقت حق تعالیٰ
انھین زندہ فرمایا اور پھر ہمراہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھیجا حضرت موسیٰ کی قوم نے کہا کہ اگر تم خدا سے سوال کرتے
کہ وہ اپنے تئین تمکو دکھاتا اور تم دیکھکر اُسکے حال سے ہمین خبر دیتے تو ہمارے لئے کمال معرفت اُس سے حاصل ہوتی
حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اے قوم حق تعالیٰ آنکھ سے نہین دکھائی دیتا اور نہ اُسکے لئے کوئی کیفیت ہے خدا کی معرفت
منحصر ہے اُسکے آیات علامات کے جاننے اور پہچاننے پر کہ جسے اُسنے منصوب فرمایا ہے اُن لوگون نے حضرت موسیٰ کے
کلام پر قناعت کی اور اپنے سوال پر اصرار کئے گئے یہان تک حضرت موسیٰ نے بدرگاہ الٰہی عرض کی کہ خداوندا تو سنتا ہے
جو کچھ یہ قوم کہتی ہے اور تو بہتر جانتا ہے کہ صلاح اُنکی کس بات مین ہے تب حق تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی حضرت موسیٰ کو
کہ جو مجھسے کہتے ہین تو سوال کر مین تجھسے تیری قوم کے جہل کا مواخذہ نہ کرونگا اُسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
عرض کیا کہ رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلی
ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا فلما افاق قال سبحانک تبت الیک یعنی اے پروردگار تو اپنے تئین مجھے
دکھا اِس طرح کہ چشم ظاہر سے تجھے دیکھون فرمایا کہ ہرگز تو مجھے نہین دیکھ سکتا مگر یہ کہ پہاڑ کی طرف نظر کر اگر وہ پہاڑ باقی رہا
یعنی بعد تجلی کے اپنی جگہ پر رہ جائیگا اور متحمل ہوگا تو پھر میرے دیکھنے کی تمنا کر لینا بعد اُسکے پروردگار نے ایک نور کو ظاہر
فرمایا اُس پہاڑ پر جس سے وہ پہاڑ ٹوٹ کر زمین کے برابر ہوگیا اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے اور جب افاقہ ہوا تو کہا
موسیٰ نے کہ تو منزہ ہے مین توبہ کرتا ہون تیری طرف جناب امام رضا علیہ السلام نے تفسیر تبت الیک مین فرمایا کہ
حضرت موسیٰ کہتے تھے کہ مین رجوع کرتا ہون اپنی معرفت کی طرف جو تیرے ساتھ تھی اُس جہل سے جو میری قوم کو ہے
اور مین سب سے پہلے ایمان لانے والا ہون ساتھ اِس بات کے کہ تو لائق دیکھنے کے نہین ہے فقط جناب غفران مآب نے
کتاب صوارم مین فرمایا ہے کہ تفسیر میں حق تعالیٰ کا قول ہے وَاِذْ قُلْتُمْ یَا مُوْسٰی لَنْ نُؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً

یعنی

فَاَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنے بنی اسرائیل سے خطاب فرماتا ہی کہ جب کہا تمنے ای موسیٰ ہم ہرگز نہ ایمان لاوینگے جب تک خدا کو بچشم ظاہر نہ دیکھ لینگے پس صاعقہ تمھارے لئے ظاہر کیا گیا کہ تم اُسے دیکھتے تھے اور قول حق تعالیٰ کا وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِیَّایَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا یعنے جبکہ انتخاب کیا موسیٰ نے ستر شخصون کو اپنی قوم سے وقت کلام حاضر ہونے کو پس جبکہ اُنکو صاعقہ نے لیا تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ خداوندا تو اگر چاہتا تو پہلے ہی سے اُنھین بھی ہلاک کرتا اور مجھے بھی آیا مجھے ہلاک کریگا بسبب اُس فعل کے جو بے عقل جاہلون نے میری قوم سے کیا اب اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ درخواست خدا کے دیکھنے کی فعل ذاتی حضرت موسیٰ کا نہ تھا والا فعل سفہائے اُمت نہ کہتے اور اِس کہنے مین بھی دو شق لازم آتی ہین کہ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صادق جانین تو یہ قول حضرت موسیٰ کا نہین پھر کس طرح استدلال اُس سے صحیح ہوگی اور یا کاذب جانین معاذ اللہ حضرت موسیٰ کی خلاف بیانی خدا کے سامنے لازم آتی ہی اور استدلال قول باطل سے باطل و بے اصل ہی اور دلالت کرتا ہی اِسپر کہ حضرت موسیٰ نے خود درخواست دیکھنے خدا کے نہ کی تھی بلکہ مجبور باصرار قوم کہا تھا جیسا کہ قول جناب باری اُسپر دلالت کرتا ہی فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤی اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً یعنے تحقیق کہ سوال کیا بنی اسرائیل نے موسیٰ سے اِس سے بھی زیادہ پس کہا انھون نے کہ ہمین خدا کو ظاہر میں دکھا دو شیخ ابو الفتوح رازی نے اپنی تفسیر مین ذیل آیہ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ الخ لکھا ہی کہ یہ آیہ دلیل بطلان ہی انکے قول کی جو کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ نے خود سوال رویت کیا تھا کیونکہ اول یہ ہی کہ حق تعالیٰ نے تصریح الفاظ کی انکے سوال کی حوالہ فرمائی ہی کہ حَتّٰی نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً دوسرے یہ کہ صاعقہ جو کہ آسمان سے وہ اُنھین پر گرا اور حضرت موسیٰ محفوظ رہے اور اگر یہ درخواست حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہوتی تو صاعقہ حضرت موسیٰ پر گرتا اور وہ محفوظ رہتے اور حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤی اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً اور یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے اِس طرح حکایت کی کہ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ سبحان اللہ اگر جماعت بنی اسرائیل نے بکمال تمنا اِس بے ادبی کی درخواست کی تو انکو صاعقہ نصیب ہوا اور حضرت موسیٰ کو انکی ہمسائگی کے حق سے بیہوشی نصیب ہوئی اور وہ پہاڑ جسپر اُنکے پاؤن تھے اور وہ کھڑے تھے اُسے ٹکڑے ٹکڑے ہونا نصیب ہوا نہین معلوم کہ جو بدل سے یقینی اُنکا اعتقاد رکھتے ہین کہ حق تعالیٰ کو ظاہر مین مثل اور اجسام الوان کے دیکھینگے اُنھین کیا نصیب ہوگا اور دلیل اہل سنت کی جواز رویت مین یہ ہی کہ حق تعالیٰ نے اپنی رویت کو ساتھ استقرار جبل کے معلق فرمایا اور وہ فی نفسہ ممکن ہی اور معلق ممکن پر ممکن ہی اور اُسکا جواب یہ ہی کہ استقرار جبل اگرچہ فی نفسہ ممکن ہی لیکن بنظر قول حق تعالیٰ کے لَنْ تَرٰىنِیْ اور اُسکے علم ازلی کا متعلق ہونا ساتھ اِسکے کہ پہاڑ نہ ٹھہرے گا پارہ پارہ ہو جائیگا ممتنع ہی اور جب ممتنع ہوا تو معلق ممتنع پر ممتنع ہوگا نہ ممکن اور منجملہ اُسی متشابہات کے جس سے اہل سنت استدلال کرتے ہین قول

جناب باریتعالی کا ہو وُجُوہٌ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَۃٌ اِلیٰ رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ اور قول اسکا حق کفار مین اِنَّہُمْ عَنْ رَّبِّہِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ اور بیان پر جہر شاہ صاحب دہلوی نے کہا ہو کہ پس معلوم ہوا کہ مومنین کے لئے حجاب نہین ہو اور جواب پہلی آیہ کے استدلال سے یہ ہو کہ لفظ نظر لغت عرب مین کئی معنون پر آیا ہو ایک تو معنی رویت ہین جیسا کہ اہل سنہ استدلال کرتے ہین دوسرے معنی انتظار کرنے کے ہین تیسرے معنی آنکھ کے ڈھیلے کا پھیر نا دیکھنے کے لئے ہو اور چونکہ بدلیل عقلی و نقلی ثابت ہو چکا کہ رویت حقیقی حق تعالی کی محال ہو تو اب بالضرور آنکھ سے دیکھنے کے معنی یہان مراد نہو نگے لیکن حمل کرنا اس آیہ کا اور معانی صحیحہ پر ممکن ہو پس وہ معنی جو محال ہین انہین اختیار کرنا اور اسپر اعتماد کرنا خلاف عقل ہو اور اسکی توضیح و تفصیل یہ ہو کہ امام فخر الدین رازی نے لفظ نظر کی تفسیر مین تینون معنون کو نقل کر کے جیسا کہ مذہب اہل سنت کا ہو ترجیح پہلے معنی کو دی ہو اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے کہا ہو کہ چونکہ لفظ نظر اس آیہ مین حرف الی کے ساتھ متعدی ہوا ہو تو سوائے رویت حقیقی کے دوسرا احتمال نہین رکھتا فقط حالانکہ یہ معنی بر تقدیر ثبوت اسکے بھی مراد آیہ نہین ہو سکتے کیونکہ بدیہی ہو کہ دکھائی نہین دیتی مگر وہ چیز کہ جسم ہو صاحب صورت و مکان ہو کسی جہت مین دیکھنے والے کے سامنے ہو پس اگر معنی رویت آیہ مین مراد لین تو چاہئے کہ جتنے لوازمات رویت ہین سبکو خداوند عالم کے لئے جیسا کہ انکی روایات مین ہی ثابت کرین کیونکہ ملزوم کا لازم سے جدا ہونا محال ہو اور لفظ الی کہ معنی انتہائے مسافت کے لئے موضوع ہو اس تقدیر مین صریحا دلالت کریگا اوپر انتہائے مسافت کے طرف خدا کے اور اسکے مکانی ہونے پر تعالی عن ذالک علوا کبیرا علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر ذیل آیہ مذکورہ مین عبد الرزاق اور احمد اور عبد حمید اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور دار قطنی و بیہقی نے ابی ہریرہ سے ایک روایت بڑی نقل کی ہو کہ حاصل مضمون اسکے بعض فقرات کا یہ ہو کہ پیغمبر خدا سے لوگون نے پوچھا کہ آیا ہم اپنے خدا کو روز قیامت دیکھینگے فرمایا کہ تم دیکھو گے خدا کو بروز قیامت جیسا کہ آفتاب و ماہتاب کو بے پردہ کے دیکھتے ہو اس طرح پر کہ سبکو جمع فرما کر فرمایگا کہ جس کسی نے تم مین ایسی جسکی تبعیت کی ہو وہ اسکے پیچھے ہو کر چلے پس جس کسی نے خدا کے سوا دوسرے کی پرستش کی ہو وہ اپنے معبود کے پیچھے چلیگا مومنین و منافقین اہل امت کے باقی رہ جائینگے پس حق تعالی انکے پاس بتغیر صورت و تبدیل ہیئت آئیگا اور فرمائیگا کہ مین تمہارا پروردگار ہون پس یہ نہ پہچانینگے اور کہینگے کہ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین تجھسے اور تیری شر سے اور ہم اپنے مقام پر رہینگے جب تک کہ ہمارا خدا آئے اور ہم اسے پہچانین پس حق تعالی اس صورت مین کہ جسمین اسے پہچانتے ہین آئیگا پھر فرمائیگا کہ مین ہون پروردگار تمہارا پس کہینگے کہ تو ہمارا پروردگار ہو پس اسکی متابعت کرینگے اور دوسری روایت مین تفسیر آیہ کریمہ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ مین بخاری سے اور ابن منذر سے اور ابن مردویہ اور ابی سعید سے نقل کی ہو کہ انھون نے سنا پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ پروردگار ہمارا روز قیامت کو اپنے پنڈلی سے پردہ اٹھائیگا پس جو مومن و مومنہ کہ دنیا مین عبادت خالص کرتے تھے سجدہ مین گرینگے اور جسکی طاعت دکھانے و سنانے کو تھی

انکی پشت ایسی سخت ہو جائیگی کہ سجدہ کے واسطے نیچا نہ کر سکیگا اور مسند ابن راہویہ سے طبرانی و دارقطنی وغیرہ نے صحیح حاکم
روایت کی ہر ایک بڑی حدیث کہ ما حصل بعض الفاظ کا اُسکے یہ ہو کہ خداوند تعالیٰ روز قیامت مسلمانوں سے پوچھیگا
کہ ہر ایک اپنے اپنے معبود کے پیچھے گیا تم کس فکر مین ہو پس یہ سب کہینگے کہ ہمارے لئے ایسا پروردگار ہو جسے ہمنے
ابھی تک نہیں دیکھا پس فرمایگا کہ آیا اپنے پروردگار کو پہچانتے ہو اگر اُسے دیکھو تو یہ کہینگے کہ ہمارے اُسکے بیچ مین علامت ہو
اگر دیکھینگے تو پہچانینگے فرمایگا وہ کیا علامت ہو یہ کہینگے کہ پنڈلی کا کھولنا پس ساق نورانی کو اپنی کھولیگا پس سب سر
بسجدہ رکھینگے یہان تک دروازہ بہشت پر جاوینگے اور ادنیٰ درجہ ہائے بہشت سے دیکھینگے پس اُسکی خواہش
کرینگے پس حق تعالیٰ فرمایگا کہ شاید یہ گھر تمکو اگر دئے جائین تو اسکے سوا کو بھی طلب کرو سو وقت چپکے ہو رہینگے تب
حق تعالیٰ فرمایگا کہ کیون چپ ہو تم جود ہوئے عرض کرینگے کہ ہمنے مانگا یہان تک کہ شرما گئے پس حق تعالیٰ فرمایگا
کہ آیا راضی نہیں ہو اس بات سے کہ دس حصہ تمام دنیا سے زیادہ تمکو دون اُسوقت کہینگے کہ آیا تو ہمسے ہنستا ہی پس
عبد اللہ اس روایت مین جب یہان تک پہونچا تو کہا اُسنے کہ اُسوقت حق تعالیٰ اسقدر ہنسے گا کہ اُسکا تالو اور اخیر کے
دانت ظاہر ہونگے اور اسکے مانند روایات انکے یہان بہت ہین کہ جنسے ظاہر ہوتا ہو کہ دیکھنا اور جو لوازمات دیدار
خدا کے جسم ہونے سے اور مکان ہونے سے ہین سب متحقق ہونگے اور سب سے زیادہ جسپر ہنسی آتی ہو وہ یہ بات ہو کہ
جو رویت مین بھی ضروری نہیں ہی مثل ہنسی کے اور ڈاڑھون کے اور تالو کے ظاہر ہونے کے وہ بھی خدا کے لئے ثابت
کرتے ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور اگر ان سب اپنے روایات مشایخ معتمدین کے ساتھ واقع مین ارادہ تنزیہ و
تقدیس جناب باریتعالی کا ہو تو ادعاے رویت ظاہری اور آیت کے حمل کرنے سے انکی پردست بردار ہون اور
وہ معانی حقہ جو شیعہ کہتے ہین انکی طرف رجوع کرین اور بسبب اسکے کہ خرابیان اس بیان کی بہت واضح و خلاف بدیہہ
عقل ہین اسلئے محققین علمائے اہل سنت نے جب دیکھا کہ جو تشنیعات اس سے لازم آتے ہین لایق دفع کے نہیں
اسواسطے تاویل کرنا چاہا اور علامہ قوشجی نے نفی رویت حقیقی پر اتفاق کا ادعا کیا اور کہا کہ اُسکا حاصل یہ ہو کہ جو نفی
رویت کرتے ہین انھین بھی نزاع اسمین نہین ہو کہ انکشاف تام علمی جایز ہو اور اسی طرح جو کہ اثبات رویت کرتے ہین
اُنھین بھی نزاع اسمین نہین ہو کہ ارتسام صورت مرئی کا آنکھ مین یا متصل ہونا شعاع کا جو آنکھ سے نکلتی ہو مرئی کے
ساتھ ممتنع ہو اور نزاع کو خصوص حالت ادراکیہ خاصہ مین قرار دیا کہ وہ ہرگز معنی حقیقی رویت کے نہیں ہین بلکہ علم
تام کی طرف رجوع کرتا ہو اور شیعون کی تاویل سے قریب ہو اور اسلئے امام اہل سنت فخر رازی نے کہا ہو داعلم ان
التحقیق فی ھذہ المسئلۃ ان الخلاف فیہا یقرب ان یکون لفظیا یعنے جان تو کہ خلاف اس مسئلہ مین لفظی ہو
لیکن شاہ صاحب نے سنت قدیمہ کے اتباع فرماکر رویت حقیقی کی تصریح کی اور اپنے علمائے محققین کی سعی و محنت کو
جو پردہ پوشی اکو اس مذہب اہل سنت کے لئے کی تھی ناشکو تصور کرکے افتخار اپنی تحقیق پر کیا اور اُسمین جو خرابی انکار

بدیہتہ اور پیروی حکمائے سوفسطائیہ کی تھی وہ لازم آئی ہے اب اہل انصاف صاف صاف ملاحظہ فرماکر کہیں کہ جب
رویت حقیقی ہوئی تو خدا کا جسم ہونا اور دیکھنے والے کے سامنے ہونا اور جہت و خاص مکان میں ہونا ایسکے ضامن
قائل مثل مشبہ اہل سنت کے ہیں یا نہیں اگر کہیں نہیں تو رویت حقیقی نہوگی اور اگر کہیں ہاں تو پھر بھی دعویٰ تنزیہ
و تقدیس کا خدا کی جسمیت و جسمانیت سے جو مباحث الٰہیہ میں لکھتے ہیں سچا ہو گا فی الواقع جو کچھ ظاہر ہوتا ہے سچ تو
یہ ہے کہ صاف صاف جسمیت خدا کو نہیں کہتے لیکن در پردہ وہی باتیں ہیں کہ صریح تشبیہ خالق مخلوق کے ساتھ پیدا
ہوتی ہے اور اگر پھر علم تام کی تاویل کریں تو شیعوں کا کیا قصور ہے اگرچہ علمائے شیعہ نے اس آیہ کی تفسیر میں کبھی اس تاویل کی
رجوع نہیں کی بلکہ اور معانی صحیحہ موافق احادیث کے اور اہل لغت کی تصریحات کے مراد لیتے رہے ہیں چنانچہ پہلے
معنی اس آیہ کے موافق مذہب شیعہ یہ ہیں کہ ناظرہ بمعنی منتظرہ ہے اور الیٰ حرف جر ہے کتاب احتجاج طبرسی میں آیہ کی
تفسیر میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا کہ یہ حال اُس جگہ ہو گا کہ جب دوستان خدا حساب سے فارغ
ہو کر اُس نہر پر کہ جسکا حیوان نام ہے پہونچینگے پس اُسمیں غسل کرینگے اور وہ پانی پئینگے جس سے اُنکی صورتیں تر و تازہ
نورانی ہو جائینگی اور سب کثافتیں دور ہو جائینگی بعد اُسکے بہشت عنبر سرشت میں جانے کو اُنھیں حکم دیا جائیگا پس
اس جگہ سے انتظار کرینگے حق تعالیٰ کا اگر کیونکر اُنھیں ثواب دیتا ہے اور اُسی کتاب میں ہے کہ ناظرہ بمعنی منتظرہ ہے آیا نہیں سنا تو نے
قول پروردگار عالم کو خود فرماتا ہے فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ای منتظرۃ بم یرجع المرسلون اور اہل سنت کی بھی
کتابوں میں یہ معنی وارد ہیں جیسا کہ تفسیر در منثور میں کہا ہے اخرج ابن ابی شیبہ عن ابی صالح فی قولہ وجوہ یومئذ
ناضرۃ قال حسنۃ الی ربہا ناظرۃ قال منتظرۃ الثواب من ربہا اور جو اہل سنت کہتے ہیں کہ نظر بمعنی رویت
لغت عرب میں الیٰ کے ساتھ متعدی ہوتا ہے بمعنی انتظار الیٰ سے متعدی نہیں ہوتا اِسکی دفع کو وہی کافی ہے جو فخر الدین
رازی نے تفسیر کبیر میں کہا ہے و تحقیق الکلام فیہ ان قولہم فی الانتظار نظرتہ بغیر صلۃ وانما ذلک فی الانتظار لمجی الانسان
بنفسہ فاما اذا کان منتظر الرفد المعونتہ فقد قال نظرت الیہ فقط دوسرا احتمال یہ ہے کہ نظر خواہ بمعنی انتظار ہو
یا بمعنی رویت لیکن الیٰ حرف جر نہو بلکہ آلاء کا جو جمع ہے بمعنی نعمتوں کے واحد ہو اسم نعمت ہو اور اس معنی میں سید مرتضیٰ
علم الہدیٰ نے درر و غرر میں اپنے بعض فضلا سے نقل کیا ہے یعنے منتظر یا ناظر ہونگے اپنی نعمت پروردگار کے اسواسطے کہ
آلاء جو بمعنی نعمتوں کے ہے اسکے واحد میں چار لغت آئے ہیں ایک اَلیٰ مثل قفا کے دوسرے الی مثل رمی کے تیسرے اِلی
مثل معی اور اَلی مثل خشی کے اور فیروز آبادی نے بھی کہا ہے الآلاء النعم واحدہا اَلیٰ و اِلیٰ و اَلْو و اَلی و اِلی اور یہ
احتمال بہت متعدد لطیف ہے لیکن طرفہ مضمون یہ ہے کہ امام فخر الدین رازی نے اس احتمال کے جواب میں کہا ہے کہ الیٰ حرف
جر بالف بلا تنوین آیا ہے اور الی بمعنی نعمت تنوین کے ساتھ آیا ہے اور یہ کچھ فائدہ نہ دیگا فقط تعجب ہے کہ با این ہمہ دانی قاعدہ
نحوی کو بھی محل تعصب میں بھول گیا اور اتنا نہ سمجھا کہ تنوین کے ساتھ جب اضافت نہو تو آتا ہے اور آیہ کریمہ الیٰ ربہا

مین اضافت موجود ہو پھر کس طرح نہین ہو سکتی ہے اب جیسا اشتباہ ہوا تھا اس فائدہ نہین بخشتا ہم پوچھتے ہین کہ
یہ تفرقہ اسکے کیا نفع دیگا اور ہمارے مطلوب کو کیا قدح کریگا تیسرا احتمال یہ ہو کہ آیہ مین مجاز بالحذف ہو جیسا اکثر
قرآن مین جو صنعت انسجام ہی پس تقدیر کلام یہ ہوگی ناظرۃ الی رحمۃ ربہا اور ثواب ربہا علی بن ابراہیم قمی نے تفسیر
مین اپنی کہا ہی ینظرون الی وجہ اللہ ای الی رحمۃ اللہ و نعمتہ اور ایسی تقدیرین جبکہ قرینہ عقلی اور نقلی موجود ہو
تو کوئی مضرت نہین ہی اور اسکی نظیر قرآن مین بہت ہو جیسا کہ فرماتا ہو وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ یعنے قریہ سے پوچھ تو
دیہ کیا جواب دیگا بلکہ مقدر یہ ہو کہ اہل قریہ سے پوچھ اور جواب آیہ کریمہ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ لَمَحْجُوبُونَ کا کہ سنیون کے
زعم مین یہ آیہ اپنے مفہوم کے ساتھ دلالت کرتا ہو اس بات پر کہ مومنین محجوب نہونگے پس بہت ظاہر ہو کہ آیہ کریمہ مین
محجوبیت کا متعلق مذکور نہین ہو اور آیہ بنسبت اسکے کہ جس سے کفار حجاب کئے جاوینگے مجمل ہو اور مجمل صلاحیت حجت
لانے کی نہین رکھتا یہ کہان سے معلوم ہوا کہ محجوبیت رویت سے مراد ہو تا کہ عکس اسکے مومنین کے لئے رویت ثابت
کرین ساتھ اس بات کے کہ بالفرض اگر محجوبیت ہر وجہ سے مراد ہو یعنے کفار جمیع مدارج قرب سے محروم ہین تو اسکا مفہوم
یہ ہوگا کہ مومنین جمیع مدارج قرب سے محروم نہین ہین ورنہ مسئلہ منطق کا مشہور ہو کہ سلب کرنا ایجاب کلی کا حکم سالبہ
جزئیہ مین ہی پس غایۃ ما فی الباب یہ ہوگا کہ مومنین بعض مدارج قرب سے محجوب نہونگے اور یہ سالبہ جزئیہ مستلزم تجویز
رویت نہین ہو لیکن تعجب ہو کہ وقت استدلال ایسے مسائل ظاہرہ سے بھی غفلت کرتے ہین یا دیدہ و دانستہ چشم
پوشی ہو بالجملہ ہر طرح جب دلیل ناقص ہوئی تو مدلول کیونکر ثابت ہو سکتا ہو معنا محاورہ عرب مین حجب عنہ یعنے
منع من الدخول علی الامیر آیا ہو اور وہ مستلزم منع کا رویت سے نہین ہو اور کہتے ہین حجب عن المراۃ ای
منع عنہا اور اس معنی کو کچھ تعلق رویت سے نہین ہو پھر یہ کہان سے صحیح ہوا کہ اس آیہ کے منطوق و مفہوم کی راہ سے
نفی اور اثبات رویت کا کفار و مومنین کے لئے مراد لیا جاوے اور اسی لئے تفسیر مین اس آیہ کے اقوال مفسرین عامہ
مختلف ہین چنانچہ مولانا طبرسی نے کہا ہو کہ کفار روز قیامت کو احسان و رحمت خدا سے محجوب ہونگے و اسی معنی کو
حسن اور قتادہ سے نقل کیا ہو وقیل ممنوعون عن رحمتہ ممنوعون عن ثوابہ غیر مقبولین لا مرضیین ابی مسلم اور
ابن بابویہ نے علی بن فضال سے روایت کی ہو کہ اسنے سوال کیا حضرت امام رضا علیہ السلام سے کہ کیا معنے ہین اس
آیہ کے جو فرمایا اسکا حاصل یہ ہو کہ بدرستیکہ حق تعالیٰ کسی مکان مین حلول نہین کئے ہو کہ جس سے بندے اسکے چھپا ہین جائین
لیکن کفار ثواب پروردگار سے محجوب ہونگے آٹھوین یہ ہو کہ حق تعالیٰ محل حوادث نہین ہو کہ احوال مختلفہ مثل
و نسیان و خواب بیداری و دل تنگی و ماندگی و لذت و الم و صحت و مرض و جوانی و پیری و کھانا و پینا و سوار و ہوئے کے ہو
اور محل کسی مقولہ کا مقولات اعراض سے جو مذکور ہو چکے نہین ہو کیونکہ یہ سب اوصاف حادث کے ہین و دلیل
عجز و نقص و احتیاج کی ہین اور حق تعالیٰ عجز و نقص سے مبرا ہو اور ضابطہ اسکا یہ ہو کہ اگر وصف حادث کمال بارتعالیٰ کا

تو چاہیے کہ کسی وقت اس سے خالی نہو اور خالی ہونا اُس سے بار یتعالی کا محال ہو اور اگر نقصان ہو تو چاہیے نہونا اُسکا کمال
جناب باریتعالی کا ہو اور یہ ظاہر ہو کہ غنی بالذات کا متصف بوصف حادث ہونا جو دلیل احتیاج کی ہو نقص ہو اُسکی
ذات مستجمع جمیع کمالات کا پھر کیونکر ہو سکتا ہو کہ اُس وصف سے متصف ہو سکے کتاب کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے
منقول ہو کہ عمرو بن عبید نے اُن حضرت سے معنی اس آیہ کریمہ کے پوچھے ومن یحلل علیہ غضبی فقد ھوی کیونکہ ظاہر
اُسکا دلالت کرتا ہو اس بات پر کہ حق تعالی بھی صاحب غضب ہو اور وہ وصف حادث ہو حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ مراد غضب سے عقاب ہو اے عمرو جو کوئی گمان کرے کہ حق تعالی متغیر او متحول ایک حال سے دوسرے حال کی طرف
ہوتا ہو پس اُسنے خدا کو موصوف بصفات مخلوقین کیا بدرستیکہ خداوند عالم ایسا نہیں ہو کہ کوئی چیز اُسے حرکت میں
لائے پس متغیر کرے اُسے اور ہشام بن حکم سے منقول ہو کہ ایک زندیق نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے
سوال کیا کہ خداوند عالم کے واسطے رضا و غضب ہی حضرت نے فرمایا کہ ہان لیکن اُس طرح کہ جیسا مخلوقین مین وہ
پائے جاتے ہین کیونکہ رضا مخلوقین مین ایک حالت متجدد ہو کہ داخل ہوتی ہو اُنکی طبیعت پر پس متغیر تیہی ہی اُسکے ایک
حال سے طرف دوسرے حال کے اور انھین حضرت سے منقول ہو کہ فرمایا کوئی چیز نہین ہو مگر یہ کہ یا ہالک ہو یا متغیر ہو
کہ داخل ہوتا ہو اُسمین تغیر و زوال ذات مین یا صفات مین کہ منتقل ہوتی ہو ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف یا
ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف یا ایک صفت سے اور صفت کی طرف یا زیادتی سے نقصان کی طرف مگر
پروردگار عالمیان پس بدرستیکہ وہ ہمیشہ سے ایک حال پر تھا اور ہمیشہ ایک حال پر رہیگا وہ ہو اول اور قبل ہر شی ہو اور
وہ ہو آخر اور بعد ہر شی کے اُسی حال پر کہ جو پہلے تھا مختلف نہین ہوتے اُسپر اسما و صفات جیسا کہ اُسکے غیر پر ہوتے
ہین مثل انسان کے کہ کبھی مٹی تھا کبھی گوشت تھا کبھی استخوان بوسیدہ ہوتا ہو اور مثل خرما کے کہ کبھی بُسر ہو کبھی رطب ہو
کبھی تمر ہو پس اُن پر اسما اور صفات متبدل ہوتے ہین بخلاف حق تعالی کے بالجملہ جو کچھ دلیل عقلی و نقلی کے بیان سے اس
مقام مین واضح ہوا وہ یہ ہو کہ تغیر نفس ذات اور صفات باری مین مثل اُن تغیرات کے جو ذات اور صفات انضمامیہ
ممکنات کے عارض ہوتی ہین محال ہو ولیکن تغیرات صفات فعل کہ بسبب صدور افعال کے جناب اقدس الٰہی
کے لئے ثابت ہوتا ہو مثل پیدا کرنے کے اور ایجاد کرنے کے اور معدوم کرنے کے اور فانی کرنے کے اور مارنے کے اور
زندہ کرنے کے اُسکی نفی مراد نہین ہو کیونکہ یہ امور صفات اضافیہ اور امور اعتباریہ ہین اور اُنکا حادث ہونا کسی
نقص کا مستلزم نہین ہوتا کیونکہ صادر ہونا افعال کا ساتھ حکمتون اور مصلحتون کے منوط ہی اور ہر ایک فعل و ترک
خاص جناب باریتعالی سے موافق مصلحت و حکمت صادر ہوتا ہو پس جسوقت کہ ایجاد کو مصلحت جانتا ہو موجود
کرتا ہو اور جس زمانہ مین مصلحت ناپید کرنے مین دیکھتا ہو معدوم کرتا ہو پس جسوقت کہ مخلوقات کو پیدا کرتا ہو خالق کا
اطلاق اُسپر روا ہو اور جسوقت کہ رزق و نعمت بندون کو عطا فرماتا ہو رازق و منعم اُسپر صادق آتا ہو اور باعتبار اُسکے

کہ بے جانون کو جان بخشی محیی یعنے جلانے والا صادق آتا ہی اور باعتبار اسکے کہ زندون کو مارتا ہی ممیت یعنے مارنے والا اُسے کہتے ہین ہو الخالق البارئ المصور یحیی ویمیت ویمیت ویحیی وھو حی لا یموت کل یوم ہو فی شان

فصل ششم بیچ بیان اسمائے خداوند عالم کے

جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ کے نام بہت ہین جیساکہ فرمایا ہی وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا یعنے خدا کے واسطے بہت نام اچھے اچھے ہین پس چاہیے کہ انہین نامون کو وقت دعا زبان پر لاؤ مولانا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب حق الیقین مین لکھا ہی کہ احوط یہ ہی کہ جو نام آیات واخبار مین حق تعالیٰ کے آگئے ہین اسکے سوا اور نامون سے دعا نکرین اور زبان پر نہ لائین لیکن بنسبت ان اسمائے الٰہی اختلاف درمیان فرق اسلامیہ کے ہی چنانچہ بعض فرق اسکے قائل ہوئے ہین کہ خدا کے نام عین ذات ہین جیساکہ مقدمہ کتاب ہٰذا مین اشارہ طرف اسکے ہو چکا ہی اور یہ بات ہذیان کے قریب ہی کیونکہ اس سے لازم آتا ہی کہ یہ اسما بھی قدیم ہون اور اُس سے تعدد قدما لازم آئیگا اور اُسکی خرابی مذکور ہو چکی بالجملہ حق یہ ہی کہ اسماء اللہ چند حروف معدودہ ہین اور وہ مخلوق وحادث ہین جیساکہ تصریح اسکی اخبار ائمہ اطہار سے بخوبی ثابت ہوتی ہی اور چونکہ اثبات اسکا بدلیل نقلی زیادہ مناسب ہی اسلیئے جو اس بارے مین عارفین صادقین علیہم السلام سے وارد ہی اُس سے آگاہ کیا جائے تا طالب حق کبھی غلطی مین نپڑے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین باسناد اپنے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ جسنے عبادت خدا کی بتوہم کی اُسنے کفر کیا اور جسنے عبادت اسم کی اور معنے کی عبادت نہ کی وہ بھی کافر ہی اور جسنے اسم ومعنی دونو کی عبادت کی اُسنے شریک کیا خدا کے ساتھ اسم کو اور جسنے عبادت معنی کی کی ساتھ تابع کرانے اسما کے اُن صفات سے کہ جسے اُسنے اپنی ذات اقدس کا وصف کیا ہی اُسنے اعتقاد کامل کیا اور زبان اُسکی ظاہر اور پوشیدہ حق گویا ہوئی اور یہ لوگ اصحاب امیر المومنین علیہ السلام سے ہین اور بعض حدیث مین ہی کہ مومنین مین یہ اشخاص برحق ہین اور اُسی کتاب مین ہشام ابن حکم سے منقول ہی کہ پوچھا اُسنے جناب ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہ خدا کے نام کیا ہین یعنے عین خدا ہین یا غیر خدا ہین مخلوق ہین یا قدیم ہین اور انکا اشتقاق کس سے ہی فرمایا حضرت نے کہ اللہ مشتق الٰہ سے ہی اور الٰہ مقتضی مالوہ کو ہی اور اسم مسمّیٰ کے غیر ہی پس جسنے عبادت اسم کی کی معنی کی نہین کی وہ کافر ہی اور اُسنے کسی کی عبادت نہین کی اور جسنے اسم ومعنی دونو کی عبادت کی اُسنے شریک کیا اور دو کی عبادت کی اور جسنے معنی کی عبادت کی اسم کی عبادت نہین کی پس یہ توحید ہی آیا سمجھا اے ہشام ہشام کہتے ہین مینے عرض کی کہ زیادہ کچھ فرمائے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے ننانوے نام ہین پس اگر اسم عین مسمّیٰ ہوتا تو ہر نام اللہ ہوتا ولیکن اللہ تعالیٰ معنی ہی کہ دلالت کی جاتی ہی اُسپر ان نامون سے اور وہ سب غیر خدا ہین اے ہشام روٹی اسکا نام ہی جو کھائی جاتی ہی اور پانی اُسے کہتے ہین جو پیا جاتا ہی اور کپڑا اُسے کہتے ہین جو پہنا جاتا ہی اور آگ وہ جسم ہی جو جلانے والا ہی کیون ہشام آیا ایسا سمجھا کہ ہمارے دشمنون کو اور جو حق تعالیٰ کے

باری میں الحاد و شرک کرتے ہیں تجھسے دفع کرسکے ہشام کہتے ہیں میںنے عرض کی کہ ہاں یا ابن رسول اللہ آپ میں
سمجھا فرمایا کہ حق تعالی تجھے اسکا فائدہ پہنچائے اور ثابت رکھے اے ہشام ہشام کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اسدن سے
پھر کوئی اب تک مسئلہ توحید میں مجھپر غالب نہیں آیا کافی کلینی علیہ الرحمہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ فرمایا اُن حضرت نے اسم اللہ غیر اللہ وکل شیٔ وقع علیہ اسم شیٔ فہو مخلوق ما خلا اللہ یعنے خدا کا نام غیر خدا ہے
عین خدا نہیں ہے یعنے خواہ مراد نام سے لفظ ہو یا کتابت ہو یا مفہوم کلی ہو جو اپنے وجود میں اور تعقل میں دوسرے
کی طرف محتاج ہوتا ہے یہ سب غیر ذات باریتعالی ہیں اور جو چیز کہ اسپر چیز کا نام صادق آئیگا وہ مخلوق ہے سوائے خدا کے
یعنے سوائے ذات خدا کے جسکے معنی یہ ہیں کہ وہ چیز کہ نام کہی گئی ہے ساتھ اسم اللہ کے فاما ما عبرتہ الالسن او
عملت الایدی فہو مخلوق اور وہ چیز کہ زبان سے بطور عبارت کہا جاتا ہے یا ہاتھ سے بطور کتابت لکھا جاتا ہے
پس وہ مخلوق ہے اور یہ اشارہ ہے طرف رد فرمانے مذاہب باطلہ کے جنھوں نے اعتقاد کیا ہے اس امر کا کہ قرآن قدیم ہے
یا کلام عین متکلم ہے اور اسم عین مسمی ہے واللہ غایۃ من غایاتہ یعنے جو کچھ زبان سے نکلتا ہے اور صفحات پر لکھا جاتا ہے
اللہ کا نام اسکی حد اور نہایت ہے کہ یہ دونو اسپر منتہی ہوتے ہیں والمغییٰ غیر الغایۃ یعنے صاحب غایت و انتہا کا غایت
و انتہا کے غیر ہوتا ہے والغایۃ موصوفۃ وکل موصوف مصنوع اور انتہا موصوف ہوتی ہے اور ہر موصوف مخلوق و مصنوع
ہوتا ہے یعنے جو کچھ زبان سے بتلفظ اور ہاتھ سے بکتابت صادر ہوتا ہے وہ غیر اُسکے ہے جو اُس سے سمجھا جاتا ہے اور جو اُس سے
مفہوم ہوتا ہے وہ موصوف اُن سے ہوتا ہے اور ہر موصوف مصنوع ہوتا ہے کیونکہ وصف کرنے والا اپنے ذہن میں اُس
موصوف اس وصف کا گردانتا ہے وصانع الاشیاء غیر موصوف بحد مسمی اور پیدا کرنے والا سب چیزوں کا غیر اس سے
جو وصف کیا گیا ہے ساتھ انتہا کے ایسی انتہا کہ نام رکھی گئی ہے لم یتکون فیعرف کینونیتہ بصنع غیرہ نہ پیدا ہوا ہے
کسی چیز سے کہ پہچانی جائے پیدائش اُسکی اور غیر کی صنعت سے ولم یتناہ الی غایۃ الا کانت غیرہ اور نہ وہ منتہی ہے
کسی نہایت کی طرف ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ نہایت اُسکے غیر ہوتی ہے لا یذل من فہم ہذا الحکم ابدا وہو التوحید
الخالص فادعوہ وصدقوہ وتفہموہ باذن اللہ یعنے جس نے اس حکمت کو سمجھا ہے وہ کبھی ہلاک نہوگا اور یہی توحید
خالص ہے پس اُسے حفظ کرو اور اُسکی تصدیق کرو اور سمجھتے رہو بحکم خداوند تعالی من زعم انہ یعرف اللہ بحجاب
او بصورۃ او بمثال فہو مشرک لان حجابہ ومثالہ وصورتہ غیرہ اور جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اُسنے بذریعہ
پردہ کے یا صورت کے یا تشبیہ کے پہچانا ہے وہ مشرک ہے اسلئے کہ حجاب و مثال و صورت جو فرض کرو وہ اُسکے غیر ہیں وانما
ہو واحد موحد فکیف یوحدہ من زعم انہ عرفہ بغیرہ اور نہیں ہے وہ مگر ایک اور یگانہ پس کیونکر توحید کر سکتا ہے اُسکی
وہ شخص جسنے اُسکے غیر کے ساتھ اُسے پہچانا ہو وانما عرف اللہ من عرفہ باللہ فمن لم یعرفہ بہ فلیس یعرفہ انما یعرف
غیرہ نہیں پہچانا خدا کو مگر اُسنے کہ جسنے اُسے اُسی کے ساتھ پہچانا ہے اور جسنے اُسکے ذریعہ سے نہیں پہچانا تو اُسنے نہیں پہچانا

کہ اسکے غیر کو ولیس بین الخالق والمخلوق شئی واللہ خلق الاشیاء لامن شئی کان واللہ یسمی باسمائہ
وھو غیر اسمائہ والاسماء غیرہ اور پیدا کرنے والے اور پیدا کئے گئے کے بیچ مین کوئی چیز واسطے خلق نہیں ہے پیدا کیا ہے
سب چیزون کو ابتدائی پیدا کرنا یہ نہین تھا کہ کوئی چیز تھی کہ اُس سے پیدا کیا اور خدا اپنے نامون سے جو اُسنے اعتقد کے
لئے اپنے خلق و معین فرمائین ہین موسوم ہوتا ہے اور وہ خدا غیر اُن نامون کے ہے اور وہ نام سب غیر خدا ہین اے
صاحب بصیرت پر پوشیدہ نرہے کہ اِس حدیث سے کسقدر توضیح و تفصیل امر ثابت ہوتا ہے کہ اسماے خدا عین ذات
نہین ہین بلکہ غیر ذات ہین اور جو کچھ تلفظ و کتابت سے حاصل ہوتا ہے وہ مخلوق و حادث ہے اور یہ کہ حق تعالی کو
سوا اُن نامون کے جو اُسنے اپنی ذات کے لئے معین فرمائے ہین اور نامون سے پکار نہین سکتے اب ایام کہ معانی
اسماء اللہ کے وقتیکہ وہ مخلوق ہین بولے جائین ایک ہون گے یا غیر پس البتہ ملاحظہ احادیث سے یہ بھی واضح ہوگی
کہ یہ اسما جب مخلوق کی ذات پر اطلاق کئے جائین تو اُنکے معانی اور ہوتے ہین اور جب ذات مقدس حق سبحانہ تعالی
کی انہین بولین تو مراد اور ہوتی ہے مثل صفات کے مثلاً جب سمیع و بصیر انسان کو کہتے ہین تو مراد اُس سے صاحب آلہ
قوۃ سمع اور صاحب حاسہ بصر مراد ہوتی ہے اور جب جناب اقدس الہی کو سمیع یا بصیر کہتے ہین تو مراد اُس عالم مسموعات
اور عالم مبصرات ہوتی ہے اور یہ کہ اسم صفت ہے حدیث گذشتہ سے بھی ثابت ہوا اور زیادہ تر ثبوت اسکا جس سے ہوتا ہے
حدیث ہے جیسے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین جناب امام رضا علیہ السلام سے باسناد اپنے محمد بن سنان سے
روایت کی ہے کہ کہا اُسنے پوچھا مینے اُن حضرت سے کہ اسم کیا ہے وہی فرمایا صفت ہے واسطے موصوف کے کافی کلینی مین
شیخ الطائفہ نے اور کتاب التوحید مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد اپنے فتح بن یزید سے روایت کی ہے کہ کہا اُسنے کہ
سنا مینے جناب امام رضا علیہ السلام کو کہ فرماتے تھے کہ وہ یعنی حق سبحانہ تعالی لطیف ہے خبیر ہے سمیع ہے بصیر ہے واحد ہے احد ہے
صمد ہے نہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا ہے کوئی اُسکا مثل نظیر ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو خالق مخلوق سے
اور ایجاد کرنے والا اُن اشیا سے جنکا ایجاد کیا ہے ممتاز و معروف نہوتا بلکہ مشابہ ہوتا لیکن وہ ایجاد کرنے والا ہے تفرقہ کی ہے
درمیان اُسکے کہ جسے مجسم و مصور کیا ہے اور جسکا ایجاد کیا ہے کیونکہ کوئی چیز اُس سے مشابہ نہین ہے اور نہ وہ کسی چیز سے مشابہ ہے
مینے عرض کیا کہ بجا ارشاد فرمایا خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے لیکن آپ نے فرمایا ہے کہ احد صمد ہے اور پھر فرمایا کہ کوئی
چیز اُس سے مشابہ نہین ہے اور اللہ بھی واحد ہے اور انسان بھی واحد ہے آیا وحدانیت متشابہ نہین ہوئے حضرت نے فرمایا
کہ تو محال لایا خدا تجھے حق پر ثابت رکھے تشبیہ نہین ہے مگر معانی مین یعنے جو تشبیہ کہ ممنوع ہے وہ معانی کی تشبیہ ہے و لیکن مشابہت
اسما کی پس اِسمین مضائقہ نہین ہے کیونکہ دلالت اسما کی خالق و مخلوق مین ایک ہے جیسا اسم خالق ذات خالق پر جو اُسکا مسمی ہے
دلالت کرتا ہے اسی طرح مخلوق کا نام اپنے مسمی پر جو ذات مخلوق ہے دلالت کرتا ہے اور یہ اس طرح ہے کہ ایک انسان کو بھی
اگرچہ واحد کہا جاتا ہے لیکن یہ اطلاق خبر دیتا ہے کہ وہ ایک جسم ہے دو نہین ہین اور انسان فی نفسہ واحد نہین ہے کیونکہ اعضا اسکے

مختلف ہین رنگ اُسکے مختلف ہین اور جسکے رنگ مختلف ہون وہ ایک نہین ہو سکتا اجزا اُسکے علیحدہ علیحدہ ہین برابر نہین
ہین خون اُسکا گوشت کے سوا اور گوشت خون کے غیر ہی اعصاب اور ہین اور رگین اور ہین بال اور ہین جلد اور ہی سیاہی
اُسکی اور ہی اور سفیدی اُسکی اور ہی اسی طرح جملہ مخلوقات کا حال ہی کہ اگرچہ ظاہر مین اُنکی ترکیب ثابت نہو لیکن ماہیت کا
اُنکی مرکب ہونا جنس و فصل سے ضروری ہی پس انسان نام مین ایک ہی لیکن معنی مین ایک نہین ہی کیونکہ معنی اُسکے یا وہ بدن
اُسکا ہی جو مرکب ہی عناصر و اخلاط و اعضائے مفردہ اور مرکبہ سے یا حقیقت و ماہیت ہی جو مرکب جنس و فصل سے یعنی
حیوان ناطق اور دونو طرح معنی انسان واحد کے مرکب ہین اور حق سبحانہ تعالی ایسا واحد ہی کہ غیر اُسکے واحد نہین ہی کسی طرح کا
اختلاف اور تفاوت اور زیادتی اور نقصان اُسکی ذات اقدس مین نہین ہی بلکہ وحدانیت اُسکی وحدانیت خالصہ ہی اور انسان
جو مخلوق اور مصنوع اور مولف ہی اجزائے مختلفہ اور جواہر متعددہ سے وہ غیر اُسکے ہی جو بسبب اجتماع کے ایک ہی راوی
کہتا ہی کہ مینے عرض کی کہ مین قربان ہو جاؤن آپ سے آپ نے مجھے کشادہ دلی عطا فرمائی حق تعالی آپ سے غموم
ہموم کو دفع فرمائے لیکن جس طرح واحد کے معنی کی تفسیر فرمائی اسی طرح جو آپ نے لطیف و خبیر فرمایا ہی اُسکی بھی تفسیر فرمائیے
کیونکہ مین جانتا ہون کہ لطف بھی اُسکا لطف خلق کے سوا ہوگا کیونکہ جب خالق و مخلوق مین مشابہت نہین ہی تو یقینی
ہر چیز جدا ہوگی لیکن آپ کی زبان مبارک سے شرح اُسکی سنا چاہتا ہون فرمایا ای فتح نہین کہا ہمنے خدا کو لطیف مگر
اس معنی سے کہ وہ پیدا کرنے والا لطیف کا ہی اور علم اُسکا مخلوقات لطیفہ کو احاطہ کئے ہی آیا تو نہین دیکھتا کہ خدا اچھے توفیق
دیوے اور ثابت حق پر رکھے کہ اثر صنعت الہی نباتات لطیفہ اور غیر لطیفہ مین کیونکر ظاہر ہوتا ہی اور کیسے کیسے مخلوقات
اُسکے لطیف و نازک ہین اور کیسے کیسے چھوٹے جانور مثل پشہ کے یا جو اُس سے بھی چھوٹے ہین کہ بینائیان اُنکو
یا اُنکے نر و مادہ کا یا اُنکے نو مولود اور قدیم کا تفرقہ بسبب اُنکے چھوٹے ہونے کے نہین کر سکتین ہین اور جبکہ مخلوق مین یہ جب
دیکھا ہمنے کہ یہ چھوٹے ہونے پر بھی صاحب لطف ہین ہدایت پائے ہین نر و مادہ ساتھ جماع کے بنا بر بقائے نسل
کے پس وہ باہم کو جفتی جماع کرتے ہین مرنے سے بھاگتے ہین اور جو چیز اُنکی صلاح امور حیات مین ضروری ہی اُسے جمع کرتے
ہین اگرچہ وہ دریا کی موجون مین ہو یا درختون کی پوست مین ہو یا کھیتون مین ہو یا جنگلون مین ہو اور اسی طرح
بعض اُنکے بعض کی باتین سمجھتے ہین اور اولاد اُنکی اُنکی بات کو سمجھتی ہی اور یہ غذا کو اپنی اولاد تک پہنچاتے ہین بعد اُسکے
دیکھا ہمنے کہ کیا کیا رنگ اُن مین تالیف فرمائے ہین کہین سرخی زردی کے ساتھ ہی کہین سفیدی سرخی کے ساتھ ہی اور
ایسی باریکیان ہین کہ آنکھون سے ہماری اُنکی تمام خلقت نازک بسبب اُنکے چھوٹے ہونے کے جا بجا ظاہر نہین ہو سکتی
اور بینائیان اُنکا ادراک نہین کر سکتین اور ہاتھ اُنھین چھو نہین سکتے تو جانا ہمنے کہ پیدا کرنے والا اس مخلوق کا لطیف ہی
کمال لطف و نازکی کو پیدا کرنے مین اُن چیزون کے جنکا ہمنے نام لیا صرف فرمایا ہی اور یہ سب بلا علاج و حروف و آلات
پیدا کیا ہی ہر چیز کا بنانے والا کسی چیز سے بناتا ہی اور حق تعالی نے کہ پیدا کرنے والا چھوٹے اور بڑے کا ہی اپنے مخلوقات کو

بلا مادہ خلق پیدا کیا اور بنایا فقط اس سے بخوبی واضح ہوا کہ اسماء اللہ کے معنی اسماء مخلوقات کے غیر ہیں دلالت لفظ کی احد
یعنی جیسا کہ اسم ات مسمی مخلوق پر دلالت کرتا ہے اسی طرح اسماء اللہ بھی اپنے مسمی پر کہ ذات مقدس خداوند عالم کی ہے
دلالت کرتا ہے مگر وہ معنی جسے لفظ دلالت کرتا ہے مختلف ہے جیسا کہ ارشاد معصوم علیہ السلام سے ظاہر ہوا اور واضح ہو کہ
عدد میں اسماء حسنی کے بھی اختلاف ہے چنانچہ کتاب التوحید میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ایک روایت بالسناد اپنے جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ اس سے تین سو ساٹھ نام حق تعالی کے نکلتے ہیں لیکن اکثر روایات سے
نود و نہ نام کی تصریح نکلتی ہے چنانچہ اسی کتاب میں باسناد اپنے سلیمان بن مہران سے کہ انہوں نے جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے اور ان حضرت نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے جناب علی بن الحسین
علیہما السلام سے اور انہوں نے جناب سید الشہدا علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علی بن
ابی طالب علیہ السلام سے اور ان حضرت نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے نقل فرمایا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ نے کہ حق تعالی کے واسطے نود و نہ نام ہیں منجملہ سو ناموں کے ہیں الا ایک کا علم کسی کو نہیں ہے اور جو کوئی کہ
ان ناموں کا احصا کریگا اور یاد رکھے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور وہ یہ ہیں اللہ الالہ الواحد الاحد الصمد الاول
الآخر السمیع البصیر القدیر القاہر العلی الاعلی الباقی البادی البدیع الاکرم الظاہر الباطن الحی الحکیم
العلیم الحلیم الحفیظ الحق الحسیب الحمید الحفی الرب الرحمان الرحیم الذاری الرازق الرقیب الرؤف
الرائی السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر السید سبوح الشہید الصادق الصانع الطاہر العدل
العفو الغفور الغنی الغیاث الفاطر الفرد الفتاح الفالق القدیم الملک القدوس القوی القریب القیوم
القابض الباسط قاضی الحاجات المجید المولی المنان المحیط المبین المقیت المصور الکریم الکبیر الکافی کاشف
الضر الوتر النور الوہاب الناصر الواسع الودود الہادی الوفی الوکیل الوارث البر الباعث التواب
الجلیل الجواد الخبیر الخالق خیر الناصرین الدیان الشکور العظیم اللطیف الشافی اور اسی کتاب میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے
باسناد اپنے اسی روایت کو جناب امام رضا علیہ السلام سے کہ ان حضرت نے اپنے آبائے کرام سے کہ انہوں نے جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ فرمایا ان حضرت نے کہ حق تعالی کے لیے نود و نہ نام ہیں جو کوئی
بندہ ان ناموں کے حق تعالی سے دعا کرے یا انکا احصا اور احاطہ کرے یعنی یاد رکھے اور دیکھے داخل بہشت ہوگا
لیکن بعد نقل کرنے اس حدیث کے شیخ صدوق نے کہا ہے کہ معنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے اس ارشاد کے یہ ہیں کہ
جو کوئی انکا احصا کرے یعنی احاطہ کرے اور انکے معانی پر واقف ہو نہ یہ کہ مراد فقط شمار ان ناموں کا اس قول سے مراد
لیجائے اور بھی معانی ان اسما کے لکھے ہیں لہذا میں بھی انکے معانی کو اسی کتاب سے بطور اختصار لکھتا ہوں تاکہ خدا مجھے
اور جو جو بذریعہ اس رسالہ کے ان سے واقف ہوں انہیں بہشت میں داخل کرے اور نبی کے وعدے کو اپنے سچا فرمائے

وما توفیقی الا باللہ پہلے ہمدو اور الٰہ اور معنی ہمدو الٰہ کے یہ ہین کہ وہی مستحق ہو واسطے عبادت کے اور لائق نہین عبادت
کرنا اگرا سکے واسطے تم کہتے ہو کہ لم یزل الٰہا یعنے ہمیشہ سے وہ الٰہ تھا تو اسکے معنی یہ ہین کہ ہمیشہ سے عبادت کا سزاوار تھا
اور اسی لیے جب مشرکین گمراہ ہوے تو انھون نے یہ ٹھہرایا کہ عبادت تینون کے واسطے واجب ہو اور بتون کا نام
انھون نے الٰہ رکھا الواحد والاحد اسکے معنی یہ ہین کہ وہ خدا اپنی ذات مین ایک ہو اجزا اور اعضا اور ابعاض کا صاحب
نہین ہو اعداد اور اختلاف کا حمل کرنا اسپر جائز نہین ہو کیونکہ اختلاف اشیا کو اسنے آیات وحدانیتہ سے اپنی قرار دیا ہو
اور اسی سے اپنی ذات پاک کے پہچاننے کو ہدایت و دلالت فرمائی ہو اور اسی معنی سے کہا جاتا ہو کہ خدا ہمیشہ سے
واحد تھا اور دوسرے معنی یہ ہین کہ خدا واحد ہو یعنے کوئی اسکا نظیر نہین ہو پس معنی وحدانیتہ مین کوئی غیر اسکا شریک
نہین ہو کیونکہ جو شخص کہ اسکے انظار و اشباہ ہون وہ حقیقت مین ایک نہین ہوتا اور یہ محاورہ کی بات ہو جیسا کہ کہتے
ہین کہ فلان شخص آدمیون مین یکتا ہو یعنے جس صفت سے کہ وہ وصف کیا جاتا ہو اور کوئی آدمین اسکا نظیر نہین اور
خدا کو جو واحد کہتے ہین تو نہ اس راہ سے کہ منجملہ خدایان معتدد ایک وہ ہو کیونکہ وہ سبحانہ تعالی اجناس مین نہین شمار
کیا جاتا لیکن وہ واحد ہو کہ اسکا کوئی نظیر نہین الصمد معنی اسکے سردار کے ہین اور جو اس معنی کو پہونچ جائے تو جائز ہو
کہ اسے کہین کہ ہمیشہ سے سردار تھا اور محاورہ مین جو شخص کہ سردار اور مطاع قوم ہو کہ کوئی اسکے حکم کے خلاف نکرتا ہو اسکو
صمد کہتے ہین اور دوسرے معنی صمد کے یہ ہین کہ جسکی طرف سب کے حاجات رجوع کرین اور تفسیر سورہ اخلاص مین
اور بھی معنی اسکے مذکور ہو چکے ہین الاول والآخر معنی انکے یہ ہین کہ وہ سبحانہ تعالی بغیر ابتدا کے اول ہو اور بغیر انتہا کے آخر ہو
السمیع اسکے ایک معنی یہ ہین کہ جب مسموع کو پاتا ہو تو اسکا سننے والا ہوتا ہو اور دوسرے معنی یہ ہین کہ دعا کا سننے والا
ہو یعنے قبول کرنے والا ہو دعا کا لیکن سامع پس وہ متعدی طرف مسموع کے ہوتا ہو اور وجود مسموع کو واجب کرتا ہو
اور اس معنی سے خدا مین یہ کہنا کہ ہمیشہ سے سننے والا تھا جائز نہین اور جناب بار تعالی عزاسمہ سمیع اپنی ذات
سے ہو البصیر معنی اسکے یہ ہین کہ جب مبصرات ہون تو انکو دیکھنے والا ہو اور اسی لیے جائز ہو کہ کہین ہمیشہ سے بصیر تھا
اور یہ جائز نہین کہنا کہ ہمیشہ سے دیکھنے والا ہو اسواسطے مبصر متعدی ہوتا ہو طرف دیکھے گئے کے اور اسکے وجود کو
واجب کرتا ہو اور بصارت لغت مین مصدر بصیر کا ہو اور حق سبحانہ تعالی بصیر لذاتہ ہو اور جیسے جو خدا کی صفت مین
سمیع و بصیر کو ذکر کیا ہو تو اس سے مراد یہ نہین ہو کہ وہ عالم ہو بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ مدرک مسموعات اور مدرک مبصرات ہو
اور صفت ہر زندہ کی ہو کہ اسکے حواس کو آفت نہ پہونچی ہو القدیر والقاهر معنی ان دونو نامون کے یہ ہین کہ جو کچھ
اسکا ارادہ ہو اسکے انفاذ سے اشیا کی یہ طاقت نہین کہ ممتنع ہون اور کہا گیا ہو کہ قادر اسے کہتے ہین کہ جس نے فعل صحیح ہو
جبکہ وہ فعل حکم ممنوع مین نہو اور قہر غلبہ ہو پس وہ قدیر ہو قادر ہو مقتدر ہو اور قدرت اسکی اس چیز پر ہو جو ابھی موجود
نہین اور پیدا کرنا اسکا غیر موجود بالفعل کو وہی اسکا قہر ہو اور مالک ہونا ہو اسکے لیے اسی لیے فرمایا ہو مالک یوم الدین

حالانکہ یوم الدین ابھی موجود نہیں العلی الاعلیٰ یہ اسم مرکب ہے دو لفظوں سے ایک علی دوسرے علی لیکن اول یعنے
علی پس ایک معنی اسکے قاہر کے ہیں پس حق تعالیٰ بزرگ ہے اور صاحب برتری ہے یعنے صاحب قدرت و اقتدار و قہر ہے اور
دوسرے معنی اسکے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ برتر ہے اُس سے کہ اُسکے اشباہ ہوں یا جو کچھ جاہل وسوسہ کرتے ہیں اور اہل ضلالت
اپنے افکار سے قرار دیتے ہیں اُس سے برتر ہے اور دوسرا لفظ یعنے اعلیٰ پس اُسکے ایک معنی قاہر کے ہیں جیسا حق تعالیٰ نے
حضرت موسیٰ سے خطاب فرمایا تھا لا تخف انک انت الاعلیٰ ای القاہر اور دوسرے معنی اسکے بھی برتر از اشباہ و انداد ہے
یعنے منزہ ہے جیسا کہ خود فرمایا ہے تعالیٰ عما یشرکون الباقی معنی اسکے موجود کے ہیں جو حادث نہو اور فنا جسکے لیے نہو
البدیع معنی اُسکے پیدا کرنے والا بدایع کا اور احداث کرنے والا اشیا کا بے اسکے کہ کسی مثال پر بنایا ہو اور فعیل بمعنی مفعول
ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے عذاب الیم بمعنی مولم اور عرب کہتے ہیں ضرب وجیع بمعنی موجع اور مجیب کے معنی پر بھی آیا ہے
جیسا کہ عرب کہتے ہیں لقد جئت بامر بدیع ای ممتنع عجیب البارئ معنی اُسکے باری بر آیا ہے یعنے خالق خلائق ہے یہ مشتق
تو خلق کے معنی پر ہے اور بعض عرب گمان کرتے ہیں کہ برا سے جو تراب کے معنی پر ہے اس اسم کا اشتقاق ہے اسی لیے کہتے ہیں
کہ وہ مہموز نہیں ہوتا تو اب معنی اسکے پیدا کرنے والا خلائق کا مٹی سے ہونگے الاکرم اُسکے معنی کریم کے ہیں کبھی افعل کا
وزن بمعنی فعیل کے آتا ہے جیسا حق تعالیٰ فرماتا ہے وھو اھون علیہ کہ یہاں اھون بھی بمعنی ہین کے ہے اسی طرح اکرم بھی
بمعنی کریم ہے الظاہر ایک معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ تعالیٰ باظہار اپنی آیات کے جو شاہد قدرت اسکی ہیں اور بدایع آثار
حکمت سے اور حجتہائے ظاہرہ کے کہ جسکے معلوم ہونے سے چیزونکے پیدا کرنے میں تمام خلق عاجز ہے ظاہر ہے اور دوسرے
معنی ظاہر کے یہ ہیں کہ وہ غالب ہے اور قادر ہے جو چاہے وہ کرے الباطن ایک معنی اسکے یہ ہیں کہ خدا اوہام اور حواس سے
پوشیدہ ہے یعنے نہ اوہام کنہ ذات کا اُسکی احاطہ کر سکتے ہیں نہ حواس ظاہرہ انسانی اسکا ادراک کر سکتے ہیں اور دوسرے معنی
یہ ہیں کہ وہ ہر شے سے خبردار ہے یعنے جو کچھ چھپا کر اور ظاہر کر کے بندے کرتے ہیں وہ سب سے آگاہ ہے اسکے سرائر کا عالم ہے
الحی معنی اُسکے یہ ہیں وہ بہت کام کرنے والا اور مدبر ہے ہمیشہ سے ہے موت اور فنا اُسپر جائز نہیں محتاج طرف حیات کے جو
اُسکی ذات کے سوا ہو نہیں ہے جیسا کہ اُسکے بندوں میں ہے الحکیم معنی اسکے عالم کے ہیں اور دوسرے معنی اسکے یہ ہیں کہ
افعال اسکے مضبوط اور محفوظ فساد سے ہیں العلیم معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ بنفسہ علیم ہے اور سب اسرار سے عالم ہے اور جو کچھ
دلوں میں پوشیدہ ہے اُس سے مطلع ہے کوئی پوشیدہ اُس سے پوشیدہ نہیں ہے سب چیزوں کو اُنکے حادث ہونے کے پیشتر سے
جانتا تھا اور بعد احداث کے بھی اُنکے پوشیدہ و آشکار اور ظاہر و باطن کو جانتا ہے الحلیم معنی اسکے یہ ہیں کہ گنہگار پر عذاب
نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا الحفیظ بمعنی حافظ کے معنوں پر ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ سب چیزوں کا حفظ کرتا ہے اور
بلاؤں کو اُن سے دفع کرتا ہے الحق ایک معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ محق ہے یعنے سزاوار ہے اور دوسرے معنی اسکے یہ ہیں کہ اس سے مراد
لی جائے کہ خدا کی عبادت ہی حق ہے الحسیب ایک معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ احاطہ کرنے والا ہر شے کا ہے اور عالم ہے اُن سے کوئی

چیز اُسپر پوشیدہ نہین اور دوسرے معنی یہ ہین کہ حق تعالیٰ بندون کے اعمال کا حساب لینے والا ہی اور جزاے عمل
دینے والا ہی اور تیسرے معنی اُسکے کافی کے ہین یعنے خدا بس ہی جیسا حق تعالیٰ فرماتا ہی جزاءً من ربک عطاءً حسابًا
ای کافیا الحمید یعنے محمود ہی الحفی ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ خدا عالم ہی اور دوسرے معنی اُسکے لطیف کے ہین الرب
بمعنی مالک ہی جو جس چیز کا مالک ہو وہ اُسکا رب ہی لیکن مخلوقات کو الف لام کے ساتھ الرب نہین کہتے کیونکہ الف لام
دلالت عموم پر کرتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ فلان رب فلان چیز کا ہی تاکہ اضافت کے باعث سے لفظ رب معرفہ ہو جاے
الرحمان معنی اُسکے یہ ہین کہ رحمت اُسکی اپنے بندون پر بہت وسیع ہی علی العموم سبکو روزی دیتا ہی سب پر انعام کرتا ہی بالجملہ
بمعنی رحمت عام ہی الرحیم اُسکے معنی یہ ہین کہ مومنین کے ساتھ رحم فرماتا ہی اور آخرت مین اُنھین مخصوص برحمت
فرماتا ہی الذاری اُسکے معنی خالق کے ہین الرزاق اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ اپنے سب بندون کو روزی دینے والا ہی خواہ
نیک کام کرنے والے ہون یا بد کام کرنے والے ہون الرقیب اُسکے معنی حافظ کے ہین الرؤف معنی اُسکے بھی رحیم کے
ہین کیونکہ رافۃ و رحمۃ ہم معنی ہین الرائی معنی اُسکے عالم کے ہین السلام ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ سلامتی اُسکی طرف سے
پہونچتی ہی اور دوسرے معنی یہ ہین کہ حق تعالیٰ موصوف بصفت سلامتی اسلیے ہی کہ اُسکی ذات اقدس سالم ہی اس سے
کہ اُسے کوئی عیب و نقص و زوال و انتقال پہونچے جیسا کہ بندون کو پہونچتا ہی المومن معنی اُسکے مصدق کے ہین اور ایمان
لغت مین بمعنی تصدیق ہی پس تصدیق بندون کی یہ ہی کہ تصدیق کرین خدا کے توحید کی اور خدا کی تصدیق یہ ہی
کہ اپنے وعدون کی تصدیق فرمائیگا اور دوسرے معنی اُسکے محقق کے ہین یعنے اُسنے اپنی وحدانیۃ کو خلق پر بذریعہ
آیات قدرت کے ظاہر و تحقیق فرما دیا اور تیسرے معنی یہ ہین کہ اُسنے ظلم و جور سے بندون کو اپنے امان دی ہی المہیمن
معنی اُسکے شاہد کے ہین اور دوسرے معنی امین ہین العزیز اُسکے معنی یہ ہین کہ کوئی چیز اُسے عاجز نہین کرتی اور اُسکے ارادے
ممتنع نہین ہوتی پس وہ سب چیزون کے لئے قاہر ہی اور غالب ہی کہ مغلوب نہین ہوتا اور دوسرے معنی اُسکے ملک ہین
یعنے بادشاہ اور ملک کو عزیز کہتے ہین الجبار معنی اُسکے قاہر کے ہین کہ صاحب عظمت و جبروت ہو اور اُس تک کسی کا ہاتھ
نہ پہونچے المتکبر کبریا سے ماخوذ ہی بزرگی کے معنی پر السید اُسکے معنی بادشاہ کے ہین جو شخص کہ مالک اور سرِ قوم کا ہو
اُسے سید قوم کہتے ہین جیسا کہ جب عائشہ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے پوچھا کہ کیا آپ سید عرب نہین ہین
فرمایا کہ مین سید اولاد آدم ہون سید عرب علی بن ابیطالب ہین اُسوقت عائشہ نے پوچھا کہ ای پیغمبر خدا سید کون ہی
حضرت نے فرمایا کہ جسکی طاعت فرمان برداری واجب ہی جیسا کہ میری طاعت واجب ہی پس اس حدیث سے ظاہر
ہوا کہ سید کے معنی بادشاہ واجب الطاعۃ کے ہین سبوح اور یہ نام اور قدوس دونو کے معنی ایک ہین یعنے تسبیح کرتا ہون
خدا کے تنزیہ کر کے بکو تمیع اُن چیزون سے کہ نہین سزاوار ہی کہ وصف کیا جائے ساتھ اُسکے الشہید معنی اُسکے یہ ہین کہ
شاہد ہی ہر مکان سے اور صانع و مدبر ہی علاوہ اسکے کہ مکان مکان صنعت و تدبیر خدا کا ہی نہ یہ کہ مکان خدا کے لیے ہی

تعالیٰ عن ذلک الصادق معنی اسکے یہ ہیں کہ اپنے وعدے میں سچا ہے جو شخص کہ عہد کو اپنے وفا کرے اسکے ثواب کو نقض نہیں
کرتا الصانع معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ خدا خالق مخلوق کا ہے اور جتنے صنائع اور بدائع ہیں سب کا ایجاد کرنے والا ہے الطاہر معنی
اسکے یہ ہیں کہ جمیع اشباہ وانداد واضداد وامثال وحد وحدود وزوال وانتقال اور جتنے معانی خلق کے ہیں عوارض جواہر
سب سے منزہ ہے العدل معنی اسکے یہ ہیں کہ حکم کرنے والا ہے ساتھ عدل اور حق کے یعنے عادل ہے العفو یہ اسم ہے بروزن
فعول کہ مشتق ہے عفو سے جو بمعنی محو کے ہے یعنے بہت محو کرنے والا معاصی کا ہے الغفور یہ نام مشتق مغفرت سے ہے
بمعنی غافر اور غفار کے اور لغت عرب میں مغفرت بمعنی ستر وتغطیہ کے ہے پس یہاں معنی غفور کے یہ ہیں کہ بندوں کا
اپنی رحمت میں چھپانے والا ہے الغنی معنی اسکے یہ ہیں کہ بنفسہ اپنے غیر سے بے نیاز ہے اور اسی طرح آلات وادوات وغیرہ کا
محتاج نہیں ہے اور تمام اشیا سوائے خدا کے ضعف وحاجت میں متشابہ ہیں بعض کا قیام بسبب بعض کے ہوتا ہے اور
بعض بعض سے بے نیاز نہیں ہے الغیاث معنی اسکے فریادرس کے ہیں یعنے مغیث ہے اپنے بندوں کی فریاد کو پہونچتا ہے
الفاطر معنی اسکے خالق اور مبدع کے ہیں الفرد ایک معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ رب ہونے میں اور حاکم ہونے میں یکتا ہے سوا
خلق کے کہ وہ تنہا مالک اور حاکم نہیں ہو سکتے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ تنہا موجود ہے کوئی موجود اسکے ساتھ نہیں ہے
الفتاح معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ حاکم ہے الفالق یہ نام مشتق ہے فلق سے جو لغت میں بمعنی شق کے ہے چونکہ حق تعالی نے جو ہر
چیز کو پیدا کیا تو اس کا پیدائش میں شق واقع ہوا مثلا رحم کو شق کیا تو اس سے حیوان شق ہو کر نکلا اور بیج کو اور گٹھلیوں کو
شق کیا تو اس سے نباتات واشجار شق ہو کر ظاہر ہوئے اسی طرح زمین کو شق کیا تو اس سے جو کچھ زمین سے پیدا کیا وہ
نکلا اور ظاہر ہوا اسلیے فالق اپنا نام مقرر فرمایا القدیم معنی اسکے یہ ہیں کہ سب چیزوں سے پہلے تھا الملک یعنے مالک ملک ہے
ہر چیز کا مالک ہے القدوس معنی اسکے ظاہر ہیں اور تقدیس وتطہیر وتنزیہ کے ایک معنی ہیں القریب ایک معنی اسکے مجیب ہیں
یعنے قبول کرنے والا دعاؤں کا اور دوسرے معنی اسکے یہ ہیں کہ وہ وساوس کو دلوں کے جانتا ہے اور کوئی پردہ اور
مسافت درمیان میں اسکے اور دلوں کے نہیں ہے نہ یہ کہ قرب مکانی مراد لیں کیونکہ وہ خالق مکان ہے قبل مکان تھا القوی
معنی اسکے معروف ہیں کہ بلا استعانت واعانت قوی ہے القیوم معنی اسکے یہ ہیں کہ بنفسہ متولی حفظ کا اور صلاح اور تقدیر
خلق کا ہے القابض یہ نام مشتق قبض سے ہے اور قبض کے کئی معنی ہیں ایک معنی اسکے ملک کے ہیں جیسا کہتے ہیں کہ فلان
جائداد ہماری قبضہ میں ہے یعنے ملک ہماری ہے اور اس معنی سے خدا مالک کل مخلوق کا ہے اور ایک معنی اسکے ناپید کرنا
چیز کا ہے جیسا کہ مردہ کے لیے کہتے ہیں قبضہ اللہ الیہ یعنے فنا کیا اسے خدا نے پس اس معنی سے حق تعالی قابض نفوس کا ہے
الباسط معنی اسکے یہ ہیں روزی کا اور نعمتوں کا اور جملہ فضل واحسان کا بندوں پر پھیلانے والا ہے قاضی الحاجات یہ معنی
مشتق ہے قضا سے اور قضا حق تعالی کی طرف سے تین معنوں پر مستعمل ہوتا ہے پہلے حکم اور لازم کرنا جیسا حق تعالی فرماتا ہے
وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ یعنے حکم فرمایا ہے خدا نے کہ کسی کی عبادت نکرو مگر خاص خدا کی بندگی کو واجب ولازم جانو

اور اس معنی سے حکم کرنے والا حاجات کا مراد ہوگا اور دوسرے معنی خبر کے ہین جیسا کہ فرماتا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل
فی الکتاب یعنے خبردار کیا ہمنے انکو زبان پیغمبر سے اور ایک معنی اُسکے تمام کرانے کے ہین جیسا کہ فرمایا ہے فقضٰھن سبع
سموات فی یومین یعنے باتمام پہونچایا اُسنے انھین سات آسمان بناکر دو دن مین اور محاورہ مین بھی کہتے ہین کہ فلان شخص نے
ہماری قضاے حاجت کی یعنے اتمام کو پہونچایا میری حاجت کو جو مانگتا تھا وہ دیا بنابر اسکے معنی یہ ہونگے کہ وہ حاجتون کو
اپنے بندون کی اتمام کو پہونچاتا ہے یعنے جو مانگتے ہین وہ دیتا ہے المجید ایک معنی اُسکے کریم عزیز ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے
بل ھو قرآن مجید ای کریم عزیز اور دوسرے معنی اُسکے یہ ہین کہ مُمَجَّد ہے یعنے خلق اُسکے تمجید یعنے تعظیم کرتی ہے المولی معنی اُسکے
یہ ہین کہ ناصر مومنین ہے یعنے مددگار ہے انکا اور متولی ہے اُنکے ثواب کرامت کا اور اُنکی مدد کرتا ہے بمقابل اُنکے دشمنون کے
جیسا حق تعالی فرماتا ہے واللہ ولی المؤمنین المنان معنی اُسکے معطی و منعم کے ہین المحیط ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ سب چیزون کے
ساتھ محیط ہے اور عالم ہے اُن سب کا اور دوسرے معنی متولی اور مقتدر کے ہین المبین معنی اُسکے یہ ہین کہ ایسا ہے وہ کہ
ظاہر ہے حکمت اُسکی اور وہ ظاہر کرنے والا ہے اس حکمت کا یہی سبب اُسکے کہ ظاہر کیا ہے اُسنے اپنے بینات اور آثار قدرت
کو خلق پر المقیت معنی اُسکے خالق اور رقیب و رقدیر کے ہین المصور یہ نام مشتق تصویر سے ہے یعنے وہ ہر صورت کا بنانے والا ہے
اور پیدا کرنے والا ہے خواہ رحم مین ہو یا باہر اُسکے الکریم ایک معنی اُسکے عزیز کے ہین جیسا فرماتا ہے ذق انک انت العزیز
الکریم دوسرے معنی اُسکے جواد و سخی کے جو بہت دیتا ہو ہین جیسا کہتے ہین کہ فلان شخص کریم ہے یعنے بہت دیتا ہے سبکو دیتا ہے
کوئی اُسکے پاس سے حاجت مند مایوس ہوکر نہین آتا الکبیر یعنے سردار اور کبیر نام اُسکے تکبر اور تعظیم کا ہے الکافی یہ نام
مشتق ہے کفایت سے اور جو شخص اُسپر توکل کرتا ہے وہ اُسے کفایت کرتا ہے دوسرے پاس جانے کی حاجت نہین ہوتی
الکاشف الضر اُسکے معنی مفرج کے ہین یعنے غم کا دفع کرنے والا ہے الوتر یعنے فرد ہے النور ایک معنی اُسکے روشن کرنے والے کے ہین
جیسا فرماتا ہے اللہ نور السموات والارض یعنے خدا روشن کرنے والا آسمانون کا اور زمین کا ہے اور حکم و ہدایت کرنے والا
مخلوقات کا ہے کہ وہ اُس سے اپنے مصالح مین ہدایت پاتے ہین جیسا کہ نور و ضیا سے راہ چلتے ہین اور یہ استعمال بطور توسع ہے
جیسا کہ عدل بمعنی عادل تھا ویسا ہی نور بمعنی منیر ہے والانوار و ضیا مخلوق خدا اور محدث ہین اور حق تعالی برتر ہے اس سے
کہ محدث ہو اور اسی طرح بطور توسع قرآن کو بھی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو بھی نور کہتے ہین کیونکہ اُن دونون سے
امر دین مین ایسی ہدایت حاصل ہوتی ہے خلق کو کہ جیسا نور سے راہ چلنے مین ہدایت پاتے ہین الوھاب یہ معروف ہے کہ
مشتق ہبہ سے ہے یعنے بخشتا ہے اور دیتا ہے اپنے بندون کو جو کچھ کہ چاہتا ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے یھب لمن یشاء
اناثا و یھب لمن یشاء الذکور الناصر ناصر اور نصیر کے ایک معنی ہین اور وہ جمع معونۃ ہے الواسع بمعنی غنی کے ہے کیونکہ
سعۃ اور غنی ایک چیز ہے الودود یہ نام بروزن فعول یا بمعنی مفعول ہے تو معنی اُسکے مودود اور محبوب کے ہونگے یا بمعنی فاعل ہے
تو معنی اُسکے یہ ہونگے کہ بندگان صالحین کو اپنے دوست رکھتا ہے کیونکہ وداد کے معنی محبت کے ہین الھادی معنی اُسکے

یہ ہین کہ وہ ہدایت کرتا ہو خلق کو ساتھ حق کے اور ہدایت خدا کی طرف سے تین طرح پر ہوتی ہو ایک دلالت کہ سکو دین
ودلالت عرفانی ہو یعنے راہ بتائی ہو دوسرے ایمان وہ بھی ہدایت ہو خدا کی طرف سے جیسا کہ نعمت ہو خدا کی طرف سے تیسرے
نجات ہو کہ اُسے بھی حق تعالی نے بیان فرمایا ہو کہ مومنین کو مرنے کے بعد ہدایت فرماتا ہو جیسا کہ ارشاد کیا ہو کہ والذین
قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالہم سیہدیہم ویصلح بالہم یعنے وہ لوگ کہ مارے گئے راہ خدا مین پس ہرگز اُنکے
اعمال کو ضائع نکریگا عنقریب ہو کہ اُنھین ہدایت کرے اور صلاح کرے اُنکے حال کی اور ظاہر ہو کہ ہدایت بعد مرنے کے اور
مارے جانے کے نہین ہو مگر ثواب ونجات جیسا کہ ضلال جسکا وعدہ کفار سے فرمایا ہو نہین ہو مگر ہلاکت وعذاب الوفی یعنے
وفا کرنے والا ساتھ بندون کے اپنے عہد کے موافق ہو الوکیل ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ بندون کی حفاظت پر قائم ہو
دوسرے معنی یہ ہین کہ وہ معتمد اور ملجا ہو بندون کا ہر ایک اُسپر اعتماد کرتا ہو اور التجا اُسکی طرف لاتا ہو الوارث معنی اُسکے
یہ ہین کہ حق تعالی نے جس جس کو صاحب ملک وملکیت کیا ہو یہ سب جاتے ہین اور پھر مالک اُسکا کوئی سوا خدا کے نہین
ہوتا البر یعنے صادق ہو الباعث یعنے اُٹھانے والا اور زندہ کرنے والا روز قیامت اہل قبور کا ہو التواب معنی اُسکے
یہ ہین کہ توبہ کا قبول کرنے والا ہو اور گناہون کا عفو کرنے والا ہو جبکہ بندہ اُس سے توبہ کرے الجلیل اُسکے معنی بھی بزرگ
اور سردار کے ہین الجواد یہ مشتق ہو جود سے جسکے معنی بخشش اور سخاوت کے ہین یعنے بہت احسان انعام کرنے والا ہو
لیکن خدا کو سخی کہنا نہین چاہئے کیونکہ سخاوت وہ ہو جو مترتب ہوتی ہو دل کے ملائم ہونے پر جبکہ کسی کی حاجت اُسکی
طرف رجوع ہو اور وہ صفات محدثات سے ہو بلکہ حق تعالی کو جواد بمعنی کثیر الاحسان کے جاننا چاہئے الخبیر یعنے عالم الخلاق
معنی اُسکے خلاق کے ہین یعنے بہت پیدا کرنے والا مخلوقات کا ہو خیر الناصرین خیر الراحمین اُسکے معنی یہ ہین کہ فاعل نیکیون کا ہو
جب زیادہ فعل خیر اُس سے ہوئے تو توسعاً خود خیر کے ساتھ نام رکھا گیا الدیان یعنے جزائے اعمال خیر دینے والا ہو بندون کو
الشکور اور شاکر دونو ہم معنی ہین یعنے شکر گذاری بندون کی بسبب اُنکے عمل صالح کے فرماتا ہو اور یہ بھی از قبیل توسع
فی الاسناد ہو کیونکہ شکر لغت مین احسان کے پہچاننے کو کہتے ہین اور حق تعالی محسن عباد اور منعم ہو اُنکا لیکن چونکہ مطیعون کو
جزا دینے والا ہو اُنکی طاعت پر اسلیے اُنکی جزائے طاعت کے دینے کو بطور مجاز شکر نام رکھا گیا العظیم ایک معنی اُسکے بھی
سردار و بزرگ کے ہین اور دوسرے معنی یہ ہین کہ وہ ساتھ عظمت کے وصف کیا جاتا ہو بسبب اُسکے غالب ہونے کے سب چیزون پر
اور تیسرے معنی اُسکے یہ ہین کہ وہ بزرگ ہو کیونکہ اُسکے ماسوا سب ذلیل خاضع ہین اُسکے آگے پس وہ عظیم السلطان عظیم
الشان ہو اور چوتھے معنی اُسکے مجید کے ہین جیسا کہ کہتے ہین کہ فلان شخص مجلس مین عظیم ہو بڑا ہو لیکن مراد عظیم سے ضخیم و طویل و عریض
وثقیل نہین ہو کیونکہ یہ معانی مخصوص مخلوقات حوادث ہین خدا ان سے برتر ہو اور حدیث مین ہو کہ حق تعالی عظیم کے ساتھ
اسلیے نام رکھا گیا کہ پیدا کرنے والا خلق عظیم کا ہو اور رب عرش عظیم کا اور اُسکا خالق ہو اللطیف ایک معنی اُسکے یہ ہین کہ
بندون پر لطف واحسان فرمانے والا ہو اور دوسرے معنی یہ ہین کہ اپنے فعل وتدبیر مین لطیف ہو اور تیسرے معنی یہ ہین کہ

لطیف ہے یعنے پیدا کرنے والا خلق لطیف کا ہے اور بعضی حدیث میں وارد ہوئے ہیں الشافی یہ نام مشتق ہے شفا سے کہ جو
ضد مرض ہے یعنے وہ شفا دینے والا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا و اذا مرضت فہو یشفین یعنے جب تو بیمار ہوتا ہو تو مرض
کو دفع وہ کرتا ہے اب جاننا چاہیے کہ یہ سب نود و نہ نام ہیں حق تعالی کے جنھیں اسماء حسنی کہتے ہیں اور لیکن تبارک پس وہ
برکت سے ہے یعنے خدا صاحب برکت ہے اور فاعل اور خالق برکت ہے اپنے خلق میں تبارک و تعالی یعنے صاحب برکت ہے
اور بزرگ ہے خدا ولد سے اور صاحب شریک سے اور جو کچھ ظالمین و مشرکین کہتے ہیں بلند ہونے کر اور شیخ صدوق نے
کتاب التوحید میں باسناد اپنے یحیی خزاعی سے نقل کیا ہے کہ کہا اسنے کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ گیا ایک
شخص کے یہان کہ وہ مومن تھا اور وہ حضرت اسکی خبر پرسی کو تشریف لیگئے تھے میں نے دیکھا کہ وہ شخص آہ آہ بہت
کرتا تھا میں نے کہا کہ اے بھائی خدا کو یاد کر اور اس سے فریاد کر حضرت نے فرمایا کہ آہ بھی ایک خدا کا نام ہے پس جسنے آہ کہا
اسنے استغاثہ خدا کے ساتھ جو صاحب برکت بزرگی ہے کیا اور اسی کتاب میں باسناد اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے نقل
کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آسمان سے میرے اوپر یہ دعا لیکر نازل ہوئے اور ہنستے ہوئے بہت خوشی سے
آئے اور کہا کہ السلام علیک یا محمد حضرت نے فرمایا علیک السلام یا جبرئیل بعد اسکے کہا کہ حق تعالی نے ایک ہدیہ تمھارے
پاس بھیجا ہے حضرت نے پوچھا کہ وہ ہدیہ کیا ہے اے جبرئیل کہا کلمات خزاین عرش سے ہیں کہ حق تعالی نے انکے ساتھ تم پر
اکرام فرمایا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ کون سے کلمات ہیں جبرئیل نے کہا کہ کہو یا من اظہر الجمیل و ستر القبیح یا من لم یواخذ
بالجریرۃ و لم یہتک الستر یا عظیم العفو یا حسن التجاوز یا واسع المغفرۃ یا باسط الیدین بالرحمۃ یا صاحب کل نجوی و یا منتہی
کل شکوی یا مقیل العثرات یا کریم الصفح یا عظیم المن یا مبتدئا بالنعم قبل استحقاقہا یا ربنا و یا سیدنا و یا مولنا
و یا غایۃ رغبتنا اسئلک یا اللہ ان لا تشوہ خلقی بالنار اسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل ان
کلمات کے پڑھنے کا کیا ثواب ہے جبرئیل نے کہا کہ افسوس افسوس کہاں ہے علم یہاں علم منقطع ہوتا ہے کون اسکے ثواب کو جان
سکتا ہے و بیان کرسکتا ہے اگر ساتوں آسمان و ساتوں طبقات زمین کے فرشتے مجتمع ہوں اس بات پر کہ اسکے ثواب کا وصف
کرسکیں تا روز قیامت تک ہزار جزو سے ایک جزو کا بھی اسکے بیان نکرسکینگے جسوقت بندہ کہتا ہے یا من اظہر الجمیل و
ستر القبیح تو حق تعالی اپنے پردہ رحمت میں اسے دنیا میں چھپاتا ہے اور آخرت میں اسے صاحب نیکی کا کرتا ہے اور نہ اسکے
پردے اسکے اوپر ڈالتا ہے اور حساب نہیں کرتا اسکا روز قیامت ورنہ اسکے پردہ کو پھاڑتا ہے جسوقت کہ سب کے پردے
پھٹ جاینگے اور جب بندہ کہتا ہے یا عظیم العفو تو حق تعالی اسکے گناہوں کو بخشتا ہے اگرچہ مثل کف دریا ہوں اور جب
کہتا ہے یا حسن التجاوز تو حق تعالی درگذر کرتا ہے گناہوں سے اسکے حتی کہ چوری اور شراب خواری اور سوا اسکے اور کبایر سے
اور جب کہتا ہے یا واسع المغفرۃ تو کھولتا ہے حق تعالی اسکے لیے ستر دروازے اپنی رحمت کے پس وہ رحمت خدا میں چلتا پھرتا ہے
جب تک کہ دنیا سے جائے اور جب کہتا ہے بندہ یا باسط الیدین بالرحمۃ تو حق تعالی پھیلاتا ہے اپنے دست رحمت کو اوپر

جب کہتا ہی یا صاحب کل نجوی و یا منتہی کل شکوی تو حق تعالی اُسے ثواب ہر مصیبت زدہ اور ہر سالم او
ہر مریض اور ہر ضرر رسیدہ اور ہر مسکین اور ہر فقیر کا جو قیامت تک ایسی حال مین ہے عطا فرماتا ہی اور جب کہتا ہی یا کریم
الصفح تو حق تعالی کرامت بزرگی پیغمبرون کی اُسے عنایت فرماتا ہی اور جب کہتا ہی یا عظیم المن تو خدا اُسے روز قیامت
اپنی طرف سے امان اور خلائق کی طرف سے امان عطا فرماتا ہی اور جب کہتا ہی یا مبتدیا بالنعم قبل استحقاقہا تو حق تعالی
اُسے ثواب عطا کرتا ہی موافق عدد اُس شخص کے جسنے اُسکی نعمتون کا شکر ادا کیا ہو اور جسوقت کہتا ہی یا ربنا یا سیدنا
تو حق تعالی فرماتا ہی کہ ای ملائکہ میرے گواہ رہو کہ مین نے اُسے بخشا اور دیا اُسے ثواب موافق عدد اُسکے جسے پیدا کیا
مین نے بہشت مین اور دوزخ مین اور آسمانون مین اور ساتون زمینون مین اور آفتاب ماہتاب اور کواکب اور قطرہا ے
باران اور انواع مخلوقات اور پہاڑ اور سنگ ریزے اور زمین نمناک اور سوا اُسکے عرش اور کرسی ان سبکے عدد کے
موافق ثواب عطا فرماتا ہی اور جب کہتا ہی یا مولانا تو حق تعالی اُسکے دل کو ایمان سے بھرتا ہی اور جب کہتا ہی یا غایۃ
رغبتنا تو عطا کرتا ہی خدا اُسے روز قیامت اُسکی رغبت کے موافق اور تمام خلق کی خواہش کے موافق اور جب کہتا ہی
اسئلک یا اللہ ان لا تشوہ خلقی بالنار تو جبار جل جلالہ فرماتا ہی کہ میرے بندے نے اپنی آزادی آتش جہنم سے مجھے
طلب کی گواہ رہو ای ملائکہ میرے کہ مین نے اُسے آتش جہنم سے آزاد کیا اور آزاد کیا اُسکے والدین کو اور اُسکے بہنون کو
اور اُسکے بھائیون کو اور اُسکے اہل کو اور اولاد کو اور ہمسایہ کو اور جو صاحبان حق شفیع ہون اُسکے ہزار شخص تک کہ
جنکا آتش جہنم مین داخل ہونا واجب ہو سبکو آزاد کیا اور اُسے پناہ دی مین نے شر آتش جہنم سے پس تعلیم کرو ای محمد صلی اللہ علیہ
و آلہ اِن کلمات کو اُن لوگون کو جو نیکوکار ہون اور نہ بتاؤ انہین بدکارون کو کیونکہ یہ کلمات دعاے مستجاب ہین اپنے
کہنے والون کے لیے انشاء اللہ تعالی اور یہ دعا ہی بیت المعمور کے گرد رہنے والون کی جب طواف اُسکے گرد کرتے ہین تو
اُسے کہتے ہین فقط حق تعالی توفیق بجالانے عمل خیر کی اور پڑہنے کی اِن کلمات کے معہ اُس ثواب کے جسکا وعدہ حامل
وحی نے مبلغ تنزیل سے کیا مجھے اور جمیع موحدین مومنین کو عطا فرماے اور جب اِس کتاب سے مومنین منتفع ہون
اور اس ہدیہ بے بہا کو پائین تو اول شکر جناب رب تعالی کرین جسنے اِس ہدیہ رحمت کو بھیجا اور دوسرے صلوات اور
سلام بھیجین اوپر محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم کے جو رحمت خدا ہین اور جنکے لیے یہ ہدیہ نازل ہوا اور تیسرے درود
بھیجین جبرئیل علیہ السلام پر جو اِس ہدیہ کو بحکم رب جلیل بہترین نسل خلیل پر لاے اور اُسکے ثواب منافع بیان کیے کہ
سبب رغبت و حصول اجر ہوا اور تیسرے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کو بدعاے نزول رحمت یاد کرین جنہون نے اپنی
کتاب مین اِس حدیث کو بعینہ نقل کیا اور پانچوین اِس راقم اوراق کو بدعاے مغفرت یاد کرین جسنے اردو مین ترجمہ
کرکے لائق فائدہ مند ہونے مومنین و مومنات ہندوستانی کے کیا ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین والحمد
للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد و آلہ الطیبین الطاہرین

باب دوسرا بیچ بیان اصل ثانی کے اصول خمسۂ دینیہ سے

کہ وہ عدل ہے اور وہ صفات فعل سے ہے اگرچہ صفات فعل اِس میں منحصر نہیں ہیں چنانچہ بعض اُن کے مثل صفت خالقیت اور رازقیت بحث توحید میں مذکور ہو چکے اور اُنمیں کسی کو نزاع بھی فرق اسلامیہ میں نہیں ہے لیکن چونکہ عدل اصل بزرگ اور عمدہ ارکان ایمان سے ہے کیونکہ جملہ قواعد اسلامیہ بلکہ احکام دینیہ سب اسپر موقوف ہیں اور بدون اُسکے دین تمام نہیں ہو سکتا اور نہ کسی پیغمبر کی تصدیق ہو سکتی ہے ہرچند یہ بھی مسائل باب توحید سے ہے لیکن چونکہ مباحث طویل الذیل اِسمین گوناگون ہیں لہذا اسکو ایک باب علیحدہ قرار دیا یعنے جیسا کہ باب اول میں بھی اثبات واجب تعالی کہ واحد ہے اور صفات ثبوتیہ اور سلبیہ سب کچھ مذکور ہیں لیکن چونکہ عمدہ ہے توحید اُسی کے نام سے وہ باب مختص ہے اِسی طرح اِس باب میں بھی صفات افعال سب مذکور ہیں جو صفت فعل کہ سب میں عمدہ ہے یعنے عدل اُسی کے ساتھ یہ باب موسوم و مختص ہوا بالجملہ جاننا چاہیے کہ حق تعالی عادل ہے یعنے فعل قبیح کو نہیں کرتا اور فعل واجب کو ترک نہیں کرتا اور اُسکے ساتھ جو مباحث متعلق ہیں چند فصلوں میں بیان ہونگے

فصل پہلی بیچ بیان اعتقاد امامیہ کے بہ نسبت حسن و قبح افعال کے

جاننا چاہیے کہ مذہب حق امامیہ یہ ہے کہ حسن و قبح افعال کا عقلی ہے حسن اُس فعل کا نام ہے کہ جب فاعل قادر اُسے کرے تو نظر عقلا میں مستحق مدح کا ہو اور قبیح وہ فعل ہے کہ جب فاعل اپنے اختیار و قدرت سے اُسے واقع کرے تو لائق سرزنش و ملامت کے ہو اور یہ معنی حسن و قبح کے افعال خداوند قادر مطلق کو بھی شامل ہیں اور کبھی تعریف میں حسن و قبح کے لفظ استحقاق ثواب کا اور استحقاق عقاب کا بھی بڑھایا جاتا ہے اور اُس وقت میں یہ صفات بندوں کے افعال کے ساتھ مختص ہونگے مگر یہ کہ فرقۂ امامیہ کے نزدیک حسن و قبح جو عقلی ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ ہر فعل اپنی ذات میں ایک صفت دونو صفتوں سے رکھتا ہے کہ جب قطع نظر کرکے ورود شرعی سے دیکھیں تو یا جہت حسن کی یا قبح کی رکھتا ہوگا کہ جسکے سبب سے اُسکا فاعل مستحق مدح یا ثواب یا مستحق مذمت و عقاب ہوتا ہے اور اِس جہت کا حال مختلف ہے کبھی ایسا ہے کہ بدیہۃً عقل اُسے بسبب اُسکے ظاہر ہونے کے سبب سمجھتے ہیں جیسا سچ بولنا اُس مقام پر کہ اُس سے فایدہ ظاہری بھی حاصل ہو اور جھوٹ بولنا ایسی جگہ پر کہ اُس سے نقصان و ضرر بھی ظاہر ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حسن و قبح بعض افعال کا بتامل و فکر ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بسبب نقصان عقل کے ہمکو اُسکے کنہ معلوم نہیں ہوتے لیکن شارع جب بیان فرماتا ہے تو ہم اُس سے آگاہ ہوتے ہیں جیسا کہ اکثر احکام شرعیہ کا حال ہے مثلاً روزہ آخر روز ماہ رمضان کا حسن اور روزہ اول ماہ شوال کا قبح کہ یہ موقوف بیان شارع پر ہے اور اگر حسن و قبح اشیا میں بنظر اُنکی ذات کے یا بنظر اُنکی صفات لازمہ یا مفارقہ کے علاوہ حکم شارع کے متحقق نہوتا تو امر و نہی شارع کا مستلزم ترجیح بلا مرجح کو ہوتی لیکن اشاعرہ اہل سنت نے جیسا کہ افعال عباد کی نسبت طرف خدا کے عموماً کر دی اسی طرح دست بردار عقل ہوکر یہاں بھی کہتے ہیں کہ افعال بذات و صفات اپنی کوئی جہت حسن و قبح کی نہیں رکھتے بلکہ ہر فعل کی خوبی اور بدی تابع امر و نہی شارع کے ہے جسکے لیے شارع حکم کردے وہ اچھا ہے اور جسکے لیے نہی کرے وہ بُرا ہے مثلاً اگر وہ

جھوٹ بولنا کہ اُس سے ضرر ہو اُسی کے لیے حق تعالیٰ حکم فرماوے تو وہی خوب و رواجب ہو جاوے اور وہی سچ بولنا کہ جس سے
فائدہ ہو اُسکے لیے منع فرماوے تو وہی بد اور حرام ہو جاوے اور اسی طرح اگر قتل اور خونریزی بے ناحق کو یا پیغمبروں کی
تعذیب کو جنھوں نے ہمیشہ طاعت میں زندگانی کیسی ہی مکارہ اور کلفتوں میں بسر کی حکم کرے تو وہی حسن ہو اور ظالموں
اور گنہگاروں کو جنھوں نے ہمیشہ خود سری اور نافرمانی میں عمر کاٹی بانواع الطاف و عطایات فرمان برداروں پر ترجیح
دی تو وہی مستحسن اور بجا ہوگا بالجملہ اُنکے نزدیک نیکی اور بدی کسی فعل میں نہیں ہے مگر بعد حکم شارع اچھا ہو جاتا ہے اور بعد
نہی برا ہو جاتا ہے اور یہ عقیدہ بوجوہ باطل ہے **اوّل** یہ کہ حسن و قبح افعال کا عقلی ہونا ایسی چیز نہیں ہے کہ عاقل اُس سے انکار کر
سکے اسی لیے یہ بات ایسی ہے کہ جو لوگ کسی شریعت اور طریقہ کے پابند نہیں ہیں وہ بھی اُسکا اعتراف کرتے ہیں مثلاً وہ جھوٹ
جو مضر ہو اُسکا برا ہونا یا وہ سچ جو مفید ہو اُسکا اچھا ہونا یا انصاف کا اچھا ہونا اور امانت کی صاحب مال کو پھر دینا
اُسکی خوبی یا دریا میں ڈوبتی ہوئے کا نکالنا جبکہ اپنے لیے مضر نہو خصوصاً جبکہ وہ ڈوبنے والا مقرب خدا ہو اُسکا اچھا
ہونا اور خوبی احسان کرنے کی اُسکے مستحق کے ساتھ اور جہل اور ظلم کا بد ہونا اور ناحق اہل حق کے مارنے کی بدی یا ہوا میں
کے رہنے والیکو ہوا میں اڑنے کی تکلیف دینا جو اُس سے نہو سکے اُسکی برائی پھر یہ باتیں ایسی نہیں ہیں کہ اُنکی نیکی اور بدی میں
کوئی عاقل تامل کرے یا کسی پر پوشیدہ ہو اور اس سے انکار ضروریات کا انکار ہے اور اسکی تائید کو یہ کافی ہے کہ اگر عقلمند نے
پہاڑوں پر یا ایسی جگہ کہ جہاں آواز دین اہل دین کا نہ پہنچا ہو پرورش پائی ہو اور سن عقل و تمیز کو پہونچا ہو اُسے اختیار دین
کہ چاہے سچی بات کہے تمہیں بھی اُسے ایک اشرفی ملیگی یا جھوٹی بات کہے تمہیں بھی ایک اشرفی ملیگی تو بالضرور سچ بات
کہنے کو جھوٹ پر ترجیح دیگا حالانکہ احکام شرعیہ کو نہیں جانتا اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ قطع نظر احکام شرعیہ کے خوبی اور
بدی ہر فعل کی عقلا بھی ثابت ہوتی ہے کہ عقلا اُسکے پابند ہوتے ہیں پس اب گنجایش انکار حسن و قبح عقلی سے افعال میں از
روے انصاف کے کہاں باقی رہی بلکہ یہ انکار اختیار کرنا مذہب سوفسطائی کا ہے کہ حکم ضروری اور بدیہی سے منکر ہوتے ہیں
دوسرے یہ کہ اگر افعال سب یکساں ہوں ایک دوسرے پر ترجیح نہ رکھتا ہوتا تو حق تعالیٰ کا ایک کے لیے حکم فرمانا
اور دوسرے کے واسطے منع فرمانا بے معنی ہوتا اور ترجیح ایک چیز کی دوسرے پر بلا مرجح کے ہوتی تیسرے
یہ کہ اگر ثبوت حسن و قبح کا موقوف سمع پر ہوتا تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ کا معجزات کو ظاہر کرنا پیغمبر کاذب کے ہاتھ پر
بھی جائز ہو اور اس صورت میں تمیز درمیان نبی کے جو سچا ہو اور درمیان اُسکے جو جھوٹا ہو اور اپنے تئیں جھوٹ نبی
بنایا ہو باقی نرہیگا پس اثبات نبوت ممکن نہوگا بیان مفصل اسکا یہ ہے کہ اگر حسن و قبح شرعی ہو تو چاہیے کہ جتنے واجب ہیں
بعد آنے شرع کے واجب ہوں اور اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے کہ پیغمبروں کی حجت تمام نہونے پاوے جبکہ وہ ادعاے رسالت
کریں اور معجزات ظاہر فرماویں کیونکہ جنکی دعوت کرتے ہیں انھیں پہونچتا ہے کہ وہ کہیں ہمیں نظر کرنا تمہارے معجزات کی طرف
اُسوقت واجب ہے کہ جب یہ پہچان لیں ہم کہ تم راست گو ہو پس ہم نہ دیکھینگے معجزات کو جب تک تمہاری راستی کو نہ پہچانیں

اور رہت کوئی تمھاری نہین پہچانتے ہم مگر ساتھ فکر و نظر کے اور قبل اسکے امتثال امر ہم پر واجب نہین ہے تو اُسوقت مین کلام پیغمبر کا منقطع ہوتا ہے اور کچھ جواب اسکا نہین ہے چوتھے یہ کہ اگر حسن و قبح افعال کا شرعی ہو تو چاہیے کہ جو منکر شریعت ہین وہ کسی فعل کی نسبت حسن و قبح کی طرف نہ کرین اور یہ باطل ہے کیونکہ براہمہ سب انکار جمیع ادیان و شرایع سے کرتے ہین لیکن جو افعال کہ انکا حسن و قبح بضرورت عقل ظاہر ہے انھین اچھا برا کہتے ہین یہی طرح بہت سی قباحتین اور فضیحتین مذہب اشاعرہ پر لازم آتی ہین لیکن جب انھون نے عقل کو چھوڑ دیا اور کسیکو قبیح نہ جانا تو کب کسی برائی کو برا جانینگے اور حق تو یہ ہے کہ حسن و قبح اشیا کا عقلی ہونا از جملہ بدیہیات و اولیات سے ہے کیونکہ اطفال نا بالغ اور زنان ناقص العقل اور وہ لوگ جو کسی ملت کے پابند نہین فعل حسن و قبیح مین تفرقہ کرتے ہین پانچوین یہ کہ آیات قرآنیہ بھی اس طریقۂ غیر مرضیہ کے جو مختار اشاعرہ ہے تکذیب کرتے ہین جیسا کہ فرمایا ہے و اذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها اباءنا والله امرنا بها قل ان الله لا یامر بالفحشاء اتقولون علی الله ما لا تعلمون یعنے جسوقت کوئی فعل بد عمل مین لاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے اسی حال پر اپنے باوا دادا کو پایا ہے اور خدا نے ہمین ان کامون کے واسطے حکم فرمایا ہے پس کہو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ حق تعالیٰ برائیون کے ساتھ حکم نہین فرماتا آیا نسبت دیتے ہو طرف خدائے عز و جل کی اس بات کی جسے نہین جانتے ہو اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے قُل اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنهَا وَمَا بَطَنَ یعنے کہو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کہ سوا اسکے نہین ہے کہ حرام فرمایا ہے خدا نے برے کامون کو خواہ قباحتین اور برائیان انکی ظاہر ہون یا پوشیدہ ہون اس جگہ سے صاف مثل نور روشن ظاہر ہے کہ مراد ایسین قبح عقلی ہے نہ محض شرعی کیونکہ ظاہر ہونا اور پوشیدہ ہونا قباحت کا قبح عقلی مین ممکن ہے اس طرح سے کہ جسکی قباحت قبل بادی النظر مین ظاہر ہے مثل صدق نافع کا ترک اور کذب ضار کا اختیار اسے قبیح ظاہر کہین اور جسکی قباحت محتاج طرف دقت نظر کے یا موقوف اوپر تعلیم شارع کے ہو اسے کہین اگرچہ اسکا ظاہر بد نہین ہے لیکن باطن بد ہے و لیکن قبح شرعی کہ عبارت ہے اس فعل سے جسکے لیے نہی الٰہی واقع ہوئی ہے اسمین ظہور و پوشیدگی کہان ہو سکتی ہے منہی عنہ سب برابر ہین اور اسکی قباحت بحیثیت تعلق منع ظاہر ہے پوشیدگی کو اسمین گنجایش نہین ہے اور یہ بات جسے تھوڑی بھی عقل ہوگی وہ سمجھ سکتا ہے اسی طرح قرآن مجید نصاً و صراحتاً اس مذہب کی تکذیب پر اکثر مقام سے دلالت کرتا ہے اور احادیث ائمہ کرام علیہم السلام جو مصدق کلام اہل حق مین بہت ہین لیکن چونکہ یہ مقام بیان ادلۂ عقلیہ کا ہے نہ سمعیہ کا اس جہت سے انکا ذکر مناسب نہین ہے جو کچھ کہا گیا یہ بھی بطور الزام اشاعرہ ہے جنھون نے اس مسئلہ مین مخالفت حق کی کی ہے اور عمدہ سبب انکے اس مذہب سخیف کے اختیار کرنے کا دو امر ہوے ایک یہ ہے کہ انھون نے بذریعۂ ظواہر بعض آیات کے اور بعض مغالطات وہمیہ کے بندون کو افعال مین مجبور جانا اور فاعل اور موثر جمیع افعال عباد مین خالق کو گردانا اور یہ بات مستلزم اسکی تھی کہ جمیع اقسام ظلم و عدوان و قبایح کا صدور جناب باری کی طرف سے لازم آئے اسلیے انھون نے اپنی مخلصی کے لیے اس الزام سے یہ عقیدۂ فاسد اختیار کیا و لیکن واقع مین بنائے فاسد مفاسد پر رکھی جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے

کہ بسبب قوی اِس اختیار کا ہوا کہ جب امامیہ نے اہل سنت کو تعیین اشخاص خلافت میں اُنپر ترجیح مرجوح و تفضیل مفضول کو جو قبیح عقلی اور محال ہے بنا بر تعیین کے قول کے لازم کیا تو اُسوقت اُنکو کچھ چارہ نہوا بجز اسکے کہ اِس اصل اصیل اور قاعدہ جلیل سے دست بردار ہوں تا فرقہ امامیہ کے الزام سے مخلصی حاصل ہو اور حمایت خلفا میں اسقدر ترقی غلو کیا کہ انبیا کی طرف بھی خطا کی نسبت جائز رکھی تا خطا ہاے خلفا بطریق اولی محل طعن امامیہ سے محفوظ رہی **فصل دوسری بیان مین اِس امر کے کہ حق تعالی عادل ہے** ظلم و فعل قبیح کو نہین کرتا اور واجب کو ترک نہین کرتا اور محال کی تکلیف بندون کو نہین دیتا اور فعل عبث اُس سے صادر نہین ہوتا شَهِدَ اللهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے کہ جناب مقدس الہی سے صدور فعل قبیح اور ترک واجب محال ہے کیونکہ قبیح وہ فعل ہے کہ اُسکا کرنے والا عاقل حکیم کی نظر مین مستحق ملامت اور مذمت کا ہو اور واجب کام ہے کہ جسکا کرنے والا عقلا کی نظر مین لائق مدح اور تعریف کے ہو اور ترک کرنے والا اُسکا مستحق مذمت کا ہو مثل اُسکے کہ جو وعدہ اپنے بندگان فرمان بردار سے اپنے تفضیل اور ثواب جزیل کا آخرت مین فرمایا ہے اگر اُسے ترک کرے تو یقینی عقلا کی نظر مین برا ہوگا اور مستحق مذمت ہوگا اور جب ایفا اُس عہد کا فرمائے تو یقینا لائق مدح و ستایش کے ہوگا جیسا کہا ہے کہ جب اہل بہشت متنعم بصنوف نعماے بہشت ہون گے تو کہینگے الحمد للہ رب العالمین پس ایسے فعل کا ترک کرنا خداے حکیم سے نظر حکمت اُسکے محال ہے اور فعل قبیح کا صادر ہونا اُس سے ممکن نہین ہے اور دلیل عقلی اُسکے لیے یہ ہے کہ جب کوئی واجب اُس سے ترک ہو یا کوئی قبیح اُس سے سرزد ہو تو چند صورتون سے باہر ہوگا یا یہ کہ اُسکی نیکی اور بدی سے عالم نہ تھا مثل اُس جاہل کے جو بسبب جہالت کے معصیت کرتا ہے یا یہ کہ علم بدی کا رکھتا ہے لیکن قلع در ترک پر نہین ہے مثل علت موجبہ کے جس سے اثر اُسکا جدا نہین ہوسکتا یا مجبوری ایسی ہے کہ باکراہ فعل بد اُس سے سرزد کرے یا قدرت بھی رکھتا ہے لیکن اُسکا محتاج ہے اور حتیاج اپنی بدون اسکے کہ قبیح کو عمل مین لائے رفع نہین کر سکتا مثل اُس محتاج کے جس پاس کھانا نہو اور بسبب گرسنگی کے چوری کرتا ہو یا احتیاج بھی نہ رکھتا ہو لیکن عبث اور بے فایدہ اُس فعل کو واقع کرے اور اِن سب صورتون مین بنا بر پہلی صورت کے فاعل کا جہل لازم آتا ہے اور بنا بر دوسری صورت کے عجز اور بنا بر تیسری صورت کے احتیاج اور بنا بر چوتھی صورت کے سفاہت اور خلاف حکمت لازم آتا ہے اور یہ سب حق تعالی پر محال ہین کیونکہ باب اول مین علم و قدرت و بے نیازی اُسکی ہر چیز سے اور حکمت اُسکی ثابت ہو چکی ہے پھر قبیح اُس سے کیونکر صادر ہو سکتا ہے اور واجب کو کس طرح ترک کر سکتا ہے اور جب یہ ہوا تو لامحالہ حق تعالی عادل ہے اور یہی عین مطلوب ہے لیکن اشاعرہ چونکہ کسی چیز کو فی نفسہ قطع نظر حکم شارع سے نیک و بد نہین جانتے اور ہمین خلاف بدیہۃ عقل کرتے ہین حق تعالی کی عدالت کے قائل نہین ہوتے اور ہر قبیح کو اُسکی ذات اقدس پر جائز رکھتے ہین اور کیا مقام تاسف و حیرت ہے کہ بنظر غور نہین دیکھتے کہ ایسے ہی کسی پیغمبر کی پیغمبری کا علم اور کسی شریعت کی صحت کا یقین حاصل نہین ہوسکتا اور کسی وعدہ و وعید الہی پر اعتماد باقی نہین رہتا اور اکثر ضروریات دین

برہم ہوجاتے ہیں اور ایسے اعتقاد کے ساتھ کہ نہ کسی نبی کا نہ کسی وعدہ خدا نہ اسکے وعید کا نہ کسی شریعت کی صحت کا یقین ہو
عبادت کیونکر ہوسکتی ہے اور اسکے ساتھ روز قیامت کو حق تعالیٰ سے کس منھ سے اور کس کے ذریعہ سے ملاقات کرینگے
اسکا بیان مفصل یہ ہے کہ اگر جناب باری تعالیٰ اس صفت عدالت کے ساتھ جو پہلے مذکور ہوئے متصف نہو تو کسی نبی کی نبوت
ثابت نہیں ہوتی کیونکہ جب صادر ہونا قباحتوں اور افعال بد کا حق تعالیٰ سے جائز ہوا تو ممکن ہے کہ حق تعالیٰ باظہار معجزات
تصدیق مدعی نبوت کی جسنے جھوٹا دعا کیا ہو فرماوے اور اس احتمال کے ساتھ کسی پیغمبر کی نبوت پر یقین نہیں حاصل ہوسکتا
اور جب یقین حاصل ہوا تو صحت شریعتوں کی اور تمام تکالیف سمعیہ اور وعد و وعید کی انکے بھی حاصل نہوگی اور وہ غایت
جسکے لیے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور فرماتا ہے لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ
جو ایجاد خلائق سے اور پیغمبروں کے بھیجنے سے مقصود تھی کہ عبادت خدا کریں مترتب اور حاصل نہوگی اگر اسکے جواب میں وہ کہیں کہ
جو تمنے کہا کہ اس صورت میں احتمال کذب و صدور قبایح باری تعالیٰ سے جایز ہوتا ہے یہ بنا بر تجویز عقلی ہے لیکن عادت حق تعالیٰ کی اسکے
برخلاف جاری ہوئی ہے تو ہم جواب میں کہینگے کہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کیونکہ اسکا علم اس بات پر موقوف ہے کہ جب ہم
حضرت آدم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے زمانے سے اب تک جتنے پیغمبر ہوگئے ہیں سب کی راست گفتاری کے عالم ہوں تاکہ
عادت مستمرہ اسکا ثابت ہو اور یہ تو پہلا مسئلہ ہے جس میں نزاع شروع ہوئی ہے علاوہ اسکے جب کوئی خبر نہیں ہے تو یہ کہاں سے
پیدا ہوا کہ حق تعالیٰ اپنی عادت کو نہیں بدلتا اور برخلاف زمان اول زمان ثانی میں نہیں کرتا بلکہ عموم آیہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ
کا تو یہی مقتضی ہے کہ کبھی کچھ کرے کبھی کچھ کرے پس جائز ہے اور محتمل ہے کہ کبھی معجزات کو مدعی صادق کے ہاتھ پر ظاہر کرے کبھی مدعی
کاذب پر اور جب احتمال آیا تو استدلال باطل ہوا اور محذور اول لازم آیا لیکن دلائل سمعیہ جو حق تعالیٰ کے عادل ہونے پر
دلالت کرتے ہیں وہ بہت ہیں انھی سے یہ ہے کہ متعدد آیات قرآنی میں وارد ہوا ہے کہ حق تعالیٰ قائم ہے ساتھ قسط کے اور قسط کے
معنی عدل ہیں اور اسی سے ہے کہ حق تعالیٰ نے مکرر قرآن میں بلفظ حکیم متصف فرمایا ہے اور حکیم کا فعل خالی حکمت سے نہیں ہوتا
پس قبیح اور عبث اس سے صادر نہیں ہوسکتا اور اسی سے ہے جو قرآن میں فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَ
إِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ یعنے حق تعالیٰ حکم فرماتا ہے ساتھ عدل
کرنے کے اور نیکی کرنے کے اور قرابتداروں کو دینے کے اور نہی فرماتا ہے فحشا اور منکر اور بغاوت کے عمل میں لانے سے یعنے
جو جو بدکام ہیں ان سے منع فرماتا ہے اور تمہیں وعظ و نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو اور نہ بھولو پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ بندوں کو
عدل و انصاف کرنے کو حکم فرماوے اور فحشا اور منکرات سے نہی کرے اور خود برخلاف عدل و داد عمل کرے حالانکہ خود یہ
فعل بہت برا ہے اور خود بھی فرمایا ہے أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ آیا حکم کرتے ہو آدمیوں کو نیکی کرنے کو
اور اپنے لیے اس حکم کو بھولے ہوئے ہو آیا ہوسکتا ہے کہ بندوں کو سرزنش فرماوے اس بات پر اور خود مصداق تَنْسَوْنَ
أَنْفُسَكُمْ کا ہو معاذ اللہ تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً اور انھی سے ہے جو فرمایا ہے وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ یعنے بدرستیکہ

حق تعالیٰ ظلم کرنے والا بندون کے لیے اپنے نہین ہو اور ظلم کیا ہو جو خلاف عدل ہو کیونکہ عدل یہ ہو کہ جس چیز کا
مقام ہو اُسے وہان رکھے مثلاً مطیع کا مقام یہ ہو کہ اُسکو کچھ دین اور خوش کرین کہ اُسکی اطاعت کے عوض مین احسان
ضرور ہو اور ظلم اُسکا نام ہو کہ جو مقام جس چیز کا ہو اُسے بائش رکھین مثل اسکے کہ مطیع کو انعام اور جزا کی عوض مین
کرین رنج پہونچائین پس جب ظالم نہوا تو بالضرور عادل ہوگا اور وہی مطلوب ہو اور اسی سے ہو جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے
کتاب التوحید مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ اصل دین توحید و عدل ہو اور بیان
عدل مین فرمایا کہ اما العدل فان لا تنسب خالقک الی ما لامک یعنے عدل یہ ہو کہ خدا کو جو تیرا خالق ہو منسوب
اُس امر کی طرف نہ کر جسکے کرنے مین تجھ پر ملامت ہو اور اکثر فقرات مین علماؤن کے ہو عدل فی الحکم قائم بالقسط لا
جور فی حکمہ لا حیف یعنے عادل ہو اپنے حکم فرمانے مین اور قائم ساتھ عدل کے ہو حکم مین اُسکے ظلم و جبر نہین ہو لیکن بات
کہ حق تعالیٰ اپنے بندون کو وہ تکلیف نہین دیتا جو اُنکے اختیار سے باہر ہو پس ظاہر ہو کہ تکلیف محال کی دینا قبیح ہو پس
نظر بحکمت اسکے محال ہو کہ بندون کو ایسی چیز کی تکلیف دے جو اُنکے حیطۂ قدرت سے باہر ہو اور حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین بھی
فرمایا ہو لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعہا یعنے حق تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہین دیتا مگر بقدر اُنکی طاقت و برداشت کے
لیکن اشاعرہ تجویز کرتے ہین کہ حق تعالیٰ محال کی تکلیف بندون کو دیتا ہو پس ممکن ہو کہ عاجز و زمین گیر کو تکلیف دے کہ
آسمان پر اُڑ جا یا مشرق و مغرب کی دونو جہتون مین جو ایک دوسرے کے سامنے ہین ایک ہی وقت مین پہنچ جائے
یا مُردہ کو زندہ کر دے اور آفتاب کو زمین پر لے آئے اور تکلیف دے اُسکو کہ دریا کے پانی کو ایک گھونٹ مین پی جائے
یا پہاڑ کو سوئی کے سوراخ مین داخل کر دے اور جب بندے سے یہ نہو سکے تو اُسے مبتلائے عذاب کرے اور اسکا بطلان
ظاہر ہو کہ خلاف عقل و نقل ہو جیسا کہ مذکور ہوا **فصل سوم** جان تو کہ تکلیف دینا حق تعالیٰ کا اپنے بندون کو امور اختیاریہ
مین امر و نہی کے ساتھ اچھا فعل ہو کیونکہ اسی مین استحقاق ثواب پیدا ہوتا ہو اور عذاب سے دور کیا جاتا ہو اور اسی
کے ذریعہ سے جناب رب الارباب کا بندہ مقرب ہوتا ہو اور اسی کے ذریعہ سے آداب الٰہی کا ادب حاصل ہوتا ہو کہ اُس سے
مودب و مہذب ہوتا ہو بلکہ معارف حقہ ایمانی کی تحصیل اور عقاید ربانی کی تکمیل کہ جس سے جہل و غفلت بنظر حکمت و
مصلحت جائز نہین اسی سے ہوتی ہو پس از جانب خالق حکیم علیم اسکی تکلیف واجب ہوئی اور ترک اس تکلیف کا
عقلاً قبیح ہوا اور چونکہ حق تعالیٰ غنی بالذات ہو تو فائدہ اسکا کچھ خدا کے واسطے عاید نہین ہوتا بلکہ بندون کی منفعت
اُنہین کے لیے منظور فرمائی ہو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین سے نقل فرمایا ہو کہ جناب
امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ حاصل اسکا یہ ہو کہ حق تعالیٰ نے بکمال تفضل و احسان جب فرایض کو اپنے بندون پر
واجب فرمایا تو یہ تکلیف اسلیے نہ تھی کہ حق تعالیٰ محتاج اُنکی عبادت کا تھا بلکہ حکمت و مصلحت یہ تھی کہ بذریعہ اس تکلیف کے
خبیث طیب سے سبکی نظر مین جدا ہو جائے اور سبکے باطن حال کی آزمائش ظاہر ہو جائے اور ایک دوسرے کے سامنے

پروردگار کی رحمت کی طرف سبقت کرین اور بسبب اسکے درجات انکے بہشت مین بڑھین اور یہ مذہب علمائے
امامیہ اثنا عشریہ کا ہے کہ حق تعالیٰ کا کوئی فعل عبث نہین ہے بلکہ مشتمل غرض و مصلحت پر ہوتا ہے لیکن فائدہ اسکا بندون کے
عاید حال ہوتا ہے اور جتنی تکلیفین حق تعالیٰ نے دی ہین سب مشتمل اوپر غرض و حکمت کے ہین خواہ یہ غایات و مصالح ہمکو
خود معلوم ہو جائین یا بتعلیم شارع معلوم ہون لیکن کوئی فعل عبث نہین ہے کیونکہ عبث قبیح ہے بلکہ سب حسن ہین
جیساکہ مذکور ہوا اور اسکے موید ہے جو جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت کو خبر پہونچی کہ ایک قوم ان
حضرت کی اصحاب مین سے حق تعالیٰ کے عدالت مین اور جور مین خوض و فکر کرتے ہین تو ممبر پر تشریف لے گئے اور بعد
حمد و ثنائے الٰہی کے جو فرمایا اسکا یہ حاصل ہے کہ جب حق تعالیٰ اپنے مخلوق کو تمام عدم سے منصۂ وجود و شہود مین لاچکا تو
مشیت الٰہی متعلق اس امر سے ہوئے کہ بندے اسکے صاحب آداب رفیعہ اور اخلاق شریفہ ہون پس بعلم ازلی اپنے جانا کہ
یہ بات تمام نہین ہو سکتی مگر جب تک انکو یہ نہ جتوایا جائے کہ کیا کیا انکے لیے مفید ہے اور کون کون چیز انھین ضرر
پہونچانے والی ہے اور یہ جتوانا ظاہر نہو سکتا تھا اور تمام نہوتا تھا مگر ساتھ امر و نہی کے اور یہ مفید نہوتی تھی مگر وعدہ وعید
کے ساتھ اور وہ نہین ہو سکتا مگر رغبت دلانے سے نعیم بہشت اور ڈرانے سے عذاب جہنم کے اب دیکھنا چاہیے کہ اس حدیث
سے ترتب غایات کا اور صدور تکالیف کا بضرورت غرض ثابت ہوتا ہے اور جناب غفران مآب نے فرمایا ہے کہ جب ہمکو
بیانات سابق سے یہ بات واضح ہوئی کہ حق تعالیٰ کے جتنے کام ہین وہ سب اچھے ہین تو ضرور ہے کہ مصالح اور غایات
صحیحہ رکھتے ہون گے پس بنابر اسکے بعلم الیقینی ہمکو معلوم ہوا کہ تکالیف الٰہی نیک ہین اور انکے لیے غایت ہے لیکن ہم نہین
ادعا کرتے کہ جمیع غایات کی تفصیل بھی ہم دریافت کر سکتے ہین کیونکہ کتاب عیون و علل مین فضل ابن شاذان سے
منقول ہے کہ امام نے کہا اگر کوئی سوال کرے اس طرح کہ آیا جائز ہے کہ حکیم اپنے بندے کو ایسے کام کی تکلیف دے
کہ جسکی کوئی غایت و علت نہو تو ہم جواب دینگے کہ یہ جائز نہین ہے کیونکہ فرض یہ کیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ حکیم ہے جاہل و
عابث نہین ہے پس اگر کوئی کہے کہ حق تعالیٰ نے بندون کو کیون تکلیف دی ہی تو کہا جائیگا کہ غایات کثیرہ اسپر مترتب ہین
پس اگر کوئی کہے کہ ہمین بتاؤ کہ علل و غایات موجود و معروف ہین یا نہین تو جواب مین ہم کہینگے کہ جو اسکے اہل ہین
ان پاس سب موجود و معروف ہین پھر اگر کوئی کہے کہ تمکو اسکا علم حاصل ہے یا نہین تو ہم کہینگے ہم بعض کو جانتے ہین اور
بعض کو نہین جانتے پس دعاے ہمہ دانی علم علل و غایات افعال و تکالیف نہ دانی ہمین نہین چاہیے لیکن اتنا مین
کہتا ہون کہ تکالیف الٰہی کئی طرح پر متعلق ہین ایک تکلیف تحصیل معرفت الٰہی اور تکمیل عقاید حقہ کی ہے جو عبادت
دل کی ہے اور کوئی شبہ نہین ہے کہ اسکی غایت ظاہر ہے کیونکہ بدون اسکے انسان مثل جماد و حیوان ہے بلکہ غفلت اسکے بعض
مقام پر مورث تحیر و تادی کی ہوتی ہے اور جب تک اسے حاصل نکرلے لائق عبادت کے نہین ہو سکتا جو عمدہ غایت
خلق و تکوین ہے اور اسکا فائدہ بھی ہمارے لیے ہے نہ خدا کے واسطے علاوہ اسکے اکثر مقام ایسے ہین کہ وہان خلوت تنہا

شیطان تحریک گناہون کے کرنے پر کرتا ہی پھر اُسوقت جنھین حق تعالی بچاتا ہی وہ بذریعہ انھین عقائد کے جب
سمجھتے ہین کہ حق تعالی عالم ہی اور کوئی پوشیدہ اُسپر پوشیدہ نہین گناہ کے عمل مین لانے سے باز رہتے ہین اور یہ کتنا بڑا
فائدہ ہی تکلیف کا ہی کہ جس سے دنیا و آخرت کی بندون کو منفعتین حاصل ہوتی ہین دوسرے تکلیف اُن عبادات
ظاہری کی ہی جو متعلق باعضاء ظاہرہ ہین مثل صلوۃ و صوم و حج و زکوۃ و خمس و جہاد کے اور اُسکے فوائد بھی مختلف ہین عموماً استحقاق
ثواب و حصول قرب رب الارباب کہ وہ بھی مفید بحال عباد ہی اور خصوصاً بھی بعض کے مصالح خفی ہین اور بعض کے
ظاہر ہین مثلاً نماز جماعت مین کسقدر دوستیان اور معرفتین مومنین کی آپس مین پیدا ہوتی ہین کہ وہ معاملات دنیا
مین بہت کام آتی ہین یا روزہ رکھنے سے فضول بدنی تحلیل ہوتے ہین اور اُمرا فاقہ کی اذیت اُٹھا کر فقرا کی اذیت
فاقہ سے آگاہ ہوتے ہین اور وہ سبب اُنکے لین قلب کا اور ترحم کا بحال فقرا ہوتا ہی اسی طرح حج کرنے سے بدمشقت
سفر اور شرکت مجمع کثیر کی اور باعث اُنس و معرفت اکثر حجاج سے ہوتا ہی جسکی منفعتین وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی ہین
اسی طرح زکوۃ و خمس سے کسقدر فقرا و مساکین وغیرہ کو فائدے حاصل ہوتے ہین اسی طرح جہاد کی شرکت سے دفع
دشمن کا اور غلبہ سپاہ اسلام کا اور منفعت مال غنیمت سے ہوتی ہی اور یہ غایات و مصالح ظاہر ہین علاوہ اسکے
جو جو منافع عبادات کے شارع نے بیان فرمائے ہین اور کتب احادیث مین موجود ہین اُسکے دیکھنے سے بخوبی
معلوم ہوتا ہی کہ تکلیف عبادات بھی عبث نہین ہی بلکہ مشتمل اوپر انواع اغراض و منافع کے ہی من شاء فلیرجع الیہا
تیسرے تکلیف معاملات و عقود شرعیہ اور حدود و قصاص کی ہی اور یہ ظاہر ہی کہ وہ محض مصالح اور آداب ہین
اور تعذیرات ہین جسکے ذریعہ سے فوائد خاص تعیش مین انسان کو حاصل ہوتے ہین اور ہم بخوبی جانتے ہین کہ جہان
جہان پر احکام شرعیہ کہ تکالیف الٰہی ہین جاری اور نافذ ہین وہان فسادات معاملات وغیرہ مین کم ہین اور ظلم و معصیت
بہت کم ہی اور وہان کے باشندے بہت خوش و خرمی سے اپنی زندگانی بسر کرتے ہین بخلاف اُسکے کہ جہان انتظام
موافق رائے انسانی ہی وہان بڑے شدائد اور مضائق ہین اور اس سے بہت اچھی طرح معلوم ہوتا ہی کہ تکالیف الٰہی
سب اچھی ہین اور مشتمل اوپر غرض و منفعت کے ہین جسکا فائدہ عاید بحال بندگان ہی لیکن بڑے تعجب کی بات ہی کہ
اشاعرہ نے یہ اعتقاد کیا ہی کہ جائز نہین ہی کہ حق تعالی کسی کام کو کسی غرض کے لئے یا مصلحت کے لئے جسکا فائدہ
بندون کو عاید ہوتا ہی کرے اور اُنکے امام اعظم فخر الدین رازی نے کہا ہی کہ حق تعالی نے ایمان کی تکلیف اُسے دی جسے
جانتا تھا کہ ایمان نہ لائیگا اور یہ تکلیف نہین ہی مگر تکلیف دینا اس امر کی جو نہو سکے یا لا یطاق ہو پس قبیح ہوگا اور اگر تسلیم
کرین ہم کہ خدا کے جاننے سے کہ یہ ایمان نہ لائیگا موجب استحالہ ایمان اوری نہین ہو سکتا پھر بھی تو تکلیف خالی قباحت سے
نہین ہی اور بیان اسکا یہ ہی کہ عقلا قبیح جانتے ہین اس بات کو کہ کوئی کسی غرض سے ایسا کام کرے جسے جانتا ہو
میری غرض اسپر مترتب نہو گی بلکہ مقدمہ بالعکس اسکے ہوگا پس بدرستیکہ جو شخص لونڈی غلامون کو اپنے ایک مکان مین

باین غرض جمع کرے کہ اجتماع سے انکے شہوات حرکت میں آئیں اور پھر اپنے تئین فعل شنیع سے باز رکھیں اور بسبب
اسکے کہ انھوں نے اپنے تئین فعل شنیع سے باز رکھا مستحق اجر و تعظیم کے ہوں باوجود اسکے کہ یقینی اس بات کو جانتا ہو کہ
امتثال اس امر کا نہ ہو سکیگا بلکہ مرتکب زنا اور فواحش کے ہونگے تو بلا شبہ عقلا اسے اچھا نہ کہینگے بلکہ برا جانینگے انتہی
کلامہ اور اسکا جواب ظاہر ہے کہ علم حق تعالی کا اس امر سے کہ ابو جہل ایمان نہ لائیگا موجب حسن و قبح تکلیف کا نہیں ہو سکتا
کیونکہ تکلیف مشتمل اوپر مصالح کثیرہ کے ہے نہ فقط ایک غرض جو اسنے فرض کی ہے نہیں ہے از انجملہ حفظ نظام عالم ہے و تعریض اوسکا
وسیلہ رستگاری بہ سعادت ابدی ہے اس شخص کے لیے جو امتثال اسکا کرے اور یہ جب تک تکلیف عام نہو ترتب ان
مصالح کا نہیں ہو سکتا پس بمجرد اسکے کہ کفار باوجود عقل و دانش دیدہ و دانستہ بمقابل احسان کہ تعریض ثواب ہے
قبول نکریں اور اپنے تئین جہنم میں ڈال دیں تو کیونکر تکلیف کا حسن مبدل بہ قبیح ہو سکتا ہے اور تمثیل جو وہ اجتماع عبید
اماکی لایا ہے جس سے قبح تکلیف کو ثابت کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اسنے قیاس غلط کیا ہے کیونکہ یہاں دو صورتوں میں بہت
سی چیزیں فارق موجود ہیں پہلے یہ کہ تمثیل مذکور میں فائدہ اجتماع منحصر دو چیزوں میں کیا ہے ایک امتناع دوسرے تعظیم فقط
اور حق تعالی نے جو زن و مرد کو پیدا کیا ہے اسکے منافع انھیں دو میں منحصر کرنا ممنوع ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جملہ غایات کے
ایک اظہار کمال قدرت اور کمال صنعت بھی ہو جو انکی پیدائش میں ودیعت فرمائی گئی ہے چنانچہ اسی لیے انسان کو
عالم صغیر کہتے ہیں اور ممکن ہے کہ انکی پیدائش اظہار فضیلت کو ملائکہ مقربین پر ہو کیونکہ نفوس مقدسہ باوجود قواے
شہوانیہ اپنے تئین حرام کھانے اور پینے سے اور جماع حرام سے اور جملہ منہیات الٰہی سے باز رکھتے ہیں اور یہ بات مشہور
ایسا مقام ہے کہ حق تعالی ایسے بندوں سے ملائکہ مقربین پر مباہات فرماوے اور ممکن ہے کہ غایت اس آفرینش کی بندوں کا
فائدہ ہو ان نعمتوں سے جنکا حصر نہیں ہو سکتا پھر ان ہی کا حصر کرنا دو چیزوں میں کہاں صحیح ہوا اور جب یہ ہوا
ثواب تکلیف کیونکر قبیح ہوگی اور یہی اسنے جو فرض کیا ہے کہ حق تعالی جانتا تھا کہ سب مرتکب فواحش ہوں گے
یہ بھی غلط ہے کیونکہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام سب کے سب بلکہ صلحاے مومنین بھی ارتکاب قبائح سے منزہ ہیں اور اگر
بعض مومنین سے کوئی قبیح سرزد بھی ہوتا ہے تو نیک اعمال بھی تو صادر ہوتے ہیں اور تدارک اسکا توبہ بھی تو
کرتے ہیں جو حسن ہے اور فارق یہ ہے کہ تمثیل میں صورت اجتماع عبید اماء میں کوئی راہ دفع شہوت کی معین نہیں
کی بخلاف حق تعالی کے کہ اسنے مرد و عورت کو دنیا میں پیدا کر کے جماع کرنا اپنی زن حلالہ کے ساتھ مقرر بلکہ مثاب
فرمایا ہے اور جمع کرنا لونڈی غلاموں کا ایک حجرہ میں بلا کسی غرض و مقصود کے محض تہییج شہوت کے لیے جو کیا ہے
تو حق تعالی نے مرد و عورت کو ایسا اس عالم وسیع میں مثل اپنے لونڈی غلاموں کو نہیں رکھا ہے پھر یہ قیاس امام شافعی نے
کیا ہے اتنے فوارق کے ساتھ قیاس صحیح نہیں ہے بالجملہ اشاعرہ کی اس مذہب سخیف پر بہت قباحتیں لازم آتی ہیں کہ
اکثر مذکور ہوئیں اور بعض یہ ہیں کہ اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ فعل حق تعالی کا عبث اور لعب ہوتا ہے جبکہ کوئی غایت

اور غرض اسکے لیے نہو کیونکہ غایت وہی ہی جو کام بلا غرض و حکمت کرے اور اُسکی نفی قرآن سے ظاہر ہی جیسا کہ فرماتا ہی
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا
اور یہ سب مبطل اور مکذب مذہب اشاعرہ ہی اور فرماتا ہی أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسی
مخالفت قرآنی کو سچا جاننا چاہیے اور اس صورت مین یہ لازم آتا ہی کہ حق تعالی محسن و منعم و رحیم و کریم اور جواد نسبت
بندون کے نہو اور یہ سب منافی قرآن و اخبار متواترہ اور اجماع کافہ مسلمین ہی کیونکہ کسیکو اسمین خلاف نہین ہی کہ
حق تعالی متصف ان صفات کے ساتھ بوصف حقیقی ہی نہ بطور مجاز اور بیان لزوم مذکور کا یہ ہی کہ احسان نہین صادق آتا
مگر جبکہ کوئی کام محسن اس غرض سے کرے کہ اُسکا فائدہ فلان کو پہونچے اور اگر ایسا نکرے تو محسن نہین ہو سکتا پھر جب اشاعرہ
یہ ہوا کہ حق تعالی کا کوئی فعل اس غرض کے لیے نہین ہی کہ بندون کو اُسکا فائدہ پہونچے تو کس طرح یہ صادق ہو سکتا ہی اور
اسی طرح حال اور صفات کا سمجھنا چاہیے اور اس صورت مین یہ لازم آتا ہی کہ جتنے منافع کہ حق تعالی نے سب چیزون مین
ودیعت فرمائے ہین وہ سب مقصود و مطلوب حق تعالی کے نہون بلکہ انکی وضع و پیدایش عبث ہو پس آنکھ دیکھنے کے لیے پیدا
کی نہ کان سننے کے لیے نہ زبان گویائی کے لیے نہ ہاتھ مارنے کو اور کام کرنے کو نہ پاؤن چلنے کے لیے اور اسی طرح جتنے
اعضا انسان و حیوان مین ہین سب عبث ہون آگ کی پیدایش حرارت و احراق کے لیے نہو پانی تبرید کے لیے نہو آفتاب و ماہتاب
و کواکب عالم کے روشن کرنے کو نہون نہ ساعات حساب کرنے کو نہون اور یہ مبطل اغراض کا اور مبطل جمیع حکمتہاے الہی کا ہی جسکے
اثبات مین اُنکے استدلال کرتے ہین اور خود بھی تفکر کرنے کو ہمین حکم فرمایا ہی ہوتا ہی اور اسکا ضرر دیکھنے کے لائق ہی کہ
کہان تک پہونچتا ہی اور جب سب عالم کا ایجاد غرض و مصلحت کے لیے نہوا بلکہ لعب و عبث ہوا تو اُسکا پیدا کرنے والا اب
کیونکر حکیم تصور کیا جا سکتا ہی بلکہ بڑا لاعب و عابث ہوگا تعالی عن ذلک علوا کبیرا بالجملہ حق تعالی ایسے مذہب کے
اختیار کرنے سے محفوظ رکھے جو ایسا ظاہر الفساد ہو اب جو کچھ کہ اُسکا ذکر یہان مناسب ہی وہ چند مبحث مین لکھا جاتا ہی

مبحث اول تحقیق افعال اختیاریہ بندگان مین اور یہی مسئلہ جبر و اختیار کا ہی اور اگرچہ مین اس مسئلہ کو
مع جوابات مقدمہ مین اس کتاب کے ترجیح مذہب کے ذیل مین لکھ چکا ہون لیکن چونکہ یہ مقام کلام ہی اسلیے پھر کچھ
ذکر اُسکا جسقدر مناسب مقام ہی کرتا ہون تاکہ سلسلہ بیان مین خلل نہ واقع ہو پس جاننا چاہیے کہ بنا بر مذہب حق امامیہ کے
بندے اپنے اکثر افعال مین کہ اُنکے بعضون سے تکالیف الہیہ شرعیہ بھی متعلق ہی قادر اور مختار ہین ساتھ اپنی قدرت ذاتیہ کے
جو مستقل ہی بلکہ اُس قدرت و قوت سے جو حق تعالی نے اُنھین کرامت فرمائی ہی اور اُن اعضا و جوارح و آلات و قوی سے
جو اُنھین بخشے ہین اور اگر وہ اُس قدرت و اختیار کو سلب کر لے تو کسی مین کچھ طاقت نہین ہی اور اگر ایمان و کفر یا گناہ اُنھین
چھوڑ دے تو اُسے دفع نہین کر سکتے لیکن حق سبحانہ تعالی نے بندون کی آزمایش کے واسطے بمزید لطف و رحمت و حکمت
و مصلحت اُنھین اُنکے افعال مین قدرت و اختیار عنایت فرمایا ہی اور اُسی کے موافق اُنھین تکلیف بھی دی ہی اور اسباب خیر کے

جمع کرنے سے جسے توفیق کہتے ہین یا اُسکی ضد جسے تسدید کہتے ہین بندگان حق کی تائید فرماتا ہو اسی لیے کہتے ہین
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور ہر حال مین بندے امیدوار اعانت کے اور ابقاے وجود و طاقت کے رہتے ہین
اور جو لوگ کہ کفر و معصیت پر اصرار کرتے ہین اُنھین اُنکی توفیق و تائید سے محروم رکھتا ہو نہ یہ کہ العیاذ باللہ اُنھین کافر و
گنہکار رہنے مین مجبور کرتا ہو اور اشاعرہ کہتے ہین کہ بندون کے سب کامون کا فاعل خدا ہو اور بندون کو مطلقاً اُنمین
اختیار نہین ہو حق تعالی افعال کو اُنکے ہاتھ پر جاری کرتا ہو اور بندے اُنمین مجبور ہین چنانچہ جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ
مین شاہ عبد العزیز دہلوی سے نقل فرمایا ہو کہ لکھا ہو اُنھون نے جسکا محصل یہ ہو کہ بیسوان عقیدہ یہ ہو کہ جو کچھ بندے سے یا حیوانات
سے صادر ہوتا ہو خیر اور شر اور کفر و ایمان و معصیت سے وہ سب خدا کا پیدا کیا ہوا ہو اور اُسی کا ایجاد ہو بندہ کو قدرت ایجاد کی
اُسکے نہین ہو ہان کسب عمل بندے کا ہو اور اسی کسب عمل پر جزا پاتے ہین یہی مذہب اہل سنت کا ہو اور یہ کلام صریحاً دلالت
اس بات پر کرتا ہو کہ بندے مجبور ہین کچھ قدرت نہین رکھتے مگر عمل و کسب کی نسبت بندون کی طرف ہی ہو مگر اسکا بھی کوئی
محصل نہین ہو کیونکہ عامل اور کاسب اگر با اختیار خود ہین تو البتہ لائق جزا و سزا کے ہین لیکن پھر اب امامیہ کا کیون خلاف کرتے
ہین وہ بھی تو یہی کہتے ہین کہ بندے اپنے افعال مین مختار ہین اور اختیار یہی ہو کہ کام کو خود اپنے اختیار سے کرین اور اگر عامل
اور کاسب باکراہ و اجبار ہین تو مستحق جزا و سزا عمل بے اختیاری مین کیسا بالجملہ کلام اہل سنت اسکے معنی کے بیان مین
مضطرب ہو ایک جماعت نے اُن مین سے اسقدر کہا ہو کہ بندہ قدرت غیر موثر رکھتا ہو یا ارادہ بندون سے بسبب اُس قدرت
غیر موثر کے قریب اسکے کہ فعل بندے سے سرزد ہو ظاہر ہوتا ہو لیکن وہ قدرت و ارادہ مطلقاً کچھ دخل وجود فعل مین نہین رکھتا
بلکہ حق تعالی خود قریب صادر ہونے فعل کے موافق بندے کی خواہش کے ہر کام کو چاہے وہ نیک ہو یا بد مثل شرور و
معاصی کے بنابر تخفیف تصدیع بندون و مکلف اپنے کے واقع کر دیتا ہو اور بعض یہ کہتے ہین کہ کسب اسیکا نام ہو کہ بندے
محل طاعت و معصیت مین خدا کی طرف سے ہین جیسا کہ روزبہان کے کلام سے صحیح ہوتا ہو اور قاضی محب اللہ
بہاری نے مسلم مین لکھا ہو کہ جبریہ اہل سنت کہ جبر صرف مین انکے نزدیک کسی طرح کی قدرت بندے مین نہین ہو بلکہ
آدمی مثل جمادات کے ہو اور یہ مذہب اہل حق کے نزدیک بگمان انکے اشاعرہ اور حنفیہ مین سفسطہ محض ہو بلکہ ایک قدرت
کاسب فعل بندون مین ہو لیکن اشاعرہ کے نزدیک کسب کے معنی فقط ایک قدرت موہوم کا وقت فعل کے ہونا ہو بدون
اسکے کہ بندے کو کسی طرح کی مداخلت فعل مین ہو اور کہا ہو اُنھون نے کہ اسیقدر تکلیف کے جائز ہونے کو کافی ہو اور قاضی
مذکور نے اس سے اعتراف کیا ہو کہ واقعی یہ بھی ہم پلہ جبر محض ہو اور حنفیہ کے نزدیک کسب سے مراد یہ ہو کہ ایک قدرت بندے
مین ہو کہ اُسکا اثر تصمیم عزم ہو اور بعد عزم کے ارادہ فعل مقصود کو خدا خلق فرماتا ہو بحسب اپنی عادت خلق کے فقط اور اس
کلام سے قاضی محب اللہ کے یہ خوب معلوم ہوا کہ اشاعرہ کسبیہ کا کلام بھی ہم پلہ قول مجبرہ ہو اور اُن کا قائل ہونا قدرت
غیر موثرہ کے ساتھ بھی کچھ مفید نہ ہوگا کیونکہ جب قدرت غیر موثر ہوئی تو پھر اجبار الٰہی باقی رہا اور یہی حال مقال حنفیہ کا ہو

پس کسب کا قائل ہونا صرف بنا بر اسکے ہی کہ گناہ ہی اور رافع جبر کا نہیں ہوتا اور یہ قول سخیف کا باطل ہی چند وجہ اول یہ کہ
عقل مستقیم اور ذہن سلیم بخوبی دریافت کرتے ہیں اور فرق ظاہری پاتے ہیں یعنی کہ ہمارے ہاتھ کی حرکت لکھنے کے
وقت جو اپنے ارادے سے واقع کرتے ہیں اور ہی اور رعشہ کی حرکت جو بیماری ہی اور بے اختیاری سے ہی اور ہے اور اسی طرح
انمین بھی فرق پاتے ہیں کہ کوئی کوٹھے سے بارادہ و اختیار اپنے کود پڑے اور نہیں سے جو بلا ارادہ نیچے گر پڑے ولیکن ہم جانتے
ہین کہ ان دونو باتون مین حرکت کتابت کے وقت ہاتھ کی اور کودنے کے وقت کوٹھے سے بدن کی ہمارے ارادے و
اختیار سے ہی مثلاً اگر چاہین تو کتابت کو ترک کرین اور ویسی طرح کوٹھے سے نیچے کودنا موقوف کرین تو حرکت موقوف
ہو جائے گی اور کوٹھے سے نیچے آ رہنے کے خلاف رعشہ کی حرکت کے اور کوٹھے سے نیچے گرنے کی حرکت کے کہ انمین
بالکل ہمارے ارادے کو دخل نہیں ہی پس اگر کوئی فعل بارادہ و اختیار ہمارے نہیں ہی تو کیا وجہ ہی کہ ان دونون باتون مین
فرق صریح ہی بالجملہ بالضرور ہر عاقل کو فرق افعال اختیاری اور غیر اختیاری مین معلوم ہوتا ہی اور یہ ایسی بات نہین ہی
کہ محتاج دلیل کی ہو بلکہ ادنی تامل سے خود واضح ہو جاتا ہی مناسب اس مقام حکایت مناظرہ بہلول مرحوم ہی ساتھ
ابو حنیفہ کے جیسے قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہٗ نے مجالس المومنین مین لکھا ہی کہ ایک روز بہلول ابو حنیفہ کے دروازے سے
گذرے سنا انھون نے کہ وہ اپنے شاگردون سے کہتا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام تین باتین کہتے ہین کہ مین انھین
پسند نہین کرتا پہلے یہ کہ وہ کہتے ہین کہ شیطان آگ سے عذاب کیا جائیگا کیونکر ہو سکتا ہی کہ شیطان آگ سے پیدا
کیا گیا ہی پھر کیونکر آگ سے عذاب کیا جائیگا دوسرے کہتے ہین کہ خدا کو دیکھ نہین سکتے یہ کیونکر ہو کہ چیز موجود ہو اور
نہ دیکھ سکین تیسرے کہتے ہین کہ بندہ خود اپنے فعل کا فاعل ہی حالانکہ نصوص اسکے برخلاف وارد ہین جب یہ بات
ابو حنیفہ کی تمام ہوئی تو بہلول نے ایک ڈھیلا زمین سے اٹھا کر ابو حنیفہ کو مارا اور جا کے چھپا قضا را وہ اسکی پیشانی پر پڑا
اور اس سے درد ہوا اسوقت ابو حنیفہ مع اپنے شاگردون کے انکے پیچھے دوڑا اور پکڑا انھین لیکن چونکہ بادشاہ کے
داماد تھے اسلیے انھین مار نہ سکا خدمت خلیفہ مین لے گیا اور اظہار شکایت کی اسوقت بہلول نے کہا کہ مین نے کیا
ستم کیا اسنے کہا کہ تو نے پتھر میری پیشانی پر مارا جس سے درد ہوا بہلول نے کہا کہ درد کو مجھے دکھا ابو حنیفہ نے کہا کہ
درد کو کیونکر دیکھے گا اسوقت بہلول نے کہا کہ پھر تو اعتراض امام جعفر صادق علیہ السلام پر کیون کرتا تھا اور کہتا تھا کہ
اسکے کیا معنی کہ خدا موجود ہی لیکن اسے دیکھ نہین سکتے دوسرے تو دعوے مین اپنے جو کہتا ہی ڈھیلا مارنے سے درد ہوا
جھوٹا ہی کیونکہ ڈھیلا بھی خاک ہی اور تو بھی خاک سے ہی تو چاہیے خاک سے متاثر اور معذب نہو برقیاس
اس اعتراض کے جو تو امام علیہ السلام پر کرتا تھا کہ شیطان کی خلقت آگ سے ہی پھر کیونکر آگ سے معذب ہوگا تیسرے
تو استبعاد قول امام سے کرتا تھا کہ بندہ کو فاعل اپنے فعل کا کہتے ہین اور جب بندہ اپنے فعل کا فاعل نہوا تو مجھے
کیون خلیفہ کے پاس لایا ہی اور دعوی قصاص کرتا ہی جب ابو حنیفہ نے دیکھا کہ مثل ایسے کلام معقول کے جواب

نہو سکے کا شرمندہ ہوکر صحبت سے اٹھ گیا دوسری وجہ یہ کہ حق تعالی نے حکم اطاعت فرمایا ہے اور ثواب اسپر مقرر کیا ہے
اور گناہ سے منع کیا ہے اور وعید عذاب عقاب اسپر فرمایا ہے جیسا کہ قرآن شریف اسپر دلالت کرتا ہے قولہ تعالی اقیموا الصلوٰۃ
وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین یعنے نماز کو برپا کرو اور زکوٰۃ کو دو اور رکوع کرو ساتھ رکوع
کرنے والوں کے اور یہ اشارہ ہے طرف نماز جماعت کے اور فرمایا ہے فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ یعنے جو کوئی
تم سے ماہ رمضان میں حاضر ہو مسافر نہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اور فرمایا کہ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط
الابیض من الخیط الاسود من الفجر یعنے کھاؤ اور پیو جب تک کہ ظاہر ہو تمھارے واسطے سفیدی صبح صادق کی
اور فرمایا واتموا الصیام الی اللیل یعنے تمام کرو روزے کو رات تک اور فرمایا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا یعنے خدا کے واسطے ایک حق لازم ہے حج کرنا خانہ کعبہ کا اُس شخص کے لیے جو استطاعت حج کے جانے کی
رکھتا ہو اور فرمایا ھل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنے نیکی کی جزا نہیں ہے مگر نیکی کرنا اور فرمایا من جاء بالحسنۃ
فلہ عشر امثالہا یعنے جو کوئی نیک عمل بجالائے گا اُسکے دس حصہ اُسکے لیے ثواب ہے اور فرمایا لا تقربوا الزنی انہ
کان فاحشۃ وساء سبیلا یعنے نزدیک جاؤ زنا کے کام ناشائستہ اور بدراہ ہے اور فرمایا ومن یقتل مومنا
متعمدا فجزاؤہ جہنم یعنے جو کوئی دیدہ و دانستہ مومن کو قتل کریگا اُسکی جزا جہنم ہے اور فرمایا ولا تاکلوا اموال الیتامی یعنے
نہ کھاؤ یتیموں کے مالوں کو بظلم اور فرمایا ولا تاکلوا الربوا یعنے سود کو نہ کھاؤ اور فرمایا انما الخمر والمیسر والانصاب
والازلام رجس من عمل الشیطان یعنے نہیں ہیں شراب و قمار و اصنام و ازلام کہ وہ بھی ایک قسم قمار کی ہے مگر نجس ان
اور عمل شیطان ہے اب دیکھنا چاہیے کہ حق تعالی نے اِن آیتوں میں خلق کے ڈرانے کے لیے اِن اشیا کو نجس اور شرب خمر کو
عمل شیطان شمار و تعبیر فرمایا اور فرمایا من یعمل سوءا یجز بہ یعنے جو کوئی بُرا کام کرے گا اُسکی سزا پائیگا اور سوا اسکے بہت
آیات اِسی طرح وارد ہیں پھر اگر بندوں کے افعال اُنکے اختیار میں نہوتے تو یہ تکلیف انہیں کیوں دیجاتی اور اُنکا معذب
کرنا اور ثواب دینا سب بیجا ہوتا مثلا کوئی اپنے غلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دے اور پھر اُس سے کہے کہ فلاں چیز اٹھا
اور جب وہ نہ لاسکے تو اُسے کوڑے مارے یا جانور کو جو نہیں سمجھتا اُس سے کوئی حکم کرے اور پھر اُسے مارے کہ تو کیوں
نہیں سمجھتا اور مشغول اِس کام میں نہیں ہوتا اِس سے بڑی کون سی بات ہوگی پس حق تعالی جس سے فعل قبیح نہیں
صادر ہوتا اُس سے ایسا فعل شنیع کیونکر سرزد ہوگا اور اُس سے زیادہ کون ظالم ہے کہ کفر و معصیت کو دل اور زبان اور
ہاتھ پر بندوں کے اُنکی بے اختیاری کے ساتھ جاری کرے اور بعد اُسکے ابد الاباد اُنہیں جہنم میں جلائے حالانکہ خود
مگر قرآن میں فرماے کہ خدا ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر نہیں ہے اور فرماتا ہے وما اللہ یرید ظلما للعباد یعنے خدا ظلم کا
ارادہ بندوں کے واسطے نہیں فرماتا ہے وما ظلمناہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون یعنے ہمنے اُنپر ظلم نہیں کیا اُنہوں
نے خود اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اور فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری اور در واقع میں یہ ہے جو علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اِس جگہ

کشف الحق مین فرمایا ہی کہ اس سے زیادہ کیا ظلم ہوگا کہ خداوند عالم اپنے بندے مین ایک معصیت کو پیدا کرے اور پھر
اُس گناہ پر اُسے معذب کرے بلکہ اُسے سیاہ رنگ پیدا کرکے مارے اور کہے کہ تو کالا کیون پیدا ہوا یا خدا اسکا اور
پیدا کرکے پھر معذب فرمائے کہ تو دراز بالا کیون ہوا اور قدرت اُسمان کی طرف پیدا نکرے پھر بندے کو اوپر
اُسپر عذاب کرے کہ کیون اُڑ کر اُسپر نہ آیا یا عاقل منصف کو جائز ہی کہ اپنے پروردگار کو ایسے امر قبیحی کی طرف منسوب کرے
حالانکہ اگر آپ مین کسی شخص کی طرف ایسی بات کی نسبت دین اور اُس سے کہین کہ تو نے اپنے غلام کو قید بھی کیا ہو اور پھر
مارتا ہو کہ کام کرنے کو کیون نہین جاتا تو وہ ہرگز اُسپر راضی نہوگا اور تکذیب بکارے مقابلہ کرے گا پھر کیونکر جائز ہوگا
اپنے خالق کو ایسے کام کی طرف جسکی برائی کو مخلوق بھی باوجود ناقص ہونے کے پسند نکرے منسوب کرین اور
بندون کو اُس سے منزہ رکھین مولانا طبرسی نے کتاب احتجاج مین روایت کی ہو کہ ابوحنیفہ داخل مدینہ ہوا اور عبداللہ
بن مسلم اُسکے ساتھ تھا اُسنے کہا کہ اے ابوحنیفہ اس شہر مین جعفر بن محمد علماے آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین سے تشریف
رکھتے ہین مجھے اپنے ساتھ انکی خدمت مین لے چل کہ کچھ فوائد علمی اُن سے حاصل کرین جب دونون دولت سراے اُن
حضرت کی پہونچے تو دیکھا کہ ایک جماعت شیعون کی منتظر باہر تشریف لانے کے یا اجازت حضرت کے طلب فرمانے کے
حاضر ہی تھی ایک نوجوان باہر تشریف لائے پس سب حاضرین بسبب اُنکی ہیبت کے اُٹھ کھڑے ہوئے ابوحنیفہ
ملتفت ہوا اور کہا اُسنے کہ یہ کون ہین ابن مسلم نے کہا کہ یہ موسیٰ فرزند ارجمند اُن حضرت کے ہین ابوحنیفہ نے بسبب خلاف
باطنی کے کہا کہ خدا کی قسم ہے انکے شیعون کے سامنے ملزم کرونگا ابن مسلم نے کہا کہ چپ رہو یہ کبھی ہوسکے گا ابوحنیفہ نے
اصرار کیا اور کہا کہ قسم خدا کی ایسا ہی کرونگا بعد اُسکے از راہ استخفاف پہلے مسئلہ غلام کو پوچھا اس طرح کہ یا غلام این
یصع الغریب حاجته فی بلدتکم یعنے مرد تازہ وارد اپنی حاجت بشری کو تمھارے شہر مین کہان رکھتا ہو حضرت نے
جواب مین فرمایا کہ صاحب حاجت کو چاہیے کہ پس دیوار اپنے تئین چھپائے اور دیکھنے والون سے پوشیدہ کرے اور
کنارہ ہائے نہر پر نہ بیٹھے اور جہان درخت سے میوہ گرتا ہی وہان قضاے حاجت نہ کرے اور استقبال قبلہ و استدبار
قبلہ سے اجتناب کرے پھر بعد اُن امور کے رعایت کرنے کے اختیار ہی جہان چاہے اپنی حاجت کو رفع کرے جب یہ جواب
شافی سنا تو اپنے زعم مین اب بہت مسئلہ باریک سے سوال کیا کہ اے فرزند گناہ کسکی طرف سے ہوتا ہی جواب مین
حضرت نے فرمایا کہ گناہ تین حال سے باہر نہین ہی یا یہ کہ خدا کی طرف سے ہو اور بندے کو اُسمین کچھ دخل نہو پس
سزاوار نہین ہی پروردگار کریم کو کہ اپنے بندے پر اُس کام مین عذاب کرے جو اُس سے نہین صادر ہوا یا یہ ہو کہ باشرکت
خدا اور بندہ گناہ ہوتا ہو تو اُس صورت مین بھی جائز نہین ہو کہ شریک قوی شریک ضعیف پر عذاب کرے یا یہ ہو کہ
فقط بندے سے صادر ہوتا ہی اور واقع مین یہی ہی یو نہین پس اگر خدا چاہے تو بندے کو اُسکی شامت گناہ کے باعث
عذاب کرے اور اگر چاہے تو اپنی چشم کرم و بخشش سے عفو فرمائے اُسوقت ابوحنیفہ ایسا چپ ہوا کہ گویا منہ مین پتھر

سبحان اللہ کیا بات ابو حنیفہ کی ہو ابھی کل کی بات ہو کہ ادنا مقتبسان انوار اہلبیت علیہم السلام مثل بہلول مرحوم سے
تو جواب ہی میں ساکت و عاجز ہوا واہ ری بے عقلی کہ ابھی ہوس مناظرۂ امام زادگان سر میں بھری ہوئی تھی جیسے
حروف لاف و گزاف زبان پر لایا تھا ویسا ہی ہو وہ عام میں تجمل ہوا میں مسلّم کرتا ہو کہ میں نے کہا کہ کیوں میں نہ کہتا تھا
کہ اولاد رسول کے درپے نہ ہو کہ انکے مقابلہ کی لیاقت تجھے نہیں ہو تیسرے یہ ہو کہ حق تعالی نے اکثر مقامات میں حضرت
درگاہ احدیت کی اپنے مدح فرمائی ہو انکی فرمان برداری و طاعت پر اور مردودان بارگاہ عزت جلال کی مذمت فرمائی ہو
انکے کفر و معصیت پر پس اگر انکے افعال باختیار انکے نہوتے تو انکی مدح اور مذمت بے موقع ہوتی چھٹے یہ ہو کہ حق تعالی
قرآن مجید میں فرماتا ہو کہ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ
سُرَادِقُهَا یعنے کہو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ حق تمہارے پروردگار کی جانب سے ہو پس جو چاہے وہ ایمان لائے
اور جو چاہے وہ کافر ہے بدرستیکہ ہم نے مہیا کیا ہو ستمگاروں کے واسطے اس آگ کو جو گھیرے ہوئے ہو انھیں سراپردے
اسکے اور فرماتا ہو اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ یعنے جو چاہو وہ کرو بدرستیکہ حق تعالی دیکھتا ہو اُسے
جو کرتے ہو اور کچھ اسپر پوشیدہ نہیں ہو اور فرماتا ہو نَذِيرًا لِلْبَشَرِ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ یعنے در حالیکہ
جہنم کا ذکر ڈرانے والا ہو انسان کو جس کسیکو تم سے چاہے سبقت کرنا نیکی اور طاعت میں یا باز رہنا معصیت سے
یعنے جہنم ڈرانے والا سب مکلفوں کا ہو کہ عنان اختیار نیکی اور بدی کی انکے ہاتھ میں دی ہو اگر چاہیں سبقت طاعات اور
خیرات میں کریں اور اگر چاہیں گناہ کرنا اختیار کریں اور فرمایا ہو کہ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا یعنے جو چاہے راہ
رضائے پروردگار کی اپنے اختیار کرے اور اسی طرح بہت سے آیات بصراحت دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ بندے
اپنے اعمال میں مختار ہیں جو چاہتے ہیں موافق اپنے ارادے اور مشیت کے کرتے ہیں پانچویں یہ ہو کہ آیات قرآنی صاف
دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ حق تعالی نے کفار کو سرزنش اور توبیخ فرمائی ہو اور یہ کہ انکو کوئی چیز مانع ایمان لانے سے
نہیں ہو اور کفر کی طرف مضطر نہیں کرتی جیسا کہ فرمایا ہو وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا یعنے کیا چیز آدمیوں کو مانع
ایمان لانے سے ہوئی ہو اور فرمایا ہو فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ یعنے کیا حالت ہو انکی کہ تذکرہ سے روگردان ہیں
اور فرمایا ہو لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنے کس نے حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کیا ہو اور فرمایا ہو لِمَ تَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ یعنے آدمیوں کو راہ خدا سے کیوں باز رکھا ہو اور یہ سب آیات ثبوت اختیار بندگان اور بطلان مذہب
اشاعرہ پر دلیل واضح ہیں کیونکہ اگر مذہب اشاعرہ صحیح ہو تو بندے جواب میں کہیں کہ تو نے ہمیں ایمان سے منع کیا ہو اور کفر کو
ہمارے دل میں پیدا کیا ہو اور پھر ہم پر سرزنش فرماتا ہو شارح مقاصد نے اسکے جواب میں کہا ہو کہ مراد اس آیہ کی یہ ہو کہ چونکہ
کوئی ظاہری مانع نہیں ہو پس تم کس لیے ایسا اور ایسا کرتے ہو یا نہیں کرتے ہو اور ظاہر ہو کہ یہ عجب جواب ہو جسکا کوئی
محصل نہیں ہو کیونکہ مانع چاہے ظاہر ہو یا پوشیدہ لیکن آشکار و پوشیدہ کے جاننے والے کے آگے تو ظاہر ہوگا خصوصا

جبکہ فعل اُسی کا ہی تو حکایت ظہور خفا کو ہی جا کہ کیا مداخلت ہی یعنی حق تعالی کا ارادہ بندہ پر وارد ہوگا اور اگر اس پر یہی
حجت خدا کو ظاہر میں درست کر لیا تو باطن میں یقینی یہ حجت نادرست ہیگی بلکہ دوسری اور خرابی لازم آئیگی کہ باطن میں
تو حق تعالی مانع رہا ایمان لانے سے اور ظاہر میں اُن پر ایراد کرے کہ تم کیوں نہیں ایمان لائے کون تمھارا مانع ہی بطلب و نیت
حجت ہو کا دیا اور بعد اُسکے عذاب کیا دو قبیح صادر ہوئے تعالی عن ذلک علوا کبیرا اور علاوہ اسکے حق تعالی کا جو قول
صادق ہی وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ یہ کس طرح اس احتجاج میں صادق آئیگا جبکہ خود باطن میں مانع ہو اور ظاہر میں حجت لائے کہ کیوں
تمکو ایمان سے منع کرتا ہی چھٹے وہ آیات ہین کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ کفار اور عصاة روز قیامت اعتراف اپنے
گناہوں سے کرینگے اور حق تعالی نے اُس سے گواہی دی ہی جیسا کہ فرماتا ہی مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ
مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ یعنے کون چیز تمکو دوزخ مین لائی تو کہینگے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور کھانا مسکینوں
نہ دیتے تھے اور فرماتا ہی كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا
نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ یعنے ہر بار کہ کافروں کی فوج جہنم میں پھینکے جاینگے تو ان سے نگاہبان جہنم
پوچھینگے کہ آیا ڈرانے والا نہ آیا تھا تو کہینگے کہ آیا تھا جو ڈراتا تھا جہنم سے لیکن ہمنے اُسے جھوٹا بنایا اور کہا کہ کچھ
خدا کی طرف سے تو نہیں لایا اسی طرح بہت سے آیات اسپر دلالت کرتے ہیں کہ گنہگار اسکا اعتراف و اقرار کرینگے کہ گناہ
ہمنے خود کیا تھا یہ نہ کہینگے کہ خدا نے ہمسے گناہ کرایا تھا ساتوین یہ کہ شیطان بھی معترف ہوگا کہ اُسنے گمراہ کیا
اور حق تعالی بھی اُسکی گواہی دیتا ہی جیسا کہ فرماتا ہی وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ الخ جسکے معنی یہ ہین
کہ شیطان کہیگا اُس وقت جبکہ معصیت و گناہ رکھے جاینگے بدرستیکہ خدا نے تمھارے ساتھ سچا وعدہ فرمایا تھا
اور میں نے تمھارے ساتھ وعدہ کیا اور پھر اُس سے مخالفت کی یعنے جھوٹا وعدہ کیا اور مجھے کچھ تم پر غلبہ نہ تھا سوائے اسکے
کہ مین نے تمہین بلایا اغوا کیا پس تمنے میری دعوت کو قبول کیا پھر اب مجھے کیوں ملامت کرتے ہو اپنے تئین ملامت
کرو اور فرماتا ہی إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ
یعنے بدرستیکہ جو لوگ حق سے پھرے ہوئے ہین بعد اسکے کہ سیدھی راہ اُنکے واسطے روشن ہو چکی ہی شیطان نے افعال
قبیحہ کو اُنکی نظر میں زینت دیا ہی اور امید و آرزوؤں کو اُنکی دراز کیا ہی یعنی املی کے اُس وقت مین جو موافق قرات مشہور صیغہ
واحد مذکر ماضی معروف پڑھا جائے کہ ضمیر فاعل شیطان کی طرف پھری اور اگر بنا بر قرات غیر مشہور کے صیغہ واحد متکلم
مضارع باب افعال سے پڑھا جائے تو معنی یہ ہونگے کہ مین نے مہلت دی ہی اُنہین اور اسی طرح اگر صیغہ ماضی مجہول
پڑھا جائے جیسا کہ ایک قرات آئی ہی تو اسناد املی کے خدا کی طرف ہو سکتی ہی اب اسکے بعد نہین معلوم کہ اشاعرہ کو
کیا فائدہ ہی جو قول خدا کی رد اور تکذیب کرتے ہین اور شیطان کی تنزیہ کرتے ہین جسکا وہ مقر و معترف خود ہوگا
یہ اُسے بھی چاہتے ہیں کہ خدا کی طرف جائے بُری مددگاری شیطان کی کی ہی اور بہت اچھے وکیل ہین موکل سے

زیادہ حجت میں ہو کل تو کہیگا بھی لیکن کیسی طرح نہین اقرار کرتے کہ ضلال فعل شیطان ہو بلکہ خدا ہی کی طرف منسوب
کرتے ہین اس لیے کہ شیطان کو جھوٹا جانکر اس اعتراف و اقرار کو بھی اسکے مقابل اپنے اعتقادات فاسدہ وہمیہ کے
جھوٹ سمجھتے ہین لیکن بڑی خرابی یہ ہو کہ اس عقیدے کے ساتھ گواہی اصدق الصادقین کی بھی جو اُسنے فرمایا ہو
بل سولت لکم جھوٹی ہوئی جاتی ہو اور شیطان بے قصور ٹھہرتا ہو آٹھوین وہ آیتین ہین کہ جنسے صاف
ظاہر ہوتا ہو کہ اسناد فعل کے اور نسبت خلق و ایجاد فعل کی طرف بندون کے ہو جیسا کہ فرماتا ہو فویل للذین یکتبون
الکتاب بایدیہم یعنے ویل ہے بدحال انکے کہ جو کتاب کو اپنے طرف سے اور اپنے ہاتھ سے لکھتے ہین اور بعد اسکے کہتے ہین
کہ خدا کی طرف سے اتری ہو اور فرماتا ہو ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم
یعنے حق تعالی کی دار و گیر کفار کے واسطے بسبب اسکے ہو کہ خدا نہین ہو تغیر دینے والا کسی نعمت کا جو اُسنے
انعام فرمایا ہو کسی قوم پر جب تک کہ تغیر دین وہ قوم اس حال کو کہ جو اُنکے نفسون مین ہو اور فرماتا ہو کل امرئ بما
کسب رہین یعنے ہر شخص جو اُسنے کیا ہو اسمین گرو ہو اور فرماتا ہو الیوم تجزی کل نفس بما کسبت یعنے اس روز ہر ایک
جزا دیا جائیگا ساتھ اس چیز کے جو اُسنے کسب کیا ہو کیونکہ کسب کے معنی ایجاد کے ہین وہ کہ جو اشاعرہ نے معنی اختراع
کیے ہین کہ جسکا محصل ابتک ابو الحسن اشعری کے زمانہ سے باوجود اسکی کہ فضلاے اہل سنت ہمیشہ ہاتھ
پاؤن مارتے ہین اور کیا کیا اسکی تاویل مین اپنی جان فرسائی کرتے ہین لیکن کچھ کبھی معلوم متقرر نہین ہوتا سوا اسکے کہ ابو الحسن
اشعری قائل ہوا ہو ہمکو بھی قائل ہونا چاہیے خواہ سمجھین و حق ہو یا نہو جیسا کہ شارح مواقف نے کہا ہو کہ البتہ تفرقہ
افعال اختیاریہ و اضطراریہ مین ہم پاتے ہین اور فارق کو کسب کہتے ہین گو اسکی حقیقت و معنی کو ہم دریافت نکر سکین
سبحان اللہ کیا تقلید ہو کہ جو شیخ نے کہا ہو وہ حق ہو خواہ خطا ہو یا صواب سب حق ہو بھلا اگر احکام تعبدیہ مین کوئی
ایسا کہے تو بجا ہو کہ نسبت شارع کے یہ احتمال رہتا ہو کہ گو ہمکو اسکی حکمت معلوم نہو لیکن حکیم کا فعل ہو کوئی مصلحت ہوگی
نہ یہ کہ جس سے خطا کا ہونا ممکن ہو اُنکی بھی ایسی باتین جسکا محصل معلوم نہوتا ہو غور و فکر نہ کیجاے اور خطا و
صواب دیکھا جاے غرض یہ مذہب ایسا ہو کہ آخر انہین کے علما مین اختلاف اس مسئلہ مین ہو گیا ہو مولوی کمال الدین
حنفی نے اپنی کتاب عروۃ الوثقی مین لکھا ہو کہ ظلم کی نسبت خدا کی طرف بنا بر موافق مذہب اشاعرہ کے لازم آتی ہو کیونکہ
وہ قدرت و مشیت کے قائل ہوے ہین اور اسی لیے کہا گیا ہو کہ وہ مثل جبر کے ہو اور شارح مواقف کے بعضے محشیون نے
کہا ہو کہ یہ قول ابو الحسن سفسطہ ہو جیسا کوئی کہے کہ یہ قوت سامعہ رکھتا ہو لیکن اس سے سنتا نہین ہو جیسا کہ جناب
سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہو بالجملہ جاننا چاہیے کہ با وصف آیات کثیرہ محکمہ کے جو بات اشاعرہ کے
باعث اس التزام قبایح کا ہوئی کہ اس سے جبر خدا کا اور تجویز انواع ظلم و عدوان کی نسبت طرف بادشاہ دیان
کے ہوئی دو قسم پر ہو ایک از قبیل شبہات و مغالطات کے ہو کہ اگر وہ تمام ہو جاے تو حق تعالی کی بھی قدرت اختیاری

راہ بند ہوتی ہے مثل اسکے کہ کہتے ہین کہ اگر بندہ فاعل مختار ہو فعل کے اختیار پر یا ترک پر تو اول مرجح درکار ہوگا
اور واقع کرنا مرجوح کا راجح کے موجود ہونے کے ساتھ محال ہے پس چاہیے کہ اپنے فعل مین مجبور ہو اور مثل اسکے کہتے
ہین کہ حق تعالی بندون کے حال کو قبل وقوع جانتا ہے اور یقینی مطلع ہے کہ فلان شخص سے فلان وقت مین اچھا یا برا کام
صادر ہوگا پس خلاف اسکے محال ہے ورنہ جہل باریکا لازم آئیگا اور یہ دونو تقریرین بعینہ افعال باری مین بھی جاری ہوتی
ہین کیونکہ کہہ سکتے ہین کہ اگر باری فعل کے اختیار و ترک پر قادر ہو تو چاہیے کہ کوئی مرجح ہو جسکے باعث سے ترک اختیار
فعل کرے الا راجح کے ہوتے مرجوح کا واقع کرنا محال ہے اور جب مرجح کی طرف احتیاج ہوئی تو قدرت اختیار کہان رہا
پھر خدا سے بھی قدرت و اختیار کی نفی کیون نہین کرتے جو بندے کو اپنے قادر علی الاطلاق نے اختیار و قدرت عطا
فرمایا تھا اسکی نفی چاہتے تھے ناحق کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ الٹی دلیل لائے جس سے نفی قدرت خدا بھی لازم آگئی جو
سب سے زیادہ افحش ہے دوسرا سبب اس مذہب کے اختیار کا انھین یہ ہے کہ ظاہر بعض آیات و روایات متشابہ کا
کہ جو اسکے معنی جلی اور مراد شارع کے خلاف تھا انسے اپنی طبیعت کی کجی سے اپنا متمسک گردانا اور بنائے کار کو ہمی
فاسد اور تاویل کاسد پر رکھا اگر علمار راسخین آل محمد کہ ائمہ معصومین علیہم السلام مین انکے تاویلات صحیحہ کو جو سالمان ظاہر
و باطن قرآن ہین اور بنسبت ان آیات متشابہ کے فرمائے ہین دیکھتے اور سمجھتے اور اختیار کرتے تو کبھی یہ خرابیان
ہونے پاتین بالجملہ جو انکی گمرہی کا سبب بے عقلی سے انکی ہوا وہ ظاہر اس آیہ کا ہے جو حق تعالی فرماتا ہے يُضِلُّ اللّٰهُ
مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ کیونکہ ظاہر سے اسکے یہ سمجھتے ہین کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت
کرتا ہے اور اسکی کنہ حقیقت کو نہین پہونچے جیسا کہ انشاء اللہ بیان کیا جائیگا اور اسی آیہ کے ظاہر کے ذریعہ سے گمان
کیا ہے کہ حق تعالی بدی کو اور گمرہی کو اور کفر و ایمان کو خود بندون کے دلون مین پیدا کرتا ہے اور انکی زبانون پر کلمات
انکار و تصدیق جاری کرتا ہے اور بعد اسکے عذاب کرتا ہے اور ثواب دیتا ہے سبحان اللہ لائق غور ہے کہ کسقدر یہ بدگمانی ہے
کہ اشد انواع ظلم کو خدا پر روا رکھتے ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا یہ وہی بدگمانی ہے جسکے لیے حق تعالی فرماتا ہے وَذٰلِكُمْ
ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ اور انکے اس استدلال سے کئی طرح جواب ممکن ہے پہلے
یہ کہ اگر انکے گمان کے موافق جو معنی ہین اگر صحیح ہون تو چاہیے بندگان الہی کفر و ایمان مین مجبور ہون پس جو مذمت کفار
کی اور مدح مومنین کی آیات قرآنیہ مین وارد ہے اور اسی طرح عقاب کفار و منافقین کا اور ثواب مومنین و متقین کا
اسکے لیے گنجایش نہو دوسرے یہ کہ اس تقدیر مین ظلم صریح لازم آتا ہے کہ خود کفر کو کفار مین پیدا کرے اور پھر انہین خدا
جہنم وارد کرے اور ظلم خدا پر کیونکر روا ہوگا حالانکہ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ تیسرے یہ کہ حق تعالی
نے قرآن مین نسبت گمرہی اور ضلال کی دوسرون کی طرف کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا
كَثِيْرًا اور فرماتا ہے کہ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ اور فرماتا ہے وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ اور ایک نسبت و طرف یعنی نہ اوپر خدا

کی طرف بطور حقیقت نہین ہو سکتی مگر جبکہ خدا کو اور مخلوقات کو ضلال کا فاعل حقیقی قرار دین اور یہ بالاتفاق باطل ہے
کیونکہ شیعہ خدا پر قبیح کو روا نہین کہتے اور اہل سنت مخلوق کو فاعل حقیقی نہین جانتے تو یہ احتمال باجماع مرکب باطل ہوا
پس یقینی ایک جگہ ضلال حقیقی مراد ہوگا اور دوسری جگہ مجازی اور یہ جب ہوا تو کہان سے لازم آیا کہ گمراہ کرنے کی
نسبت خدا کی طرف بطور حقیقت ہو اور مخلوقات مین مجازی ہو کیون برعکس نہین کہتے کہ نسبت گمراہی کی بندون کی طرف
حقیقی ہے اور خدا کی مجازی ہے چوتھے یہ ہے کہ ضلال و ہدایت کے معانی متعدد ہین اور ہر معنی کے لیے ایک مقام مناسب
ہوتا ہے کہ وہان وہ مراد لیا جاتا ہے نہ یہ کہ ہر جگہ ہر معنی کو مراد لین پس ایک معنی سے انکے وہ ہے جسکی نسبت حق تعالیٰ کی طرف
روا ہے اور بعض وہ معنی ہین جسکی نسبت شیطان کی طرف جائز ہے پس کیا بے عقلی ہے کہ معنی شیطانی کو خدا کی طرف نسبت دین
اور شیطان کو اُس سے منزہ اور بری کرین لیکن جب عقل سے کام ہی نہین ہے اور صاف کہتے ہین کہ امور دینیہ مین عقل کو
دخل ہی نہین ہے تو نسبت کرنا بھی اُنسے دور نہین ہے جان تو کہ ایک معنی ضلال اور ہدایت کی راہ سے لیجانا اور راہ پر
لانے کے ہین چنانچہ مولانا طبرسی نے کہا ہے فیضل اللہ من یشاء عن طریق الجنۃ اذ کانوا مستحقین للعقاب و
یھدی من یشاء الی طریق الجنۃ فی الاخرۃ یعنے پس دور لیجائیگا خدا جسے چاہیگا راہ جنت سے جبکہ وہ مستحق عذاب کے
ہونگے اور پہونچاویگا جسے چاہیگا راہ جنت کی طرف آخرت مین اب دیکھنا چاہیے کہ اس معنی مین کیا قباحت ہے اور کیا
ضرور ہے کہ وہ معنی ضلال کے جس سے بندے کے دل مین کفر پیدا کرنا خدا کا کام ہو قرار دیے جاوین اور مولانا طبرسی نے اور قول الٰہی کی
ذیل مین کہا ہے یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا و ما یضل بہ الا الفاسقین الذین الخ اس جگہ پر کہا ہے کہ ضلال
کبھی بمعنی اہلاک و عذاب کے آتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ المُجرِمِینَ فِی ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ اور فرماتا ہے وَالَّذِینَ قُتِلُوا
فِی سَبِیلِ اللّٰہِ فَلَن یُّضِلَّ اَعمَالَھُم اَی لَن یُّبطِلَ سَیَھدِیھِم وَ یُصلِحُ بَالَھُم بعد اسکے جناب طبرسی نے فرمایا ہے کہ بنا بر
اسکے معنی آیہ کے یہ ہونگے کہ حق تعالیٰ ضلال کرتا ہے قرآن کے ساتھ ایسا مثل کے جو قرآن مین لایا ہے کثرا آدمیون کو سبب
انکے کفر کے پس راہ ثواب و طریق بہشت سے انکو لیجاتا ہے اور بہت آدمیون کو بسبب انکے ایمان کے راہ ثواب و بہشت
کی طرف لاتا ہے اور ابو علی جبائی نے کہا ہے کہ دلالت کرتا ہے اس معنی پر قول حق تعالیٰ کا وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الفٰسِقِینَ کیونکہ
فسق متقدم ہے ایک نوع ضلال کی ہے خدا کا فعل نہین ہو سکتا والا تسلسل لازم آئے کیونکہ کوئی ضلال بمفاد اس آیہ کے
نہین ہے مگر فاسقون کے لیے پس چاہیے کہ اُسکے پہلے کوئی دوسرا فسق ہو اور اسی طرح بڑھتا جائیگا و الا لازم آئیگا کہ
خدا نے غیر فاسق کو گمراہ کیا اور وہ حصر کے منافی ہے بلکہ بندے کا فعل سبب فعل کا ہوتا ہے پس وہ ضلال کہ اُسپر مترتب
فرمایا ہے نہوگا مگر عذاب اور ضلال راہ بہشت سے اور اُسی معنی سے ایک معنی شدت آزمایش کے ہین کیونکہ جب آزمایش
بہت سخت ہوتی ہے تو کثر اشخاص کے پایہ ثبات کو لغزش ہو جاتی ہے جیسا کہ زمان حضرت موسیٰ مین جب ہارون کو
وصی کیا اُس وقت کہ فتنہ گوسالہ سامری برپا ہوا تھا تو ہزارون آدمی مرتد ہو گیا اسی طرح عہد کرامت عہد جناب پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین سبب نوبت شاہ ولایت علیہ السلام کے وصی کرنے کی پہونچی تو کسقدر اصحاب اس اُمت سے ظاہر
خدا اور رسول سے سرتابی کر گئے اور دین حق سے پھر گئے اور ابھی تک وہ انحراف چلا جاتا ہے جس سے یہ خرابی ہوئی کہ
حسد و تقبیح کو جائز جانتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا ابتدا سے کفر دل میں اور زبان پر کفر و انکار کو پیدا کرتا ہے پس اس بیان
مین کسقدر پاؤن لغزش کھا گئے کہ سوا چند شخصون کے کہ جنکو حق تعالی نے بچایا سب گر گئے مولانا مجلسی نے لکھا ہے
کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ جب محبت بہت شدید ہوتی ہے تو اسوقت کچھ نہین معلوم ہوتا اور اسکا نام ضلال رکھتے مین اور جب
سہل ہو تو اسوقت سب کچھ معلوم ہوتا ہے تو وہ ہدایت سے موسوم ہوتی ہے پس جو کچھ کہ قرآن مین فرمایا ہے یضلّ بہ
کثیرا و یہدی بہ کثیرا اس تقدیر پر کہ حکایت کفار کی ہو جیسا کہ ظاہر ہے کوئی مشکل اور دشواری اسکے معنی مین نہین ہے اور
جب یہ فرض کرین کہ حکایت نہین ہے تو مراد اس سے یہ ہوگی کہ جب حق تعالی نے قرآن کو نازل فرمایا اور حق کی مثال انکے
بارے مین بیان فرمائی اور کفار نے استخفاف اور انکار کیا پس چونکہ امتحان کے قریب آنے سے کفر ظاہر ہوا تو گویا انپر صادق
آیا کہ بسبب قرآن کے نازل ہونے کے کافر ہوئے یعنے اس سے انکار کرنے کے سبب سے کافر ہوئے اور مومنین نے جو تصدیق
کی تو انپر یہ صادق آیا کہ وہ بسبب قرآن کے راہ راست پر آئے کیونکہ اضافہ تھوڑی مشابہت سے روا ہو جاتی ہے پس یہ
صحیح ہوا کہ کہین کہ حق تعالی نے بسبب قرآن کے بہتون کو گمراہ کیا اور بہتون کو ہدایت فرمائی اور اسی طرح یہ بات ہے کہ
حق تعالی کا لطف بنسبت ان بندون کے کہ جو ایمان کی صلاحیت رکھتے ہین مبذول ہوتا ہے یہان تک کہ وہ دنیا مین
مشرف بہ نعمت ایمان اور آخرت مین متنعم بانواع نعمتہاے بہشت ہوتے ہین اور جنکو سوء حالت سے قابلیت الطاف
کبریائی کی نہین ہے انپر اثر اس لطف کا موثر نہین ہوتا بلکہ انہین انکے حال پر چھوڑتا ہے کہ وہ ہمیشہ مبتلا بکفر و نافرمانی الہی
رہتے ہین اور بجز خسران دارین کچھ نہین حاصل کرتے نہ یہ کہ معاذ اللہ حق تعالی کفر مین کفار کو اور ایمان قبول کرنے مین مومنین
کو مجبور و مضطر کرتا ہے پس یہ معنی اور جو پیشتر گذرے لایق اسکے ہین کہ حق تعالی کے لیے شایان ہون اور جو معنی ضلال کے
تغلیط کے ہین یعنے غلطی مین ڈالنا یا تلبیس ہے کہ مراد اس سے باطل کو حق بنا کر دکھانا ہے اور تمویہ ہے یعنے حق و باطل کا ملانا
اور تشکیک یعنی کسیکو شک مین ڈالنا کہ حق تک پہونچ سکے اور اغوا یعنے بہکانا اور تحریک تہییج ساتھ قبیح کے پس ضلال ان
معانی کے ساتھ لایق اسکے ہے کہ شیاطین جن و انس مین مراد ہو نہ یہ کہ معاذ اللہ ان معانی کے ساتھ نسبت اسکی طرف
حق تعالی کے جو خیر محض ہے کی جاے اور انہین معانی مین اس لفظ کا استعمال حق تعالی نے قرآن مین بحق شیاطین فرمایا ہے
مثل واضلّ فرعون قومہ اور جو مثال اسکے مذکور ہوئے اور ہمین کبھی کسی عاقل کو یقینی سوا اس تاویل کے قبول کرنے کے
چارہ نہوگا مگر ہان اتباع شیاطین البتہ اس ضلال شیطانی کو تو مستلزم اجبار نہین جانتے اور وہ ضلال رحمانی کہ مثلاً
سلب لطف بسبب عدم قابلیت ہدایت ہے اُسے ایسا موثر جانتے ہین کہ ضلال اجباری کی نسبت خدا کی طرف کرتے ہین
اور اسوقت مین شیطان معذور ہوتا ہے اور جناب باری تعالی محجوج ہوتا ہے پس چاہیے کہ عاقل منصف پردہ تعصب کو

انکھ پر سے اٹھا کر دیکھیے کہ کتنے مفاسد مذہب اشاعرہ پر لازم آتے ہیں اور کتنی خوبیان شیعون کے قول پر مترتب ہوتی ہیں
لائق غور ہے کہ آیا کفر و معصیت کے پیدا کرنے کی نسبت اور اسناد زندقہ و ضلالت کی خداوند کریم کی طرف اور اسکے بعد
بدگمانی کرنا کہ حکیم علیم باوجودیکہ خود ضلال و ضلالِ گناہ و قبایح کا مرتکب ہوتا ہے اور پھر برخلاف واقع اسکے نسبت شیطان
کی طرف اور بندون کی طرف کرتا ہے اور جنکا واقع مین کچھ گناہ نہین ہے انھین ابدالاباد عذاب الجحیم مین مبتلا کرتا ہے جیسا کہ
اشاعرہ کا مختار ہے یہ بہتر ہے یا عقیدہ خدا کے ساتھ اچھا ہے کہ حق تعالیٰ کہ قادر اور حکیم مطلق ہے اپنے بندون کو اعضا و جوارح
اور قدرت و طاقت و اختیار بعض افعال کا انکے اور عقل و فہم انھین کرامت فرمایا ہے اور راہ ہدایت اور راہ بد انپر واضح کی ہے
اور پیغمبرون کو بھیج کر اور اوصیا اون کو انکے قایم کرکے دلیلین اور راہین حقیقت امر کی ظاہر فرمائین ہین اور حجت بالائے
حجت انپر موکد کرکے تکلیف اختیار کرنے کی ایمان کے اور ترک کرنے کفر و عدوان کی انھین دی ہے اور اس تکلیف کے بعد
تمام احکام شرعیہ سے کہ وہ امر و نہی ہین ان امور فرمایا ہے اور غرض غایت انکی اس تکلیف سے آزمایش خلق ہے اور سب کا
نظر مین نیک کا بد سے جدا کرنا ہے تاکہ بعد تکلیف و تاکید حجت جس سے کہ بسبب اطاعت فرمان اجب الاذعان اپنی کے
مستحق جزائے نیک کا پائے اُسے انکے حسن اختیار سے ثواب اخروی سے جو دائمی ہے سرفراز فرمائے اور جسکو راہ حق سے
منحرف پائے اُسے انکی شامت اعمال اور بد اختیاری سے اسکے معذب بعذاب دائمی فرمائے اور داد عدل و انصاف
دے اور دنیا مین چونکہ منظور آزمایش ہے ہرگز ظلم و جبر و اکراہ کفر و ایمان پر نہین فرماتا کیونکہ درصورت اکراہ پائے امتحان
اٹھ جاتا ہے ہان اسباب بعیدہ ضلال و ہدایت کے اسکی طرف سے ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ تفسیر آیہ یضل من یشاء الخ
مین گذرا کہ جنکو صلاحیت و استعداد حق کی طرف زیادہ ہے انکے لیے الطاف و توفیقات حث و ترغیب و زواجر کو مسائع
فرماتا ہے اور جنکو خبث طبیعت اور رسوخ جہالت سے اپنے حق سے دوری ہے انسے ان الطاف کو سلب فرماتا ہے اور انھین
انکے حال پر چھوڑتا ہے اور اسی جہت سے بعض افعال کی نسبت مثل ضلال اور ہدایت جو بمعنی ایصال ہے مجازاً اپنی طرف
فرماتا ہے اور ایسی نسبت جو بطور مجاز ہو کلام عرب مین اور انکے غیر مین بھی بہت ہے مثلاً کہتے ہین کہ فلان بادشاہ نے
وہ شہر بنایا ہے حالانکہ شہر مجموع عمارات کا نام ہے کہ اُسکو معمار بناتے ہین لیکن مجازاً بادشاہ کو بانی کہتے ہین اور جو کوئی
اپنے غلام کی تادیب کو چھوڑ دے اگرچہ مصلحت کیون نہو تو کہتے ہین اُسے کہ فلان مالک نے اپنے غلام کو ان حرکات
ناشائستہ پر رکھا ہے حالانکہ غلام نے باختیار اپنے کیا ہے جو کچھ کہ کیا ہے تو اتنی مداخلت پروردگار کی بھی افعال انسان مین
اگر ہو تو اسکا کوئی مانع نہین ہے بلکہ وہ عین مصلحت ہے کیونکہ مستحقین کی تائید اور غافلین کی تنبیہ بنا بر مزید تاکید کے
جو باعث تحصیل مطلوب کلی ہو اور اہل ایمان کی اور انکی معصیت کے بیچ مین وہ حائل ہو مستحسن اور بجا ہے اور چشم پوشی و
سلب کرنا اعانت کا انسے جو کفر و ضلالت مین راسخ ہین بسبب ناخوشی اور مہلت دینے کے بعید از عقل نہین ہے اور اس
توفیق و خذلان سے بندون کا اختیار کفر و ایمان مین اور اطاعت و نافرمانی مین برطرف نہین ہوتا اور اسی جہت سے

حق تعالیٰ

حق تعالیٰ نے قدرت و طاقت بندون کو عنایت فرمائی ہو اور اگر وہ قدرت نہ دیتا یا اب سلب کرلے تو بندون مین
کچھ طاقت نہین ہو یا اگر باکراہ کفر و ایمان پر نہین رکھتا تو اُسکی مدافعت اُنسے غیر ممکن ہو پس جسکو صالح جانتا ہو توفیقات
سے عنایت کرتا ہو اور جسکو لائق لطف و عنایت نہین جانتا اُسکا خذلان کرتا ہو اسی معنی سے جو بندہ کو رہے مومنین
ہر وقت مین ہمیشہ از اعانت اُس سے ہو کر کہتے ہین ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ہمیشہ جو لوگ اہل ایمان ہین وہ سلب
توفیق سے ڈر کر کہتے ہین اللّٰھم لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ابدا اور یہی معنی ہین جو معصوم علیہ السلام نے فرمایا
کہ لاجبر ولا تفویض بل امر بین امرین یعنے نہ جبر ہو نہ تفویض ہو بلکہ ایک بات دونو باتون کے بیچ مین ہو اور موید
اُس معنے وہ روایت جو جناب امام رضا علیہ السلام سے فقہ رضوی مین منقول ہو جبکہ سوال کیا آنحضرت سے ایک شخص نے کہ
آیا حق تعالیٰ بندون کو اُس امر کی تکلیف دیتا ہو جسکی طاقت اُنکو نہین ہو فرمایا کہ خدا عادل تر ہو اس سے کہ تکلیف اپنے
بندون کو اُس چیز کی دے جسکی طاقت نہین رکھتے سائل نے عرض کیا کہ آیا بندے اپنے کامون مین اُسکی قدرت رکھتے ہین کہ
جو چاہین وہ کرین فرمایا کہ بندے عاجز تر ہین اس سے اور موید اُس کے جو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہو عرفت ربی
بفسخ العزائم یعنے پہچانا مین نے خدا کو اپنے ارادون کے ٹوٹنے سے کیونکہ اکثر انسان کسی کام کو چاہتا ہو اور پھر خدا علم
ایسا سبب پیدا کرتا ہو کہ وہ اُس سے باز رہتا ہو بالجملہ قدرت بندے کی قدرت ناقصہ ہو مثل قدرت تامہ الٰہی کے نہین ہو
کہ جو معارض نہین رکھتی بلکہ قدرت انسان کی کہ جس چیز پر قادر ہو مشروط بتائید الٰہی رفع موانع ہو اور جسپر قادر نہین اُسے جبر
کرے اُسکا صدور اُس سے نہین ہوسکتا اور اسی سے پہچانتا ہو کہ کوئی پروردگار قادر و توانا رکھتا ہو کہ اُسکی قدرت سبکی
قدرتون سے بلند ہو اور اگر وہ قدرت بندے کی اور اُسکے مقدور مین حائل ہوجائے تو بندہ تحصیل مراد سے اپنے عاجز
ہوجاتا ہو اور خدا کسی چیز سے عاجز نہین ہو حق الیقین مین جناب آخوند صاحب نے فرمایا ہو کہ بہت احادیث مین وارد ہوا ہو
کہ نہ جبر ہو کہ بندون کو اُنکے افعال مین جبر فرمایا ہو نہ تفویض ہو کہ اُنکو بحال خود چھوڑا ہو بلکہ امر بین الامرین ہو اور کثرے کہا ہو
کہ اُسکی مراد یہ ہو کہ خدا نے جبر نہین فرمایا بلکہ بندون نے جو کچھ کیا ہو اپنے ارادہ سے کیا ہو لیکن اسباب اُسکے خدا کی طرف سے
ہین مثلاً اعضا و جوارح و قوی بدنی اور روحانی اور مثال اسکے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہین اور امر بین الامرین کے معنی
یہی ہین اور حق یہ ہو کہ مدخلیت حق تعالیٰ کی افعال بندگان مین اس سے زیادہ ہو کیونکہ ہدایات خاصہ اور توفیقات خدا کے
اُسکے لیے جو اُسکا مستحق ہو ساتھ اچھے ارادون کے اور نیک عملون کے فعل طاعات مین یقینی دخیل ہو اور خذلان خدا کا
اور چھوڑ دینا اُسکا بندے کو اُسکے حال پر فعل معاصی مین بھی دخیل ہو لیکن کوئی اُنمین سے اس حد کو نہین پہونچا کہ جس سے
سلب اختیار بندون کا ہوجائے اور بطور اضطرار اُنسے نیک و بد کام صادر ہون اور اُسکی مثال یہ ہو کہ ایک آقا دو غلام
رکھتا ہو اور وہ دونون کو ایک کام پر مامور فرمائے مثل اسکے کہ دونون سے کہے کہ تم کل جانا اور وہ مال میرے لیے خرید کرلاؤ
اور جو یہ کام کریگا اُسے سو اشرفی دونگا اور جو نکریگا اُسے دس کوڑے مارونگا پس اگر وہ مالک اتنا کہکر دونون کے بارے مین

رہ جائے اور ایک غلام تمیں مرا اپنے آقا کا کرے اور دوسرا نکرے تو فی الواقع جسنے کیا ہو وہ مستحق سو اشرفی کا ہو اور جسنے
نہیں کیا اُسے استحقاق دس کوڑے کا ہو اور ایک غلام با وجود فرمان بردار ہو اور خدمتیں اُسنے بہت سی کی ہین اور مالک
اُسکی خدمت سے زیادہ دوست رکھتا ہو تو بعد اسکے کہ دونوں کو حکم برابر دیا اور حجت کو دونون پر تمام کیا لیکن اُس بندہ
مطیع محبوب کو تنہائی میں بلائے اور اُسکے حال پر مہربانیان کرے اور پھر تاکید کرے کہ کل اُس خدمت کو ضرور کرنا اور
رات کو اُسے کھانا بھی بھیجے اور بہ نسبت دوسرے غلام کے الطاف زیادہ کرے اور دوسرے روز یہ غلام خدمت
بجا لائے اور دوسرا نکرے تو اگر مطیع کو سو اشرفی وہ دے اور نافرمان کو دس کوڑے مارے تو کوئی اُسکی مذمت نکریگا
کیونکہ نہ غلام مطیع بجا آوری خدمت میں مجبور کیا گیا تھا اور نہ نافرمان بردار ترک خدمت کے لیے مجبور تھا دونون نے
اپنے اختیار سے بجا آوری اور ترک خدمت کو کیا ہو آقا کی حجت دونون پر برابر تمام ہوئی تھی استقدر غلیت حق سبحانہ تعالیٰ
اعمال بندگان میں آیات و احادیث سے معلوم ہوتی ہو اور اسی قدر پر اکتفا کرنا چاہیے اور زیادہ خوض و فکر اِس مسئلہ میں نہیں
چاہیے کہ بہت مشکل ہو اور مقام لغزش قدم کا ہو اور زیادہ تفکر سے اِسمین شارع کی نہی وارد ہوئی ہو انتہی کلام
اعلی اللہ مقامہ بالجملہ نسبت بندگان مطیع کے بنظر اُنکے حسن طاعت و امتثال اوامر و نواہی کے حق تعالیٰ کی ہدایت
و توفیقات کا اُنکی شامل حال ہونا امر ممکن ہو بلکہ واقع میں ایسا ہی ہو جیسا کہ آیات و احادیث سے یہ بخوبی معلوم و مفہوم
ہوتا ہو اور جب بسبب کسی استحقاق کے ایک کو دوسرے پر مزید لطف و عنایت میں ترجیح دے تو لائق تعجب نہیں ہو اور
اسی طرح جو نافرمان و بدکار ہین انسے اگر بمقتضائے حکمت سلب توفیقات فرمائے تو کوئی مانع نہیں ہو ہان ممتنع البتہ ہو
کہ بدون اسکے کہ کوئی مرجح ہو ایک بندے کو دوسرے پر ترجیح دے یا باوجود سلب قدرت و اختیار اُسے تکلیف دے
کیونکہ یہ قبیح ہو اور قبیح کا خدا سے صادر ہونا جائز نہیں ہو اور یہ معنی عطائے توفیق اور سلب توفیق میں مراد میں ہین
اور جس خبر سے اشاعرہ اِس مذہب فاسد پر استدلال کرتے ہین ظاہر ان آیات کا ہو قل اللہ خالق کل شیء یعنے خدا ہر چیز کا
پیدا کرنے والا ہو تو اب اُنکے زعم میں ظلم کفر اور خدا اور انبیا کو بد کہنا یہ بھی تو ایک چیزین ہین تو انکا بھی فاعل خدا ہی ہوگا
غیر خدا فاعل نہیں ہو سکتا اور فرماتا ہو ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ یعنے خدا نے کافروں کے لوگوں
مہر کی ہو اور اُنکی سماعت و بصارت پر پردہ پڑا ہو جس سے وہ کلمہ حق کو سمجھ سکتے ہین اور نہ سن سکتے ہین نہ دیکھ سکتے ہین تو
معنی موافق اُنکی مراد اور استدلال کے ہین اور جب ایسا ہوا تو یقینی کفر باجبار الٰہی ہوا نہ بندے کی طرف سے و اختیار سے
اور اِس جگہ اُنھون نے غور نہیں کیا اور معارض کو اِن آیات کی نہین دیکھا اپنا عقیدہ بلا تحقیق کر لیا چنانچہ جواب
اسکا کئی طرح ممکن ہو پہلے یہ کہ کیون جایز نہیں ہوتا کہ ہر شئ کے پیدا کرنے سے مراد یہ ہو کہ بواسطہ پیدا کرے یا بے واسطہ
دوسرے یہ کہ خلق کی تخصیص کیجائے ساتھ خلق اجسام و جواہر کے کیونکہ عمدہ افراد خلق پیدا کرنا جواہر و اجسام کا ہی
کیونکہ افعال تو از قبیل حرکات و سکنات میں جسکا وجود ذاتی ثابت نہیں ہو سکتا اور اگر ثابت بھی ہو تو بمقابل جواہر

و اجسام کے ضعف افراد وجود ہوگا تیسرے یہ کہ بر تقدیر تسلیم کرنے ارادہ یعنی عام کے چونکہ مفاسد عموم کے
بہت ہین مثل اسکے کہ جبر و ظلم لازم آتا ہے جو شایان باری تعالی نہین ہے اگر ہم آیہ کریمہ کی تخصیص کرین تو پیش
عقل مستبعد نہین ہے جیسا کہ اکثر قرآن کا عموم مخصص ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ ما من عام الا وقد خص اور اشاعرہ کو بھی
تو اسکی تخصیص ضرور ہے کیونکہ بعضی انکے ارادے کو اور بعض انکے کسب کو مخلوق بندے کا جانتے ہین تو اگر یہ آیہ
اپنے عموم پر رہیگا تو جب سوا خدا کے کوئی خالق نہین ہو سکتا تو بندہ کیونکر خالق ارادہ کا یا کسب کا ہوگا اہ
یہ کہ خلق کی نسبت غیر خدا کیونکر کرین تو خدا نے خود قرآن مین اس نسبت کو اپنی غیر کی طرف فرمایا ہے جہان
ارشاد فرماتا ہے و اذ تخلق من الطین کہیئۃ الطیر چوتھے ممکن ہے کہ کہین کہ یہ کہان سے ثابت ہوتا ہے کہ
آیہ مین مراد خلق سے خلق تکوینی ہے بلکہ ممکن ہے کہ خلق تقدیری مراد ہو کیونکہ کبھی تقدیر کو بھی عبارت مین بلفظ
خلق بولتے ہین چنانچہ بروایت عیاشی مین جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ افعال
بندون کے مخلوق خدا ہین لیکن یہ خلق تقدیری ہے تکوینی نہین ہے اور خدا ہر چیز کا خالق ہے پانچوین یہ کہ ختم اللہ
کے معنی یہ ہین کہ چونکہ حق تعالی نے کفار سے بسبب انکی رسوخ جاہلیت کے اور مرتبہ لطف کے دور رہنے سے
روگردانی فرمائی ہے اور اس روگردانی کے باعث سے کفر انکے دلون مین ایسا جاگزین ہوا ہے کہ توقع ایمان
لانے کی انسے برطرف ہوگئی ہے پس بطور تشبیہ اسکو طبع اور ختم سے تعبیر فرمایا ہے اور تفسیر علمائے امامیہ کی یہ
چھٹے یہ کہ تمسک سمعیات کے ظاہر سے اسوقت معتبر ہے جب کوئی معارض نقلی اور عقلی نہو اور جب دلائل عقلیہ انکے
مخالف ثابت ہون اور سمعیات بھی انکے خلاف پر شاہد ہون تو پھر کیونکر بعض آیتون کے ظاہر سے کہ عموم انکا
جبر پر دلالت کرتا ہے اعتماد کرنا جائز ہوگا اور اگر ایسا ہی ہے تو حق تعالی کی جسمیت ظاہر آیہ الرحمن علی العرش استوی
اور اسکے امثال سے تو بخوبی ثابت ہوتی ہے اسے بھی ثابت کرو اور بسبب منافات ادلہ عقلیہ کے اور مخالفت ادلہ
سمعیہ کی جیسا آیتین ہیچ طرف تاویل کے کرتے ہو نکرو اور اگر انہین تاویل کرتے ہو تا کہ جسم ہونا خدا کا ثابت
نہو تو ان آیات مین بھی تاویل ہماری طرح کرو تا کہ ظالم و جابر ہونا خدا کا ثابت نہو **فصل پنجم بیچ بیان قضا و قدر کے**
جان تو کہ معانی ان دونو لفظون کے خصوصا قضا کے زیادہ ہین جیسا کہ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید مین
بعض اہل علم سے نقل فرمایا ہے کہ لفظ قضا دس طرح بولا جاتا ہے علم ہے حکم ہے قول ہے حتم ہے امر ہے اعلام ہے فعل ہے اتمام ہے
خلق ہے فراغ ہے اور ہر محاورہ کا اسکے شاہد قرآن سے آیات لائے ہین با این ہمہ قضا منحصر انہین معانی مین نہین ہے
اور بعض علما نے بعض ان معانی مذکورہ پر اقتصار کیا ہے اور بعض نے قضا و قدر کو مترادف جانا ہے خواہ یہ ترادف
بعض معانی مین ہو یا سب مین ہو اور جناب سید سند اعلی اللہ مقامہ نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ
تقدیر کے معانی بھی ان معانی مین منحصر نہین ہین کیونکہ کبھی لفظ تقدیر تعیین کے معنی پر آتا ہے اور اسی طرح لفظ قضا

بھی اس معنی میں مستعمل ہوتا ہے لیکن ہم جو اہم ہیں ہم ہے اُسپر اقتصار کر کے کہتے ہیں کہ قضا کبھی بمعنی خلق مستعمل ہوتا ہے جیسا فرمایا ہے
فقضاھن سبع سموات اور کبھی بمعنی حکم آتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ اور کبھی بمعنی اعلام
و خبر دہی آتا ہے جیسا فرمایا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب اور ظاہر یہ ہے کہ جب قضا کو علم کے معنی پر لیں تو
مراد اس سے ایک چیز کا معین کرنا مرتبۂ عقل میں ہے کہ چاہیے اس طرح واقع ہو جیسا کہ حق تعالیٰ کے افعال میں ہے یا اُس
پہچاننا اُسکا جو واقع ہوا اور خصوصیات کا اُسکے جاننا مراد ہو جیسا کہ فعل غیر میں اُسکے ہے اور جاننا خدا کی تائید و منع کا
بذریعہ اپنے الطاف کے یا اُسے منع کرنے کا یا سلب کرنا تائید کا اور منع کرنا اُسے اور ماننا اُسکے ہوگا جناب امیر علیہ السلام سے
منقول ہے کہ اعمال تین طرح ہوتے ہیں فرائض ہیں اور فضائل ہیں اور معاصی ہیں لیکن فرائض پس وہ بامر الٰہی واقع
ہوتے ہیں یعنے حتمی حکم خدا کا اُسکے لیے اور رضا اُسکی اور قضا اُسکی یعنے حکم اُسکا اور تقدیر اُسکی یعنے تعین اُسکی اور مشیت
اُسکی یعنے بارادہ و علم اُسکے ہوتے ہیں اور فضائل پس اُسکے حکم سے نہیں یعنے حتمی حکم اُسکا نہیں ہے لیکن موافق اُسکی رضی اور قضا اور علم
اور مشیت اُسکی کے ہیں بحث ارادہ میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ارادہ خدا کا بنسبت بندوں کے افعال کے یا بمعنی علم ہے
یا بمعنی عدم منع ہے و لیکن معاصی پس ہرگز حکم خدا سے نہیں ہیں و لیکن بقضا و قدر الٰہی و مشیت و علم اُسکے ہیں صدوق
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مراد گناہوں کی بقضائے الٰہی ہونے سے یہ ہے کہ اُسکی نہی سے قریب ہیں کیونکہ حکم خدا کا اُسکے
بندوں پر اُسکے خصوص میں یہ ہے کہ اُس سے باز رہیں اور معنی گناہوں کے قدر الٰہی سے ہونے کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ اُنکی
مقدار و مبلغ کو جانتا ہے اور جناب سید اجل اعلیٰ اللہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ پوشیدہ نہیں ہے کہ بندوں کے افعال میں سوا امر و
نہی الٰہی اور اُسکے علم سے جو خصوصیات کے ساتھ ان افعال کے ہے علم ساتھ اعانت و امداد یا سلب توفیق اور مانع
ہونے سے اُسکے بھی معتبر ہے گو تصریح اُسکی صدوق نے نہ فرمائی اور یہ مؤید اس امر کا ہے کہ قضا بمعنی علم ہے قول جناب امیر علیہ السلام
جبکہ سائل نے پوچھا کہ قضا و قدر جسکا آپ نے ذکر فرمایا یا امیر المؤمنین وہ کیا ہیں تو فرمایا اُسکے جواب میں الامر بالطاعۃ
والنھی عن المعصیۃ والتمکین من فعل الحسنۃ وترک المعصیۃ والمعونۃ علی القربۃ الیہ والخذلان لمن عصاہ
والوعد والوعید والترغیب والترھیب کل ذلک قضاء اللہ فی افعالنا وقدرہ لاعمالنا اور یہ ظاہر ہے کہ مراد اس کلام سے
علم ان مدارج کا اور تقدیر کا اطلاق بھی اسی کے قریب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ تقدیر واقع ہوتی ہے
قضا سے اور ساتھ امضا کے یعنے اجرا کے اور یہ دو چیزوں کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ قضا مشتمل ہے سب تفصیلوں کو جو
خارج میں موجود ہیں دوسرے یہ کہ تقدیر قضا اور امضا کے بیچ میں واسطہ ہے اور کلام صدوق علیہ الرحمہ سے جانا گیا کہ قدر
عبارت ہے علم سے جو ساتھ مبلغ و مقدار شی کے ہو صاحب قاموس نے کہا ہے کہ القدر محرکۃ القضاء والحکم ومبلغ الشیٔ
اور تقدیر کے معنی میں کہا ہے کہ التقدیر تدبر کام اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مراد قدر سے واقع کرنا ہر شی کا اُسکے
موقع پر ہے جیسا کہ چاہیے اور جناب سید نے فرمایا ہے لیکن قدر پس بمعنی کتابت و خبر دینے کے آیا ہے اور بمعنی کھینچنے اشیا کے

انکی جگہ پر اندازون زیادتی اور نقصان کے بھی آیا ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وقدر فیہا اقواتہا اور معنی بیان کرنے
مقادیر و تفاصیل اشیا کے بھی آیا ہے پس اجمالاً بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ہر گاہ قضا و قدر کا اطلاق اعلام یعنے اطلاع دینے پر
کرتے ہین تو مراد اُس سے اعلام ساتھ اُنھین مدارج تعیین و تعینات علمی کے ہوتا ہے اور گویا جو کچھ لوح محفوظ مین یا لوح
محو و اثبات مین بقلم تقدیر موافق و مطابق علم علیم خبیر لکھا جاتا ہے دوسرا مرتبہ تقدیر کا ہے جو مرتبہ تقدیر علمی کے بعد کا ہے اور
متاخر ہے اُس سے اور جو کچھ باعلام خدا بواسطۂ اُس لوح کے فرشتون پر حقیقت تقدیر سے ظاہر ہوتا ہے یا انبیا و اوصیا
علیہم السلام پر واضح ہوتا ہے وہ تیسرا مرتبہ تقدیر کا ہے پس جو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز بحسب قضا و قدر
واقع ہوتی ہے مراد اُس سے یہی ہے کہ مطابق علم خدا یا مطابق اعلام الٰہی اور موافق تعیین تقدیر ربانی واقع ہوتا ہے یہ
ہمہ کائنات اور حوادث یہان تک کہ بندون کے بھی کام خدا کے پیدا کرنے سے پیدا اور ظاہر ہوتے ہین پس اشاعرہ
جو کہتے ہین کہ بندون کے افعال بقضا و قدر واقع ہوتے ہین تو اگر مراد انکی اُس سے یہ ہے کہ خدا کے پیدا کرنے سے واقع
ہوتے ہین تو اُسکا فساد فصل سابق مین بیچ بیان مسئلہ جبر و اختیار کے بیان ہو چکا غلطی اُسکی واضح ہے اور اگر مراد یہ ہے
کہ بحسب علم و تعیین علمی خدا کے واقع ہوتے ہین تو صحیح ہے کیونکہ کوئی چیز خدا پر پوشیدہ نہین ہے اور اُسکا علم اُسکے افعال کو
اور اُسکے غیر کے افعال کو احاطہ کئے ہوئے ہے پس کوئی فعل اور کوئی چیز اُسکی دائرہ علم سے باہر نہین ہے لیکن یہ معنی
مستلزم جبر کے نہین ہو سکتے گو اشاعرہ اُسکا اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ مستلزم جبر اس طرح ہوتا ہے کہ حق تعالی کلیات و جزئیات
کا عالم ازل سے ہو گیا ہے اور جو آیندہ ہوگا اُسکو قبل وجود اُسکے جانتا ہے اور جہل اُسپر محال ہے پس جو کچھ کہ وہ جانتا ہے محال ہے کہ
اُسکے خلاف واقع ہو والا علم اُسکا مطابق واقع ہوگا پس بندہ خلاف اُسکے نہین کر سکتا والا علم الٰہی منقلب بجہل ہو
پس جو کچھ کہ اُسکے علم مین گذرا ہے طاعت اور معصیت و کفر و ایمان سے لا محالہ وہ بندون سے واقع ہوتا ہے اور خلاف
اُسکا ممتنع ہے مثلاً خدا جانتا ہے کہ ابوجہل ایمان نہ لائیگا تو اب اگر وہ ایمان لاے تو محال ہے والا علم منقلب بجہل ہو جائیگا
اور وہ مستحیل ہے اور یہی معنی جبر کے ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا شارح مقاصد نے اس دلیل کو محل تعویل و اعتماد جانا ہے
اور مفسر تفسیر کبیر نے کہا ہے کہ اگر سب عقلاے عالم کے جمع ہون تو قادر نہین ہین کہ ایک حرف قدح و جرح مین اس دلیل کے زبان پر
لا سکین مگر یہ کہ جب عقیدۂ ہشام کا التزام کرین خاص علم الٰہی مین جو وہ اعتقاد کرتا ہے کہ حق تعالی قبل وقوع اشیا کے
انکا عالم نہین ہے تمام ہوا محصل کلام مفسر تفسیر کبیر لیکن پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دلیل علیل ہے اور جواب اُسکا بطور معارضہ و حل دلیل
واضح ہے لیکن جواب بطور معارضہ پس تقریر اُسکی یہ ہے کہ اگر علم خدا کا موثر ایجاب فعل مین اور موجب اضطرار کا ہو تو اُس سے
سلب اختیار حق تعالی کا لازم آتا ہے کیونکہ حق تعالی جیسا کہ افعال کو اپنے بندون کے قبل وقوع اُنکے جانتا ہے اسی طرح اپنے بھی
افعال کو جانتا ہے اور یہ جاننا بطریق اولی ہے پس جبکہ جانتا ہے کہ زید کو فلان سال مین پیدا کریگا تو آیا ممکن ہے کہ اُس سال مین
اُسے نہ پیدا کرے یا ممکن ہے اگر کہو کہ ممکن ہے تو تمھارے زعم کے موافق علم منقلب بجہل ہوا اور اگر کہو کہ نہین ممکن ہے تو جبر و

اضطرار خدا کا لازم آیا یعنے خدا بھی اپنے افعال مین فاعل مختار نہین بلکہ مجبور ہے اب جو تم جواب اسکا دو وہ ہم جواب اسکا دینگے سبحان اللہ در پردہ بندون کے اثبات اضطرار مین پروردگار عالمیان کا اضطرار ثابت کرنے لگے اب اُس دلیل پر دہ فخر کرنے والا کہان ہے کہ یا اسکا جواب دے یا اپنے دعاے سے دست بردار ہو اور امام فخر رازی تو کیا اگر تمام عالم کے عقلا جمع ہوکر جواب مین اس معارضہ کے قیامت تک استخوان فرسائی کرینگے تو ممکن نہین ہے کہ سوا رجوع کرنے کے طرف حق کے جو ہمارا مقصد ہے چارہ پائین وانصیحۃ لحق بکلماتہ ولو کرہ الکافرون اور جواب بطور حل یہ ہے کہ علم حکایت ہے اور علوم محکی عنہ ہے پس اگرچہ علم متقدم ہو لیکن مرتبہ حکایت مین ہوتا ہے اور اسی جہت سے علم کو علوم کا تابع کہتے ہین بالعکس کہ معلوم تابع علم کا ہو پس جو کچھ کہ واقع ہونے والا ہے اُسے خدا جانتا ہے نہ یہ کہ جو خدا جانتا ہے وہ واقع ہونے والا ہے اس جہت سے کہ خدا جانتا ہے اور ان دونون باتون مین بہت دوری ہے اور یہ بات بہت باریک ہے لیکن صاحب عقل صائب پر پوشیدہ نہین ہے پس یعنی خدا کا علم مطابق واقع ہے لیکن جو علم کہ مطابق واقع ہو اُسے یہ ضرور نہین ہے کہ وقوع معلوم مین بھی موثر ہو جیسا کہ ہم جانتے ہین کہ قیامت آئیگی لیکن قیامت کے آنے مین ہمارے اس علم کو کیا دخل ہے حاصل یہ ہے کہ مسببات آثار اپنے اسباب کے ہین نہ یہ کہ آثار علم کے ہین اور اگر ایسا ہو تو ایک معلول شخص کا متعدد علتون کا لازم آئے اور وہ صحیح نہین ہے علاوہ اسکے حق تعالی جانتا ہے کہ فلان کام کو مین اپنے اختیار سے کرونگا یا وہ بندہ اُس کام کو اپنے اختیار سے کریگا پس اگر خدا کا جاننا باعث صدور کا اس کام کے بندے سے بطور اضطرار ہو تو مخالفت علم باری کی لازم آئیگی کیونکہ خدا نے نہین جانا مگر یہ کہ وہ بندہ طاعت یا معصیت اپنے اختیار سے کریگا پس جب اختیار منقلب باضطرار ہوا تو اب علم منقلب بجہل ہوگا پس اب ضرور ہوا کہ اختیار اور علم باختیار رہے کہ ہمیشہ علم مطابق واقع رہے اور وہی مطلوب ہے لا اکراہ فی الدین ولاجبر ولاظلم فی حکم رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وحدہ

اصبغ بن نباتہ نے روایت کی ہے جناب مولانا امیر المومنین علیہ السلام سے کہ جب وہ حضرت جنگ صفین سے پھرے تو ایک شخص کہ مرد پیر تھا اُٹھا اور قریب حضرت کے جا کر عرض کی کہ آیا بقضا و قدر الہی ہم شام کی طرف گئے تھے یعنے آپ کے لشکر مجاہدین کا جانا بقضا و قدر الہی تھا یا نہین اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور بندے کو پیدا کیا کہ تمنے قدم نہین اُٹھایا کسی جگہ اور اُترے نہین کسی منزل مین اور کسی بلندی پر چڑھے نہین مگر بقضا و قدر الہی اُس وقت اُس سائل نے عرض کی کہ پس تعب حرکت ہماری عبث ہوئی اس صورت مین کوئی مزد اپنے لیے نہین دیکھتا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے مرد پیر بلکہ حق تعالی نے بہت بزرگ گردانا ہے تمھارے مزد کو اس راہ چلنے مین جبکہ تم باغیون کے مقاتلہ کی طرف جاتے تھے اور جب تم وقت معاودت وہان سے پھرے اور تم کسی حال مین اس مرتبہ مین تھے کہ تمکو کسی نے باکراہ مضطر کر کے اس معرکہ مین بھجوایا تھا اُسنے عرض کیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ قضا و قدر نے ہمین جہان چاہا کھینچا فرمایا واے تجھپر تو اپنے نزدیک قضا سے مراد وہ قضا لیتا ہے

جو لازم ہو اور رو و تقدیر لیتا ہے جو معلوم ہو اگر ایسا ہوتا تو یقینی ثواب و عقاب بندون کا باطل ہوتا اور وعدہ ثواب کا
اور وعید عقاب کا اور امر و نہی سب برہم ہو جاتے اور گنہگار کے لیے خدا کی طرف سے ملامت کرنے کی جگہ اور نیکوکار کے
لیے مدح کرنے کی باقی نہ رہتی اور اچھے کام کرنے والے بدکارون سے اولی تعریف و مدح مین نہوتے اور نہ بدکار
اچھے کام والون سے اولی بمذمت ہوتے ایسا اعتقاد معتقد بت پرستان و لشکریان شیطان کا ہے اور یہ کلام گواہان
کذب کا اور کور باطنون کا ہے کہ جنھون نے وجوہ ثواب کو نہین پایا ہے اور یہ قدریہ اس امت کی اور مجوس اس شریعت کے
ہین تحقیق کہ حق تعالی نے جو حکم فرمایا ہے وہ اختیار دینے کے ساتھ حکم کیا ہے اور جو نہی فرمائی ہے وہ مشتمل بتحذیر ہے
ڈرایا ہے عذاب آخرت سے اور تکلیف تھوڑی ہے بندون کو وہ بہت تھوڑی ہے بلکہ بہ تحقیق حق تعالی نے اپنے بندون کو
جو حکم طاعت دیا ہے وہ اس وقت مین ہے کہ جب اختیار دیا ہے ایسا ہی اور نہی و سرزنش جو نہین فرمائی ہے وہ بطور تہدید کے
نہ از راہ اکراہ و قسر اور تکلیف نہین دی ہے مگر تھوڑی کہ اسکے متحمل ہو سکین یعنے تکلیف ما لا یطاق نہین دی ہے کسی نے
نافرمانی اسکی از راہ معارضہ و غالب کر خدا پر نہین کی اور نہ طاعت اسکی کسی نے مجبور ہو کر اسکی کی ہے پیغمبرون کو عبث
نہین بھیجا اسوقت اس مرد پیر نے عرض کی کہ پھر وہ قضا و قدر کہ بے اسکے ہم نہین گئے کیا ہو گی فرمایا کہ وہ حکم خدا ہے
اور تلاوت فرمایا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ پس وہ پیر مرد خوش ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور بہت اشعار مشتمل بمدح
عرض کیے کہ ایراد اسکا موجب تطویل ہے بالجملہ حضرت کا فرمانا اس حدیث مین کہ یہ کلام بت پرستون کا اور اس امت کے
قدریہ کا ہے دلیل صریح اسپر ہے کہ مراد قدریہ سے جو خبر متفق علیہ مین وارد ہے کہ القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ فرقہ اشاعرہ ہین کیونکہ
بندون کی قدرت کی نفی کرتے ہین اور بسبب جملہ افعال کی اچھے ہون یا برے خدا کی طرف کرتے ہین اور معتزلہ
اثبات استطاعت مستقلہ کا بندے مین کرتے ہین اور اسکے قائل ہین کہ حق تعالی نے اعمال کو انہین تفویض کیا اور
انمین دخل نہین دیتا بلکہ دخیل ہو نہین سکتا اور یہ بھی مثل قول جبریہ باطل ہے جیسا کہ جناب آخوند صاحب نے تصریح
اسکی فرمائی ہے کہ دونو گمراہ ہین اور حق یہ ہے کہ امر بین الامرین ہے اور حق یہ ہے کہ احادیث اس بارے مین مختلف ہین بعضون سے
نفی استطاعت بندہ کی ثابت ہوتی ہے اور بعض سے اختیار بحت مگر اکثر سے اثبات استطاعت صحیح ہوتا ہے لیکن مراد
اس استطاعت سے جسکی نفی فرمائی ہے وہ قدرت مستقلہ ہے اور مقصود اس استطاعت سے جسکا اثبات ظاہر ہوتا ہے
قدرت غیر مستقلہ ہے علی ابن یقطین علیہ الرحمہ نے جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
کہ جناب امیر علیہ السلام اہل کوفہ کی ایک جماعت پر گذرے اسوقت کہ وہ مسئلہ قدر مین مخاصمہ کر رہے تھے پس جو شخص
کہ کلام کر رہا تھا اس سے فرمایا کہ اگر تو یہ گمان رکھتا ہے کہ باعانت خدا استطاعت و قدرت رکھتا ہے تو قدرت تیری
کسی چیز پر مستقل نہین ہے اور اگر تیرا یہ گمان ہے کہ خدا کے ساتھ استطاعت رکھتا ہے یعنے وہ بھی قادر اور تو بھی قادر تو تو نے
یہ گمان کیا ہے کہ ملک مین اسکے ساتھ شریک ہے اور اگر یہ گمان کرتا ہے تو کہ سوا خدا کے تو مستطیع ہے تو تو نے خدائی کا دعوی کیا

اُسنے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین ایسا نہین ہے بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ مین قادر ہون بواسطہ اُسکے کہ خدا نے مجھے قدرت و توانائی
دی ہے بسبب عطا فرمانے آلات و اسباب کے اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اگر تو اُسکے سوا کلام کہتا تو مین تجھے بھی
قتل کرتا جناب آخوند صاحب نے ایک اپنی رسالہ مین فرمایا ہے کہ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید اور کتاب عیون اخبار الرضا
مین جناب امام رضا علیہ السلام سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت کے سامنے مسئلہ جبر و تفویض کا ذکر ہوا پس فرمایا
حضرت نے کہ آیا ایسا فائدہ تمھین بخشون کہ جس سے اُمین پھر اختلاف و مخاصمہ کوئی ہمارے دشمنون مین سے تمسے نکر سکیگا
مگر یہ کہ تم اُسکی حجت کو توڑ دو اور باطل کردو اُسوقت سب نے عرض کی اگر مصلحت جانیے تو شفقت فرمائیے پس حضرت نے
فرمایا کہ بدرستیکہ حق تعالی بالکراہ اطاعت نہین کیا گیا کہ جبر ہو اسکا اطاعت کرنے کو اور معصیت نہین کیا گیا ساتھ غلبہ کے
یعنے اس طرح کہ خدا نہ چاہتا گناہ کرنے کو اور وہ غالب آکر گناہ کرتے اور بندون کو اپنے ملک مین مہمل نہین چھوڑا اور وہ
ہر چیز کا مالک ہے جو کچھ انکی ملکیت مین اختیار مین دیا ہے اور قادر ہے ہر چیز پر جو انکی قدرت مین بخشا ہے اگر فرمان برداری بندے کرین
تو خدا اُس سے انہین باز نہین رکھتا اور اگر نافرمانی کرین تو اگر چاہے انکی اور انکی معصیت مین کوئی چیز حائل کردے
جس سے باز رہین اور اگر حائل نکرے تو معصیت کرسکتے ہین پس خدا انہین اس کام مین داخل نہین کرتا پس فرمایا کہ جو کوئی
اس کلام کو ضبط کریگا بتحقیق اپنے مخاصمہ مین مخالفون پر غالب ہوگا اب جاننا چاہیے کہ بعض اشاعرہ بعض روایات
متشابہ شیعہ سے اپنی صحت مذہب پر استدلال و تمسک کرتے ہین اور وہ یہ ہین کہ کلینی نے روایت جناب امام محمد باقر علیہ السلام
کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حق تعالی نے بعض کتب الٰہیہ مین جو نازل فرمائین فرمایا ہے کہ بتحقیق کہ مین معبود ہون اور
کوئی لائق پرستش نہین ہے مگر مین آگاہ ہو کہ مین نے پیدا کیا ہے خیر کو اور شر کو پس خوشحال اُسکا جسکے ہاتھ پر نیکی کو
ظاہر کرون اور بد حال اُسکا ہے جسکے حال پر شر کو ظاہر کرون اور مثل اُسی کے وہ روایت ہے کہ قمی نے جو جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ مین ہون اللہ اور کوئی معبود بحق نہین ہے مگر
مین جو پیدا کرنے والا نیکی اور بدی کا ہون اور مثل روایت معویہ بن وہب کے جو اُس نے جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے کی ہے کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ وہ خبر کہ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی فرمایا اور توریت
مین اُسپر نازل کیا یہ ہے کہ تحقیق کہ مین ہون اللہ چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے بھی بعد نقل کرنے کے بعض ان روایات
کے کہا ہے کہ ان روایات مین حضرات ائمہ نے یہ مضمون کتب سماویہ اور کلام الٰہی سے کہا ہے اور یہ سب فرقہ ہاے امامیہ
اور کیسانیہ چشم پوشی کرکے کہتے ہین کہ شر اور گناہ اور کفر و فسق مخلوق شیطان و انسان و نبی جان ہے اور دوسرا
فاعل خدا کے ساتھ شریک کرتے ہین جناب سید سند نے حدیقہ سلطانیہ مین اس مقام پر فرمایا ہے کہ استدلال کرنا شاہ
عبدالعزیز کا ان روایات سے عجب کی بات نہین ہے مگر تعجب ہے کہ فاضل معاصر سید کاظم رشتی نے بھی باوصف ادعاے
تشیع بیان مراتب توحید مین کہا ہے کہ تیسرے توحید افعال ہے یعنے سب افعال خدا کے مخلوق ہین اور کوئی فاعل عالم

وجود مین اُسکے سوا نہین ہے اور کہا ہے بعضون نے کہ یہ مرض لاعلاج ہے اور مردون کے قدم کی لغزش کرنیکی جگہ ہے
اور ایک طائفہ نے اِس توحید سے انکار کیا ہے باین گمان کہ یہ منافی ہے اُس اختیار کے جو بندون کو اپنے افعال مین ہے اور اِس
قول کا فاضل مذکور کے بطرز مخالفین واقع ہونا ظاہر کیا ہے کیونکہ اشاعرہ بھی یہ کہتے ہین کہ خدا خلق کرنے والا ہے چیزون
کا تو بس اگر بندہ اپنے افعال کا خالق ہو تو شرک لازم آئیگا اور اُنکے بعض اتباع و تلامذہ نے صلاح کلام استاد مین اپنے کہا ہے
کہ حق تعالی کا خالق خیر و شر کا ہونا جو بعض روایات مین وارد ہوا ہے مراد اُس سے خلق تقدیری ہے تکوینی نہین ہے
اور ہمارے استاد کی بھی مراد یہی ہے اور واقع مین یہ ہے کہ اِس تاویل کی گنجایش نہین ہے کیونکہ فاضل مذکور نے توحید افعال
کو دو طرح بیان کیا ہے ایک کو موافق اصول شیعہ کے اور رتبہ توحید عوام کا مرتبہ مقرر کیا ہے جیسا کہ کہا ہے کہ بیان اسکا
اِس طرح کہ قریب افہام سے عوام مین ہو یہ ہے کہ واحد گردانا جائے خدا اپنے افعال مین اِس طرح کہ کوئی شریک اسکا نہ ٹھیرا
دیا جائے اور نہ کسی سے اُسنے مددگاری چاہی ہو اپنے مخلوقات کے پیدا کرنے مین اور یہ بات اسکی اُن افعال مین ہے جو مخصوص
ساتھ خدا کے ہین اور اگرچہ فعل غیر کا بھی اسکے بدون اُسکی اعانت کے اور اسکی قدرت بخشنے کے خاص اُس فاعل مین
نہین ہوتا جیسا کہ افعال اختیاریہ مین بندون کے ہے اور بعد اِس کلام کے کہا ہے کہ یہ بیان اُن علما کے مذاق پر ہے جو
فرق کرتے ہین درمیان ذوات و صفات و افعال کے جو بندون کے اختیار سے صادر ہوتے ہین اور افعال غیر اختیاریہ
مین اُنکے مثل حرکت مرتعش اور خواب بندہ کے اور جو مثل اُسکے ایسے ہون کہ اختیار کو اُسمین دخل نہین ہے اور لیکن بیان دوسرا
توحید کا بنا بر مذاق اُن علما کے ہے جو خلق ذوات و صفات مین فرق نہین کرتے اور تصدیق حق تعالی کے قول کی
کرتے ہین جو اُسنے فرمایا ہے اللّٰہ خالق کل شئ اور اُسکے قول کی وَمَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ و
أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ اور جو مثل اُسکے وارد ہین اور تصدیق کرتے ہین اقوال ائمہ ہدی علیہم السلام کی کہ ہر چیز بمشیت و
ارادہ و قضا و قدر الہی واقع ہوتی ہے اور تصدیق کرتے ہین اُسکی جو حدیث قدسی مین ہے کہ مین خدا ہون اور معبود بحق
کوئی نہین مگر مین کہ مین نے پیدا کیا ہے خیر کو پس خوشا حال اسکا جسکے ہاتھون پر اُس نیکی کو جاری کرون اور مین نے
پیدا کیا ہے شر کو پس وائے ہے اُس شخص کے لیے کہ اُسکے ہاتھ پر وہ بدی جاری کرون پس یہ علما تفرقہ ذوات و صفات و تمامات
و شرائط کے نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ جو کچھ ہے وہ فعل خداوند عالم ہے کہ جاری فرماتا ہے اِس طرح کہ اضطرار لازم نہ آئے
کیونکہ خداوند عالم جاری کرتا ہے اور عطا فرماتا ہے ہر ایک کو جو کچھ وہ اپنی زبان حال استعداد سے طلب کرتے ہین
اور یہ استعدادین بھی بفیض الہی اُسے ہوئی ہین پس جمیع اشیا اور جہت اطلاق کے پیدا نہین ہوے مگر اُسکے حکم سے
جو بلفظ کن فرمایا تھا اور اُنکے اختیارات و قابلیات نہین پیدا ہوے مگر جب وقت فیکون آیا پس یہ راز ہے کلام معصوم کا
جو فرمایا ہے امر بین الامرین اور حقیقت اِس مسئلہ کی بیان اِس طرح کہ پوشیدگی نہ رہے اور سب سمجھین ممکن نہین ہے کہ عقول
متحمل نہین ہو سکتے اور اسی لیے امیر المومنین علیہ السلام نے جب حضرت سے اسکی حقیقت پوچھی گئی تو فرمایا دریا ہے

عمیق ہے اسمین پیرنے کا ارادہ نکر اور جب دوبارا پوچھا تو فرمایا طریق مظلم لا تسلکہ یعنے اندھیری راہ ہے اسمین رستہ
نہ چل یہ ملخص کلام سید کاظم تھا اب انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو دوسری تقریر انکی ہے جسمے درجہ
عوام سے بلند جاتا ہے اور اسمین افعال اختیاریہ اور غیر اختیاریہ کا تفرقہ اٹھا دیا ہے اور تفرقہ استعداد کے ساتھ جو عین
کسب مخترع اہل سنت موافق تصریح فضل بن روزبہان ہے کہ جبر کے لازم آنے سے بھاگ کر اسکے متمسک ہوتے ہین
اور بندون کے اضطرار کو رفع کرتے ہین کیا تفاوت مذہب اہل سنت سے رکھتا ہے واقعی شرم کی بات ہے کہ مدعی
تشیع ہوکر ایسی بات کہین شیعہ جاہل بھی اس سے احتیاط کریگا کیونکہ مخالفت اس عقیدہ کی شیعون کے اعتقادے
واضح تر ہے بالجملہ تاویل شاگرد کی جو بنسبت استاد کے قول کے کی درست نہین ہے کیونکہ اگر مراد خلق اور خلق [illegible]
تقدیری ہو تکوینی نہو تو توحید افعال کیونکر متحقق ہوگی کیونکہ یہ توحید یقینی توحید تقدیری ہے اور اس تقدیر پر قول انکا
کہ پس تمام اشیا جہۃ اطلاق پر پیدا نہین ہوئے مگر انکے حکم سے جو بلفظ کن فرمایا تھا کس کام کا ہوگا اور جو طعن و تعریض انپر
کرتے ہین کہ جنھون نے مثل شیعون کے فعل اختیاری اور غیر اختیاری مین فرق کیا ہے بسبب تصدیق کرنے ان آیہ
اور احادیث کے جو انھون نے ذکر کیے کیونکر درست ہونگے کیونکہ انھون نے کب کہا ہے کہ خلق تقدیری افعال اختیاریہ
اور غیر اختیاریہ کو عام نہین ہے تفرقہ انکا خلق تکوینی مین ہے پھر اگر یہ تفرقہ خلق تکوینی مین ہے پھر اگر یہ تفرقہ خلق تکوینی مین
فاضل رشتی کے نزدیک مسلم ہو تو طعن مشترک الورود ہوگی اور اگر مسلم نہو تو فاضل رشتی شیعہ نہین ہو سکتے پھر ایسے
کلمات جو انھون نے کہے یا مراد اس سے اظہار مزید فضل اپنا ہے یا میلان طرف غلاۃ کے ہے کہ وہ بھی بعض احادیث کے
مفاد سے بقول اہل سنت قائل ہوئے ہین اور جو انھون نے لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس مسئلہ مین خوض
کرنے سے منع فرمایا ہے وہ اسلیے ہے کہ چونکہ مقام باریک ہے کہین سخنان باطل اہل جبر مین گرفتار نہو جائین اسلیے فاضل
مذکور کو زیبا تھا کہ رفع اشتباہ عوام کرتے نہ یہ کہ اور شبہات کو انکے تقویت دین بالجملہ یہ معلوم ہوا کہ اس راہ مین اشاعرہ ہی
غول طریق تنہا نہین ہین بلکہ بعض مدعیان تشیع بھی بہکانے والے ہین اسلیے ضرور ہے کہ جواب اس اصل استدلال کا
جس سے متمسک کرتے ہین ایسا دندان شکن دیا جائے کہ سبکو کافی ہو جائے پس کہتا ہون مین کہ جو استدلال آیہ اللہ
خالق کل شیء سے انھون نے کی ہے جواب مفصل اسکا اوپر لکھا جا چکا ہے اور اب دوسری تقریر سے کہا جاتا ہے کہ جو اشاعرہ
کہتے ہین کہ اگر بندہ بھی فاعل خلق ہو اور خدا بھی فاعل خلق ہو تو شریک غیر کی لازم آتی ہے اور اس آیہ سے بالضرور
ثابت ہوتا ہے کہ خدا خالق ہر چیز کا ہے تو اب انسے پوچھا جائے کہ ارادہ کو تو وہ بھی مخلوق بندگان کہتے ہین پھر جب
یہ ہوا تو اب تخصیص آیہ کی اور شریک خلق مین غیر کی تم پر بھی لازم آتی ہے یا نہین علاوہ اسکے حق تعالی خود قرآن مین
فرماتا ہے تبارک اللہ احسن الخالقین پس جب اسنے اپنے تئین بہترین خالقان فرمایا تو اسنے اور خالق کے وجود پر بھی
بالضرور دلالت کی اور جب ایسا ہوا تو ان دونون آیتون کے رفع اختلاف اور جمع کے لیے ضرور ہے کہ کہین مراد اس آیہ کریمہ

اللہ خالق کل شیء کی یہ ہے کہ وہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا ہے جو اجسام ہیں اور یقینی ہے کہ خدا کے سوا پیدا کرنے والا
چھوٹے بڑے جواہر و اجسام کے کوئی خالق نہیں ہے جیسا کہ خود فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا
ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ الخ یعنے وہ کہ جنکو تم خدا کے سوا معبود قرار دیتے ہو ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے اگرچہ سب مل کے
ہوں اُسکے پیدا کرنے کے لئے پس یہاں سے کیسا صاف واضح ہوتا ہے کہ جو کچھ خدا کے ساتھ مختص ہے وہ جواہر و اجسام کا
پیدا کرنا ہے نہ پیدا کرنا حرکات و سکنات کا اور جو اُنکے اور اعراض سے تابع ہیں اور یہ کیونکر ہو حالانکہ خود فرماتا ہے
فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ یعنے پس جو چاہے وہ ایمان لائے اور جو چاہے وہ کفر اختیار کرے اور فرمایا ہے
وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ یعنے نہیں پیدا کیا ہمنے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اُنکے
بیچ میں ہے مگر ساتھ حق کے اور یقینی معلوم ہے کہ کفر حق نہیں ہے پھر مخلوق خدا نہ ہوگا اور فرماتا ہے یَآ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ یعنے اے وہ گروہ جو ایمان لائے ہو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے
پروردگار کی اس سے طلب فعل رکوع و سجود و عبادت کی ظاہر ہے اور طلب فعل اُس مکلف سے جسے حکم فرمایا دلالت کرتا ہے
کہ وہ صاحب قدرت ہے پھر کیونکر نفی قدرت کی اُس سے کر سکتے ہیں اور سوا اُسکے ممکن ہے کہ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ میں مقدر
کل شیء اسم فاعل بکسر دال مشددہ مراد ہو اور اس صورت میں کسی اور تاویل کی حاجت نہ ہوگی کیونکہ خلق تقدیری میں
کوئی قباحت نہیں ہے اور جواب اُن اخبار سے بھی جو مذکور ہوئے کسی طرح ممکن ہے پہلے یہ کہ احادیث جو نفی جبر پر دلالت
کرتی ہیں اور پہلے گذر چکیں وہ مؤید بادلہ عقلیہ اور آیات محکم قطعیہ ہیں پس جو خبر اُنکے مخالف ہو یا وہ مطروح ہوگی یا یہ
احتمال کہ یہ احادیث وضعیہ ہوں جیسا کہ چند روایات سے ظاہر ہوتا ہے صدوق علیہ الرحمۃ نے کتاب التوحید میں اور عیون
اخبار الرضا میں بسند اپنے حسین بن خالد سے روایت کی ہے کہ عرض کی میں نے خدمت میں آنحضرت کی کہ اے فرزند رسول
لوگ تشبیہ و جبر کی نسبت اہلبیت علیہم السلام کی طرف کرتے ہیں اس جہت سے کہ آپ کے آبائے طاہرین سے جو روایات
وارد ہوئے ہیں وہ اسپر دلالت کرتے ہیں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے پسر خالد یہ کہو کہ جو روایات کہ ہمارے آبائے
طاہرین سے تشبیہ میں منقول ہیں وہ زیادہ ہیں یا وہ اخبار جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے اس بارے میں مروی ہیں وہ
زیادہ ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ جو جناب رسالتمآب سے مروی ہیں وہ زیادہ ہیں حضرت نے فرمایا کہ پھر کیا
وجہ ہے کہ اس بات کی نسبت پیغمبر خدا کی طرف نہیں کرتے پسر خالد کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ پیغمبر کی نسبت یہ گمان
رکھتے ہیں کہ یہ روایات بہتان اور افترا پیغمبر پر ہیں آنحضرت نے ایسا کلمہ ارشاد نہیں فرمایا حضرت امام رضا علیہ السلام نے
فرمایا کہ اسی طرح ہمارے آبائے طاہرین نے بھی ایسا کلمہ نہیں فرمایا لوگوں نے آنحضرت پر تہمت کی ہے اور افترا قول تشبیہ و
جبر کا نہیں باندھا مگر غالیوں نے کہ عظمت و بزرگی کو حق تعالیٰ کی سبک کیا ہے پس جو انہیں دوست رکھے گا اُسنے ہمارے
ساتھ دشمنی کی اور جو انہیں دشمن سمجھے وہ ہمارا دوست ہے یہاں تک کہ فرمایا اے پسر خالد جو کوئی ہمارے شیعوں سے ہو

اُسے چاہیے کہ انھین اپنا دوست و مددگار نہ بنائے فقط اب اِس سے صاف ظاہر ہو کہ احادیث مذکورہ کلام ائمہ طاہرین
نہین ہین بلکہ تہمت و توجیہ غلاۃ ہین اور یا وہ احادیث مطروح ہونگے تقیہ کے احتمال سے اِسلیے کہ روایات عامہ کے
موافق ہین کیونکہ انھین عامہ کے طریقہ سند کے موافق ابن عباس سے مروی ہو کہ پیغمبر نے فرمایا اور ابن ماجہ نے جو اہلِ سنت سے ہے
روایت کی ہو پیغمبر سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ مین نے خیر و شر کو پیدا کیا ہو پس خوشحال ہے اُسکا کہ
جسکے ہاتھ پر تقدیر خیر کرون اور واے ہو اُسکے لیے جسکے ہاتھ پر تقدیر شر کرون پس صاف اِس سے یہی معلوم ہوتا ہو کہ اخبار
مذکورہ ائمہ علیہم السلام سے اُن اخبار سے جو بطریق اہلسنت پیغمبر خدا سے منقول ہین ایک معنی پر ہین و موافق ہین اور
جو اخبار کہ انکے معتقدات خاص کے روایات سے موافق ہون یقینی لائق طرح کرنے کے ہین یا اُن اخبار کی تاویل کیجاے گی
ساتھ خلق تقدیری کے اور یہ بھی موید ہو جو اخیر روایت مذکورہ مین وارد ہو کہ خوشحال اُسکا جسکے ہاتھ پر تقدیر خیر کرون
اور یہ معنی نفی خلق تکوینی کے خیر و شر کی بندون سے نہین کرتے اور بندون کے فاعل ہونے کو اُنسے سلب نہین کرتے
اور جب یہ ہوا تو تفرقہ کرنا درمیان بندون کے افعال اختیاری اور امور اضطراری کے خلق تکوینی مین ممکن ہوگا اور یہ منافی
تصدیق کو عموم آیت قرآنی اور روایات ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے جو دلالت کرتے ہین خلق تقدیری کے شامل ہونے کو
تمام اشیا کے لیے نہوگا اب صاحب عقل سلیم پر پوشیدہ نہ ہے کہ بعد اِن احتمالات صحیحہ کے استدلال اشاعرہ اور جو اُس
استدلال سے متمسک ہون اُنکے استدلال باطل ہوئے کیونکہ مشہور ہو اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال نیز کہ ابطال
استدلال ہمیشہ متشابہ سے بذریعہ ہمیشہ کہ قوت نص کی اور محکم کی رکھتے ہین کیا گیا اور اب بحمد اللہ جو عقیدہ فرقہ حقہ کا حقیقت ہے
وہ اپنے حال پر باقی رہے بلکہ سب سے بلند ہوئے اللھم اجعلنی من المؤمنین المستقیمین فی الدنیا والآخرۃ **فصل**
چھٹی بیان مین اِس امر کے کہ حق تعالیٰ حکیم ہو اور اُسکے سب کام بحکمت و مصلحت منوط ہوتے ہین اور فعل عبث
اور بے فائدہ اُس سے نہین صادر ہوتا اور افعال مین اُس کے اغراض صحیحہ اور بڑی بڑی حکمتین ملحوظ ہوتی ہین لیکن یہ
غرض افعال الٰہی مین بندون کی طرف عاید ہوتی ہو اور یہ نہین ہو کہ کوئی غرض اُسکی اپنی منفعت کے حاصل کرنے کو ہو
اور یہ بات ضروریات مذہب شیعہ سے ہو اور اہلِ سنت سے معتزلہ اُنکے اِس سے موافق ہین مگر اشاعرہ بہ تبعیت حکما کہتے ہین
کہ افعال خدا کے معلل باغراض نہین ہین اگرچہ اِسکا اعتراف کرتے ہین کہ ہر کام خدا کے کامون سے مقرون بانواع
حکمت و ثمرات ہو لیکن گمان کرتے ہین کہ حق تعالیٰ کو یہ ثمرات افعال مین اپنے مقصود نہین ہوتے اگرچہ اُسپر مترتب ہوتے ہین
بلکہ محال ہو کہ کوئی کام اُسکا خالی فوائد و ثمرات سے ہو بالجملہ کوئی اہلِ اسلام سے اِسکا منکر نہین ہو کہ خدا کے کام مشتمل
مصالح و حکمت پر نہین فرق اتنا ہو کہ بعض اقرار لفظی اور انکار معنوی کرتے ہین مثل اشاعرہ کیونکہ لفظ تو اُنکا مذکور ہوا
اور معنوی انکار اُنکا یہ ہو کہ اُنکے علما تصریح کرتے ہین مثل امام فخر رازی و شارح مقاصد و شارح مواقف کہ کیا غایت و مصلحت ہو
نہین کہ حق تعالیٰ کفار کو تکلیف ایمان دے باوجود اِسکے کہ جانتا ہو کہ وہ ایمان نہ لاینگے اور پھر انھین ہمیشہ آگ مین رکھے اور

بعض نے اُنکے کہا ہو کہ بعض افعال خدا کے کچھ فائدہ نہیں رکھتے جیسا کہ کفار کا ہمیشہ آگ میں رکھنا ہو کہ اس سے
کسی کو فائدہ نہیں ہو اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے کہا ہو کہ شیطان کا پیدا کرنا اور اُسے مہلت دینا اور اغواے
انسانی پہ قدرت بخشنا اور تصرف دینا اُسے ہر ایک دل پر مادہ صلح کو قطع کرتا ہو اور ایسی باتوں سے اُنکے حسبان
ظاہر ہوتا ہو کہ اُنکا یہ دعویٰ کہ افعال خدا کے مشتمل اوپر حکمتوں کے اور مصلحتوں کے ہین یا اقرار زبانی ہو اور باطن میں
مصالح ربانیہ سے یقینی انکار ہو اور عبث و قبیح کی نسبت خدا کی طرف جائز سمجھتے ہین حالانکہ یہ منافی ہو آیۂ کریمہ
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا لیکن امامیہ بس بحمد اللہ بموافق ارشاد اپنے ائمہ ہدیٰ ظاہر و باطن مین اسکا اقرار و یقین
کرتے ہین کہ کوئی فعل خدا کا اُسکے کاموں سے خالی مصلحت و حکمت سے نہیں ہو اگرچہ یہ لازم نہیں ہو کہ ہمارے
عقول ناقصہ بھی کنہ حکمت تک ہر فعل کی اُسکے پہونچ سکین جیسا کہ توحید مفضل مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہو اور خلاصہ اُسکا یہ ہو کہ بعضے ملحدین نے کہ انکار صانع مدبر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جو کچھ اس عالم مین
واقع ہوا ہو از روے صنعت و حکمت و تدبیر نہیں ہو اور جو اُنکے مانند بعض عوام سے ہین وہ بسبب اپنے نقصان
عقل کے ادراک مصالح اور حکمتہاے بزرگ کا جو نہیں کر سکتے تو گمان کرتے ہین کہ یہ امور خالی حکمت و مصلحت سے
ہین پس حق تعالیٰ بلند ہو اس سے جو یہ وصف کرتے ہین اور یہ ضلالت مثل چند اُن نابیناؤں کے ہو کہ ایسے گھر مین
داخل ہوں جو نہایت نیکی و استحکام سے بنا ہوا اور بہت عمدہ فرش فاخر اُسمین بچھا ہوا اور جو جو کچھ کہ چاہیے کھانا
اور پانی اور پوشاک وغیرہ کہ آدمی اُنکی طرف محتاج ہوتا ہو وہ اُسمین مہیا ہو اور ہر چیز مقام مناسب پر رکھی ہو
پس وہ اندھے اُس مکان بلند مین چپ و راست پھرین اور اُس گھر مین جو درجات کہ آراستہ ہین اُنمین داخل ہوں
اور اپنی آنکھ کے نہونے سے نہ اُس گھر کی بنا کو دیکھین جو اُسکے رہنے والوں کے لیے مہیا کیا گیا ہو اُسے دیکھین بلکہ
ایسا ہو کہ اندھوں کی طرح پاؤں مارین کسی ظرف پر یا کسی چیز پر کہ جو مقام و موقع سے رکھی ہو اور اُسکی طرف احتیاج
بہت ہو اور یہ نہ جانین کہ کس جہت سے یہ چیز یہان رکھی تھی اور اس ٹھوکر کے لگنے سے غصہ کرین اور اُس گھر کی
اور گھر کے بنانے والے کی جسنے خوب بنایا اور خوب آراستہ کیا مذمت کرین بعینہ یہی حال ہو اُس گروہ کا بھی
جو حسن تقدیر معبود حقیقی اور کمال تدبیر عالم وجود مین انکار کرتے ہین کیونکہ بسبب اذہان ناقصہ اُنکے اسباب و علل فوائد
اشیا مین ادراک سے قاصر ہین دریافت نہیں کر سکتے تو اس عالم امکان مین نادان و حیران پھرتے ہین اور جو کچھ
اس گھر مین حسن صنعت اور درستی نظام و استحکام خلقت کی صنعتین کام مین لائی گئی ہین اُنہین نہیں سمجھتے اور جو ایک
شخص نے اُنمین سے اُنہیں مطلع ان حکمتوں پر کیا اور وہ چیز کہ اُسکے سبب کو نہیں جانتے اور اُنکی عقل اُسکی حکمت کو
نہیں پہونچتی بتایا تو اُسے موصوف بخطا کرتے ہین اور بے عقل جانتے ہین فقط اور اشاعرہ کا استدلال اپنے مذہب پر
یہ ہو کہ اگر خدا کے کام کسی غرض و غایت کے لیے ہوں تو اس سے لازم آتا ہو کہ حق تعالیٰ اپنی ذات مین ناقص ہو اور اپنے

غیر سے کمال حاصل کرے کیونکہ یہ غرض و غایت کام کرنے والے کے حق مین اولی ہو اور کمال کے یہی معنی ہین لیکن تعجب کی بات ہو کہ نہین سمجھے کہ ذات مقدس اُسکی کامل من جمیع الجہات ہو اور کامل بالذات کا مقتضی ہو کہ اپنے غیر کو فائدہ پہونچاوے او تحقق ہونے شرائط اور ارتفاع موانع کے اپنے تئین فائدہ پہونچانے سے باز نرکھے پس فائدہ کا نہ پہونچانا باوجود قدرت وارتفاع موانع نقص ہو نہ کہ فائدہ پہونچانا نقص ہو اور اگر حق تعالی کسی چیز کو بدون غرض غایت کے واقع کرے تو ایسے کامون مین لاعب و عابث ہوگا اور عبث کا صادر ہونا البتہ حماقت و بے عقلی ہو اور اِس سے حق تعالی نے خود انکار فرمایا ہو جیسا کہ آیہ افحسبتم الخ مین مذکور ہوا اور اگر فائدہ کا پہونچانا اُسکے پہونچانے سے بہ نسبت ذات باری کے اولی ہوا تو اِسمین کیا نقصان ہو کیونکہ یہ امور از قبیل صفات فعل ہین اور یقینی بات ہو کہ فعل اُسکا ہر چیز کو ایک وقت مین اور ترک کرنا اُسی فعل کا دوسرے وقت مین اولی و الیق ہوتا ہو اور از بسکہ یہ امور اضافیہ اور اعتباریہ ہین اُن مین تغیر لازم آتا ہو حاصل یہ ہو کہ اگر صفات کمالیہ ذات مین اپنی محتاج غیر ہون تو نقص ہو لیکن یہ امور اعتباریہ اور اسماے اضافیہ کہ بسبب صدور افعال کے اُسکی ذات اقدس کی طرف منسوب ہوتے ہین تو حقیقت مین خالی ہونا اُنسے سوقت مین کہ جب اصلح نہو نہ عیب ہو نہ نقص ہو اور نہ متصف ہونا اُسکا وقت اصلح مین استکمال ہو بلکہ ایک کمال ہو کہ اُسکی ذات سے صادر ہوتا ہو اور اگر کوئی اِس کمال کا نام استکمال رکھے تو اُنکی اصطلاح خاص ہو اور اصطلاح مین ہر کسیکو اختیار ہو کیونکہ کمال ذاتی کمال فعلی مین جاری نہین ہوسکتا سوا اِسکے اور جو نقص اِس مذہب پر بطلان مصالح الہی سے لازم آتے ہین وہ دوسری فصل مین اِس باب کی مذکور ہوے حاجت اعادہ کی نہین ہو اور مولانا ے مجلسی علیہ الرحمہ نے حق الیقین مین کہا ہو کہ بعضے متکلمین کا اعتقاد یہ ہو کہ افعال الہی متضمن مصلحت ہوتے ہین مگر اصلح ہونا ضرور نہین ہو حاصل یہ ہو کہ خدا کا کام عبث نہین ہوتا مثل سفہا اور حمقا کے کامون کے بلکہ کسی نہ کسی مصلحت پر مشتمل ہوتا ہو اب رہا یہ کہ وہ اصلح ہو یہ پس یہ ضرور نہین ہو اور حقیقت یہ ہو کہ اِس امر خاص مین بغیر تفکر ضرور نہین ہو جیسا کہ اخوند صاحب نے بھی اِسی کو اختیار کیا ہو

فصل ساتوین بیان مین بعض الفاظ کے جو ذکر صفات الہی مین مذکور ہوتے ہین

اور اکثر وہ سات لفظ ہین لطف و توفیق و خذلان و ابتلاو تمحیص و محق و استدراج جاننا چاہیے کہ اکثر متکلمین امامیہ اور معتزلہ نے کہا ہو کہ لطف حق تعالی پر بحسب عقل واجب ہو خواہ اُسکی عدالت کی جہت سے یا بسبب اُسکے کریم ہونے یا کرم و عدالت دونون کے باعث سے لیکن لطف فرمانے کے شرائط کئی ہین کہ اُنکے ساتھ واجب ہوتا ہو جیسا کہ مذکور ہونگے اور لطف یہ ہو کہ اپنے بندہ مکلف کو طاعت سے قریب کردے اور گناہ سے دور کردے ساتھ اُسکے اختیار کے باقی رکھنے کے اور جبر نکرنے کے مثل پیغمبرون کے بھیجنے کے اور ائمہ علیہم السلام کے منصوب کرانے کے اور وعدہ کرنا ثواب کا اور وعید فرمانا عقاب کا اور سوا اُسکے جو اور الطاف ہین خواہ نعمتون کی قسم کے ہون یا آلام ہون عدمی ہون یا وجودی ہون بعد اُسکے یہ لطف حاصل کرانے والا واجب کا

یا مطلق ایسے کام کا ہو جو واجب ہو تو وہ توفیق ہے اور اگر باعث ترک معصیت کا ہو تو وہ عصمت ہے اگر ایسا لطف حق
تعالی ہو تو وہ مقرب ہے یعنی حاصل نہیں کرتا کسی نیکی کو اور دور نہیں کرتا کسی بدی کو لیکن اتنے قریب کر دیتا ہے
اسکو مکلف کو نیکیاں ہے اور خدا اُن سے منع کرتا ہے پس لطف سے اور گویا وہ ضد توفیق ہے اور کلام علما میں لطف کا اطلاق
کبھی وجہ سے ہوتا ہے ایک لطف محصّل ہے جو فعل ماموربہ کی تکمیل میں مداخلت رکھتا ہو دوسرے لطف مقرب کہ
اُسے تمکین اور قادر کرانے پر مکلف کے فعل ماموربہ پر قدرت دخل نہیں ہے اور متکلمین امامیہ میں یہ معنی معروف ہیں یعنی
معنی عام ہیں جو دونو کو شامل ہیں یعنے قریب کرے طاعت سے اور دور کرے معصیت سے اور عام اس سے ہو
کہ دخل اُسے تمکین میں ہو یا نہو جیسا کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب حق الیقین میں فرمایا ہے کہ حق تعالی پر لطف بحسب
عقل واجب ہے اور لطف ایک امر ہے کہ مکلف کو نزدیک کر دیتا ہے طاعت سے اور دور کرتا ہے معصیت سے مثل
پیغمبروں کے بھیجنے کے اور اماموں کے نصب کرنے کے اور وعدہ ثواب و وعید عقاب کرنے کے اور جو اسکے مثل ہیں
اور شارح مقاصد نے لطف مقرب کی مثال میں ارزاق اور آجال اور قوی اور اکمال عقول اور دلیلوں کا نصب بیان
کیا ہے اور جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اعطائے قوتہ عقلیہ از جملہ لطف ہے اور جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ نے
بھی تصریح فرمائی ہے ساتھ اس بات کے کہ معرفت لطف کی عام ہے اور یہ سب عموم لطف پر دلالت کرتا ہے پس جو لطف کہ
تمکین و اقتدار طاعات و ترک سیئات پر مداخلت رکھتا ہے اور وہ اسباب و آلات ہیں کہ بے اُنکے بندے توانائی و اقتدار
طاعت و ترک معصیت پر بہم نہیں پہونچا سکتے مثل زبان اور اعضا و جوارح کے کہ شکر بدون اُسکے یا اور طاعتیں بے
اُنکے نہیں ہو سکتیں اور اسی طرح اکمال عقل اور جو کچھ کہ تکلیف اور امتثال امر اوسپر موقوف ہے اُسکا دینا یقینی خدا پر واجب ہے
والا تکلیف بے جا اور مستقبح ہوگی اور اسی جملہ سے ارسال رسل ہے اور معجزات کا اُنکے ہاتھ پر جاری کرنا ہے اور اقامت دلائل
کی حقیقت عقائد حقہ پر ہے کیونکہ اسمیں شک نہیں ہے کہ جملہ شرائط تکلیف سے مکلف کا جاننا یا متمکن ہونا اُس چیز کے
جاننے سے ہے کہ ساتھ اُسکے تکلیف کی گئی ہے اور قدرت اُسکی اُس کام پر ہے اور یہ بات سمعیات میں بدون بعثت پیغمبران
ممکن نہیں ہے پس اُسکا واجب ہونا ثابت ہے گو حسب اصطلاح اُسے لطف نہ کہیں اب رہا یہ جو کچھ طاعت سے قریب کرے
اور گناہوں سے دور کرے گو مداخلت اعطائے تمکن و قدرت میں نہ رکھتا ہو اور طاعت کا کرنا اور اسی طرح ترک اُسکا
بے اُسکے بھی متصور ہو پس اُسکے بھی واجب ہونے میں فی الجملہ کوئی خلاف جو متکلمین میں معروف ہو نہیں ہے اور جناب
اخوند صاحب نے بھی حق الیقین میں کہ یہ کتاب بحار کے بعد کی ہے اعتراف اُسکے وجوب سے کیا ہے اور مشہور دلیل وجوب کی
اس لطف کے یہ ہے کہ اگر خداوند عالم باوصف اسکے کہ اُسے بندوں کا مطیع ہونا مطلوب ہے تا کہ انہیں ثواب دے لطف
مقرب کو عمل میں نہ لائے تو اُسکی غرض کے مناقض ہوگا لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ حق تعالی کسی جگہ اسے ترک نکرے
کیونکہ اس لطف کا واجب ہونا من حیث الحکمۃ بنسبت جمیع مکلفین کے ثابت نہیں ہے بلکہ مختار امامیہ یہ ہے کہ جیسا

یہ لطف واجب ہے اسی طرح استدراج اور ختم اور طبع اور اضلال بھی خدا کی طرف سے ہوتا ہے جیسا کہ مولانائے طبرسی نے تفسیر بعض کتب میں کہا ہے کہ اضلال کبھی اس معنی پر آتا ہے کہ حق تعالیٰ اس لطف کو جو مومنین پر بطور جزائے ایمان انکے مبذول فرماتا ہے انہی کفار سے منع کرے اور اس سے یہ صاف معلوم ہوا کہ یہ لطف بعض مکلفین کی نسبت نہیں واقع ہوتا اور یہ کیونکر نہو حالانکہ ظاہر ہے کہ جو کفار و فساق کہ اہلیت الطاف ربانیہ کی نہیں رکھتے بذل الطاف انکی نسبت ہرگز سزاوار نہیں اور جب لطف عام نہوا تو مشروط بشرائط اور منوط ساتھ رفع موانع کے ہوگا اور جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ جملہ شرائط وجوب لطف سے خدا کا جانتا ہے اس امر کو کہ مکلف بعد حصول لطف جسکی تکلیف دی گئی ہے اُسے بجا لائیگا کیونکہ جب جانیں کہ بذل لطف اُس شخص کی نسبت کوئی فائدہ نہ بخشے گا تو لطف کا کرنا عبث ہوگا مگر اُس مقام پر کہ جب اتمام حجت اور بندوں کے عذر کا قطع کرنا یا جا سکے مثل اور مصالح ہوں ملحوظ ہو اور اُسی شرائط سے سبق استحقاق ہے والا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی چنانچہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کہا ہے کہ کوئی شبہ اس میں نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلق کو شامل ہیں مگر ان نعمتوں میں بھی بعض کو بعض سے اختصاص ہے اور یہ یا بسبب انکی اختصاص کے ہے یا اور کسی سبب سے جو مقتضی اختصاص کو ہوا ہو اور مرتبے اسکے یکساں نہیں ہیں اسی طرح لطف کے درجات برابر نہیں کیونکہ جو الطاف بہ نسبت انبیا اور اوصیا کے مرعی ہوتے ہیں وہ دوسروں کو ضرور نہیں ہیں اور انہیں شرائط سے یہ ہے کہ لطف منافی تکلیف نہو والا مناقض غرض آزمایش ہوگا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ دنیا تمام اُس گھر کا ہے جسمیں آزمایش بندوں کی اور تمیز نیکوں کی بدوں سے ہوتی ہے پس اگر حق تعالیٰ جو کچھ طاعت کرنیوالے کی طبیعت چاہے وہ اُسے میسر کردے تو جو مقصود اصلی امتحان ہے وہ کہاں رہے اور مطلوب امتحان سے یہ ہے کہ مقربان بارگاہ احدیت کے مراتب کا اظہار کرے اور انکی بلندی شان و مرتبہ کی سب کو دکھائے کہ اس دار محن میں جنے ل چاہتا ہے کتنے دور رہے ہیں اور راہ خدا میں کیا کیا رنج و مصائب کے متحمل ہوئے ہیں اور ہر حال میں خدا کی یاد کو نہیں بھولے اور ہجوم بلا و مصائب میں کبھی دلتنگ نہیں ہوئے اور طاعت کے کرنے سے اور گناہوں کے اجتناب سے کبھی غافل نہیں ہوئے اور مقتضائے رحمت ربانی کو ہمیشہ اپنی مقتضائے طبیعت پر ترجیح و تفضیل دیتے رہے ہیں پھر کیونکر ہو سکے کہ انکا حال مثل اُن لوگوں کے ہو جو طاعت نفس کو طاعت خدا پر مقدم رکھتے ہیں اور اگر انکی خواہش نفس کے موافق اسباب ظاہریہ بہم پہونچے تو بالعرض طاعت خدا کی کرتے ہیں اور اگر کسی مصلحت کے لیے حق تعالیٰ نے کہ علم اُسکا سب سے زیادہ ہے انکی مطلوب و مرغوب کے موافق نکیا تو طاعت میں کسل کرتے ہیں اور قضائے الٰہی پر راضی نہیں ہوتے پھر اگر بنا اسکے کہ تکلیف تمیز مستحق کی غیر مستحق سے کرے اور بنا اسکے کہ سابق میں کوئی امتحان کر چکا ہو ہر ایک کی موافق تمنا کے اسباب جمع کر دے جس سے عبادت اُنسے ہو سکے تو یہ بھی ضرور ہوگا کہ اُس طاعت کو خدا قبول کرے اور جو ایسا ہو تو پھر تمیز نفوس قدسیہ و نفوس خبیثہ اور خسیسہ میں کیونکر حاصل ہو اسلیے حکمت اور رافت الٰہی اس امر

یہ امر جائز نہیں ہوا کہ عطائے قدرت و تمکین پر جسکی تکلیف دی گئی ہے سب مکلفون کو شریک کرے تاکہ حجت خدا
اور محل کا لحاظ باقی رہے اور آزمایش کے لیے اور سب کی نظر مین مستحق کو غیر مستحق سے ممتاز ہونے کے لیے اور عالی و
سافل کے فرق کے ظاہر ہونے کو تحمیل امور شاقہ کی اور ان چیزون کی جو منافی طبع ہین فرمائی تاکہ اگر ایک جماعت
متحمل ان امور کا ہو کر رضائے خدا کو اپنی رضائے نفس پر مقدم رکھے اُسکے لیے جتنا الم و رنج راہ خدا مین اُٹھاے
اسی قدر ثواب و جزا زیادہ تر فرمائی جائے اور جو کوئی اپنی رضائے نفس شوم کو رضائے الٰہی پر مقدم کرے اور شیطان کی
اطاعت کرے تو چونکہ حق تعالی نے تکلیف بعد تمکین کی فرمائی تھی جسکا صادر ہونا اُس سے محال نہ تھا اور حجت کو تمام کیا تھا
اور کوئی گنجایش اُسے عذر و کلام کی نہین تھی اُسکے لیے اگر وہ لائق مرحمت و عنایت رکھے تو اعانت اسکی ساتھ توجہ
کرنے اسباب کے طرف مطلوب خیر کے اُسکی استحقاق کے باعث یا محض اپنے تفضل سے فرماتا ہے اور اگر لائق عنایت
نہین ہے بسبب اپنی شومی نفس کے تو حکیم علیم اپنے لطف و مہربانی کو اُس سے سلب فرماتا ہے اور بیان شافی اس مطلب کا
خطبہ قاصعہ مین ہے جو جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے اور نہج البلاغہ مین سب موجود ہے کہ وہ بحر زخار ہے اور چند فقرے
اُسکے مع ترجمہ حدیقہ سلطانیہ مین بھی مذکور ہین من شاء فلیرجع الیہ بالجملہ تین لفظون کے معنی الفاظ ثلاثہ سے
بیان ہو چکے چار لفظ یعنے ابتلا و تمحیص و محق و استدراج کا بیان یہ ہے کہ ابتلا بمعنی آزمایش ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے لیبتلی
اللہ ما فی صدورکم یعنے تاکہ آزماوے خدا اُسے جو کچھ کہ تمھارے سینون مین ہے تمھارے اعمال سے کیونکہ خدا اگرچہ عالم
ہر چند بعلم غیب حال ہر چیز کا جانتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید یعنے ہم نے آدمی کو پیدا کیا ہے اور ہم جانتے ہین اُسے جو اسکے دل مین آتا ہے اور ہم اسکی رگ گردن سے بھی
زیادہ اُس سے قریب ہین لیکن حق تعالی چاہتا ہے کہ اُنکے حال کا معاینہ فرماوے پس اُنکے ساتھ آزمایش کا معاملہ فرماتا ہے تاکہ
اُنکے حال کو سب پر ظاہر فرماے گو خود محتاج آزمایش نہین ہے اور تمحیص خالص کرنا ہے اور محق ناپید کرنا ہے کسی چیز کا ایک حال سے
دوسرے حال کے بعد جیسا کہ فرماتا ہے ولیعلم اللہ الذین امنوا الی ان قال ولیمحص اللہ الذین امنوا ویمحق الکافرین
یعنے تاکہ آزماے خدا ان اشخاص کو جو ایمان لاے ہین اور تاکہ خالص کرے اُنکو گناہون سے بسبب ابتلا کے اور ہلاک
کرے کافرون کو بسبب اُنکے گناہون کے وقت آزمایش مین اُنکے تخلیہ کے ساتھ درمیان اُنکے اور اُنکی خواہشون کے
اور فرماتا ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین جناب مولانا طبرسی نے
جو اسکی تفسیر مین فرمایا ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ حق تعالی کی غرض اختبار و ابتلا سے یہ ہے کہ مومنین کو تمیز بایمان مشاہدہ فرماوے
کیونکہ حق تعالی اُنکے ایمان کو قبل اُنکے اظہار کے ویسا ہی جانتا ہے جیسا کہ بعد اظہار اُنکے جانتا ہے پس قبل از اظہار ایمان جانتا تھا
کہ نزدیک ہے کہ بسبب ایمان کے یہ دوسرون سے ممتاز ہونگے پس جبکہ اُنھون نے ایمان ظاہر کیا تو جانا کہ انکا تمیز و امتیاز
قوت سے مرتبہ فعل مین آیا اور یہ تغیر جو واقع ہوا تو واقع مین اور بالاصالہ معلوم ظاہر ہے ذات باری مین نہین ہے

کیونکہ ذات عالم ہو لیکن بسبب ان تعلقات کے علم ذاتی متغیر ہوتا ہو اور نہ بعین کچہ نقصان یعین ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ مراد اس سے یہ ہو کہ تا دوستان خدا انکو تمیز بایمان جائین پس اظہار حال دوسون پر دشمنون سے اور غرض اسکے جو ہون جاہتا ہو تاکہ محبت انکی مشاب کے ثواب دیتے ہین اور معذب کے اوپر عذاب کرنے مین سبکی نظر مین تہ مشاہد ظاہر و واضح ہو جاے اور اپنی طرف جو اسکی نسبت دی ہو یہ اسلیے کہ تا تفضیح حال انکے زیادہ تر ظاہر ہو اور دوسرے معنی صحیح ہین اور معنی استدراج کے وہ ہین جو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہو جبکہ راوی نے پوچھا فرمایا کہ استدراج حق تعالی کا فعل نسبت اس بندہ کے ہو جو گناہ کرتا ہو پس حق تعالی اُسے مہلت دیتا ہو اور اپنی نعمتون کو اسپر زیادہ فرماتا ہو پس یادہ تر استغفار سے غافل ہوتا ہو اور اسی معنی سے قرآن مجید مین اشارہ فرمایا ہو ولا تتبع من اغفلنا قلبہ یعنے انکی پیروی نکر جسکے دل کو غافل کردیا ہم نے پس حق تعالی نے اُس سے استدراج کیا ہو اس طرح کہ وہ نہین سمجھتا کتاب کافی مین جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہو کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جب خداوند عالم کسی بندے پر اپنے بندون مین سے لطف و رحمت فرماتا ہو تو جب وہ گناہ کرتا ہو تو اُسے کسی بلا مین مبتلا کرتا ہو کہ جلد اُسے استغفار یاد آے اور طلب مغفرت مین اپنی کوشش کرے اور جب کسی بندے پر اپنے بندون مین سے خشمناک ہوتا ہو اور وہ گناہ کرتا ہو تو حق تعالی اسپر نعمت کو زیادہ کرتا ہو تاکہ استغفار اُسکے دل سے نکل جاے اور گناہ مین مشغول رہے اور یہی معنی ہین قول خدا کے جو فرمایا ہو سنستدرجہم من حیث لا یعلمون

فصل ہشتم بیان مسئلہ اصلح مین

واضح ہو کہ اس مسئلہ کا مسئلہ لطف کے موضوع سے عام ہو کیونکہ ہر لطف اصلح ہو لیکن ہر اصلح لطف نہین ہو کیونکہ جائز ہو کہ ہر اصلح کو طاعت سے قریب کرانے مین اور گناہون سے دور کرانے مین دخل نہو اور یہ بات اُس اصلح مین جو بحسب دنیا ہو بہت واضح ہو لیکن جو اصلح بحسب دین ہو اُسمین بھی تامل کے بعد معلوم و ظاہر ہوتا ہو کیونکہ مثلاً شدت سکرات موت کی بسبب اسکے کہ کفارہ گناہون کا ہو مومن کے لیے اصلح ہو لیکن وہ کسی طاعت سے قریب نہین کرتا ہو یا اُس عمل خیر کی توفیق جو مردہ کے بعد اُسکے پس ماندہ بجا لائین مردہ کے لیے اصلح ہو لیکن اُسے کسی طاعت سے نہ قریب کرتا ہو نہ کسی گناہ سے دور کرتا ہو اور اسی کے مثل ہو وہ کہ زندگی مین حق تعالی اپنے بندے کے لیے ایسے اسباب جمع کردے کہ باعث زیادتی ثواب کا اور اُسکے اقرب کا خدمت رب الارباب مین ہو جیسا کہ حدیث مین وارد ہو کہ جو عمل کہ دشوار تر ہو ثواب اُسکا زیادہ ہو پس اجتماع اسباب مشقت باعث زیادتی ثواب طاعت ہوتا ہو ہر چند کہ صورت خفت مین بھی بندہ طاعت سے قریب ہوتا ہو اسی طرح اسکے موضوع کے عموم کی نظیرین بہت ہین اسی لیے مسئلہ لطف کے بیان کے بعد حاجت اس مسئلہ کے بیان کی طرف داعی ہو لیکن معتزلہ بصرہ اصلح کو بمعنی انفع لیتے ہین اور معتزلہ بغداد اصلح بحسب حکمت و تدبیر مراد لیتے ہین اور حقیقت یہ ہو کہ جو شخص قواعد عدل الہی سے بہرہ مند ہو وہ جانتا ہو کہ استدراج مقام استدراج مین اور اسی طرح اضلال و طبع و ختم اسکے مقام پر عین لطف و صواب ہو جیسا کہ لطف و اصلح اور ارادہ یعنے ہدایت کرنا او

توفیق یعنے اسباب خیر کا مہیا کرنا الخ۔ تمام پیغمبر اور خلفاء دنیا کو محل ابتلاء و آزمائش کا ہو وہ جس طرح یہ چاہتا ہے اور اسکا
محتاج ہے کہ اسمین پیغمبران و اُنکے اوصیا مبعوث و منصوب ہوں اور ہمیشہ حجت خدا زمین پر رہے اسی طرح اسکا مقتضی
یہ بھی ہے کہ قوائے شہوانی اور شیطان بھی اسمین ہو اور اسکا حال بعینہ خانہ مسکونہ کا ہے کہ وہ جس طرح یہ چاہتا ہے کہ ایک جگہ
اسمین نفیس اُٹھنے بیٹھنے اور استراحت کرنے کو ہو اسی طرح یہ چاہتا ہے کہ ایک مقام کثیف بھی ہو کہ اسے بیت الخلا بنائیں کہ
اُسمین سب جاکر بول و غائط دفع کیا کریں لیکن اگر کوئی اندھا اس گھر مین جائے اور اُسے بیت الخلا کو اپنا خانہ جستا
بنلے اور اس جہت سے اذیت سکونت کی اُسمین اُٹھا کر اپنی بوچگوئی سے صاحب خانہ کی تنقیص و تفضیح کرے تو وہ قبح مین
نقص صاحب خانہ کا نہین ہو نے پائیگا بلکہ نقص اُسکے نابینا ہونیکا ہے اور وہ گھر مشتمل مصالح پر ہے خانہ استراحت بھی
اسمین ہے اور بیت الخلا بھی ہے اور دونوں کا ہونا ضرور ہے اسی طرح جو فعل حق تعالی کا جسکے ساتھ موافق حکمت کے ہے وہ اصلح ہے گو کم
علما کا اسمین خالی اجمال سے نہین ہے چنانچہ کتاب تجرید مین محقق طوسی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اصلح کبھی واجب ہوتا ہے بسبب
پائے جانے داعی کے اور نہونے سکے صارف کے اور جناب آخوند صاحب نے حق الیقین مین بھی فرمایا ہے کہ اکثر
امامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کچھ خلق و انتظام عالم کے لیے اصلح ہو اسکا کرنا حق تعالی پر واجب ہے اور بعض متکلمین کا اعتقاد
یہ ہے کہ فعل الٰہی کو متضمن مصلحت پر ہونا چاہیے اصلح ہونا ضرور نہین ہے اور ظاہرا اتفاق اس مسئلہ مین ضرور نہین ہے انتہی
کلامہ اور حقیقت یہ ہے کہ جناب آخوند صاحب نے جن بعض کے اس کلام کو نقل کیا ہے اُنکے جواب مین ممکن ہے کہ یہ کہا جائے
کہ جب حکیم مطلق پر یہ جائز نہین ہے کہ دو متساوی سے ایک کو ترجیح دے تو اختیار کرنا مرجوح کا بطریق اولی روا نہوگا اور
اسمین کوئی شک نہین ہے کہ اصلح جو اُس سے ادون ہے اُسپر ترجیح رکھتا ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا اپنے کام مین اصلح کو چھوڑ
ادون کو اختیار فرمائیگا اور جب ثابت ہوا تو پھر مذہب مشہور کہ امامیہ کا اپنے حال پر باقی رہیگا لیکن جو بعض اشخاص نے ذکر
فرمائی ہے وہ بھی خالی اجمال سے نہین ہے اور جناب سید سند اعلی اللہ مقامہ نے حدیقہ سلطانیہ مین فرمایا ہے کہ حاصل مقصود
اس جگہ یہ ہے کہ اصلح نسبت ہر شخص کی بطریق کلی خدا پر لازم نہین ہے بلکہ جو خدا پر لازم ہے وہ یہ ہے کہ اصلح کو بحسب نظام کلی
ملحوظ رکھے اور محقق طوسی نے شرح اشارات مین بھی یہی اختیار کیا ہے اور مراد ظاہری اسکی یہ ہے کہ حق تعالی پر اصلح جمیع
وجوہ سے ہر واحد کی نسبت واجب نہین ہے لیکن اصلح فالاصلح یعنے جو ضروری ہو اسے ساتھ رعایت شرائط استحقاق کے
اور رفع موانع خارجیہ کے عمل مین لانا لازم ہوگا اور اس صورت مین اصلح مطلق کی بھی فوت جبکہ شرائط تحمل جمع
ممنوع ہوگی اور ضابطہ کی قدح نکرے گی اور شاید کہ جو تجرید مین محقق نے فرمایا ہے کہ اصلح کبھی واجب ہوتا ہے ساتھ
وجود داعی کے اور نہ پائے جانے اسکے صارف کے اسی لیے ہو کیونکہ فوت ہو جانا اس اصلح کا جو اعلی مرتبہ مین ہو
بہ نسبت ایک شخص کے یا اسلیے ہوگا کہ اُسے استحقاق اُسکا نہیں اور اسکا ترک منافی عدالت کے نہین ہے اور یا بسبب
ضرورت انتظام کے نہو سکنے کے لیے ہے تو ترک اُسکا کیا ہوا اور اس صورت مین خداوند عالم تدارک اُسکا جو سکے لیے

یہان چھوٹ گیا آخرت مین بر تقدیر فرض استحقاق فرماوے گا جیسا کہ الامن غیر مستحق کی تاویل مین وارد ہی اور یہ بھی منافی
عدل نہین ہی اور یہ بھی ممکن ہی کہ نہین کہ حق تعالی بہ نسبت دونو فرقون کے اصلح عمل مین لاتا ہی لیکن ساتھ رعایت انکے
شرائط استحقاق کے متحقق ہونے کے اور موانع کے نہونے کے اور ضرور نہین ہی کہ جو کچھ ظاہر کے دیکھنے مین اصلح ہی وہ مطابق
واقع ہو کیونکہ مراد اصلح سے اصلح بحسب حکمت ہی نہ اصلح بحسب ظاہر اور یہ بہت ہی کہ ایک بات دیکھنے مین اچھی معلوم ہوتی ہی اور
باطن مین مشتمل اوپر مفاسد و موانع کے ہوتی ہی اور کبھی اسکے بالعکس ہوتی ہی یعنے باطن مین اچھی ہوتی ہی اور ظاہر مین بُری معلوم ہوتی ہی
لیکن حق تعالی کہ سب مصالح اور مفاسد کو جمیع امور کے جانتا ہی اور باریکی کو ہر چیز کے ظاہر و باطن کی پہچانتا ہی ہر شخص کے
واسطے جو کچھ اُسکے لیے اقرب بصلاح ہی عمل مین لاتا ہی پس بنابر اسکے مراد یہ ہوگی کہ حق تعالی پر لازم ہی کہ جو کچھ کل کے واسطے
اصلح ہو اُسے عمل مین لائے مگر باجتماع شرائط و رفع موانع لیکن اس جگہ پر شبہہ قوی ہوتا ہی کہ ہرگاہ حق تعالی افعال مین
رعایت اصلح کی ہی تو پھر دعا کرنے سے کیا فائدہ ہی بلکہ منافات قول اصلح سے رکھتا ہی جیسا کہ شارح مقاصد نے کہا ہی کیونکہ
بنابر اس قول کے جو کچھ کہ اصلح ہی وہ واجب الصدور ہوگا اور دعا سے تغیر اُسمین ممکن نہین ہی اور یہ قول اُسکا باطل ہی کیونکہ
نفس دعا ممکن ہی کہ متغیر مصلحت ہو جاوے تو جیسا کہ قبل دعا مصلحت ایک امر کے واقع کرنے مین تھی اِسی طرح دعا کے بعد
مصلحت اُسکے ترک مین ہو جائیگی اور جو اُسنے کہا ہی کہ اُس واجب الصدور مین تغیر ممکن نہین ہی یہ بھی باطل ہی کیونکہ
اصلح و لطف تفضل ہین جو وجوب اُسکا ساتھ پائے جانے شرائط استحقاق اور رفع موانع کے ہوتا ہی علاوہ اسکے ادلہ سمعیہ سے
ثابت ہی کہ دعا کرنا واجب ہی اور دعا سے مطالب حاصل ہوتے ہین اس لیے اُسکا ترک کرنا نہین چاہیے بلکہ جاننا چاہیے
کہ کبھی ایسا ہی کہ مصالح ادعیہ و تصدقات و اعمال خیر سے متبادل ہو جاتے ہین جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہی
ادعونی استجب لکم یعنے دعا کرو مجھسے تا قبول کرون تمھارے واسطے اور حدیث قدسی مین فرمایا ہی فاسئلونی
اکفکم واھدکم سبیل رشدکم یعنے مجھسے سوال کرو تا تمھارے مہمات کی کفایت کرون اور راہ نیک کی تمکو
ہدایت کرون اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ دعا مومن کی سپر ہی اور جب تم کسی دروازے کو زیادہ ٹھوکتے ہو
تو وہ کھل جاتا ہی یعنے صاحب اُسکا تمھارے لیے کھول دیتا ہی بالجملہ اس آیہ کریمہ اور مضمون حدیث قدسی اور
روایت سے معلوم ہوا کہ دعا کرنا ضرور ہی اور وہ جواب شارح مقاصد کے لیے بطور حجت سمعی کافی ہی لیکن خود دعا کے
باب مین تین اشکال وارد ہوتے ہین اُسے مع جوابات کے جو بطور حل مشکل ہی اور معصوم علیہ السلام کی طرف منسوب ہی
لکھتا ہون جیسا کہ جناب غفران مآب نے مواعظ حسینیہ مین فرمایا ہی اول یہ کہ یقینی ہم دیکھتے ہین کہ اکثر آدمی
حق تعالی سے اپنی خواہش کے موافق طلب کرتے ہین اور حاجات اُنکے روا نہین ہوتے اور بنابر اسکے لازم آتا ہی
کہ حق سبحانہ تعالی نے جو وعدہ فرمایا ہی ادعونی استجب لکم اُسمین وفا نہ فرمائی نعوذ باللہ منہ اور جواب اسکا یہ ہی کہ
اسباب دعا کے نہ قبول ہونے کی چند چیزین ہین ایک یہ ہی کہ کسی شرائط مین اُسکے خلل کرے چنانچہ منقول ہی کہ

ایک شخص جناب صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ دو آیۂ قرآن میں ہیں کہ انکا اثر مجھ پر ظاہر نہیں ہوتا حضرت نے فرمایا کہ وہ کون آیہ ہیں اُسنے عرض کیا کہ ایک یہ آیہ ادعونی استجب لکم کیونکہ میں نے دعا کی اور حق تعالیٰ نے اُسے قبول نہ فرمایا حضرت نے فرمایا کہ آیا تو یہ تجویز کرتا ہے اس سے کہ حق تعالیٰ نے خلف وعدہ فرمایا اُسنے عرض کیا نہیں پھر فرمایا کہ جب یہ تو تجویز نہیں کرتا تو جو قبول ہونے کا دعا کے سبب ہے تو جانتا ہے اُسنے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا حضرت نے فرمایا کہ میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ جب آدمی اطاعت و فرمانبرداری حق تعالیٰ کی کرتا ہے جس طرح اُسنے حکم فرمایا ہے اور دعا اُسکے طریقے دعا کا ہے برعایت اُسکے دعا کرتا ہے تو یقینی حق تعالیٰ دعا کو اُسکی قبول فرماتا ہے عرض کیا اُسنے کہ طریقۂ دعا کیا ہے فرمایا حضرت نے کہ پہلے خدا کی حمد و ستایش کر بعد اُسکے حق تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے اُنکا شکر ادا کر بعد اُسکے درود محمد و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین پر بھیج بعد اُسکے اپنے گناہوں کو یاد کر کے طلب مغفرت کر خدا سے پس یہ طریقہ دعا کا ہے بعد اُسکے فرمایا کہ دوسری آیہ کون ہے اُسنے عرض کیا کہ وہ قول حق تعالیٰ کا ہے وما انفقتم من شیٔ فہو یخلفہ یعنے جو کچھ کہ تم راہ خدا میں خیرات کرو گے تو خدا اُسکا عوض اُسکا دیگا پس بدرستیکہ میں انفاق کرتا ہوں اور اُسکا عوض نہیں پاتا حضرت نے فرمایا کہ آیا تیرا یہی گمان ہے کہ حق تعالیٰ خلف وعدہ فرماتا ہے اُسنے عرض کیا کہ نہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے اُس مال کو جو کہ حلال سے پیدا کیا ہے راہ خدا میں صرف کرتا ہے تو یقینی اُسکا عوض حق تعالیٰ اُسے دیتا ہے دوسرے دعا کے نہ قبول ہونے کے اسباب سے یہ ہے کہ کبھی بندہ کی حاجت کا بر لانا حق تعالیٰ کے علم میں باعث بندہ کے فساد عمل کا ہوتا ہے اور چونکہ بندہ بسبب اسکے کہ اُسے علم انجام کار کا نہیں ہے وہ اپنے مطلب میں نیکی کے سوا نہیں دیکھتا اس لیے اُسے حق تعالیٰ سے طلب کرتا ہے اور حق تعالیٰ کہ علیم مطلق ہے بمقتضائے علم و حکمت و مہربانی کے جو بندوں کے حال پر ہے اُسکی حاجت کو روا نہیں کرتا اور اسپر آیہ کریمہ عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون گواہی دیتا ہے اور بندہ کا حال اس بارے میں اُس بیمار کا ہے کہ جو عقل و علم سے بہرہ نہیں رکھتا اور وہ رجوع کرے طرف ایک طبیب کامل حاذق کے جو بیمار مذکور کے حال پر شفیق ہو اور وہ بیمار بنظر خوبی ذائقہ کے بعضی غذاؤں کو جو اُسکے حق میں مضر ہیں اپنی جہالت کے باعث سے حکیم سے کہے کہ اُسکے لیے وہ کھانا اُسکا تجویز کیجیے اور وہ حکیم چونکہ جانتا ہے ضرر کو اُن اغذیہ کی اس لیے اجازت نہ دے اور از جملہ اسباب تاخیر اجابت دعا زیادتی صلاح و پرہیزگاری کی ہے کیونکہ کبھی حق تعالیٰ جس بندہ کو اپنے دوست رکھتا ہے اُسکی آواز مناجات کا سننا چاہتا ہے جیسا کہ جابر ابن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ نے فرمایا کہ اُسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ کبھی دوست خدا کسی امر کے لیے دعا کرتا ہے اور حق تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ حاجت اُسکی روا کر لیکن تھمیں دیر کر پس بدرستیکہ میں دوست رکھتا ہوں کہ آواز اپنے بندے کی ہمیشہ سنا کروں اور کبھی ایسا ہے کہ دشمن خدا دعا کرتا ہے اور حق تعالیٰ جبرئیل سے فرماتا ہے کہ اُسکی حاجت جلد روا کر کہ میں اُسکی آواز کا سننا مکروہ جانتا ہوں اور اسی طرح اور بھی اسباب ہیں کہ تفصیل اُسکی موجب

تطویل ہو بعض احادیث مین وارد ہو کہ تین آدمیون کی دعا مقبول نہین ہوتی ایک وہ کہ حق تعالی نے اُسے روزی
دی اور اُسنے اُسے غیر راہ خدا مین صرف کیا اور پھر کہتا ہو کہ خداوندا مجھے روزی دے تو حق تعالی جواب مین اُسکے فرماتا ہو کہ
آیا مین نے تجھے روزی نہین دی دوسرا وہ شخص کہ اپنی زوجہ پر ظلم کرے اور اُسے بد دعا دے تو حق تعالی فرماتا ہو کہ
طلاق کیون نہین دیتا تیسرا وہ شخص کہ گھر بیٹھے اپنے اور سعی روزی کے لیے اپنی نکرے اور کہے خداوندا مجھے روزی دے
تو حق تعالی جواب مین فرماتا ہو کہ آیا مین نے کوئی راہ تیری روزی کے لیے نہین کردی ہو اور دوسری اشکال
یہ ہو کہ ہرگاہ ثابت ہوا کہ حق سبحانہ تعالی کے افعال موافق حکمت و مصلحت کے ہوتے ہین اور جو کچھ کہ خلاف مصلحت ہو
اُسے نہین کرتا پھر دعا کا کیا فائدہ ہو کیونکہ اگر دعا کرنے والے کا مطلب موافق حکمت ہو تو یقینی حق تعالی سے صادر ہوگا
اور اگر برخلاف اُسکے ہو تو محال ہو کہ خداے حکیم سے صادر ہو خواہ دعا کرے یا نکرے اور یہ موافق تقریر شارح مقاصد ہو
اور ہرچند جواب اِسکا لکھا جاچکا ہو لیکن وہ شان جواب مخالف کے تھی اور اب دوسری طرح لکھا جاتا ہو جاننا چاہیے
کہ ممکن ہو یہ بات کہ ایک امر پیشتر دعا کرنے والے کی دعا کرنے سے برخلاف مقتضاے حکمت تھا اور بعد دعا کرنے کے
مقرون مصلحت ہوگیا کیونکہ حق تعالی کی مصلحتین باعتبار تبدل اوقات و ازمان و اشخاص متبدل ہوتی رہتی ہین
اور اسی جہت سے کہ مصالح ہمیشہ بدلتے رہتے ہین آیات قرآنی اور شریعتین منسوخ ہوتی رہین پس ممکن ہو کہ دعا کے باعث سے
مصلحت بدل جاے مثلاً زید بسبب غفلت کے یاد خدا سے اور انہماک معاصی مین مستوجب اِسکا تھا کہ آلام اُسے
پہونچاے جائین لیکن جب اُس سے متنبہ ہوا اور توبہ کی اور حق تعالی کی طرف توجہ کی تو اب مصلحت یہ ہوئی کہ اُسے بعوض
نقمات نعم مرحمت فرماے اور بڑا شاہد اِسپر قصہ اُمت حضرت یونس ہو کہ جب اُنھون نے نبی کی تکذیب اور اصرار اپنے کفر و معاصی پر
کیا تھا تو اصلح اُنکے واسطے تعذیب الہی تھی اور جب اُنھون نے بمعاینہ آثار غضب الہی توبہ کی اور ایمان لاے اور نبی کی تصدیق کی
تو اب اصلح اُنکے حال کے موافق ترحم ہوا اور یہ ترحم بذریعہ دعا ہوا اِسی طرح ممکن ہو کہ دوسری جگہ بھی بذریعہ دعا کے
تبدل مصلحت ہوجاے اور بعد دعا کے حق تعالی دوسری مصلحت کے موافق فرماے علاوہ اِسکے یہ بھی ممکن ہو کہ کہا
جاے کہ دعا خود عبادت مستقل ہو اور انسان اُسپر ماجور ہوتا ہو گو موثر انجاح مرام کو نہو اِس لیے بھی اُسے عمل مین لانا چاہیے
اور فی الواقع یہ ہو کہ جیسا اظہار خلوص مرتبہ عبودیت دعا اور مناجات مین ہو ویسا اور عبادات مین نہین ہو اِسی لیے دیکھیے
کہ کسقدر ادعیہ اور مناجات قاضی الحاجات کے ساتھ جو پیغمبر خدا اور ائمہ کرام علیہم السلام نے اوقات خلوات مین اپنے
کیے ہین بکثرت کتب ادعیہ مین مسطور ہین اور مشتمل کیسے کیسے مضامین جلیلہ اور لطیفہ پر ہین خصوصاً ادعیہ ماثورہ سلطان العارفین
و مشیر وصف سالکین و صابرین جناب علی بن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام سے صحیفہ کاملہ مین کس کس فصاحت کلام
اور مضامین خلت انضمام پر محتوی ہین کہ اُسکے دیکھنے اور پڑھنے سے رقت قلب اور وہ حالت حاصل ہوتی ہو کہ جو غلام کو
اپنے آقاے جلیل کے سامنے زیبا ہو جسنے بلحاظ اُنکے معانی کے پڑھا ہو وہ جانتا ہو پس یقینی ان ادعیہ کا اور مناجات کا پڑھنا

اظہار شان عبودیت ہو تو بھی طاعت ہے اور ضرور ہے گو غرض حصول مرام کو نہیں لیکن بالضرور لطف جاودانی طاعت
دنیا میں اُس سے حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ باعث حصول اجر جزیل ہوگا تیسری اشکال یہ کہ گو
سنا جاتا ہے کہ بعض طلسموں میں اور نقشوں میں اور افسونوں میں اشخاص تاثیرات کا ظہور بیان کرتے ہیں کہ ہم ہرگز وہ آثار
ادعیہ مشروعہ اور ماثورہ میں نہیں پاتے اور اسی جہت سے یہ ہے کہ اکثر ابنائے روزگار ان ادعیہ کو چھوڑ کر ان اشخاص
کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ جنکو مہارت علم تکسیر وغیرہ میں ہو یا صاحب افسون و نقوش ہوں اور یہ بات بھی سبب انکا
ہوتی ہے کہ جس دعا ضرور نہیں ہے لیکن جواب اُسکا یہ ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے یعنی حق سبحانہ تعالیٰ نے بمقتضائے حکمت
مصلحت اپنی بعض چیزوں کو بعض کا سبب گردانا ہے یعنی جب سبب موافق وجہ مخصوص متحقق ہو تو چاہیے ثمرہ کا متحقق
خواہ وہ موافق شرع ہو یا برخلاف اُسکے مثلاً مقاربت مرد کی عورت کے ساتھ ساتھ وجود شرائط اور عدم مانع کے
سبب بچہ پیدا ہونے کا ہے خواہ یہ مقاربت زن حلال کے ساتھ ہو یا حرام کے ساتھ ہو یا چوری میں دوسرے کا مال
ملجاتا ہے یا تلوار کا کام کاٹنا ہے اور آگ کا کام جلانا ہے اور حق تعالیٰ نے امتحان کے لیے یا اور مصلحتوں کے واسطے کہ وہ سب سے
بہتر جانتا ہے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ بروجہ خاص اس عالم فانی میں تصرف کرو اور حد شرع سے تجاوز نکرو خواہ اس
صورت میں تمہاری تمنا کے موافق دنیا کی منفعتیں حاصل ہوں یا نہوں اور جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے
کہ ممکن ہے کہ افسون بھی سبب کسی امر کے حصول کا ہو جیسا کہ چوری کرنا مال کے ملنے کا سبب ہوتی ہے اور زنا بچہ پیدا ہونے کا
سبب ہوتا ہے لیکن جبکہ برخلاف نہج شرعی ہے تو عقلمند کو چاہیے کہ ایسے فائدہ کے لیے جو چند روزہ ہے نقصان ابدی یعنی
عذاب سرمدی کو بسبب مخالفت شرع کے اختیار نکرے علاوہ اسکے حکیم علی گیلانی نے شرح قانون میں لکھا ہے کہ میں نے
بہت کچھ دیکھا کہ ارباب تقی بذریعہ افسون و نقوش وغیرہ علاج امراض کرتے ہیں لیکن بعد تامل یہ امر واضح ہوا کہ ترتب آثار کا
انکے انھیں پر ہوتا ہے جو ناقص العقل اور جاہل ہیں علما اور صاحبان عقول سلیمہ اور کاملہ پر کبھی اثر ظاہر نہوا اور سبب اسکا
یہ ہے کہ وہ اشخاص جو ان باتوں کے معتقد ہیں جب انکے پاس کوئی تعویذ لکھنے والا یا نقش بھرنے والا یا منتر پڑھنے والا
آیا اور اُسنے تعویذ دیا یا نقش لکھا یا منتر پڑھا تو چونکہ انکو اُس سے حسن ظن ہے یہ جانتے ہیں کہ بس اب ضرور اس سے فائدہ حاصل
ہوگا اور وہ ذریعہ ہوتا ہے انکے نفوس کی قوت کا اور جب نفس قوی ہوا تو وہ آلام بدنیہ کی اصلاح کرتا ہے کیونکہ اصل معالج
نفس ہے نہ طبیب لیکن وہ موثر اُس منتر اور نقش کو جانتے ہیں اپنے نفس کی اصلاح و تاثیر کو نہیں پہچانتے اسی طرح اور امور
میں بھی سمجھنا چاہیے کہ کسی نے کوئی نقش بھرنا کسی امر کے لیے اختیار کیا اور آخر وہ امر امور دنیا سے ہوگا کیونکہ کوئی
یہ آرزو دنیا میں نہیں کرتا کہ بہشت یا حور عین کو یہاں طلب کرے بلکہ جو امور کہ از روئے عادت کے انکا حصول
ممکن ہے اُسی کی طلب کرتے ہیں اور اتفاقاً مطلوب مل گیا جیسا کہ امور دنیا میں اتفاق کو دخل ہے تو یہ اپنی نادانی سے
اس اتفاق کو اور امکان حصول کو اور اسباب حصول کو جو اتفاقیہ جمع ہو جاتے ہیں اور اپنے یا اپنے غیر کی ان تدبیر

جو اُسکے سوا ہوئین یا عطاے الٰہی کو خاطر مین نہین لاتے بلکہ اُسی نقش بھرنے کو اپنی جہل و حماقت سے مؤثر سمجھتے ہین اور
اُسکی تاثیر کے ساتھ اعتقاد جازم رکھتے ہین اور ہر ایک کے سامنے بیان کرتے ہین اور جو اُنکی طرح بے عقل و بے علم ہین وہ
اُسے سنکر اُسکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور معتقد ہوتے ہین اور وجہ ملازمت حصول مطلوب کو اِس نقش اور منتر کے ساتھ نہین
دیکھتے اور غور نہین کرتے تاکہ ظاہر ہو اُنپر کہ آیا اُسے لیاقت اِسکی ہو کہ مطلوب کو حاصل کرادے یا نہین فقط کاغذ اور روشنائی
یا اسماے جنات اور الفاظ مہملہ چند کی بھی یہ حقیقت ہو کہ خلاف مشیت الٰہی موجود کر سکین بخلاف اِسکے ادعیہ و مناجات کہ اُنمین
خدا کی طرف جو معطی مقاصد اور قادر ہو رجوع کیجاتی ہو اور ممکن ہو کہ اگر وہ خلاف مصلحت نہ جانے تو تمنا کے موافق ہمارے
عطا کرے کہ ہر چیز کا دینے والا وہ ہو نقوس خبیثہ جنکے اسما اکثر منترون مین ہوتے ہین کیا حقیقت ہو کہ کائنات اور مخلوقات
الٰہی مین متصرف ہون هذا ما يخطر بالبال و ربي اعلم بحقيقة الحال فصل نہم بیچ بیان مسئلہ آلام و اعواض

کے ہو یہ بات ظاہر ہو کہ خانۂ دنیا ایک گھر ہو جو رنج و عنا اور محنت و بلا سے بھرا ہوا ہو اور زندگانی اِس عالم فانی کی طرح
طرح کے آلام روحانی اور امراض جسمانی کے ساتھ بسر ہوتی ہو اور راحت اِسکی ملی ہوئی با نوع درد و ملال ہو اور طمینان و
صحت اِسکی مشتمل او پر صنوف خطرات و کلال ہو اور یہ رنج و الم اِس عالم مین نیک و بد اور مستحق اور غیر مستحق سبکے لیے مہیا و آمادہ
پس کوئی یہ توہم نکرے کہ یہ باتین حق تعالیٰ کے عدل کے منافی ہین کیونکہ بعض اِن آلام سے جو خدا کی طرف سے انسان پر
واقع ہوتے ہین وہ حقیقت مین منافی عدل و حکمت اور مخالف فضل و رافت خداے عادل رحیم کے نہین ہین اور جو
آلام کہ مخلوقات کی طرف سے ظاہر ہوتے ہین وہ نہ فعل خدا ہین اور نہ خدا اُس سے راضی ہو بلکہ حق تعالیٰ اُسکا تدارک فرماتا ہو
اور خواہ دنیا مین یا آخرت مین سزا ظالم کی ہر ظالم کو دیتا ہو اور اِس اجمال کی تفصیل یہ ہو کہ الم کی دو قسمین ہین ایک حسن اور
دوسرا قبیح قبیح کا صادر ہونا حق تعالیٰ سے محال ہو بلکہ یہ بندگان گنہگار سے واقع ہوتا ہو اور الم حسن کا خدا سے صادر ہونا
کوئی عیب نہین رکھتا بلکہ مستحسن ہو بلکہ بندون سے بھی اُسکا وقوع مستحسن ہو اور علماے امامیہ نے کہا ہو کہ الم چند جہت سے
مستحسن ہوتا ہو پہلے وہ الم ہو کہ بہت فائدہ اُسپر مترتب ہو اور دکھ پہونچانے والا اُسکا اعواض اور بہت فائدہ اُسپر مقرر کرے
یہان تک کہ دردمند بنظر اُسکی زیادتی منفعت کے اُسپر راضی ہو جاے اور یہ کچھ مستبعد نہین ہو کیونکہ بہت مشاہدہ
مین گذرا ہو کہ آدمی بتوقع فوائد بسیار تھوڑی درد و محنت کو گوارا کرتے ہین جیسا کہ اہل دنیا اُسکے طلب کرنے مین کیا کیا
زحمتین و مشقتین اپنے اوپر گوارا نہین کرتے اور طالبان علم اُسکی تحصیل مین کسقدر متحمل تعب و مشقت کے نہین ہوتے
مگر چونکہ جانتے ہین بڑے فائدے اُسپر مترتب ہونگے اور انجام اِس رنج کا راحت ہوگی اسلیے اُسے گوارا کرتے ہین دوسرے
یہ کہ الم و رنج دفع کرنے والا اُس ضرر کا ہو جو اس رنج سے زیادہ ہو جیسا کہ طبیب کسی شخص کے لیے جسے عادت کسی فصل مین
بیمار ہونے کی ہو قبل اِسکے کہ بیمار ہو فصد و مسہل تجویز کرتا ہو اور وہ شخص اِس خیال سے کہ اگر یہ استعمال نکرونگا تو مبادا پھر آیندہ
زیادہ تکلیف اُٹھانا پڑے اِس مشقت علاج کو گوارا کرتا ہو یا جب کسی کے کسی عضو مین فساد ہو جاے اور طبیب اِس

خیال ہے کہ اگر یہ عضو فاسد نہ کاٹا جائے گا تو سبب اسکا ہوگا کہ فساد سب بدن کے لیے عام ہوگا اور باعث ہلاکت کا بیمار کی ہوگا اُس عضو خاص کا جو فاسد و متعفن ہوگیا ہے کاٹنا تجویز کرتا ہے اور وہ بیمار نظر بر دفع ضرر آئندہ کہ زیادہ اس قطع سے ہے اسے قبول کرتا ہے تیسرے یہ کہ رنج و الم بوجہ مدافعت ہو یعنے ایک دوسرے کو دفع کرے مثلاً کوئی شخص کسی کے مارنے کا ارادہ کرے اور وہ دوسرا پیشتر اس سے کہ پہلے کا ارادہ ظاہر ہو اور اسکی تلوار چلے اُسے مجروح یا قتل کرے چوتھے یہ کہ وہ الم ایسا ہو کہ عادت اُسکے ساتھ جاری ہو جیسا آگ میں گر کر جل جائے یا دریا میں گر کر ڈوب جائے کیونکہ اِس الم کا انتساب خدا کی طرف اس راہ سے کہ آگ کو اور دریا کو کیوں پیدا کیا قبیح نہیں ہوسکتا پانچویں یہ کہ درد ایسا ہو کہ خبر اُسکے عمل کی ہو مثل اسکے کہ اُسنے خون ناحق کیا اور اُسے مقتول کے قصاص میں مار ڈالیں چھٹے یہ کہ تعب و الم میں ڈالنا اسلیے ہو کہ مزدوری اُسے زیادہ دیجائے جیسا کہ اُجرت بوجھ اُٹھانے والے کی اور کاریگر کی دیجاتی ہے اور جو قسم آلام کے اِسکے سوا ہیں وہ مستحسن نہیں ہیں اور وہ یہ ہے کہ الم اُس شخص کو دے جو مستحق الم نہ تھا اور پھر اسکے ساتھ عوض بھی نہ دے کہ جو باعث خوشنودی اور رضامندی کا دردمند کے ہوتا اور جب یہ معلوم ہوچکا تو جاننا چاہیے کہ جو درد و الم کہ حق تعالی طرف سے بندوں کو پہونچتا ہے بالضرور کوئی نہ کوئی وجہ وجوہ مذکورہ سے نہیں ہوتی ہے لیکن بعض خبر اُن وجوہ سے مخصوص بندوں کے ساتھ ہے مثل تیسری وجہ کے کیونکہ حق تعالی کو کسی سے خوف ضرر رسانی اپنے لیے نہیں ہے کہ اُسکی مدافعت فرمائے لیکن یہ ممکن ہے کہ دوسرے بندے کے دفع ضرر کے لیے ایسا فرمائے جیسا کہ قصہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر میں فرمایا ہے کہ حضرت خضر نے کہا کہ فخشینا ان یرھقھما طغیانا و کفرا بالجملہ کسی طرح ہو لیکن جب مورد الم مستحق الم رسانی ہو تو الم پہونچانا اُسے جائز ہوگا اور دنیا میں جو بندے فقر و عنا اور مرض و بلا و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں تو کبھی یہ ہے کہ وہ سزائے عمل اُنکی اسی جہان میں ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہے کہ جو عمل بہت سخت ہے تو سزائے عمل عقبی میں بھی مہیا رہتی ہے اور وہ مستحسن ہے اور کبھی ایسا ہے کہ یہ ابتلا کفارہ گناہوں کا واقع ہو جاتا ہے اور وبال آخرت سے رہا ہو جاتے ہیں اور کبھی ایسا ہے کہ الم لطف ہوتا ہے کہ طاعت سے قریب کراتا ہے یعنے آگاہ کرتا ہے توبہ و انابت پر اور وہ باعث مغفرت و بخشش کا ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کفارہ گناہ کے سوا اجر و ثواب بھی اُسکے لیے ہوتا ہے جبکہ قدر مستحق ہے الم زیادہ ہو اور آلام ابتدائی جو بدون سابق ہونے استحقاق کے خدا کی طرف سے ظہور میں آتے ہیں جیسا کہ حضرات اہل عصمت و طہارت کے ہیں یا آلام اطفال و مجانین کے ہیں انمیں ضرور ہے کہ دو چیزمیں سے ایک پائے جائے ایک حاصل ہونا اُس عوض کا جو الم سے زیادہ ہے اس طرح کہ اگر کسی شخص سے کہیں کہ تمھیں اختیار ہے ان دو باتوں میں چاہو فلاں مشقت و درد کو گوارا کرو تو ایسا عوض تمکو ملیگا یا تحمل درد کے نہو تو کچھ عوض بھی نہ ملیگا تو وہ یقینی اُس درد کو جسکے لیے عوض کثیر مقرر کیا ہے نہ قبول کرنے پر ترجیح دیکر قبول کریگا دوسرے یہ کہ اُس الم میں کوئی لطف مسالم کے حق میں یا اُسکے غیر کے حق میں متحقق ہوتا ہو تا عبث لازم نہ آئے مثل چھوٹے بچے کی بیماری کے کہ اُس سے والدین کو

اسکے ملطبہ توبہ کے ساتھ ہوتا ہے بالجملہ جو آلام کہ خدا کی طرف سے بندون کو ابتدائی اور بدون سبقت جرم و حصول
استحقاق عذاب و الم ہو پہنچتے ہین اُسپر مثوبات جزیلہ و حسنات جلیلہ بقدر مترتب ہوتے ہین کہ اگر بندے انکی
تفصیلون کو جانین تو بالضرور بقضائے الٰہی پر راضی رہین بلکہ انکی تمنا کیا کرین اور جو آلام کہ بعد وقوع جرم و حصول
اور استحقاق تعذیب کے حاصل ہوئے کے بعد پہونچتے ہین انمین ترتب ثواب ضرور نہین ہے جیسا کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ
کشف الحق مین اسکی تصریح فرمائی ہے لیکن راقم رسالہ کی نظر قاصر مین عجب نہین ہے کہ بعض مشتمل اوپر لطف کے اور
بعض مین ثواب بھی ہو اور امتحان و تعیین اسکا اسی وقت ہو گا جب معائنہ امور اخروی کا ہو گا یہان بقدر اعتقاد کرنا
ضروری ہے کہ ایلام خدا کی طرف سے اپنے بندون کو بھی قبیح نہین ہے مستحسن ہے اخبار خاصہ مین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ سے منقول ہے کہ فرمایا کہ ہمیشہ مومن اپنے انجام کی بدی سے ڈرتا رہتا ہے اور یقین کلی خدا کی رضامندی سے اُسے
حاصل نہین ہوتا جب تک کہ وقت احتضار و ملک الموت کے آنیکا نہین آتا یہ حدیث بڑی ہے مگر بمقام استدلال اسی قدر
نقل پر اکتفا کیا گیا الغرض احادیث بہت کثرت سے دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ جو آلام مومن کو اس دار فانی مین
پہونچتے ہین اُس سے زیادہ راحت آخرت مین حق تعالی اُسے عطا فرماتا ہے کیونکہ اگر عوض نہ دے یا کم دے تو ظلم ہو گا
اور اگر برابر الم کے دے تو فعل عبث ہو گا اسلیئے ضرور ہے کہ جسقدر یہان رنج و بلا پہونچین آخرت مین اُس سے زیادہ
ثواب عوض مین ملتا ہے اور حق تعالی عوض ان آلام دنیا کے بعطائے ثواب مومن کو راضی فرماتا ہے اور کیونکر نہو گا
بعض ذبایح حیوانات کو اہل بہشت کے مراکب فرماکر داخل بہشت کرے گا عوض اُس الم ذبح کے جو اُنہین بحکم خدا
پہونچا تو کیا بندہ مومن کو کہ جسنے اقرار توحید خدا و عدل الٰہی و نبوت جناب رسالتمآب و امامت علی بن ابیطالب
اور یازدہ اولاد کی اُنکے امامت کا کیا اور اعتقاد ساتھ روز قیامت اور ضروریات مذہب کے رکھا اور جو کچھ اور طاعت
و عبادت اعضائے ظاہرہ کی متعلق ہو سکی وہ بھی بجا لایا پھر ساتھ اسکے اُسے آلام دنیا مین خدا کی طرف سے پہونچین اور
خدا اُسکا عوض اُسے آخرت مین نہ عطا کرے ھیہات ما ھکذا الظن بالرب الرحیم العادل اور احادیث اس
بارے مین اگرچہ بہت ہین لیکن بطور استدلال چند حدیثین نقل کرتا ہون اور ان احادیث سے تخصیص آلام ابتدائی کی بھی
نہین نکلتی اگرچہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ثواب مومن مذکور ہے اور مومن سے مراد مومن کامل ہے لیکن تصریح ثواب ابتدائی پر
دلالت نہین کرتی جیسا کہ اُس حدیث مین ہے جو کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن کا ثواب
موت فرزند پر بہشت ہے چاہے وہ صبر کرے یا نکرے کیونکہ ظاہر اُسکا عام ہے مومن کامل اور غیر کامل کو و الا ممکن نہین کہ
مومن کامل صبر نکرے اور جب ایک فرزند مومن کے سامنے سے جاتا رہتا ہے تو وہ بہتر ہے ستر فرزندون سے
اُسکے جو اُسکے بعد رہین اور سبب جہاد راہ خدا مین مارے جائین اور پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جسکا آگے جانے والا نہو وہ
بہشت مین نہین داخل ہوتا ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جسکا فرزند نہو یا اُسکا فرزند مرا نہو اُسکا کیا حال ہو گا

حضرت نے فرمایا کہ برادر مومن اُسکا چشم روشن ہوگا اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شب کی تپ کفارہ
گناہان گذشتہ و آیندہ ہے اور منقول ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ اگر مومن جانتا کہ اسکے واسطے حق تعالی نے
بلا کے عوض میں کیا ثواب مہیا کیا ہے تو وہ آرزو و تمنا کرے دنیا میں یہ بات کہ کوئی اسکے بدن کو قینچیوں سے کاٹ ڈالے منقول ہے
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ ایک پیغمبر پیغمبران بنی اسرائیل سے ایک مردہ پر سے گذرے کہ اسکا دیوار
گری تھی بعض بدن اسکا دیوار کے نیچے دبا ہوا تھا اور جسقدر دیوار سے باہر تھا اُسکا گوشت ہر ایک جانوران وحشی و
درندوں نے کھایا تھا بعد اسکے اور جنازے پر سے گذرے دیکھا انہوں نے کہ اُسکی نعش کو تخت پر لٹا دیا ہے اور دیبا اور
حریر و دیبا اُسپر اڑھایا ہے اور گرد اُسکے مجمر خوشبوئیوں کی رکھی ہے جب پیغمبر نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ خداوند گواہی
دیتا ہوں کہ تو احکم الحاکمین اور عادل ہے لیکن پہلے بندے نے کبھی تیرے سوا کسی کی عبادت میں شرک نہ کیا
موحد تھا باوجود اسکے کس ذلت سے اُسے موت آئی اور دوسرا بندہ کہ کبھی تیرے ساتھ ایمان نہیں لایا باوجود اسکے
اُسکے جسد نجس کو کیسا مزین فرمایا ہے جواب میں ارشاد ہوا کہ ہاں ای میرے بندے میں ایسا ہی ہوں جو تو نے کہا
کہ غیر عدالت و حکمت کسی چیز کو میری ساحت کبریائی میں دخل نہیں ہے لیکن پہلے بندے کو جو تو نے دیکھا اُس سے
ایک گناہ سرزد ہوا تھا جسکے عوض میں ذلیل کر کے مارا کہ کفارہ گناہ کا ہو جاوے اور دوسرے بندے سے ایک نیکی
ہوئی تھی اسلیے اُسے اسطرح مارا ہے میں نے تا عوض اُسکی نیکی کا ہو جاوے اور پھر کوئی نیکی اُسکی میرے پاس نہ رہے
بالجملہ حق تعالی کا عوض دینا الالم پر احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور جب یہ بھی معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ
بندوں کو آپس میں ایک کو دوسرے کا مارنا بدون جہت استحقاق جائز نہیں ہے بلکہ قبیح ہے کیونکہ عوض نازل کرنے کے
دینے پر جو رضامندی مقتولوں کا باعث ہو قادر نہیں ہیں پس ایلام انکا ظلم محض ہے کہ سوا مقتول کو ضرر پہونچانے
اور وارثوں کو دردمند کرنے کے اور خدا کے خلاف حکم عمل میں لانے کے اور کچھ اُسپر مترتب نہیں ہوتا بخلاف الٰہ کے
رضا اور کامل ثواب کے کہ ایک نظر رحمت اُسکی دنیا و مافیہا کے مقابل نہیں ہو سکتی پس وہ جسقدر کہ کلفت و مشقت
بندوں کو آزمایش کے لیے پہونچاوے سزاوار ہے کیونکہ وہ جان دینے والا اور لینے والا ہے اور اُسکے حکم سے مجروح و
مجاہدان بجا ہے دیکھو کہ جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام اور یاران جان نثاران آنحضرت کے کسقدر بخوشی
داد وفا و مردانگی دے گئے اور وقت آزمایش کیسا کشادہ پیشانی سے ثبات قدم دکھا کر جان بازی کر گئے کہ
زبان موافق و مخالف اُسکے اقرار میں معترف ہے چنانچہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام
حسین علیہ السلام اور بعض مخصوصین آنحضرت کے معرکۂ کربلا میں جب لڑائی شروع ہوئی تو اُنکے رنگ روشن تھے
اور اعضا انکے ساکن تھے اور دل انکے مطمئن تھے آپس میں کہتے تھے کہ دیکھو حضرت کچھ مرنے کی پروا نہیں رکھتے
اور ہر ایک آنحضرت کے اصحاب سے ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اور مدارج عالیہ نظر میں رکھتے تھے اگرچہ نظر

وکھیین تو موت وحیات سبکی حق تعالی کے قبضۂ قدرت مین ہے پس اگر اس تکلیف الم رسانی کو خدا کی نسبت جائز نہین جانتے تو اُسکے حکم رسانی کو ملک الموت کے واسطے قبض ارواح عباد کے لیے بھی کوئی استبعاد کرین اور قدرت مین اسکی قباحت پیدا کرین حقیقت یہ ہے کہ حق تعالی ہر ایک کے حق مین جو مصلحت جانتا ہے وہ فرماتا ہے اور کوئی اُسپر حاکم نہین ہے جو اُس سے یہ پوچھے کہ یہ کیون کیا اور وہ سب پر حاکم ہے سب اُسکے زیر حکم ہین سبکی پرسش اور جو خدا سے متعلق ہے لایقاس رب الناس بالناس لیکن وہ آلام جو کہ سب آدمیون سے واقع ہوتے ہین یہ بھی چند صورتون سے باہر نہین ہے ایک یہ کہ باجازت خداوند عالم ہین اور مباح محض ہین جیسا کہ حیوانات کا ذبح کرنا گوشت کھانے کے لیے یا واجب ہین مثل قربانی کے مقام منی مین حاج کے واسطے مناسک حج مین یا سنت موکدہ ہین مثل قربانی کرنے کے جمیع بلاد مین پس ان صورتون مین عوض اُسکا حق تعالی کے ذمہ مین ہے اور جو براہمہ اعتراض کرتے ہین کہ بے گناہ جانورون کا مارنا قبیح ہے وہ کلام فاسد ہے کیونکہ قبیح اُس صورت مین ہو جو عوض نہو اور جبکہ خدا نے ان آلام کو جائز کیا تو اسکی عدل کا مقتضی یہ ہے کہ ضرور عوض دیگا اور جب فیاض مطلق نے اپنے خزائن رحمت سے الم رسیدہ کو عوض پہونچایا تو قباحت برطرف ہوئی چنانچہ بعض روایات مین وارد ہے کہ جو حیوانات ذبح کیے جاتے ہین ان پر اہل بہشت سوار ہونگے بہشت مین تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات بھی بذریعۂ الم کے بہشت مین رہینگے اور ظاہر مراد حیوانات سے اس جگہ وہ ہین جو قابل رکوب ہین دوسرے یہ کہ خدا کے حکم سے کسیکو الم نہ پہونچایا ہو بلکہ برخلاف نہی الٰہی واقع کیا ہو اور اسکی قباحت ظاہر ہے اور اُسکا عوض ظالم پر بقدر ظلم ہے اور حق تعالی پر لازم ہے کہ مظلوم کا انصاف کرے اور ظالم کو سزا دے جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ آگاہ ہو ظلم تین قسم پر ہے پہلے وہ جو لائق بخشش نہین دوسرے وہ ظلم ہے کہ اُسکا صاحب بازخواست سے نہین چھوٹتا تیسرے وہ ظلم ہے کہ امید بخشش کی رکھتا ہے لیکن پس پہلا وہ شرک ہے جسے حق تعالی فرماتا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اور دوسرا وہ بندون کا ظلم ہے کہ ایک کا دوسرے پر ہو کہ جب تک مظلوم راضی نہو گا ظالم اسکی بازخواست سے نہ چھوٹے گا اور قصاص آخرت بہت سخت ہے اور تیسرا ظلم وہ آدمی کا اپنے نفس پر ہے یعنے گناہ کرنا اسمین ممکن ہے کہ حق تعالی اپنی تفضل کی راہ سے بخش دے اور بعض روایات مین منقول ہے کہ فرمایا ذنب مغفور یہ ہے کہ حق تعالی صاحب معصیت کو دنیا مین مبتلا بمواخذہ کرے پس حق تعالی اس سے زیادہ کریم ہے کہ ایکبار مواخذہ کرکے پھر دوبارہ عذاب مین گرفتار کرے تذنیب چونکہ ذکر معاصی آگیا اسلیے کچھ اسکی تفصیل اور دوا الذنوب کہ توبہ ہے اُسکا ذکر مناسب مقام ہے جاننا چاہیے کہ گناہ دو قسم پر ہین کیونکہ یا حق الناس ہے یا حق اللہ ہے پس جو کچھ کہ خدا سے تعلق رکھتا ہے اگر شرک ہو یا جو اُسکے حکم مین ہے مثل انکار نبوت و امامت و ضروریات دین و مذہب سے ہین پس اگر اُسمین بیان توبہ کی طرف رجوع کرکے اُسکا تدارک نکرے تو وہ پہلی قسم مین ظلم کی جو مذکور ہوئی داخل ہوگا کہ جو لیاقت بخشش کی نہین رکھتا اور اُسکا ہر صاحب ہمیشہ آتش جہنم مین رہیگا اور اگر اُسکے سوا ہین مثل اور سب

گناہون کے پس اگر صاحب معصیت ایمان صحیح رکھتا ہو اور توبہ کر چکا تو یقینی ہو کہ گناہ بخشا جائیگا لیکن اس صورت
مین خلاف ہو کہ توبہ کا قبول کرنا حق تعالی پر از روے استحقاق و از راہ عدل واجب ہو یا از راہ تفضل جو دراصل اپنے اوپر
التزام فرمایا ہو اکثر احادیث اور دعاؤن سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ حق تعالی نے اپنی مہربانی سے اپنے اوپر اسکا التزام
فرمایا ہو جیسا کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین لا یجب لاحد ان تغفر له باستحقاقه ولا ان ترضی عنه
باستیجابه فمن غفرت له فبطولك ومن رضیت عنه فبفضلك یعنے کسی کے واسطے یہ واجب نہین ہو کہ اسکے استحقاق کے
باعث سے تو اُسے بخشے یا اسکے مستوجب خوشنودی ہونے سے تو اُس سے راضی ہووے پس جسے تو نے بخشا ہو
وہ اپنے احسان سے او جس سے تو راضی ہوگیا وہ تیرا تفضل ہو لیکن ممکن ہو کہ مراد عدم استیجاب سے یہ ہو کہ بنظر قصور
و تقصیر کے جو طاعت مین واقع ہوتا ہو اور جو مدارج عالیہ توبہ و انابت کے ہین وہ کسی سے نہین ہو سکتے لہذا اسکو
استحقاق مغفرت نہین ہو کیونکہ کوئی شخص ایسی طاعت تک جو خدا کی شان رفیع کے لائق ہو نہین پہونچ سکتا ہو
موافق اپنی وسعت و طاقت کے عبادت و انابت عمل مین لاتے ہین گو وہ خدا کے لائق نہو لیکن اپنے موافق بجا لانے
کرنے والا ممکن ہو کہ بمفاد یا من یقبل الیسیر و یعفو عن الکثیر حق تعالی بمزید رحمت و مہربانی اپنے اُسے قبول فرمائے
پس اگر معنی استحقاق کے یہ لیے جائین کہ موافق لیاقت شان پروردگار کے خضوع و خشوع و اطاعت عمل مین آئے
تو اسکی نفی جملہ بندگان سے سزاوار ہو جیسا کہ انبیا و اوصیا ہمیشہ زبان سے ساتھ اعتراف و اقرار تقصیر طاعت کے کہتے آئے ہیں
اور اگر مراد استحقاق سے یہ ہو کہ بندے اپنی امکان کے مطابق کوئی طاعت و انابت عمل مین لائین اور موجب وعدہ
الہی مقبول درگاہ کبریائی ہو جاے تو اسکی نفی نہین ہو سکتی والا تکلیف بیکار ہو جائیگی اور آزمایش کا مقام باقی نرہیگا
اور اشاعرہ کا قول صادق آئیگا اگر خدا چاہے مطیعون کو جہنم مین اور گنہگارون کو بہشت مین رکھے کیونکہ جب نتائج
منقصر ہوے تو محل مواخذہ مین ہونگے اور گنہگار مقام بخشش مین پہونچینگے پس نفی استحقاق کی معنی اول سے مسلم ہو
نفی استحقاق کو دوسرے معنی سے نہین ہو سکتی تا کہ اشاعرہ ایسے فقرون مین دعا کے یا جو اسکے مثل ہون کوئی حجت
کر سکین ساتھ اس بات کے کہ ترجیح مرجوح اور تفضیل مفضول حکیم علی الاطلاق سے قبیح ہو بالجملہ جو کچھ ہو خواہ قبول فرمانا
توبہ کا باستحقاق بندہ یا بتفضل پروردگار لیکن حق تعالی نے قرآن مجید مین حکم فرمایا ہو توبوا الی اللہ توبۃً نصوحا الخ
یعنے توبہ کرو خدا کی طرف ایسی توبہ کہ جو نصیحت کرنے والی ہو آیندہ کے لیے یا جیسی توبہ نصوح نے کی تھی قریب ہو کہ
پروردگار تمھارا گناہون کو تمھارے تم سے برطرف کریگا اور اخبار اہلبیت علیہم السلام مین وارد ہو کہ لفظ عسی جو اس
آیہ مین موجب ہی یعنے دلالت کرتا ہو وجوب اجابت پر اور وہ وفا کرنے والا اپنے وعدون پر ہو جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیے
کہ توبہ عبادت ایسی ہو کہ انسان اپنے گناہون پر نادم اور پشیمان ہو اور درگاہ غفار منان کی طرف رجوع کرے اور دل سے
ارادہ اور زبان سے عہد و اقرار کرے کہ پھر گناہ نکرونگا اور واجبات و فرایض سے غفلت نکریگا اور جو گناہ کہ تلافی کے

محتاج نہیں ہے کا تدارک عمل میں لائے پس اگر گناہ از قسم منہیات الٰہی ہیں اور آدمیوں کا حق اُنمیں شریک نہیں ہے
مثل شرب خمر اور زنا اُس عورت کے ساتھ جو شوہر دار نہیں ہے تو اُسکا چھوڑ دینا از روے ندامت و پشیمانی کے اور
عزم بالجزم اس امر کا پھر اُسے آیندہ نکریگا کافی ہے اور اسی طرح اگر کسی واجب کو ترک کیا ہو جیسا نماز عید کا ترک کرنا
جبکہ وہ واجب ہو اُنمیں بھی فقط ندامت کافی ہے کیونکہ اُسکے لیے قضا نہیں ہے لیکن سب افراد واجبات کے ایسے نہیں ہیں
بلکہ کبھی محتاج تلافی کے ہوتے ہیں اور وہ تین طرح ہے پہلے یہ کہ فقط قضا کرنے سے تلافی ہو جاتی ہے مثل نماز ہاے یومیہ
اور خمس و زکوٰۃ کے دوسرے یہ کہ کفارہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ جب کسی نے بدون عذر شرعی ماہ رمضان
کا روزہ نہ رکھا ہو تو اُسمیں قضا و کفارہ شرط توبہ ہیں تیسرے یہ کہ تدارک اُسکا فقط کفارہ ہے جیسا کہ کوئی خلاف
قسم کے اور عہد شرعی کے کرے لیکن اس جگہ سے کوئی یہ نہ توہم کرے کہ جب کفارہ کا ارادہ کر لیں تو فعل نامشروع
مشروع ہو جاتا ہے اور نہ یہ کہ بالمرہ باعث سقوط معصیت کا ہوتا ہے بلکہ یہ ایک قسم کا جرمانہ ہے اور دنیا میں ایک
مواخذہ الٰہی کی راہ ہے باقی آخرت کا امر باختیار خدا ہے جو چاہیگا وہ فرماویگا اور اگر گناہ ایسا ہو کہ آدمی کا حق بھی
اُسمیں شریک ہو تو تنہا ندامت یقینی اُسمیں کافی نہیں ہے بلکہ توبہ و انابت کے ساتھ چاہیے کہ اُسکے حق کو اُس تک یا
اُسکے عوض کو پہونچاوے اور اگر عوض نہو تو اُسکے لیے استغفار کرے اور اُسکے حلال ہونے کو اُس سے چاہے پس اگر وہ حق
کوئی مال ہو کہ کسی سے غصب کر لیا ہو یا کوئی اور حق ہو اُسکے حقوق سے کہ اُسے حبس کیا ہو اور اُسکا صاحب معلوم ہو
یا موجود ہو یا اُسکی مقدار مشخص ہو تو اُسے پہونچا دے اور اگر اُسکا صاحب مر گیا ہو تو اُسکے ورثہ کو دے یا اُنسے بخشوالے
اور اگر صاحب مال کو جانتا ہو اور مقدار کو اُسکی نہ جانتا ہو تو اُس سے مصالحہ کرے اور اُسے راضی کر لے اور اگر مقدار
اُسکی جانتا ہو لیکن صاحب مال کو نہ پہچانتا ہو تو اُسکا تدارک یہ ہے کہ اگر وہ مال از قسم لقطہ ہے یعنے مثل پوٹلی کے یا اشرفی کے
کپڑے میں بندھا ہو تو اُسکے لیے چاہیے کہ لوگوں کو دکھاوے اور پہچنواوے خصوصاً جہاں جہاں کہ زیادہ آدمی جمع
ہوتے ہیں مثل مساجد و مشاہد کے اور ایک سال تک ایسا کرے بعد اُسکے اُسے اُسکی طرف سے تصدق کر دے اور
اگر لقطہ نہو جیسا کسی کی اشرفی یا روپیہ راہ میں پاوے تو اُسمیں انتظار کی سال بھر کے ضرورت نہیں ہے بلکہ بلا انتظار
اُسے اُسکی طرف سے تصدق کر دے پھر اگر وہ صاحب مال کا حال معلوم ہو اور وہ راضی اس فعل سے ہو تو بہتر ورنہ
اپنے پاس سے اُسے عوض اُسکا دے اور اگر مال حرام حلال کے ساتھ مل گیا ہو اور اُسکی مقدار اور اُسکے صاحب کو نہ پہچانتا ہو
تو اُسکا خمس سادات کو پہونچاوے اور اگر لاوارث کا مال ہو تو اُسے امام علیہ السلام کی خدمت میں یا جو اُنکے نائب ہیں
اُنکے پاس پہونچا دے اور اگر حق ناس اس قسم سے ہو کہ کسیکو قتل کیا یا اُسکے بدن پر زخم لگایا ہو تو اگر خون ناحق کیا ہے
تو تین مواخذے اُسکے ذمہ میں ہیں ایک مواخذہ ربانی کیونکہ حق تعالیٰ نے قتل مومن کو حرام کیا ہے اور تہدید بلیغ کے قسم
فرمایا ہے ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا پس اسکے بعد جو ایسی جسارت کرے تو اُسنے خدا کی نافرمانی کی

دوسرا مواخذہ ورثہ کا کہ اُنکے دل کو دردمند کیا تیسرا مواخذہ خود اُس مقتول کا کہ جسے جان سے مارا ہے اور وہ اُسکے باعث سے تمتعات زندگانی سے محروم رہا پس مواخذہ اول کی تلافی یہ ہے کہ کفارہ دے اور توبہ کرے بصلوات و تضرع و زاری اور دوسرے مواخذے کے لیے یہ چاہیے کہ یا ورثہ سے عفو کرائے یا اُنھیں اختیار دے استیفائے قصاص کے ساتھ اور اسی طرح جراحت رسانی مین ہے کہ مجروح سے عفو کرائے یا اُسے تمکین دے کہ وہ بھی اُسے مجروح کرے اور اسکی یہ صورت ہے کہ اپنے تئین صاحب حق کی خدمت مین حاضر کرے کہ اگر چاہے وہ قصاص لے یا دیت اور خون بہا لے یا عفو کرے اور لیکن تیسرا پس اُسمین چارہ نہین ہے سوا اسکے کہ صاحب حق کا آخرت مین منتظر رہے کیونکہ اس بات کی رجوع اُسکی طرف ہوگی اور اُسکا حال معلوم نہین ہے اور اسی طرح ہے اگر کسی نے غصب کیا ہو یا کسیکا مال غصب کیا ہو اور دنیا مین اُسکی تلافی نہین کی کہ بدون عفو کرنے صاحب حق کے رہائی اُسے ممکن نہین ہے پس ایسی صورت مین خداوند عالم یا بسبب بازخواست مظلوم کے ظالم سے بغرض تعذیب انتقام کریگا یا ظالم کے حسنات لیکر مظلوم کو دیگا اور راضی کرا دیگا اور کبھی ایسا ہے کہ جب توبہ بصدق دل عمل مین لائے اور بذریعہ طاعات اپنے خدا کو بندۂ مومن راضی کر لے تو حق تعالیٰ بمزید رافت اپنی طرف سے مظلوم کو راضی فرما لیتا ہے چنانچہ بعض روایات مین ہے کہ حق تعالیٰ نے درجات عالیہ بہشت مین عفو کرنے والون کے لیے آمادہ و مہیا فرمائے ہین کہ انھین صاحب حق کی نظر مین جلوہ گر فرمائیگا کہ اگر فلان بندۂ مومن سے تو درگذرے تو یہ درجات تیرے لیے ہونگے پس وہ بکمال خاطر خواہی اُسکی تقصیر سے درگذرتا ہے اور اگر معصیت از قبیل ضلال و گمرہی ہو کہ آدمیون کو گمراہ کیا ہو تو اُسکی تلافی یہ ہے کہ ہدایت اُنکی کرے اور راہ ضلالت سے راہ ہدایت پر اُنھین پہونچائے بدون اسکے توبہ قبول نہوگی واضح ہو کہ یہ جو کچھ کہ لکھا گیا ہے حقیقت توبہ کامل ہے لیکن ایسا ایسا ہوتا ہے کہ توفیق توبہ ایسے وقت پر ہوتی ہے کہ اتنی وسعت نہین ہوتی کہ یہ سب کچھ کر سکے تو اس خیال سے کہ اگر شرائط تحقق ہو سکتے تو مین توبہ کرتا اور چونکہ اب وہ بسبب ضیق وقت کے ممکن نہین تو کیا فائدہ توبہ سے پھر توبہ کرنا بیکار ہے کہ شرائط قبول مفقود ہین توبہ نکرے اور بلا توبہ اس عالم سے جائے بلکہ یہ جاننا چاہیے کہ جتنے اقسام معاصی کے ہین وہ سب منہی عنہ ہین اور مواخذہ الٰہی سب کے ساتھ متعلق ہے اور توبہ عبارت اس سے ہے کہ پشیمانی و ندامت مخالفت الٰہی سے کرے اور سمجھے کہ کس بادشاہ حقیقی جلیل الشان کی کہ اُسکے احسانات غیر متناہی ہین مین نے کس ضعف و بے حقیقتی کے ساتھ مخالفت کی ہے جو کبھی زیبا نہ تھی اور بعد اس مخالفت کے نہ مجھے اُسکے عذاب کے دفع کرنے پر قدرت ہے اور نہ جائے گریز اُسکی سلطنت سے ہے کوئی چارہ نہین ہے اُس بندے کے لیے کہ جسنے اپنے آقا کی نافرمانی کی ہو سوا اسکے کہ دست بستہ بکمال تضرع و زاری اور انابت و شرمساری اُسکے آگے حاضر ہو اور یاد کرے کہ مجھسے کیا کیا خلاف حکم ہوا اور اسے یاد کرکے ہاتھ کو اُٹھائے اور آنکھ کو جھکائے اور آنسوؤن کو گرائے اور سر و رو کو اپنے خاک مذلت پر ملے یہان تک کہ وہ آقا اُس سے رضامند ہو اور گناہ کو اُسکے عفو فرما دے اور

پھر بار بار ہو تیکا حلو اسکے لیے اپنے بندہ کان طمع کے ساتھ دے اور ندامت و پشیمانی گناہ سے ایسی چیز نہیں ہو کہ
وسعت و تنگی وقت کی محتاج ہو لیکن ایسے صدق دل سے ہو نا محو ہو اور وہ امر دشوار ہے کیونکہ جب اپنے
تئیں بندہ سمجھے گا اور خدا کو آقائے حقیقی جانیگا اور معصیت کو اسکی مخالفت تصور کریگا تو فوراً اس تصور کے ساتھ
ندامت دل پر طاری ہوگی اور اسی سے ترک ارتکاب آئندہ کا عزم پیدا ہوگا پس چاہیے کہ کسی حال میں توبہ کو نہ بھولنا چاہیے
اس عالم سے مواخذہ ربانی لیکر نہ جاویں اور اسی واسطے حق تعالی نے بمزید کمال شفقت اپنے بندوں کے لیے دروازہ
توبہ کا ہر وقت مفتوح رکھا ہے جیسا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ
و آلہ نے جبکہ خطبہ فرما رہے تھے کہ ایہا الناس جو شخص کہ ایک برس پیشتر اپنے مرنے سے توبہ کرے تو حق تعالی اسکی توبہ کو
قبول فرمائیگا بعد اسکے فرمایا کہ برس بہت ہے جو ایک مہینا پیشتر مرنے سے اپنے توبہ کرے تو خدا اسکی توبہ کو قبول کریگا
بعد اسکے فرمایا کہ مہینا بہت ہے جو ایک جمعہ پیشتر یعنے سات روز جب مرنے کے باقی رہیں توبہ کرے تو توبہ اسکی مقبول ہے
پھر فرمایا کہ ایک جمعہ بہت ہے جو ایک روز پیشتر مرنے سے توبہ کرے خدا اسکی توبہ کو قبول کریگا پھر فرمایا کہ ایک روز بھی
زیادہ ہے جو شخص پیشتر اس سے کہ معاینہ امور آخروی کرے توبہ کرے تو خدا توبہ اسکی قبول کریگا اور اسی حدیث میں
بسند دیگر ہے کہ حتی ادمی بہذہ الی حلق الشریف یعنے فرمایا کہ یہ بھی زیادہ ہے جب تک کہ روح حلق تک پہونچے جب بھی
توبہ کریگا تو خدا توبہ کو قبول کرتا ہے شاید مراد اس سے یہ ہو کہ معاینہ امور آخروی کا مرتبہ اسکے بعد ہوگا یعنے جب روح حلق سے
بھی آگے بڑھتی ہے اُسوقت معاینہ امور آخروی ہوتا ہوگا کہ مخالفت جاتی رہے بالجملہ مومن کو چاہیے کہ کبھی گناہ نکرے کیونکہ
لذتہائے دائمی کے مقابلہ پر لذات دنیائے فانی کی کچھ حقیقت نہیں ہے اور اگر شامت نفس سے مجبور ہو کر بمفاد ان
النفس لامارۃ بالسوء مرتکب معصیت ہو جائے تو اسکے بعد بھی فوراً سات گھنٹے کے اندر جب تک گناہ لکھا نہیں جاتا
توبہ کرے والا یہ گناہ ایک رہیگا بعدد ریگ بیابان بلکہ اس سے زیادہ ہو جائینگے کیونکہ توبہ بعد معصیت واجب ہے اور
جب نہ کیا تو ایک وہ معصیت تھی دوسرے ترک توبہ ہوا اب اسکے بعد اگر دیر ہوئی تو دو گناہ کی توبہ نہ کی تین ہوئے
پھر توبہ نہ کی چار ہوئے اسی طرح جتنی دیر ہوگی معاصی بڑھتے جائینگے اور اگر شامت اعمال سے تاخیر کی تو جسوقت
ہو سکے توبہ کرے اور اس سے کسی وقت میں غفلت نہ کرے کہ وہ اسے ذنوب میں ہے وفقنا اللہ و جمیع المومنین
بالتوبۃ و یقبل اللہ التوبۃ عنی و عن جمیع المومنین الی یوم الدین ہو ارحم الراحمین تتمہ مہمہ بیچ تحقیق حال مسئلہ آجال کے
اکثر وقتوں میں یہ توہم ہوتا ہے کہ جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون
یعنے جب موت آتی ہے تو اُسی وقت مرنے والے مرتے ہیں تقدم اور تاخر اس سے ناممکن ہے اس قول سے تعین وقت
اجل کے سمجھے جاتے ہیں اور جب ایسا ہوا تو پہونچتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر مقتول کی موت جبکہ قاتل نے اُسے مارا
مقدر تھی تو قاتل چاہتا کہ اُسے مارتا یا نہ مارتا زندگانی اسکی منقطع ہوتی پھر قاتل سے مواخذہ کی کیا وجہ ہے اور اگر موت

اسکی ابھی مقدر نہوئی تھی تو اجل موعود سے پہلے مرنا منافی قضا آئیندہ کو وہ کیسے ہوگا اور جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر احادیث ائمہ
معصومین علیہم السلام و اقوال علمائے دین سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اجل دو قسم ہے ایک وہ کہ جسمین تاخیر و تقدیم
جائز نہین ہے اور دوسری وہ کہ تقدیم و تاخیر اسمین ہوتی ہے چنانچہ تفسیر عیاشی مین حمران سے روایت ہے کہ
کہا اُنہوں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے تفسیر قول جناب باری تعالی مین ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ فرمایا
وہ اجل جسکا نام مسمی کہا گیا ہے وہ موت ہے متعلق ہے کہ تقدیم و تاخیر نہین ہو سکتی ہے اور اجل مسمی وہ ہے کہ شب قدر مین
حق تعالی خبر دیتا ہے اور اسے حکم فرماتا ہے کہ تا شب قدر آیندہ باستقامت رہے اور روایت حمران مین وارد ہے کہ یہ اجل جو اس
قول مین خدا کے فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون الایہ اور بعض روایات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ پہلا لفظ اجل جو آیہ ثم قضی اجلا
واجل مسمی مین ہے وہ وہ ہے جسپر اطلاع ملائکہ اور انبیا کو حاصل ہوتی ہے اور اجل مسمی وہ ہے کہ حق تعالی اپنے خلق سے پوشیدہ
فرماتا ہے جناب غفران مآب نے مواعظ حسینیہ مین فرمایا ہے کہ بعض احادیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اجل مسمی مین بدا واقع
ہوتا ہے اور اجل محتوم و مقضی وہ ہے جسمین بدا کے واقع ہونے کی قابلیت نہو اور ظاہر ان احادیث سے وہ ہے جو علی ابن
ابراہیم نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ اجل مقضی اجل محتوم ہے کہ حق تعالی نے اسے حکم حتمی کے ساتھ جاری فرمایا ہے پس اسمین تغیر
نہین ہو سکتا اور اجل مسمی وہ ہے جسمین بدا ہو سکتا ہے اور جب بدا کا ہونا ممکن ہوا تو تقدیم و تاخیر بھی اسمین ہو سکتا ہے
اور اجل محتوم ایسی نہین ہے یعنی یہ مطابق لوح محفوظ ہے جو کچھ واقع ہونے والا ہے اسمین لکھا ہے اسمین تخلف نہین ہوتا اور
تغیر و تبدل کو اسمین راہ نہین ہے خواہ سبب اُسکا محض تقدیر ربانی ہو یا اسمین مداخلت کسی انسان کی ہو جیسا کہ کوئی
کسیکو مار ڈالے اور اجل مسمی مثل لوح محو و اثبات ہے کہ اسمین تغیر اور تقدم اور تاخر ہوتا ہے بالجملہ اجل معین قطع نظر اس
سبب کے جو تقدیر ربانی یا مداخلت انسانی سے ہو کبھی مصادف فعل قتل کے واقع ہوتی ہے اور کبھی اس سے پہلے یا بعد
اور اس صورت مین مواخذہ کا تعلق قاتل کے ساتھ ظاہر ہے کیونکہ قاتل نے اس صورت مین اسکی زندگانی کو کھویا اور
مرنے مین اسکے جلدی کی کیونکہ تعجیل اجل مسمی مین جو بمعنی اجل محتوم ہے نہین ہو سکتی اور جو بمعنی اجل غیر محتوم ہے ہو سکتی ہے
پس بسبب اسکے کہ منافع مقتول کو قاتل نے ضائع کیا قاتل مواخذہ ہوا اور جبکہ اجل معین مصادف قتل کی واقع ہو
تو اس صورت مین بھی کہہ سکتے ہین کہ مرنے کی نسبت اس وقت مین فعل الہی کی اور فعل قاتل کی دونو کی طرف بر سبیل
بدل ممکن ہے یعنی چاہین کہیں کہ اس صورت مین کہ خدا نے مارا یا کہیں کہ قاتل نے مقتول کو مارا لیکن جو الم و درد کہ
خداوند عالم کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اسکا عوض حق تعالی پر ہے جسکے خدا نے مہربانی و بخشش کے لا انتہا مین اور
جو الم کہ بندے کی طرف سے صادر ہو اُسکا عوض اُسکے ذمہ مین ہے اور وہ عاجز ہے اس سے کہ حق الم ادا کر سکے اور
ان دو صورتون مین اجل محتوم مارنے کی مداخلت و تقدیر ربانی کی مساعدت سے واقع ہوتی ہے کیونکہ اگر
حق تعالی موت کو اسکی اُس وقت مقدر نہ فرماتا اور اجل محتوم نہ ہوتی تو یقینی اُسکی ضرب کارگر نہوتی

خسان نے بھی ہے کہ جو جنگ صفین میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھا مروی ہے کہ ایک روز وہ حضرت اس لڑائی میں صف
لشکر کے آگے کھڑے تھے اور معاویہ ملعون بھی اپنے لشکر کے آگے اپنے گھوڑے پر سوار برابر حضرت کے کھڑا تھا اور
اُسکا گھوڑا جلدی و تندی کرتا تھا اور جناب امیر علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے گھوڑے پر سوار تھے اور حربہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ آپ کے ہاتھ میں تھا اور ذوالفقار کو گلے میں حمائل فرمائے ہوئے تھے پس ایک شخص نے
آنحضرت سے عرض کی کہ اے امیرالمومنین خبردار رہیے میں ڈرتا ہوں کہ یہ ملعون آپ کے ساتھ کوئی مکر کرے اور کوئی آسیب
آپکو پہونچاوے حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تو نے کہا وہ بجا ہے واقع میں اسکی دیانت و امانت پر اعتماد نہیں ہے کہ یہ شقی
ترین قاسطین اور ملعون ترین خارج ہے کہ امام زمان پر خروج کیا ہے لیکن اتنا جان کہ سبکی موت نگہبان ہے یعنے جب تک وقت
موت نہیں پہونچتا آدمی نہیں مرتا کوئی شخص نہیں ہے مگر یہ کہ ملائکہ اسکی حفاظت کرتے ہیں اس سے کہ کنوئیں میں گر پڑے یا
دیوار اُسپر گرے یا کوئی بدی اُسے پہونچا سکے اور جسوقت موت اسکی پہونچتی ہے تو ملائکہ اُسے چھوڑ دیتے ہیں پس اسی طرح
جب میری موت پہونچے گی تو شقی ترین خوارج اُٹھیگا اور میرے سر کے لہو سے میری ڈاڑھی کو رنگین کریگا اور
وہ عہد معہود ہے اور ایسا وعدہ ہے کہ جسمیں خلاف نہیں ہے اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تقدیر ربانی کی مساعدت ضرور
ہوتی ہے ورنہ اگر خداوند عالم قاتل و مقتول کے بیچ میں حائل ہو تو اگر تمام عالم یکجا ہوں تو اسکی حفاظت کے ساتھ ضرر
نہیں پہونچا سکتے اور اگر حق تعالیٰ بنظر کسی مصلحت کے مانع نہو تو شر ظالم مظلوم تک پہونچ سکتا ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ
ظالم دشمن خدا ہے عموماً پھر دشمنوں کو دوستوں پر مسلط کرنا خلاف عدل ہے یا نہیں تو اسکے جواب میں کہنا چاہیے کہ
خانہ دنیا جگہ آزمایش کی نیکوں کی بدکاروں سے ہے اور جلوہ گاہ مدارج استحقاق عذاب و ثواب جاودان ہے پس اگر
حق تعالیٰ آدمیوں کو اُنکے حال پر نہ چھوڑے تو کس طرح مدارج معارج اہل ہلاکت و گمراہی سرکشان بیدین سب پر ظاہر ہوں
اور روز فصل و تدارک دنیا کے بعد آئیگا کتاب احتجاج میں ابن بابویہ قمی سے کہ انھوں نے محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی سے
روایت کی ہے کہ کہا اُسنے میں خدمت میں ابوالقاسم حسین ابن روح وکیل ناحیہ مقدسہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی
حاضر تھا کہ ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اُسنے کہ مجھے خبر دی حال سے امام حسین بن امیرالمومنین علی بن ابیطالب کے کہ آیا
دوست خدا تھا یا نہیں فرمایا یقینی دوست خدا تھا کہا اُسنے کہ خبر دی مجھے کہ قاتل ملعون اُنکا دشمن خدا تھا یا نہیں کہا
انھوں نے کہ یقینی وہ ایسا ہی تھا عرض کیا اُسنے کہ آیا جائز ہے کہ خدا اپنے دشمن کو دوست پر مسلط کرے حسین بن روح نے
کہا کہ کوئی خدا کو ظاہر میں نہیں دیکھ سکتا اور مُنھ سے باتیں اُس سے نہیں کر سکتا لیکن خدا نے پیغمبر و سفیر جنس
بشر سے تھے مقرر فرمائے تاکہ اُن سے متوحش و متنفر نہوں اور تصدیق کی غرض سے معجزات اُنکے لیے قرار دیے مثل
اسکے کہ کسی پر آگ کو سلامتی اُسکی گردانا اور دوسرے کے لیے دریا کو پھاڑا اور عصا کو اژدہا کیا اور کسی کے ہاتھ اندھوں کی
آنکھیں روشن کیں اور مردہ کو زندہ کیا اور یہ سب اسلیے کیا کہ کبھی غالب ہوں اور کبھی مغلوب ہوں تاکہ سب جانیں کہ رب و

مربوب اور خالق و مخلوق مین فرق ہو یہ صفت مخصوص خالق کے لیے ہو کہ ہمیشہ غالب رہتا ہو پس اگر انکو مبتلا نکرتا
اور مرتبہ آزمایش مین نہ لاتا تو خدا کے سوا انہین کو خدا بناتے اور عبادت کرتے اور اگر نہ ہوتا تو انکے صبر کی زیادتی
بلا یا و محن پر اور امتحان مین ثبات انکا کیونکر سب کو معلوم ہوتا انتہی کلامہ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہو کہ حق تعالیٰ
اپنے بندون کی مصلحت بہتر جانتا ہو اور تدارک ہر چیز کا اسکے دست قدرت مین ہو جب چاہتا ہو ضرر کو اپنے
دوستون سے دفع کرتا ہو اور جبکہ مصلحت جانتا ہو ظلم ستانی کے تدارک کو عمل مین لاتا ہو اور صابرین ہمیشہ راضی
بقضاے الٰہی رہتے ہین لا جور فی مشیتہ ولا ظلم فی قضیتہ تکملہ جان تو کہ بندون کا پیدا کرنے والا انہین روزی کا
پہونچانے والا ہو جیسا کہ کتاب مجید مین فرمایا ہو وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا یعنے کوئی زمین مین
راہ چلنے والا نہین ہو مگر یہ کہ اسکی روزی خدا پر ہو اور یہ ظاہر ہو کہ روزی دو قسم پر ہو ایک حلال جو بروجہ شرعی ہو
دوسری حرام ہونا شرع ہو اور حرام روزی کی نسبت بنا بر مذہب اہل عدل کے خداوند عالم کی طرف نہین
ہو سکتی اور اگر حرام روزی مین شمار کیا جاے تو اس سے یہ لازم آتا ہو کہ جو اشخاص عمر بھر مال حرام کھا یا کیے وہ
مرزوق خدا نہون اسلیے ضرور ہوا کہ متکلمین بحیث عدل مین مسئلہ رزق کو بھی لکھتے ہین پس تحقیق اسکے حال
کی بھی ضرور ہو اور جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ اشاعرہ کہتے ہین کہ روزی وہ ہو جو کھائی جاے چاہے
حلال ہو یا حرام پس حرام انکے نزدیک روزی مین داخل ہو اور واقع مین یہ ہو کہ جب انہون نے کسی قبیح کو بجا لانا
اور جو چاہا وہ خدا کی طرف نسبت کر دی تو انکے مذہب کے موافق دور نہین ہو مگر اس سے یہ ضرور پیدا ہوتا ہو کہ
انکے نزدیک حرام روزی مین محسوب ہو اور اسناد حرام کے رزاق انام کی طرف قبیح ہو لیکن اہل عدل کے موافق
یہ ہو کہ روزی وہ چیز ہو کہ جس سے فائدہ مند ہونا صحیح ہو اور کسیکو بسبب شرع اس سے منع جائز نہو پس حرام انکے نزدیک
روزی نہو گی اور اسپر یہ ضرور وارد ہوتا ہو کہ جسنے حرام کھا کر زندگانی بسر کی وہ مرزوق خدا نہین اسلیے کبھی یہ
ضرورت اسکی ہوتی ہو کہ اس امر کے ثابت ہونے کو کہ مرزوق خدا ہو یہ کہتے ہین کہ رزق فقط ماکول و مشروب کا نام
نہین ہو بلکہ وہ عام ہو کھانے کو اور پانی کو اور ہوا کو پس جسنے کہ کھانا حرام کھایا اسنے ہوا بھی پی تو چونکہ ہوا و نسیم ایسی چیز
نہین ہو کہ اس سے فائدہ مند ہونے کو حرمت شرعی مانع ہو سکے تو اسی جہت سے مرزوق خدا ہو گا اور حق یہ ہو
کہ یہ وجہ بھی بعید ہو بالجملہ واقع مین طرفین کا کلام لائق اسکے نہین کہ دل قبول کر لے اور توجیہات کہ بہن سلیم مین
قابل انطباع ہو وہ یہ ہو کہ کہا جاے کہ حق تعالیٰ کی طرف جو رزق کی نسبت کرتے ہین وہ باعتبار خلق ہو کیونکہ رزق
مطلقًا خدا کا پیدا کیا ہو اور حق تعالیٰ رازق ہو یعنے روزی کا پیدا کرنے والا ہو اور اصل روزی کا پیدا کرنا اچھا
فعل ہو اور حق تعالیٰ نے مخلوقات کی روزی کو حلال سے مقرر و مقسوم کیا ہو اور بعض آدمی اپنے اختیار بد سے
وجہ حلال کو ترک کر کے حرام کی طرف نسبت کرتے ہین اور خود روزی کو اسکی صلاحیت نہین ہو کہ حلال و حرام

اسکی صفت واقع ہو لیکن تحصیل و اکتساب اسکا بوجہ حلال و حرام ممکن ہے اور تحصیل بندے کا فعل ہے جو متعلق ہوتا ہے
نیکی اور بدی کے ہو سکتا ہے کیونکہ کبھی بروجہ حلال اسکی تحصیل کرتا ہے اور وہ مستحسن ہوتا ہے بلکہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ
اپنی ضرورت و عیال واجب النفقہ کی جب ضرورت کے لیے آدمی مضطر ہو تو اسوقت روزی کی تحصیل بروجہ حلال
واجب ہوتی ہے اور جب غرض توسعہ عیال پر منظور ہو تو اسوقت تحصیل مستحب ہے اور کبھی مکروہ ہوتی ہے جبکہ ارادہ
کرے کہ مین مال حلال کو جمع کرون اپنے پاس تو یہ بھی تحصیل مکروہ ہوتی ہے اور کبھی بروجہ حرام یعنے بنہج غیر مشروع
اُسے حاصل کرتا ہے پس وہ حرام ہوتا ہے اور یہ برائی خدا کی طرف نہین پھر سکتی کیونکہ یہ خاص بندے کی سوء اختیار
برائی ہوئی ہے اور اسی جگہ سے ہے جو فرمایا ہے حق تعالیٰ نے کہ کوئی چلنے والا زمین پر نہین ہے مگر یہ کہ اسکی روزی خدا پر ہے
کیونکہ اُسنے اختیار و تمکین بندے کو تحصیل کا حلال روزی کی عطا فرمایا ہے اور جسقدر اُسنے اُسے حرام سے لیا ہے
وہ اپنے سوء اختیار سے کیا ہے اور موید ہے اُسکے جو کہ کلینی مین ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے
اُنے نقل کیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے حجۃ الوداع مین کہ آگاہ ہو کہ جبرئیل نے میرے دل مین ڈالا
اس بات کو کہ کوئی متنفس نہین مرتا جب تک اپنی سب روزی نہین لے لیتا پس پرہیز کرو برائے خدا طلب دنیا مین
اور مبالغہ و چشم پوشی نکرو اور حلال سے جو دیر مین پہونچے وہ تمہین مضطر نکرے اس بات پر کہ حرام سے روزی کے
حاصل کرنے مین جلدی کرو پس بدرستیکہ خداوند عالم نے روزی کو اپنے بندون کے درمیان مین حلال قسمت
فرمایا ہے نہ حرام سے پس جو کوئی کہ پرہیز کریگا اور صبر کریگا حق تعالیٰ اسکی روزی کو حلال سے پہونچائیگا اور جو پردہ دری
کریگا اور غیر حلال سے لیگا پس حق تعالیٰ اسکی حلال کی روزی سے کم کریگا اور روز قیامت محاسبہ مین اُسے لائیگا اور
صفوان بن عمیر سے مروی ہے کہ مین پیغمبر خدا کی خدمت مین بیٹھا تھا کہ ناگاہ عمرو بن قرہ آیا اور اُسنے عرض کی کہ ای
رسول خدا حق تعالیٰ نے اس شخص کے لیے شقاوت کو مقدر فرمایا ہے کہ مین اپنی روزی کو دف زنی مین منحصر دیکھتا ہون
پس اجازت دیجیے مجھے کہ غنا کرون جہان حرام نہین حضرت نے فرمایا کہ ہرگز اجازت نہ دونگا تجھے ای دشمن خدا اُسنے
تیرے لیے حلال روزی قسمت فرمائی ہے لیکن تو نے وہ طریقہ تحصیل کا اسکی اختیار کیا ہے کہ جسے حق تعالیٰ نے اپنی روزی
کو تیرے اوپر حلال کرنے کی جگہ حرام فرمایا اور آگاہ ہو کہ اگر بعد اسکے پھر ایسا کہا تو تجھے مارونگا ایسا مارنا جو بہت درد انگیز ہو
اگرچہ اہلسنت اس حدیث کی بعد تضعیف سند تاویلات کیا کرتے ہین کیونکہ اس سے کسی طرح غنا کی اباحت نہین نکلتی
اور وہ انکے خلاف ہے لیکن حق یہ ہے جو گذرا پس حق تعالیٰ کو نہین کہہ سکتے کہ حرام سے روزی دیتا ہے اور روزی کا
پیدا کرنا مخصوصات مختصہ جناب باری سے ہے اور قسمت روزی کی حلال سے اور سب کا وظیفہ مقرر کرنا اور ہر ایک کو
تمکین کا دینا بنسبت اس روزی کے یہ بھی خدا کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت سلیمان باوجود
اس شان و شوکت و اقتدار و سلطنت کے ایک مخلوق کے اُسکے کھلانے سے عاجز آ گئے شارح توشیحی نے کہا ہے کہ

روزی حلال وہ مباح ہو اسے بندہ نے اپنی مشقت سے پیدا کیا ہو اور خدا ے تعالیٰ کو بسبب اُسکے رزاق نہین کہتے اور جو روزی کہ بغیر فعل بندہ اور بے اسکے کہ بندہ نے اُسمین مشقت کی ہو خدا پہونچاتا ہو حق تعالیٰ کو بسبب اُسکے رازق کہتے ہین بعض فضلا نے اسکے جواب مین کہا ہے کہ یہ کلام شیخ کا اُسکے مذہب کے منافی ہے کیونکہ وہ اشعری مذہب ہے اور اشاعرہ کا مذہب یہ ہے کہ بندہ اپنے کسی فعل کا فاعل نہین ہے پس بندہ کو کیونکر رازق کہتے حالانکہ اعتقاد مشائخ مذکور کا یہ ہے کہ بھلا بندہ خود کوئی کام نہین کرتا اور راقم رسالہ کے نزدیک گرچہ اس ایراد کا جواب اُنھین کی بنا ممکن ہے کہ مدعین سبب اس نسبت اسناد کا یہ ہے کہ چونکہ اول مین ظاہر فعل بندے کا تھا جو اُسنے مشقت تحصیل مین روزی کے کی تھی اسلیے اُسے بندے کی طرف منسوب کیا اور خدا کو اس روزی کا پہونچانے والا نہین کہا اور چونکہ دوسری قسم مین کوئی مشقت تدبیر بندے سے ظاہر نہین ہوئی محض قدرت خدا اور اُسکی وسایل سے روزی پہونچی تو فعل خدا اسمین ظاہر تھا اس روزی کا اسناد خدا کی طرف کیا گیا اور خدا کو ہی رازق کہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مخالفت جیسے بعض فضلا نے وارد کیا ہے یہ مخالفت ظاہر مذہب کی ہے کیونکہ باطن مین انکے مذہب کی غایت یہ ہے کہ جتنے برائیان بندون کی ہین انکی نسبت خدا کی طرف کی جاے تاکہ بندون پر کوئی ملامت نکر سکے نہ یہ کہ اچھی باتین بھی خدا کی طرف منسوب ہون ظاہر مین خیر و شر کی نسبت خدا کی طرف اسلیے ہے کہ کوئی یہ نہین کہے کہ جب بندہ خود برا نہین کرسکتا تو اچھا بھی نہین کرسکتا دوسرے جنکے عیوب کی پردہ پوشی منظور ہے انکی نیکیان کہان چھپین کہدینے کے لیے یہ بات ہے والا مقصود اصلی نسبت قبایح کی ہے کہ تا جنھین اچھا بتانا چاہتے ہین کوئی انکے مطاعن نہ کہے کہ وہ سب افعال خدا کے پیدا کیے ہین انھین کیا اختیار تھا اسی لیے روزی حلال کے لیے جو اچھا کام ہے خدا کو رازق نہ کہا اور جسمین حرام کا احتمال ہے مثل اسکے کہ کوئی بذریعہ حکومت ظاہری اور حصول اقتدار دنیا کسی کا مال غصب کر کے بے مشقت کھالے اسکے لیے خدا کو رازق کہتے ہین تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ انھون نے ایسا کیا بلکہ خدا نے انھین دیا بالجملہ امامیہ کے علماے محققین کے نزدیک عرف شرع مین حلال کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہین نہ حرام کو اور رزق کے معنی روزی عطا کرنے کے ہین لہذا علی العموم اسکے صاحب کو پہچانا خدا کی طرف منسوب نہین ہوتا مگر باعتبار تخلیہ یا تمکین یا باعتبار تقدیر و قضا اور جو اسکے مانند ہو توفیق و سلب توفیق سے اور معانی ان الفاظ کے پیشتر بیان ہوچکے ہین اور انھین معانی پر بعض آیات جنکا ظاہر مخالف ہے مثل قولہ تعالیٰ ان اللہ بعث علیکم طالوت ملکاً یعنے خدا نے تم پر بھیجا طالوت کو بادشاہ کرکے یا واللہ یوتی ملکہ من یشاء یعنے خدا اپنے ملک کو بخشتا ہے جسے چاہتا ہے حمل کیے جائینگے اب باکلام نرخ کی بحث مین پس وہ یہ ہے کہ نرخ عبارت ہے مقدار کرنے سے عوض و قیمت کے کہ اسکے مقابل مین ہر چیز کو بیچتے ہین وہ اسمین ناچاری ہے اعتبار کرنے سے عادت کے اور وقت کے اور مکان کے اور یہ بھی خدا کی طرف اسناد کی جاتی ہے اور کبھی بندون کی طرف منسوب کرتے ہین

جیسا کہ کہتے ہین خدا نے ارزانی کی ہی یا کہتے ہین کہ ہنیون نے گران کیا ہی اور اسکا قاعدہ اکثر یہ ہی کہ جب فصل غلہ کی
یا اور کسی چیز کی اچھی ہو اور متاع بہت پیدا ہو اور آدمیون کو رغبت اُسکے خریدنے کی طرف کم ہو اور نرخ اُسکا کم ہو
تو کہتے ہین کہ خدا نے ارزانی کی ہی اور جب متاع کم پیدا ہو اور خریدارون کی رغبت و ضرورت زیادہ اور نرخ
زیادہ ہو تو کہتے ہین خدا نے گران کیا ہی اور جبکہ کسی بادشاہ نے بسبب ظلم کسی چیز پر محصول زیادہ باندھا ہو یا اُسکی قدر کے
زیادہ ہونے کو کسی مصلحت کے لیے حکم کیا ہو کہ فلان چیز اسقدر اس قیمت سے کم کو نہ دی جاے یا غلہ فروشون نے
مثلاً اس خیال سے کہ گرانی کے وقت مین زیادہ قیمت پر فروخت کرینگے اُسے رکھ چھوڑا ہو اور اُس سے وہ گران بکتی ہو
تو کہتے ہین کہ بادشاہ نے یا فلان اہل پیشہ نے گران کیا ہی اور اس امر پر احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہین اور موافق
عقل بھی ہی پس اشاعرہ کا قول کہ نرخ کرنے والا نہین ہی مگر خدا اسی سبیل جعت یہ بالضرور فاسد ہی اور جو بعض احادیث مین
آیا ہی کہ حق تعالیٰ نے نرخ پر ایک فرشتہ کو مقرر فرمایا ہی کہ نہ کمی سے غلہ کی نرخ کو کم ہونے دیتا ہی نہ زیادتی سے بڑھنے دیتا ہی
بلکہ وہ مدبر نرخ ہی جو وہ پکار دیتا ہی اُسکے موافق نرخ ہوتا ہی وہ محمول سپر ہی کہ اکثر اسباب اُسکے خدا کی طرف رجوع کرتے ہین
منحصر بلکہ وکثرت مین نہین ہی یا یہ کہ اگرچہ آدمی سب یہ چاہتے ہین بسبب حرص کے کہ مال زیادہ پیدا کرین لیکن بیع
و شرا مین حد اعتدال سے یا ترتیب اُسکے جو مراتب ہون باہر نہین نکل سکتے پس اس سے یقینی ارادہ خدا کو نرخ کے معین
فرمانے مین مداخلت ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

فصل دہم بیچ بیان مسئلہ طینت کے یعنے اُس مٹی کے کہ جو
مادہ انسان کی پیدایش کا ہی جاننا چاہیے کہ احادیث دلالت کرتی ہین اس بات پر کہ طینت کا اختلاف باعث ہوتا ہی
بدی اور نیکی کا جیسا کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے کتاب کافی مین منقول ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ نے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبرون کو طینت علیین سے پیدا کیا پس اُنکے دل اور بدن دونو اُسی مٹی سے ہین اور مومنین کے
دلون کو اسی مٹی سے بنایا اور بدنون کو اُنکے دوسری مٹی سے پیدا کیا اور کافرون کو طینت سجین سے پیدا کیا کہ دل
اور بدن دونو اُنکے اُسی سے ہین بعد اُسکے ملا دیا دونون مٹیون کو پس اسی جہت سے مومن سے کافر اور کافر سے مومن
پیدا ہوتا ہی اور اسی سبب سے ہی کہ کبھی مومن سے معصیت ہوتی ہی اور کافر سے نیک کام ہوتا ہی اور دل مومنین کے
اُس طرف رغبت کرتے ہین جس سے وہ پیدا ہوے ہین اور کافرون کے دل رغبت کرتے ہین اُس چیز کی طرف کہ
جس سے اُنکی خلقت ہوئی ہی شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب علل الشرایع مین باسناد اپنے ابی اسحاق ابراہیم لیثی سے
کہ اُنسے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بڑی حدیث روایت کی ہی کہ ملخص اُسکا یہ ہی کہ ابو اسحاق نے عرض کی کہ
کیا سبب ہی کہ آپ کے شیعون سے بعض کو مین پاتا ہون کہ شراب پیتے ہین زنا کرتے ہین مرتکب کبایر کے
ہوتے ہین حضرت نے فرمایا کہ اسکے سوا کوئی اور بھی خلجان تیرے دل مین ہی اُسنے عرض کی کہ ہان اس سے بھی زیادہ ہی
اور وہ یہ ہی کہ آپ کے دشمنون سے بعض کو مصروف بطاعت الٰہی اور مجتنب گناہون سے پاتا ہون یہ سبب کس امر کا ہی

بیان فرمائے میرے لیے انکو یہان ایسا ہو کہ دلیل و برہان کے ساتھ ہو کیونکہ اس بات مین مین نے بہت
فکر کی ہی اور بہت راتون کی بیداری مجھے نصیب ہوئی پس حضرت متبسم ہوئے اور فرمایا کہ بیان شافی محبت اور
علم پوشیدہ جو خدا کے خزانون مین ہی وہ مجھسے سیکھ یہ بتا مجھے کہ اہل حق اور اہل باطل کے عقیدہ کو تونے کیسا پایا تو
اُسنے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا دوستون کو اور شیعون کو انکے ایسا پاتا ہون کہ جس حال مین فسق و فجور کے ہین
اگر اس حال کے ساتھ کوئی جو کچھ مشرق و مغرب کے بیچ مین سونا چاندی ہی وہ سب انھین دے اسلیے کہ آپکی محبت سے
دست بردار ہون تو ہرگز قبول نہ کرینگے اور اگر انکو آپکی دوستی اور ولایت سے آپکی غیر کی دوستی کی طرف طلب کرے
تو ہرگز آپکی محبت سے منہ نہ پھیرینگے اگرچہ تلوارین انکے سر پر مارین یا انھین قتل کرین اور نواصب کو دیکھتا ہون
کہ باوجود اس حال کے جو انکا حال عرض کیا ہی اگر سب سونا چاندی جو مشرق و مغرب کے بیچ مین ہی انھین کوئی
اسلیے دے کہ محبت جبابرہ اور طاغوتون کی چھوڑ کر آپکی طرف رجوع کرین تو ہرگز ایسا نہ کرینگے اور ہمیشہ اس
حال پر رہینگے اگرچہ تلوارین انکی ناک پر ماری جائین یا مارے جائین مگر اپنے طریقہ سے نہ پھرینگے اور اگر انکے آگے آپکی
فضیلت یا منقبت اہلبیت علیہم السلام کی انسے کہی جائے تو چین بابرو ہوتے ہین اور آثار کراہت اس طرح
انکے بشرہ پر ظاہر ہوتے ہین کہ ہر ایک اس سے یہ پہچانتا ہی کہ وہ انکے دشمن ہین اور دوسرون کے دوست ہین
پس حضرت ہنسے اور فرمایا کہ پس اسی جگہ سے ہی کہ وہ سب ہلاکت مین پڑے اور آگ مین جو جلانے والی ہی داخل
ہونگے اور چشمہ گرم سے پانی پلائے جائینگے اور اسی لیے حق تعالی نے فرمایا ہی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ
ہباء منثورا یعنے آتا ہون مین عملون کی طرف انکے روز قیامت مین پس کر ڈالونگا انھین ریزہ ریزہ اور پراگندہ
کر دونگا یہان تک حضرت نے فرمایا ای ابراہیم بدرستیکہ حق تعالی عالم و دانا تھا اور قدیم ہونا اُسی کے واسطے ہی
جملہ اشیا کو پیدا کیا اس طرح کہ معدوم تھے موجود کیا اور جو یہ گمان کرے کہ ان سب کو کسی چیز سے پیدا کیا وہ کافر ہی
یعنے جو یہ گمان کرے کہ حق تعالی نے سب چیزون کو کسی چیز سے جو قدیم تھی پیدا کیا جیسا کہ حکما کہتے ہین وہ کافر ہی
کیونکہ اگر حق تعالی ایسی چیز سے پیدا کرتا تو وہ چیز بھی شریک ہوتی خدا کے لیے قدیم و ازلی ہونے مین اور یہ باطل ہی
پس ایسا نہین ہو سکتا بلکہ پیدا کیا سب کو کتم عدم سے نہ کسی قدیم چیز سے اور از انجملہ کہ پیدا کیا ایک زمین پاکیزہ کو پھر
بعد اسکے اس مین سے میٹھا پانی صاف نکالا اور اس پر ہم اہلبیت کی ولایت و دوستی کو عرض کیا پس جب قبول
کر لیا تو اُسے اُس زمین پر جاری فرمایا سات روز تک یہان تک وہ ہر مقام تک پہونچا بعد اسکے اس پانی کو نچوڑ
اُسی زمین مین کیا اور جو اُس گل اور مٹی سے خلاصہ تھا اُس سے طینت ہم کی قرار دی اور اُسکے ثقل کو لیکر ہمارے شیعون کو
اُس سے پیدا کیا اور اگر یہ انتخاب نہین ہوتا کہ خلاصہ صاف سے اسکے ہم اور درد و ثقل سے اسکے تم پیدا کیے گئے تو البتہ
طینت ہماری اور تمہاری ایک ہوتی عرض کی مین نے کہ پھر ہماری طینت کو کیا کیا فرمایا کہ مین خبر دیتا ہون تجھے

اور فرمایا کہ بعد اُسکے ایک اور زمین پیدا کی جو شورہ زار اور بدبو اور خبیث تھی اور اُس سے شور و تلخ پانی نکالا اور
اُسپر ہماری ولایت و دوستی کو عرض کیا اُسنے قبول نہ کیا بعد اُسکے جاری کیا سات روز اُس آب شور کو پس زمین پر
یہان تک کہ ہر جگہ پر اُسکے پہونچا اور اُسی مین جذب ہوا اور اُس سے پیدا کیا سب طاغیون کو اور سرکشون کو اور اُنکے
اتباع کو اور اُنکی طینت کو تمھاری ثقل طینت کے ساتھ ملایا اور اگر نہ ملاتے ثقل انکی طینت کو تمھاری طینت کے ساتھ
تو ہرگز نہ گواہی شہادتین کی دیتے نہ نماز پڑھتے نہ روزہ رکھتے نہ حج کرتے نہ کبھی امانت کو ادا کرتے نہ صورتون مین تمھارے
مشابہ ہوتے اور یہ مومن پر بدی اور برائی نہین ہے کہ اپنے دشمن کی صورت کو اپنی صورت پر دیکھے عرض کی کہ اے فرزند
رسول خدا پھر دونون مٹیون کے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ اُن دونون مٹیون کو ملایا پہلے پانی اور دوسرے پانی کے ساتھ
گوندھا اور خوب اُنکو مخلوط کیا بعد اُسکے اُس سے ایک قبضہ یعنے ایک مٹھی بھر لیا اور فرمایا کہ یہ بہشت کی طرف ہے
اور کچھ پروا نہین رکھتا ہون اور دوسری مٹھی لی اور فرمایا کہ یہ جہنم کی طرف ہے اور کچھ خوف نہین رکھتا اور بعد اُسکے ان دونون
مٹیون کو ملایا پس بعض آخر سنخ مومن کی اصل کافر پر پڑے اور اسی طرح اصل کافر سنخ مومن پر پڑے پس جو کچھ کہ
شیعہ مین دیکھتے ہو زنا اور لواطہ اور ترک نماز و روزہ اور سب واجبات و کبائر کا فعل پس یہ اثر اُس پانی اور ناصبی
کی مٹی کا ہے اور جو کچھ سینون مین اچھے کام کرتے دیکھتے ہو یہ تاثیر آب و گل مومن کی ہے پس جسوقت کہ یہ سب اعمال
خدا اے عزیز بزرگ کے اوپر عرض کیے جاینگے تو فرماویگا کہ مین ایسا عادل ہون جو جور نہین کرتا اور ایسا منصف
ہون کہ ظلم نہین کرتا اور ایسا حاکم ہون کہ ظلم و جور و میلان کسی طرف نہین کرتا ملحق کرو اعمال بد کو مومن کی طینت
ناصبی کے ساتھ اور ملحق کرو اعمال حسنہ کو جنکا اکتساب ناصب نے کیا تھا ساتھ اصل طینت مومن کے بعد اُسکے فرمایا
کہ یہ ہے آیہ کو جو حق تعالیٰ قرآن مین فرماتا ہے معاذ اللہ ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عندہ انا اذا لظالمون
یعنے پناہ بخدا اس سے کہ مواخذہ مین لین ہم اگر اُس شخص کو جسکے پاس ہمنے متاع اور سرمایہ اپنا پایا ہے اور اگر غیر کو لین
تو ہونگے ہم ظلم کرنے والے بعد اُسکے فرمایا کہ یہ آیہ ظاہر مین وہ ہے جو تم سمجھتے ہو یعنے قصہ یوسف علیہ السلام مین
حکایت قول کی اُنکے ہے جو حضرت یوسف کی طرف سے برادران یوسف کی تلاشی اسباب کو آئے تھے اور باطن مین
خدا کی قسم وہ آیہ یہ ہے تحقیق کہ قرآن کے واسطے ظاہر ہے اور باطن ہے اور محکم ہے اور متشابہ ہے اور ناسخ ہے اور منسوخ ہے بعد
اُسکے فرمایا کہ اے ابراہیم تو مجھے بتا کہ جب آفتاب نکلتا ہے اور اسکی شعاع شہرون مین پھیلتی ہے تو آیا وہ قرص آفتاب سے
دور ہوتی ہے مین نے عرض کی کہ جب طلوع ہوتا ہے تو وہ شعاع اُسوقت اُس سے جدا ہوتی ہے فرمایا کہ آیا یہ نہین ہے کہ
جب آفتاب غائب ہوتا ہے تو شعاع اُس سے ملجاتی ہے عود کرتی ہے ہر چیز اپنی سنخ و جوہر و اصل کی طرف پس جب روز قیامت
ہوگا تو جدا فرمائیگا حق تعالیٰ اصل ناصب کو اور اُسکی مٹی کو اُسکے ثقل گناہون کے ساتھ مومن سے پس اُس سبکو
ناصب سے ملائیگا اور کھینچیگا اور علیحدہ کریگا جوہر مومن کو اور اُسکی مٹی کو ساتھ جمیع نیکیون اور ابواب خیر و جتہاد

انکی کرنے اصحاب سے اور رلائیگا اُسے مومن سے کیا آئین تو کچھ ظلم اور خلاف عدل دیکھتا ہے مین نے عرض کی ہان
اے فرزند رسول خدا فرمایا قسم ہے خدا کی کہ حکم فاصل و حکم قاطع اور عدل ظاہر ہے نہیں پوچھا جاتا خدا اس چیز سے
جو وہ کرے اور سب پوچھے جاتے ہین پس نہو تو ان لوگون سے جو اسے کاشتے ہین و رانع ہوتے ہین لیشی کمتا ہو کہ
مین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ اللہ اکبر لا الہ تعجب یہ بات ہے کہ نیکیان آپکے دشمنون کی ایک آپکے دوستون کو
دی جائینگی اور برائیان آپکے شیعون کی آپکے دشمنون کو دی جائینگی فرمایا ہان قسم ہے خدا کی جسکے سوا کوئی اور معبود
بحق نہین ہے اور وہی شگافتہ کرنے والا ہے دانہ کا اور پیدا کرنے والا ہے انسان کا اور خلق کرنے والا ہے نسیم آسمان کا ایسا ہی
ہوگا مین نے تجھسے جو کچھ کہا ہے وہی حق ہے اور مطابق واقع ہے اور حق تعالی نے ہرگز ظلم نہین فرمایا اور حق تعالی
اپنے بندون پر ظلم فرماتا ہے اور جو مین نے تجھسے کہا ہے وہ قرآن مین موجود ہے مین نے عرض کی کہ یعنی قرآن مین کل سب
موجود ہے فرمایا ہان موجود ہے اور تیس جگہ سے زیادہ قرآن مین مذکور ہے آیا تو چاہتا ہے کہ تجھپر پڑھون مین نے عرض کی
کہ ہان یا ابن رسول اللہ تلاوت فرمایئے فرمایا حق تعالی قرآن مین فرماتا ہے وقال الذین کفروا للذین آمنوا اتبعوا سبیلنا
ولنحمل خطایاکم وماهم بحاملین من خطایاهم من شیء انهم لکاذبون ولیحملن اثقالهم واثقالا مع اثقالهم الخ
یعنی کہتی تھی وہ قوم جو کافر تھی مومنین سے کہ تم ہماری راہ اختیار کرو ہم تمہارے گناہون کو اپنے ذمہ لیتے ہین اور
وہ نہین اُٹھا سکتی اُنکے گناہون سے کسی چیز کو تحقیق کہ وہ جھوٹے ہین اور ہر آئینہ اٹھائینگے وہ اپنے گناہون کے
بوجھ کو اور سوا اسکے اور بوجھ گناہون کا اپنے بار گناہ کے ساتھ یہ فرماکر فرمایا کہ کچھ اور زیادہ کہون اے ابراہیم مین نے
عرض کی کہ ہان یا ابن رسول اللہ فرمایا لیحملوا اوزارهم کاملة یوم القیمة ومن اوزار الذین یضلونهم بغیر علم
الا ساء ما یزرون یعنی اٹھائینگے وہ گناہون کو اور برائیون کو اپنی تمام و کمال قیامت کے دن اور اٹھاتا ہوگا انھین
برائیان انکی جنھین بے علم کے گمراہ کرتے تھے آگاہ ہو کہ کیا برا گناہ کیا ہے انھون نے پھر فرمایا کہ آیا ابھی اور کچھ اس سے
زیادہ کہون عرض کیا مین نے کہ بہتر ہے یا ابن رسول اللہ فرمایا خدا فرماتا ہے فاولئک یبدل الله سیئاتهم حسنات و
کان الله غفورا رحیما یعنے وہ وہ گروہ ہین کہ جنکی برائیون کو خدا نیکیون کے ساتھ بدلیگا اور حق تعالی
بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے آخرت مین تبدیل فرمائیگا ہمارے شیعون کی برائیون کو نیکیون کے ساتھ اور
ہمارے دشمنون کی نیکیون کو برائیون کے ساتھ اور قسم ہے حق تعالی کے جلال کی اور اسکی ذات اقدس کی کہ یہ
اسکا عدل و انصاف ہے اور کوئی رد کرنے والا اسکی قضا کا اور پیچھے ڈالنے والا اسکے حکم کا نہین ہے اور وہ سمیع و علیم ہے
آیا نہین بیان کیا مین نے تیرے لیے امر امتزاج کو اور دونون طینتون کے بیان کو قرآن سے مین نے عرض کی کہ ہان
یا ابن رسول اللہ حدیث بڑی ہے جہان تک متعلق مقام تھی اُسے نقل کیا اور آخر مین اسکے ابراہیم سے فرمایا کہ اسے
اپنے پاس رکھ پس قسم ہے خدا کی کہ وہ عزیزترین احادیث سے ہماری ہے اور ہمارے بواطن کا راز ہے اور ہمارے خزانون کا

ملعون ہو اور باب جا اور کسیکو ہمارے راز پر مطلع نکرنا مگر مومن کامل کو اور اگر تو اسے سب سے کہیگا تو تیرے نفس و
مال و اہل و اولاد کے لیے خوف ابتلا کا ہوگا فقط اور جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ ایسے اخبار اگرچہ معنی صحیح و ظاہر
ہوتے ہیں اور از جملہ متشابہات معلوم ہوتے ہیں اور جولانگاہ شبہات اور جگہ نظر کرنے کی انکے ہیں جو اثبات جبر و
نفی اختیار کرتے ہیں واسی واسطے عوام کے لیے اس مسئلہ میں غور و فکر کرنے سے شرع انور میں وارد ہوئی ہے لیکن چونکہ
شبہوں کا دفع کرنا واجب کفائی ہے اسلیے اسکے اشکالات و جواب سے تعرض لازم ہے کیونکہ مثل جناب علم الہدیٰ
یہ کہہ دینا اچھا نہیں ہے کہ یہ حدیث منجملہ اخبار آحاد ہے طرح کرنا چاہیے جبکہ مخالف کتاب و اجماع کے ہوئے کیونکہ اصحاب
حدیث نے ایسی روایات کو کتب اصول اربعمائہ میں بکثرت ذکر کیا ہے اب مجال انکار اس سے باقی نہیں ہے بلکہ اب وہ
قریب متواترات ہے بلکہ مخالفت کتاب و اجماع کو انکی دوسری طرح دفع کرنا چاہیے لیکن غرض جناب سید مرتضیٰ
علم الہدیٰ کی ایسی روایات کے طرح کرنے سے بمقابل خصم جو ہوتے تھے وہ بہت صحیح تھے اور وہ طرح کرنا تاویل کرنے سے
[illegible] بہتر ہوتا تھا کیونکہ تاویل کا مرتبہ بعد تسلیم کرنے کے ہے اور دشمن کے استدلال مسلمات سے قوی ہوتی ہے اور
اصل عدم تاویل ہے اور چونکہ جناب علم الہدیٰ کو اکثر مقابلہ مثبتین جبر کا اور نفی کرنے والوں کا اختیار بندگان کے زیادہ
رہتا تھا اور ظاہر ہیں یہ حدیث اور امثال انکے اسکے موہم ہوتے تھیں جنکے تسلیم کرنے سے ضعف مذہب حق کا اور قوت
مذہب باطل کی ہوتی تھی لہذا انھوں نے اسوقت میں بنظر ابطال استدلال خصم بحفظ قوت مذہب حق اسکا طرح
کرنا بہتر و آسان تصور فرما کر طرح کیا مگر وہ غرض انکے زمانہ تک ہوگی اور اب بشارت بعد بہت کثرت علمائے فرقہ حقہ کی
اور انکے مصنفات و افادات کی ہو چکی اور مذہب حق مثل آفتاب روشن ظاہر ہو چکا اب ضرور نہیں ہے کہ ایسے اخبار کو
طرح کریں ورنہ مثل اسکے کہ جو ابن ادریس رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے کہ یہ حدیث متشابہ ہے ہمیں توقف چاہیے اور اسکی
حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے طرف ائمہ علیہم السلام کے کیونکہ انکے کلام کی قسمیں مثل قرآن کے ہیں یعنے محکم و متشابہ لیکن
کیونکہ اس حدیث کو ایک شیعہ پر القا فرمایا اسلیے کہ وہ شیعوں کو وہ سمجھائے اور بتائے اور اسکے معانی کا وہ اعتقاد
کریں اور بقرینہ حالیہ اور مقالیہ اسے سمجھیں پس اب متشابہ کا بھی احتمال نہیں ہوسکتا اور اسی طرح حمل کرنا اسکا
کنایہ و مجاز پر بھی اچھا نہیں ہے کیونکہ اسمیں کوئی فائدہ مفید اعتقاد نہیں ہے بلکہ پہلے کہنا یہ چاہیے کہ مسئلہ طینت
ارباب انصاف کے آگے اہل سنت کے لیے مستند اور حجت جبر نہیں ہوسکتا اسلیے کہ نہایہ ما فی الباب یہ ہے کہ طینت
داخل حقیقت بنی نوع انسان میں ہے اور مرجح انکے افعال نیک و بد کی ہے اور یہ مستلزم جبر کو نہیں ہے اور اسکا بیان یہ ہے کہ
یہ قضیہ مشہور ہے کہ ذاتیات معلل نہیں ہوتی پس بسبب اسکے کہ بدی بدوں کی جز طینت میں داخل ہوئی تو نہیں
کہہ سکتے کہ کیوں ہماری طینت کو ایسا کیا کیونکہ حقیقت شیطانیہ و یزیدیہ نہیں ہے مگر مرکب ہے طینت خبیثہ اور
آب و گل خاص سے کہ اگر طینت نہوتی تو شیطان شیطان اور یزید یزید نہوتا جیسا کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ نمک میں

کیون ہوا اور واجب واجب کیون ہوا اسی طرح نہین کہسکتے کہ فلان کی طینت ایسی کیون ہوئی اور فلان کی طینت
ایسی کیون ہوئی خالق موجد کا کام تقرر ماہیت ہی یا وجود نہ یہ کہ ذات کو ذات گردانے اور نہ اثبات ذاتیات کا
ذات کے لیے اور شاید کہ یہ قضیہ بدیہیات اور اولیات سے ہی پس اس بات مین کوئی اعتراض پروردگار عالم پر وارد
نہین ہوتا پس توہم جبر و اجبار کا بہ نسبت پروردگار بلا گنجائش نہین رکھتا اور اسی طرح یہ خیال کرنا کہ اضطرار
مخلوقات کی ذات کی طرف سے ہی دفع ہو سکتا ہی ساتھ اس بات کے کہ طینت پر مٹی کی تاثیر طبیعت کا مائل ہونا
طرف حق کے یا باطل کے ہوا اور وہ سبب موجب و علت تامہ فعل و ترک فعل کا نہین ہو سکتا پس ہرگاہ دلیل قطعی
انسان کو حد الجا کو نہین پہونچاتی تو کوئی قباحت نہ ہوگی اور موید ہوتا ہی کو قول آنحضرت کا خبر اول مین جو فرمایا ہی
ولذلک رغب قلوب الکفار پس سلب اختیار کہ مدار تکلیف و ثواب کا و بنا مطیعون کے لیے اور عذاب کا گنہگارون کے لیے
اسپر لازم نہ آئیگا اور کیونکہ اس طرح ہو جاوے حالانکہ حق تعالی نے خود حدیث قدسی مین فرمایا ہی انا اللہ عدل لا اجور و
منصف لا اظلم یعنے مین اللہ ایسا عادل ہون کہ جور نہین کرتا اور ایسا منصف ہون کہ ظلم نہین کرتا پس کیونکر ہو سکے
کہ مضطر پر جبر و تعذیب فرمائے کہ وہ ظلم واضح ہی بلکہ حق تعالی بکمال عدل و داد کی راہ سے بمجرد میل کرنے و خواہش
نفس کے برائی کے ساتھ جو بمفاد ان النفس لامارۃ بالسوء ثابت ہی مواخذہ نہین فرماتا اور اسی طرح نہایت تفضل سے
قصد حرام پر کہ باختیار بندہ ہوتا ہی مواخذہ نہین کرتا جب تک اپنے اختیار سے فعل شنیع کو عمل مین لاوے کتاب
کافی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مومن ہر آئینہ کبھی ارادہ اچھے کام کا
کرتا ہی اور اسے عمل نہین کرتا پس اسکے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور اگر عمل بھی اسپر کیا تو دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور
بدرستیکہ کبھی مومن قصد گناہ کا کرتا ہی اور اسے عمل مین نہین لاتا پس کوئی چیز اسپر نہین لکھی جاتی اور اسی کتاب مین
فضل بن عثمان سے مروی ہی کہ بندہ ارادہ عمل خیر کا کرتا ہی پس اگر اسے نکرے تو اسکے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور اگر
اسے بجا لاوے تو دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور کبھی ارادہ کرتا ہی بد کام کا پس اگر بجا نہ لاوے تو کچھ نامہ عمل مین نہین
لکھا جاتا اور اگر بجا لاوے تو سات گھنٹے اسے مہلت دیجاتی ہی اور نیکیون کا لکھنے والا فرشتہ برائیان لکھنے والے سے
فرماتا ہی کہ جلدی نکر شاید کوئی کام اچھے کامون سے ایسا کرے کہ وہ سبب محو گناہون ہو کیونکہ حق تعالی
فرماتا ہی کہ اچھے کام برے کامون کو لیجاتے ہین یا طلب مغفرت اپنے لیے کرے و حق تعالی بخشدے اسے پس
اگر کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ العزیز الحکیم الغفور الرحیم ذو الجلال والاکرام
واتوب الیہ تو گناہ اسکے ذمہ نہین لکھا جاتا اور اگر سات گھنٹے گذر گئے اور کوئی عمل خیر اس سے عمل مین نہ آیا اور
استغفار کی صاحب نیکیون کا بدی لکھنے والے سے کہتا ہی کہ اب شقی محروم پر لکھ لے پس خداوند عادل جو میل کرنے
طبیعت کے بلکہ قصد عزم گناہ پر بھی مواخذہ نہین کرتا تو کیونکر احتمال جبر و ظلم کرنے کا اسکی طرف کیا جا سکتا ہی لیکن

اگر یہ میل بھی خداوند عالم کی طرف سے آزمائش کے لیے انسان کے خمیر طینت مین داخل ہوا ہو جب بھی جبر کے لازم
آنیکا باعث نہین ہو سکتا کیونکہ گرچہ خواہش خدا نے دی تو قدرت و اختیار و عقل و فہم تو اُسنے کرامت فرمایا ہے کہ
اگر بمقتضا اسکے عمل کرے تو یقیناً اپنے تئین خواہشہائے نفسانی سے باز رکھیگا اور جب اپنی شہوتون کو توڑکر حق تعالیٰ کی
اطاعت کریگا تو مستحق ہوگا اُن درجات بلند کا جو خدا نے اپنے فرمان بردارون کے واسطے مقرر فرمائے ہین اور یہی
جگہ ہے کہ نفس کے ساتھ جو جہاد انسان کرے اسکا نام جہاد اکبر رکھا گیا ہے اور اسی سبب سے انسان جو مطیع خدا ہین
وہ فرشتون پر ترجیح رکھتے ہین کیونکہ ملائکہ کی طبیعت مین اعمال بد کی خواہش پیدا نہین کی گئی بخلاف انسان کے کہ
قوائے شہوت و غضب اُسکی خلقت مین موجود ہین پس جب اُسنے باوجود موجود ہونے اُن قوتون کے نفس و قویٰ کو
مجاہدہ کر کے مقہور کیا اور گناہون سے اپنے تئین باز رکھا تو مرتبہ اسکا فرشتون سے زیادہ بلند ہوگا پس یہ سب بندے کے
حق مین اصلح ہوگا نہ یہ کہ ظلم و قبیح ہو اور روایت علل الشرائع کی اُس بیان شافی سے جو حضرت نے فرمایا توجیہ مین امر
مشہور کے واضح ہوتا ہے کہ ثواب اعمال صالحہ او طاعات اہل خلاف کا شیعیان اہلبیت علیہم السلام کو دلا دینا منافی
عدل کے نہین ہے اور خدا ظلم کرنے والا بندون پر اپنے نہین ہے بالجملہ ادلہ یقینیہ عدل و داد پر خداوند عالم کے قائم ہین اور
تاویل کرنا آیات و روایات متشابہات کی جو موہم اسکی خلاف کو ہوتے ہین مثل تاویل کرنے روایات تشبیہ و تجسیم
خدا کے ضرور ہے نہ یہ کہ بمجرد التفات کرنے کے متشابہات کلام کی طرف کہ وہ محل امتحان ہے اور باعث اوہام و وسوسون
کی تیزی کا ہے اس عدل و عادل حقیقی مین جیسے کیسے ادلہ عقلیہ و نقلیہ واضحہ منصوصہ سے ثابت کیا ہے اختلال کو
راہ دین واللہ الموفق والمعین و ایاک نعبد و ایاک نستعین لیکن واضح ہو کہ جسقدر یہان پر بیان ہوا یہ اسکات خصم کو
اور بیان حقیقت امر کو اور دفع شبہات کو بوجہ اکمل کافی ہے کہ پھر سُننے والے کو اسکے انشاء اللہ اشتباہ نہوگا لیکن یہ تاویل
بطور تاویل متشابہات ہے اور جب اسے غیر متشابہ تسلیم کیا جائے تو پھر تاویل اسکی یہ بہتر ہے کہ کہا جائے کہ طینت کا پیدا کرنا
اور اُسکا ممزوج فرمانا صورت جبر و سلب اختیار بندگان اُسوقت ہو سکتا ہے کہ جب قبل از علم حال بندگان سے ہوا ہو اور
ہرگاہ حق تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق فرمایا تو طینت کس طرح مورث ہوگی اور بیان اسکا یہ ہے کہ حق تعالیٰ سب چیزون کو
قبل اُنکے پیدا کرنے کے ایسا جانتا تھا اور جانتا ہے کہ جیسا بعد پیدا کرنے کے جانتا ہے اور ازل مین حال مخلوقات کا
جو ابد مین ہونے والا تھا جانتا تھا کہ یہ افعال و اعمال ہر شخص سے باختیار اُسکے صادر ہونگے اسلیے موافق اپنے علم کے
اور اُنکے عمل کے جو باختیار اُنسے صادر ہونے والے تھے یہ معاملہ فرمایا یعنی کفار کو طینت خبیثہ بدبو سے پیدا کیا
اور مومن کو خوشبو اور اچھی مٹی سے بنایا جیسا کہ صدوق علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے جناب موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے
جبکہ پوچھا اُسنے معنی جناب رسالتمآب کی ارشاد کے الشقی من شقی فی بطن امہ والسعید من سعد فی بطن امہ
یعنے شقی وہ ہے جسنے اپنی مان کے پیٹ مین شقاوت و بدی کی اور نیک وہ ہے جسنے اپنی مان کے پیٹ مین نیکی کی

ماں کے پیٹ میں کوئی قادر شقاوت و سعادت پر نہیں ہے کیونکہ ماں کے پیٹ میں بچہ کہ ابھی نہ مکلف ہے نہ کچھ نیک و بد کر سکتا ہے
پھر کیونکر یہ صحیح ہو سکتا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ شقی وہ ہے کہ جسے حق تعالی اپنے علم میں جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا
جانتا ہو کہ یہ بدکاروں کے اعمال کریگا اور سعید وہ ہے جسے حق تعالی نے جانا ہو جبکہ وہ بطن مادر میں ہو یہ کہ وہ اچھے
کام کریگا سائل کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کیا معنی ہیں آنحضرت کے اس قول کے جو فرمایا ہے کہ کل میسر لما خلق له
یعنے ہر شخص کو وسعت دی گئی ہے واسطے اُس امر کے جسکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے حضرت نے فرمایا کہ حق تعالی نے
جن و انسان کو پیدا کیا ہے اِسلیے کہ خدا کی عبادت کریں اِسلیے نہیں پیدا کیا ہے کہ اُسکی نافرمانی کریں اور شاہد ہے اسپر
قول اُسکا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پس وسعت و اختیار دیا ہے سبکو اسلیے جسکے واسطے انہیں پیدا
کیا ہے پس واے ہو اُس شخص کے لیے جسنے ہدایت کے عوض میں ضلالت اور اندھے ہونے کو اختیار کیا ہو پس
اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ حق تعالی نے جسے اپنے علم کے موافق شقی جانا اُسکے دل کو اور بدن کو طینت منتنہ سے
پیدا کیا اور جسے اپنے علم کے موافق سعید و نیک جانا اُسکے بدن اور دل کو طینت خالصہ علیین سے پیدا فرمایا اور
دوسری تاویل اُسکی اِس طرح ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اخبار اہلبیت علیہم السلام کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے
کہ حق تعالی نے ارواح کو عالم ذر کے پیدا کرنے سے پہلے پیدا کیا تھا اور بعد اُسکے ایک آگ کو روشن فرمایا اور ان
ارواح کو تکلیف فرمائی کہ اُس آگ میں داخل ہوں پس اُسوقت بعض نے جلدی اور سبقت امتثال حکم خالق میں کی
اور بعض نے تاخر اختیار کیا اور فرمان الہی بجا لائے بالجملہ ایمان و کفر اسی جگہ سے پیدا ہوا لیکن یہ باختیار تھا
نہ باجبار پس جب حق تعالی نے چاہا کہ اِن روحوں کے لیے بدنوں کو بناے جنسے یہ ارواح متعلق ہوں تو
بمقابل ہر نوع کے ارواح سے مناسب اُنکی نوع بدنوں کے مقرر فرمائی مثلاً ارواح طیبہ کے لیے ابدان طیبہ
خلق فرماے اور ارواح خبیثہ کے لیے ابدان خبیثہ پیدا کیے پس جو کچھ کہ حق تعالی نے اِس بارے میں فرمایا وہ
جزا اِس تکلیف سابق کی تھی ہاں جب اِن دونوں مٹیوں کو ملایا تو اِس امتزاج و مزج نے تاثیر قبول کرنے کی
اعمال حسنہ اور اعمال قبیحہ کے پیدا کی نہ یہ کہ اِس طینت نے بداعمال اور اچھے کام کرائے اور اُسکے باعث سے
بندے باضطرار اچھے اور بُرے ہوے تاکہ عدل الہی کے خلاف نہو اور مستلزم جبر و سلب اختیار کے ہو پھر
اگر کوئی شخص کہے کہ اگر ایسا تھا تو اِسکی کیا وجہ ہے جو معصوم ع نے ابو اسحاق سے فرمایا کہ ہمارے راز پر ہر کسی کو
مطلع نکرنا مگر مومن کو اور اگر تو ایسا کریگا کہ غیر کو مطلع کرے تو تیرے نفس و مال و اہل و ولد کے لیے ابتلا کا
سبب ہوگا اور اِس تقیہ کے کیا معنی ہیں تو اُسکے جواب میں یہ کہنا ممکن ہے کہ تقیہ مخالفین سے تھا کہ جب وہ
اِس علم کو سمجھیں گے تو بقرائن جانینگے کہ جو خبر میں اہل شمال مذکور ہیں اُنسے مراد وہی ہیں اور یہ بات ایسی ہے کہ
جس سے تقیہ کرنا ضروری ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ تقیہ کے لیے بااتقا کرنے کو شیعوں پر فرمایا ہو کیونکہ جب عوام اُنکے ش

ایسے اخبار کے سُنینگے تو طرح طرح کے گناہ عمل مین لائینگے پس جو مقتضاے مزج طینتین ہی اُس سے زیادہ معاصی عمل مین لائینگے کیونکہ یہ معلوم ہوتا ہی خاص اِس روایت سے بھی کہ صغائر قلیلہ کو بھی مومن موافق اپنے مادہ و طبیعت کے کرتا ہی ولیکن گناہان کبیرہ مثل زنا و لواط وغیرہ کے پس انھین نہین کرتا مگر ہموافق مقتضاے خلط کے جو شیون مین ہوا ہی پس جب اِس حدیث پر مطلع ہونگے تو بتعمد افعال کبیرہ کو لذات دنیا کے حاصل کرنے کو عمل مین لائینگے اور یہ جانکر وبال اُخروی اُنکا دوسرے پر جائیگا جو مقتضاے طبیعت و مادہ ہی وہ بھی کرینگے اور اُس سے زیادہ جو مقتضاے خبث کے ملنے کا ہی اُسے بھی عمل مین لائینگا اور وہ متعارف گناہ ہین کہ ہر زمان مین بمقتضاے دواعی شہوات واقع ہوتے ہین لیکن جانکر کہ ہمارے واسطے کوئی ملامت و وبال نہین ہی جو چاہین وہ کرین سب کا وبال دوسرون پر جائیگا جو گناہ متعارف بجسب دواعی شہوات نہین ہی اُسے بھی عمل مین لا ئینگے جس سے اُنکی زیان کاری آخرت مین متصور ہی

اِسلیے تاکید الحکم ساتھ تقیہ کے فرمایا ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تمّ کتاب العقل والحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ وحبیبہ محمد وآلہ الطاہرین اما بعد طالبان راہ خدا اور جویندگان طریقہ ائمہ علیہم التحیۃ والثنا کو مبارک ہو کہ دیدہ والا چراغ راہ دین نجم فلک شرع مبین ہادی دارین مجموعہ ارشادات حضرت رسول الثقلین رونق محفل عظمت و برتری گل سر سبد مذہب حقہ اثنا عشری ہدایت ذخائر مسمی بہ اثارۃ البصائر و کشف السرائر مصنف ابلغ علماء الزمان المحمود بالسنۃ الاکابر والاعیان ۔ مرجع اعاظم العلماء الفحول راس فقہاء الفروع والاصول ۔ جبر العلوم العقلیہ والنقلیہ بحر الفنون الفرعیہ والاصلیہ جناب شفاء الدولہ ذکاء الملک حکیم سید افضل علیخان بہادر مدبر جنگ اس کتاب لاجواب مین اصول دین مذہب حقہ اثنا عشری کا بڑی شرح و بسط سے بیان ہے ۔ تکمیل عقائد حقہ ہر ہر فقرہ سے عیان ہے ۔ ایک مقدمہ اور پانچ باب اور ایک خاتمہ مین کل امور متعلق اصول دین کو بدلائل قاطعہ بیان فرمایا ہے ۔ اسپر بھی دیکھنے والا یہی کہیگا کہ گویا دریا کو کوزے مین سمایا ہے ۔ اس رتبہ کی کتاب جسمین سراپا براہین ساطعہ سے مطالب کو ثابت کیا ہو اگر کسی نے دیکھی ہو تو بتاوے ۔ عبارت اردو عام فہم مین اسلیے لکھا تاکہ کم استعداد ون کے بھی کام آوے ۔ شکر اللہ کہ یہ کتاب ہدایت انتساب مطبع عالی و نامور مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور لازال بالفرح والسرور واقع لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین حسب فرمائش و تعمیم جناب مصنف عالی مقام بماہ جنوری ۱۹۰۸ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۵ ہجری حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر دست آویز مشتاقان ہوئی